اس میں سے کوئی بھی موتی آپ کے دل کی دنیا بدل سکتا ہے

مجموعۂ افادات

حکیم الأمۃ مجدّد الملّۃ تھانوی رحمہ اللہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی

مُبلّغ اسلام مولانا محمد یونس پالن پوری مدظلہ العالی

ودیگر اکابرینِ اُمّت رحمہم اللہ

اِدارۂ تالیفاتِ اَشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

(061-4540513-4519240

ایک ہزار
انمول موتی

تاریخ اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ طباعت: سلامت اقبال پریس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

مجموعہ افادات

حکیم الامۃ مجدد الملۃ تھانوی رحمہ اللہ

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی

مُبلغ اسلام مولانا محمد یونس پالن پوری مدظلہ العالی

ایک ہزار انمول موتی

اس میں سے کوئی بھی

موتی آپ کے دل کی

دنیا بدل سکتا ہے

ایک ہزار انمول موتی

١

مرتب

محمد اسحٰق مُلتانی

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ

چوک فوارہ مُلتان پاکستان

(061-4540513-4519240

عرض مرتب

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

بزرگان سلف کے حالات وواقعات انسان کی اصلاح کیلئے انتہائی مفید اور مؤثر ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان سے اسلامی احکام کی عملی شکل سامنے آتی ہے اور اپنے اسلاف کا وہ مزاج ومذاق واضح ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آخری دور تک عملی طور پر نسل در نسل منتقل ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لمبی چوڑی نصیحت آموز تقریریں ایک طرف اور کسی بزرگ کا کوئی واقعہ دوسری طرف رکھا جائے تو بسا اوقات یہ واقعہ ان طویل تقریروں سے کہیں زیادہ دل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لیے ہر دور کے مصنفین نے بزرگوں کے متفرق واقعات جمع کر کے انہیں امت کیلئے محفوظ کیا۔

اللہ کے فضل وکرم سے بندہ کی زندگی اکابر علماء کی مستند کتب کی نشر واشاعت میں بسر ہو رہی ہے۔ جس کی برکت سے کچھ ورق گردانی کا موقع میسر آ جاتا ہے۔ دوران مطالعہ جو بھی ایسا واقعہ نظر سے گزرے جس میں اصلاحی پہلو ہو اسے محفوظ کرنے کا معمول ہے۔ اس طرح واقعات کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا۔ جن میں اسلامی تاریخ کے نشیب وفراز بھی ہیں اور امت مسلمہ کے عروج وزوال کی داستان بھی۔ رلانے والے پر درد سانحات بھی ہیں اور ہنسانے والے ظرائف بھی۔ ان میں فکر انگیز مضامین بھی ہیں اور علمی جواہر پارے بھی۔

بندہ کے پاس ایسے اصلاحی واقعات، امثال، لطائف اور عجیب وغریب جواہرات پر مشتمل ایک بیاض جمع ہو گئی جس کی اشاعت اس نیت سے کی جا رہی ہے کہ ان ہزار واقعات میں سے پڑھنے والے کو کسی ایک بات سے دینی فائدہ ہو جائے تو یہ بندہ کیلئے ان شاء اللہ ذخیرہ آخرت ثابت ہوگا۔

آج کی مصروف ترین زندگی میں جبکہ دینی کتب کی طرف زیادہ رجحان نہیں رہا اور الیکٹرانک میڈیا نے بھی کتب بینی کا ذوق بری طرح متاثر کر دیا ہے ایسے حالات میں ضخیم کتب

اور بے شمار رسائل سے ماخوذ یہ دلچسپ مجموعہ ان شاء اللہ قارئین کے قیمتی وقت کا بہترین مصرف ثابت ہوگا۔ عوام وخواص کی اسی مصروفیت کے پیش نظر ''محاسن اسلام'' ہمارے ادارہ سے ہر ماہ باقاعدہ (ہزاروں کی تعداد میں) شائع ہوتا ہے۔ اس میں بھی حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ مختصر اور پُر مغز بات عام فہم انداز میں پیش کی جائے۔ اور پڑھنے والے کو چند منٹوں میں علمی و عملی بات معلوم ہو جائے۔ اللہ پاک نے اپنے فضل اور اکابرین کی دعاؤں سے ''محاسن اسلام'' کو عوام وخواص میں جو مقبولیت عطا فرمائی ہے وہ یقیناً بزور بازو نیست کا مصداق ہے۔

اس مجموعہ کی ترتیب کے دوران ''محاسن اسلام'' کے سابقہ شمارے بھی سامنے رہے اور ان میں درج عبرت و نصیحت سے مزین واقعات بھی اس کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

دوران ترتیب اس بات کی پوری کوشش رہی کہ کوئی بھی واقعہ غیر مستند نہ ہو اس لیے تقریباً ہر واقعہ باحوالہ دینے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اصل کتاب دیکھی جا سکے۔ تاہم علماء کرام اور قارئین سے گذارش ہے کہ کسی بات میں سقم محسوس کریں تو مرتب کو مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درستگی کر دی جائے جو یقیناً آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہوگا۔ لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ ان واقعات میں کوئی خاص ترتیب نہیں رکھی گئی جیسے کوئی موتی سامنے آیا وہ لے لیا گیا ہے۔ موضوع کی مناسبت سے اس مجموعہ کا نام ''ایک ہزار انمول موتی'' رکھا گیا ہے۔

قارئین محترم! دوران مطالعہ یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ واقعات اصلاح و ترغیب اعمال کیلئے ہیں ان سے فقہی مسائل کا اخذ کرنا درست نہیں۔ کسی بھی اشکال کی صورت میں قریبی علماء کرام سے رجوع فرمائیں اور غیر مستند کتب اپنے اور اپنے بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں۔

آخر میں بارگاہ رب العزت میں دست بہ دعا ہوں کہ اس مجموعہ کو مرتب و قارئین کی دنیوی اصلاح واخروی فلاح کا ذریعہ بنائیں اور ہم سب کو اپنے اَسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم الی یوم الدین

والسلام محمد اسحٰق عفی عنہ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ بمطابق ستمبر 2007ء

وہ مستند کتب جن سے یہ انمول موتی چنے گئے ہیں

معارف القرآن	ماہنامہ ''البلاغ''	پراسرار بندے
تفسیر ابن کثیر	صحبت با اہل دل	200 مردان حق
بخاری شریف	جواہر پارے	شرح الصدور
مسلم شریف	بکھرے موتی	ملفوظات حکیم الامت
ترمذی شریف	جہاں دیدہ	سیر الاولیاء
مشکوۃ المصابیح	دنیا مرے آگے	اعمال قرآنی
روح المعانی	سکون قلب	طبقات
سنن کبریٰ بیہقی	مبارک مجموعہ وظائف	اسد الغابہ
معجم طبرانی	خطبات حکیم الامت	مثالی خواتین
منتخب کنز العمال	مخزن اخلاق	تاریخ دعوت وعزیمت
مصنف عبدالرزاق	مجالس حکیم الاسلام	تاریخ اندلس
معارف الحدیث	خطبات حکیم الاسلام	دوائے دل
حیاۃ الصحابہ	سیر الصحابہ	الیواقیت والجواہر
ترجمان السنۃ	مذہب وسیاست	حکایات رومی
ایک ہزار احادیث	حصن حصین	طب نبوی
شرح اسماء اللہ الحسنیٰ	مصائب اور اُنکا علاج	عمل الیوم واللیلہ
سیرۃ المصطفیٰ	کشکول	خزانہ اعمال
سفر آخرت	درس ترمذی	فتاویٰ دار العلوم دیوبند
جواہر حکمت	تذکرہ پچاس صحابہ	خطبات فقیر
اقوال زریں	اسلام اور تربیت اولاد	فضائل مسواک
ماہنامہ ''محاسن اسلام''	سیرۃ عائشہ	اصلاحی خطبات ومقالات
رسالہ جہان کتب	احیاء العلوم	اصلاحی مضامین
خزینہ		

فہرست عنوانات

اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کے فضائل اور خواص

☆......☆......☆......☆......☆

اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کے فضائل اور خواص

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو نام ہیں جس نے ان کو یاد کیا اور ان کا ورد کیا وہ جنت میں جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اللہ تعالیٰ کی عظمت کے پیش نظر اور برکت حاصل کرنے کے لئے اسمائے حسنیٰ کو ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ان کی فضیلت' خواص اور پڑھنے کا طریقہ بھی لکھ دیا ہے تا کہ پڑھنے والوں کو فائدہ تامہ حاصل ہو اور ان اسمائے مبارکہ کے یاد کرنے اور اُن کا ورد رکھنے کی تبلیغ ہو۔

ادب: بوقت تلاوت ہر قاری کو چاہیے کہ اللہ کے ناموں کے ساتھ جل جلالہ مثلاً الرحمٰن جل جلالہ پڑھے۔

فوائد و خواص

جو کوئی اس کا ورد ہمیشہ جاری رکھے گا' رب کریم اس کو دنیا و عقبیٰ کی سعادتوں سے مالا مال فرما دے گا اور جو دعا کرے گا اللہ پاک اس کو قبول کرے گا (مگر شرائط دعا کا لحاظ ضروری ہے)

جنت میں داخلہ

حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جس نے ان کو حفظ کیا اور ان کا ورد کیا وہ جنت میں جائے گا۔ جنت میں وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا سمجھنا ہماری عقلوں سے باہر ہے' خاص کر اس میں اللہ کا دیدار ہے جو کہ تمام نعمتوں سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے

ننانوے صفاتی نام اور اُنکی خاصیت

هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُو

اَلرَّحْمٰنُ

۱- الرحمٰن: بے حد رحم والا۔ یہ رحم عام ہے مومن فاسق، فاجر، کافر سب کو شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی لئے کافر یا فاسق یا فاجر کا رزق اس کی بدعملی کی وجہ سے بند نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات کافر یا فاجر کو مومن صالح سے زیادہ دیتا ہے۔

اَلرَّحِیْمُ

۲- الرحیم: انتہائی مہربانی۔ اس کا مادہ بھی رحم ہے لیکن اس اسم پاک کا تعلق محض مومنین کیساتھ ہے۔ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا اللہ پاک خاص مومنوں پر رحم کرنیوالا ہے۔ تو رحمان کا تعلق دنیا سے رہا اور رحیم کا انتہائی عقبیٰ کیساتھ، اس اسم مبارک کیساتھ اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نوازا ہے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ. مومنوں پر بہت رحم کرنیوالا مہربان اور نیز رحم کا حکم اللہ پاک نے بندوں پر بھی کیا ہے۔ فرمایا: زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تمہارے اوپر رحم کریگا۔ مومنوں کو چاہیے کہ اسماء حسنیٰ کے معانی اپنے آپ میں پیدا کریں۔

خاصیت: جو کوئی روزانہ ان دو ناموں (الرحمٰن اور الرحیم) کو سو بار پڑھے گا اللہ پاک مخلوق کو اس پر مہربان کر دے گا، غفلت اور سختی اس کے دل سے دور کر دے گا۔

اَلْمَلِكُ

۳- الملک: بادشاہ حقیقی۔ ملک وہ ذات ہے جو تمام مخلوق کی خالق و رازق ہے، مخلوق

سب اس کی محتاج ہے۔ **خاصیت**: اگر نماز فجر کے بعد بلاناغہ ۱۲۰ مرتبہ پڑھا جائے تو غناء حاصل ہوگی اور عزت میں زیادتی ہوجائے گی۔

اَلْقُدُّوْسُ

۴- القدوس: نہایت پاک۔ قدس معنی پاک کے ہیں۔ **خاصیت**: دل امراض قلب' ریا' حسد اور بغض وغیرہ سے پاک ہوجائے گا اور اگر یہ چار صفات ملا کر پڑھے تو **سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ** فرشتوں کی ایک جماعت کا ذکر بھی یہی کلمات ہیں۔

اَلسَّلَامُ

۵- السلام: ہر عیب سے سالم۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہر عیب سے سالم ہے اس کی صفات بھی ہر نقص سے پاک ہیں۔ **خاصیت**: جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد جاری رکھے گا ان شاءاللہ آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہے گا۔

اَلْمُؤْمِنُ

٦- المؤمن: امن دینے والا۔ اللہ کی ذات اپنی مخلوق کو دینوی اور اخروی تکالیف سے امن دینے والی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ پاک ایک منادی کو حکم دے گا' آواز دے دو! جس کا نام میرے کسی نبی کے نام پر ہو وہ جنت میں چلا جائے۔ لیکن جو مومن رہ جائیں گے اللہ پاک ان کو فرمائے گا میں مومن ہوں اور میں نے دنیا میں تم کو مومن بنایا' تو تم میرے حکم سے جنت میں چلے جاؤ (یا اللہ کمال ایمان کے ساتھ میدان حشر میں بھی ہمیں پیشی نصیب فرما آمین) **خاصیت**: جو کوئی اس کا ورد کریگا مخلوق اس کی تابعداری کریگی اور دشمن کے خوف سے امن میں رہیگا۔

اَلْمُهَيْمِنُ

۷- المھیمن: ہر چیز کا کمال قدرت کے ساتھ محافظ۔ ہر حیوان کی موت اور زیست کا مالک' ہر رزق کھانے والے کے رزق کا ذمہ دار یہ تینوں صفات ذات واجب

الوجود کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ **خاصیت**: جو کوئی روزانہ سو بار اس اسم مبارک کی تلاوت کرے گا قلب اس کا روشن ہو جائیگا۔ اسرار الٰہی اس پر منکشف ہو جائیں گے۔

اَلْعَـــزِیْزُ

۸- **العزیز**: بڑی عزت اور بڑی قوت کا مالک۔ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا. عزت صرف اللہ کے لئے ہے' عزیز اس کو کہا جاتا ہے جو خود کسی کا محتاج نہ ہو دوسرے اس کے محتاج ہوں۔

خاصیت: جو کوئی اس اسم پاک کی روزانہ تلاوت کم از کم سو بار کرے گا دنیا میں باعزت رہے گا کسی کا محتاج نہیں رہے گا۔

اَلْجَبَّارُ

۹- **الجبار**: بڑا زبردست' بڑی طاقت کا مالک۔ اللہ جبار ہے اور مخلوق مجبور ہے اس کی مشیت کے سامنے کسی کو لب کشائی کا حق نہیں ہے۔ جو چاہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرے اس کا حکم دیتا ہے۔ نہ کسی سے اجازت مانگنے کا محتاج ہے نہ مشورے کا۔

خاصیت: جو کوئی مسبعات عشرہ کے بعد اکیس بار پڑھے گا اللہ اس کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اللہ اس کو صاحب ثروت وجاہ کر دے گا مسبعات عشرہ یہ ہیں۔

۱- سورۃ فاتحہ (بسم اللہ اور آمین کے ساتھ) سات بار۔

۲- سورۃ الناس سات بار ۳- سورۃ فلق سات بار ۴- سورۃ اخلاص سات بار

۵- سورۃ کافرون سات بار ۶- کلمہ تمجید سات بار۔

۷- اسکے بعد عَدَدَ مَا عِلْمِ اللّٰهِ وَزِنَةَ مَا عِلْمِ اللّٰهِ وَمَلَأَ مَا عِلْمِ اللّٰهِ تین بار پڑھ لے۔

۸- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ. سات بار

۹- اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. سات بار

۱۰- اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ، اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَّلِکٌ بِرُؤفٌ رَّحِیْمٌ. سات بار

یہ دس چیزیں خضر علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر شیخ ابراہیم کو تعلیم کیں۔

اَلْمُتَکَبِّرُ

۱۰- المتکبر: بہت بزرگ تر۔ جسکے مقابلے میں تمام عالم مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

حدیث قدسی ہے کہ بڑائی میری تہبند ہے اور عظمت میری چادر ہے جو کوئی ان میں میرے ساتھ شرکت کریگا میں اس کو دوزخ میں ڈال دونگا۔ قرآن کریم میں ہے وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خاص اس کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

خاصیت: کثرت تلاوت موجب عزت وحصول جاہ ہے۔

اَلْخَالِقُ

۱۱- الخالق: پیدا کرنے والا۔

خاصیت: سات روز تک روزانہ 100 بار پڑھے تو تمام آفات سے سالم رہے۔

اَلْبَارِئُ

۱۲- الباریٔ: ایسا خالق جس کی خلقت میں کوئی نقص نہ ہو۔

خاصیت: اگر بانجھ عورت سات روز روزہ رکھے اور سادہ پانی سے روزہ کھولے اس کے بعد ۲۱ بار الباری المصور پڑھے ان شاء اللہ نرینہ اولاد اللہ تعالیٰ دے گا۔

اَلْمُصَوِّرُ

۱۳- المصور: ایسی ذات جو مخلوق کی صورتیں بناتا ہو۔

چونکہ مخلوق کی صورتیں اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں مخلوق میں سے جو تصویریں بنائے گویا وہ خالق کی خالقیت کا مقابلہ کا دعویٰ کرنے والا ہے اس لئے حدیث میں فرمایا: ”قیامت کے دن سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا“۔ **خاصیت**: اگر بانجھ عورت سات روز روزہ رکھے اور سادہ پانی

سے روزہ کھولے اسکے بعد ۲۱ بار البارئ المصور پڑھے ان شاء اللہ نرینہ اولاد اللہ تعالیٰ دے گا۔

اَلْغَفَّارُ

۱۴-الغفار: بہت زیادہ ڈھانکنے والا۔ غفار، غافر، غفور تینوں اللہ کی صفات ہیں سب کے معنی پردہ پوشی کرنا، عیوب چھپانا، گناہوں پر پردہ ڈالنا ہے لیکن غفار میں زیادہ مبالغہ ہے۔

خاصیت: جوکوئی اس اسم مبارک کا ورد کرے گا خصوصاً جمعہ کے دن تو رزق میں برکت ہوگی اور مغفرت سے نوازا جائے گا۔

اَلْقَهَّارُ

۱۵-القہار: بڑا غالب اور صاحب قدر۔ یعنی ہر چیز اس کے مقابلہ میں مغلوب اور بے بس ہو اور یہ قدرت صرف اللہ کی ذات میں ہے۔

خاصیت: اس اسم مبارکہ کے وظیفہ سے حب دنیا دل سے نکلتی ہے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے سفلی عمل کی وجہ سے اگر شوہر بیوی سے ہم بستری پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ اس مبارک اسم کو چینی کی پلیٹ پر لکھ کر مسحور کو پلایا جاوے ان شاء اللہ سحر دفع ہو جائے گا۔

اَلْوَهَّابُ

۱۶-الوھاب: ہبہ کرنے والا، بخشش کرنے والا۔

خاصیت: فجر کی نماز کے بعد اگر تین سو بار یہ اسم مبارک پڑھا جایا کرے اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے تو اللہ پاک اس شخص پر رزق کے دروازے کھول دے گا اور اگر سوا لاکھ پڑھے تو نور علی نور!

اَلرَّزَّاقُ

۱۷-الرزاق: روزی دینے والا۔ رزق جسمانی ہو جیسے کھانے کا اناج۔ گوشت وغیرہ یا روحانی ہو جیسے معارف وعلوم دینیہ۔ رزق روحانی سے روح ترقی کرتی ہے، قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ **خاصیت:** نماز فجر سے پہلے گھر کے سب گوشوں میں دس دس بار کہے اور جو گوشہ سمت قبلہ داہنی طرف ہو اُس سے شروع کرے۔ تو وسعت رزق حاصل ہو۔

اَلْفَتَّاحُ

۱۸-الفتاح: کھولنے والا۔ اللہ اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے خزانوں کو کھولنے والا ہے۔

خاصیت: فجر کی نماز کے بعد دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ کر ۷۰ بار اس اسم مبارک کو پڑھنے سے دل میں ہدایت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے۔

اَلْعَلِیْمُ

۱۹- العلیم: جاننے والا۔ علیم اس ذات کو کہا جائیگا جس کا علم ازلی و ابدی ہو۔ موجودات کے ظاہر و باطن پر حاوی ہو اس کے علم سے ذرہ برابر چیز باہر نہ ہو اور علم اس کا ذاتی ہو وہبی نہ ہو۔ جیسے انبیاءؑ کا علم۔ انبیاءؑ کا علم زیادتی قبول کرتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اور کہہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔ یہاں علم اضافے کا محتاج تھا۔ لیکن علم خداوندی ایسا نہیں تو علیم صرف اللہ کی صفت ہے۔

خاصیت: اس اسم مبارکہ کو کثرت سے ذکر کرنے سے اللہ پاک انسان پر علم و معرفت کے دروازے کھول دیتا ہے اور جو رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا پڑھے گا علم میں اضافہ پائے گا۔

اَلْقَابِضُ

۲۰- القابض: بند کرنیوالا۔ یہ قبض عام ہے، رزق کو بند کرنے والا وہی ہے اور ارواح کو قبض کرنیوالا بھی وہی ہے اور دلوں سے ایمان و عقل و ہدایت کو بھی وہی قبض کرتا ہے۔ **خاصیت**: اس اسم مبارکہ کو چالیس روز چار لقموں پر لکھ کر کھالے تو قبر کے عذاب اور فاقہ سے محفوظ رہے گا۔

اَلْبَاسِطُ

۲۱- الباسط: کھولنے والا۔ فراخ کرنے والا، رزق کو کھولنے والا۔

خاصیت: ہر نماز کے بعد بہتر (۷۲) بار پڑھنا فراخی رزق کیلئے مفید ہے۔

اَلْخَافِضُ

۲۲- الخافض: نیچے کرنیوالا۔ یعنی جس کو خدا چاہے ذلت کے گڑھے میں گرا دیتا

ہے۔کوئی اس کا یارومددگار اس کو نہیں بچا سکتا۔ **اسفل السافلین** میں جا پہنچتا ہے۔

خاصیت: جو کوئی اس اسم مبارک کو پانچ سو بار پڑھے اللہ پاک اس سے مشکلات دور فرمائے گا اور حاجتیں پوری ہو جائیں گی اور دشمن پر فتح دینا بھی اس کی خاصیت ہے۔

اَلرَّافِعُ

۲۳- الرافع: اونچا کرنے والا۔ جن کو چاہے ذلت وپستی سے تاج وتخت کا مالک بنا دے۔اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ کیوں کیا اور ان سے پوچھا جائے گا۔ بے نیاز ذات ہے۔

خاصیت: اگر ستر بار روزانہ پڑھا جائے تو دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

اَلْمُعِزُّ

۲۴- المعز: عزت دینے والا۔ یہ اسی ذات کی صفت ہے جو قدرت کاملہ کا ملک ہے۔

خاصیت: جو کوئی پیر کی رات یا جمعہ کی رات نماز مغرب کے بعد چالیس بار پڑھے گا لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت پیدا ہوگی اور معزز ہوگا۔

اَلْمُذِلُّ

۲۵- المذل: ذلیل کرنے والا۔ یہ ضد ہے عزت کی جیسے عزت دینا کسی کے بس کی نہیں اسی طرح ذلت بھی کسی کے اختیار میں نہیں' جیسا کہ آیت سابقہ سے ثابت ہے۔

خاصیت: حالت سجدہ میں ۷۵ بار پڑھنے سے حاسدین کے حسد سے محفوظ رہے گا اور اگر کثرت کے ساتھ اس کا ورد کرتا رہے تو لوگ اس کے حقوق ادا کرتے رہیں گے۔

اَلسَّمِیْعُ

۲۶- السمیع: سننے والا۔ سماع سے ماخوذ ہے۔ تو سمیع میں مبالغہ ہے اللہ سماع آلات کا محتاج نہیں' دور و نزدیک دونوں یکساں ہیں۔ آواز بلند و پست میں فرق نہیں یہاں تک کہ اگر اندھیری رات میں چیونٹی پتھر پر رینگتی ہے تو اس کے پاؤں کی آواز بھی سنتا ہے۔

خاصیت: جمعرات کے دن نماز چاشت کے بعد پچاس بار اس کا ورد دعاؤں کی قبولیت کے لئے مؤثر ہے۔

اَلْبَصِیْرُ

۲۷- البصیر: دیکھنے والا۔ ماخذ اس کا بصر ہے جس کے معنی دیکھنا ہے لیکن بصیر میں مبالغہ ہے بصیر وہ ذات ہے جو بلا آلات چھوٹے سے چھوٹا خفیہ سے خفیہ ذرے کا ذرہ روشنی میں اور اندھیرے میں یکساں دیکھتا ہے اس کے دیکھنے میں کوئی حجاب مانع نہیں ہے۔

خاصیت: نماز جمعہ کے بعد سو بار پڑھنے سے نظر میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور جمعرات کے دن فجر کی سنتوں اور فرض نماز کے درمیان پڑھنے سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔

اَلْحَکَمُ

۲۸- الحکم: حکم فیصلہ کرنے والا۔ اللہ فیصلہ کرنیوالا ہے، جو فیصلہ اللہ نے حق و باطل، حلال وحرام وغیرہ کے درمیان کیا ہے وہ اٹل ہے اس میں تغیر وتبدل کا حق کسی کو نہیں۔ اس طرح میدان حشر میں بھی فیصلے کا حق صرف اس کو حاصل ہے۔ **خاصیت**: اخیر شب کثرت کے ساتھ اس اسم مبارک کے وظیفہ سے قلب میں اسرار الٰہی نمودار ہوتے ہیں کم از کم ۹۹ بار پڑھے۔

اَلْعَدْلُ

۲۹- العدل: انصاف کرنے والا۔ عدل مصدر ہے۔ اس میں بہ نسبت عادل کے مبالغہ ہے۔ یعنی محض عدل جس میں ناانصافی کا تصور محال ہو تو یہ عدل صرف خداوند کریم کے لئے خاص ہے۔ **خاصیت**: جو کوئی اس اسم مبارک کو شب جمعہ یا یوم الجمعہ روٹی کے بیس ٹکڑوں پر لکھ کر کھالے اللہ پاک مخلوق کو اس کا مسخر فرمائے گا۔

اَللَّطِیْفُ

۳۰- اللطیف: لطف سے ماخوذ ہے بمعنی مہربان کے۔ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعَبَادِہٖ. اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بمعنی باریک بین کے بھی آتا ہے۔

خاصیت: رزق میں تنگی ہو یا بچی کے نکاح کے لئے صحیح رشتہ نہ آتا ہو یا بیمار ہو مگر اس کا غمگسار نہ ہو تو مسنون طریقے سے وضو بنائے اور دو رکعت نفل پڑھے عجز وانکسار کے ساتھ سو بار اس اسم مبارک کو پڑھ لے ان شاء اللہ کامیابی ہو جائے گی۔

اَلْخَبِيْرُ

۳۱- الخبیر: ہر چیز سے باخبر۔ یعنی جو چیز ظاہر ہو یا پوشیدہ جیسا کہ دل کے راز۔ اللہ انسان کا بھی خالق ہے اور اس کے پوشیدہ رازوں کا بھی خالق اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہوتا۔

خاصیت: اس اسم مبارک کے ورد کی بدولت اگر کسی موذی مرض یا مفسد آدمی کے شر میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے گا۔

اَلْحَلِيْمُ

۳۲- الحلیم: بردبار۔ یعنی لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوری سزا نہیں دیتا بلکہ ایک وقت معین کے لئے ان کو ڈھیل دیتا ہے۔ **خاصیت**: اگر کوئی آفیسر یا امیر آدمی اس اسم مبارک کا ورد کرتا رہے تو اس کی عزت و وقار برقرار رہے گا' نیز پانی پر پڑھ کر کھیت میں چھینک دے تو فصل آفت سے محفوظ رہے گی۔

اَلْعَظِيْمُ

۳۳- العظیم: بہت بڑا۔ اللہ کی عظمت وفہم انسان سے بالاتر ہے۔ وراء الوریٰ ہے۔ بموجب حدیث قدسی عظمت اللہ کی تہبند ہے اور ایک تہبند میں دو انسان نہیں آ سکتے تو اللہ کے ساتھ کوئی کیسے اس میں آ سکتا ہے۔ بندے کی صفت عجز وانکسار ہے اور اسی میں اس کے لئے وقار ہے۔ **خاصیت**: اس اسم پاک کو بلا ناغہ روزانہ کم از کم سو بار پڑھنے سے انسان لوگوں کی نظر میں باعظمت ہو جاتا ہے۔

اَلْغَفُوْرُ

۳۴- الغفور: بہت بخشنے والا۔

؎ بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ   گر کافر و گبر و بت پرست بازآ

اے میرے بندے گناہ سے باز آ جا' جو کچھ کیا باز آ جا۔ خدمت کر میرا در بار محرومی کا در بار نہیں' میں تو غفور ہوں تو میرا بندہ ہے۔

خاصیت: تعویذ بنا کر بخار والے کو باندھ دو بخار اتر جائے گا۔

اَلشَّكُوْرُ

۳۵- الشکور: بہت بڑا قدردان۔ موجودہ نعمتوں پر شکر کرنے سے زیادہ نعمتوں کا بخشنے والا۔ (شکر موجودہ نعمتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور غیر موجودہ کو کھینچ لیتا ہے)

جنتی جنت میں کہیں گے "ساری تعریف اس ذات کیلئے ہے جس نے ہم سے رنج و غم دور کیا، واقعی ہمارا رب بہت مغفرت کرنے والا اور بڑا قدردان ہے" (القرآن)

خاصیت: جس کو معاشی تنگی ہو تو چاہیے کہ اس اسم مبارک کا ورد کرے اور اگر ضعف بصر ہو تو اس اسم مبارک کو اکتالیس بار پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اس پانی کو آنکھ پر ملتا رہے انشاء اللہ شفا ہو گی۔

اَلْعَلِیُّ

۳۶- العلی: بہت بلند مرتبے والا۔ **وھو العلی العظیم**۔ اللہ بہت بلند مرتبے والا ہے اور بہت باعظمت ہے۔ اس کے علو اور عظمت کا اندازہ عقل کے احاطے میں نہیں آ سکتا۔

خاصیت: اگر مسافر اس کا تعویذ بنا کر پاس رکھے گا تو جلد اقارب سے مل جائے گا۔ اگر محتاج اپنے پاس رکھے گا تو غنی ہو جائے گا۔

اَلْکَبِیْرُ

۳۷- الکبیر: بہت بڑا۔ اللہ سب سے بڑا ہے کہ کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں۔

خاصیت: اگر کوئی اپنے عہدہ سے معذول ہو گیا ہو تو سات روز متواتر اس اسم کو ہزار بار روزانہ پڑھ لیا کرے ان شاء اللہ اپنے مقام پر واپس چلا جائے گا اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو تو کسی چیز پر دم کر کے کھلا دی جائے ان شاء اللہ شیر و شکر ہو جائیں گے۔

اَلْحَفِیْظُ

۳۸- الحفیظ: بہت نگہداشت کرنے والا۔ اللہ کی حفاظت ہر آن میں، ہر زمان میں، ہر مکان میں، ہر چیز پر حاوی ہے اس کی حفاظت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

خاصیت: اس اسم مبارک کے ورد سے انسان ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے اگر تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے یا بازو پر باندھ لے تو جنات اور جادو کے اثر سے مامون رہتا ہے۔

اَلْمُقِیْتُ

۳۹- المقیت: قوت سے ہے یعنی رزق دینے والا۔ اور یہ رزق روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی۔ پتھر کے اندر کیڑے کے منہ میں برگ سبز بلا شگاف پہنچاتا ہے اور روحانی قوت اللہ والوں کے دلوں میں۔ **خاصیت**: اگر بچہ بدخوئی کرتا ہو یا روتا ہو تو سات بار آبخورہ پر دم کر کے اس کو پلایا جاوے۔ ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

اَلْحَسِیْبُ

۴۰- الحسیب: حساب کرنے والا۔ قیامت کے دن اللہ پاک بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا' مومن کو جنت از روئے فضل اور کافر کو دوزخ از روئے عدل دے گا۔

خاصیت: جس کو مصیبت یا غم پیش آ جائے چاہیے کہ پانچ سو بار حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کو کثرت سے پڑھے۔ ظالم سے نجات پانے کے لئے اکسیر ہے اگر دشمن و چور وغیرہ کا خطرہ ہو تو آٹھ روز متواتر حَسْبِیَ اللّٰهُ الْحَسِیْبُ کا وظیفہ پڑھے ابتداء جمعرات کے دن سے ہو کم از کم تین سو بار روزانہ پڑھے۔

اَلْجَلِیْلُ

۴۱- الجلیل: بہت بڑا قدر والا۔ جلیل اسی ذات کو کہا جاتا ہے جس کی شان بہت اونچی ہو اس کا حکم تمام مخلوق پر غالب ہو۔ **خاصیت**: زعفران سے لکھ کر تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھ لے یا کثرت کے ساتھ تلاوت کرتا رہے اللہ پاک مخلوق کے دلوں میں اس کی قدر و منزلت پیدا فرماوے گا۔

اَلْكَرِیْمُ

۴۲- الکریم: بلا حساب دینے والا۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب   گبرو ترسا وظیفہ خور داری

اے کریم ذات جب کہ غیب کے خزانوں سے آتش پرست اور عیسائیوں کو رزق دیتے ہو۔

؎ دوستاں را کجا کنی محروم   تو کہ با دشمناں نظر داری

مسلمانوں کو کیسے محروم کرو گے جب کہ کافروں پر دنیا میں نظر کرم رکھتے ہو باوجود کفر کے انکے رزق کو

بند نہیں کرتے۔ **خاصیت:** جو کوئی بستر پر لیٹ کر اس اسم کو پڑھتا رہے یہاں تک کہ اس حالت میں سو جائے تو فرشتے اس کیلئے یہی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اکرمک اللہ (اللہ تجھے مکرم ومعزز کرے)

اَلرَّقِيبُ

۴۳ - **الرقیب:** بہت زیادہ حفاظت کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ رقیب ہیں اللہ کا علم ہر بات پر محیط ہے۔ ویسے ہی اس کی حفاظت ہر چیز پر حاوی ہے۔ **خاصیت:** اس کے ورد سے مال اور اولاد محفوظ رہتے ہیں اگر حمل گرنے کا خطرہ ہو تو عورت اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اس اسم مبارک کو سات بار پڑھے ان شاء اللہ حمل گرنے سے محفوظ رہے گا۔

اَلْمُجِيبُ

۴۴ - **المجیب:** قبول کرنے والا' جواب دینے والا۔ **خاصیت:** جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد کثرت کیساتھ کرتا ہے اس کی دعاؤں کو اللہ پاک قبولیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔

اَلْوَاسِعُ

۴۵ - **الواسع:** بہت زیادہ فراخ۔ اللہ ہر چیز سے فراخ ہے بہ اعتبار مغفرت ہر ایک کے لئے فراخ ہے۔ **خاصیت:** اس اسم مبارک کی کثرت ورد سے وسعت علم اور وسعت رزق وسعت صدر وغنا ظاہری و باطنی نصیب ہوتا ہے۔

اَلْحَكِيمُ

۴۶ - **الحکیم:** بہت اچھا جاننے والا یا حکمت والا' استحکام والا۔ **خاصیت:** جو کوئی اس اسم مبارک کا زیادہ ورد کرے گا اللہ اس پر حکمت کے دروازے کھول دے گا۔

اَلْوَدُودُ

۴۷ - **الودود:** ود سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں محبت۔ اللہ مومنوں کے ساتھ محبت کرتا ہے قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ (ایمان والے اللہ کے ساتھ نہایت محبت کرتے ہیں)

خاصیت: اگر یومیہ ایک ہزار بار پڑھا جائے تو اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے گی

اگر کھانے کی چیز پر دم کر کے بیوی کو کھلا دے تو شوہر کے ساتھ انتہائی محبت پیدا ہو جائے گی۔

اَلْمَجِیْدُ

۴۸- **المجید**: انتہا درجہ با عظمت۔ اللہ اس درجہ کا مالک ہے کہ مخلوق اس کا تصور نہیں کر سکتی۔ اللہ پاک اپنی ذات میں بھی بزرگ و برتر ہے اور صفات میں بھی۔

خاصیت: برص' آتشک' سوزاک وغیرہ موذی امراض میں اگر کوئی مبتلا ہو تو ایام بیض ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کے روزے رکھے' افطار سے قبل اس اسم پاک کو کثرت سے پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لے ان شاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

اَلْبَاعِثُ

۴۹-**الباعث**: بھیجنے والا۔ جیسا کہ انبیاء عظام کو مخلوق کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

خاصیت: جو کوئی چاہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے اور انوار الٰہی کا محل بن جائے تو سوتے وقت سیدھا ہاتھ سینہ پر رکھ کر ۱۰۱ بار اس اسم مبارک کو پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ اس کا دل زندہ ہو جائیگا۔

اَلشَّهِیْدُ

۵۰- **الشہید**: شہید۔ بمعنی شاہد کے بھی آتا ہے۔ **خاصیت**: اولاد یا بیوی اگر نافرمان ہو ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر ایک ہزار بار اس اسم پاک کو پڑھے اور ان پر دم کرے انشاء اللہ سب فرمانبردار ہو جائیں گے۔

اَلْحَقُّ

۵۱-**الحق**: بذات خود ثابت' شہنشاہیت کا واحد مالک۔

خاصیت: تکالیف کے رفع کے لئے اس اسم مبارک کو مربع کاغذ کے چار کونوں پر لکھے اور بوقت صبح صادق ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگے' اللہ تکالیف کو رفع کرے گا اور اگر روزانہ سو بار لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن. کو انسان اپنا وظیفہ بنالے تو اللہ پاک اس کو غنی بنادے گا اور اگر کوئی ناحق قید کیا گیا ہو تو آدھی رات کے وقت سر ننگا کر کے عاجزی کے ساتھ ایک سو آٹھ بار ان کلمات مبارکہ کو پڑھ کر دعا مانگے۔ ان شاء اللہ قید سے رہائی پائے گا۔

اَلْوَكِيْلُ

۵۲- الوکیل: کارساز۔ کارساز اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے کاموں کو بنا رہے ہیں وہی کارساز حقیقی ہیں۔ ؎ کارساز مابساز کارما فکر مادر کارما آزارما
ہمارے کام کو بنانے والا ہمارے کام کو بناتا ہے۔ تو ہماری فکر اپنے کاموں کیلئے بیکار ہے۔ وَهُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. وہی اچھا مولی اور اچھا وکیل ہے۔ **خاصیت:** جو کوئی اس اسم مبارک کو کثرت سے ورد کرے گا اللہ پاک غیب سے اس کی ضرورت پوری فرمائے گا۔

اَلْقَوِيُّ

۵۳- القوی: بڑی قوت والا۔
یہ صفت صرف اللہ میں موجود ہے باقی کائنات ضعیف اور محتاج ہے۔

اَلْمَتِيْنُ

۵۴- المتین: شدت قوت کا مالک۔ یہ بھی اللہ پاک کی خاص صفت ہے کامل القوت جامع القدرت اللہ پاک ہیں۔ بندہ بہت کمزور اور ضعیف ہے۔ اللہ قوت والے مضبوط ہیں۔
خاصیت: دودھ نہ اترتا ہو یا کم ہو دھو کر پلا دیا جائے ان شاء اللہ دودھ ہو جائے گا۔

اَلْوَلِيُّ

۵۵- الولی: دوست۔ اللہ پاک مومنوں کے دوست ہیں اللہ مومنوں کے دوست ہیں کارساز ہیں۔ **خاصیت:** جو شوہر بیوی سے خوش نہ ہو اس اسم مبارک کو اس کے سامنے جاتے ہوئے پڑھ لیا کرے۔ ان شاء اللہ نیک خلق و خصلت ہو جائے گی۔

اَلْحَمِيْدُ

۵۶- الحمید: ہر حمد کا مستحق۔ ہر حمد کا مستحق وہ ہوگا جو تمام صفات کاملہ سے موصوف ہو اور تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہو اور یہ صفت صرف ذات باری تعالیٰ میں پائی جاتی ہے۔ ہر حمد صرف اللہ کے لئے ہی ہے جو رب العالمین ہیں۔ **خاصیت:** کوئی بھی اگر ۴۵ روز تک بلا ناغہ ۹۳ بار خلوت میں بیٹھ کر پڑھے گا انشاء اللہ اخلاق حمیدہ کا مالک بن جائے گا۔

اَلْمُحْصِیُ

۵۷-المحصی: ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرنے والا۔
خاصیت: جو کوئی اس نام نامی کا کثرت سے ورد کرے غلطی سے محفوظ رہے گا اور اگر شب جمعہ ایک ہزار بار پڑھے گا عذاب قبر اور حشر میں حساب کی سختی سے محفوظ رہے گا۔

اَلْمُبْدِئُ

۵۸-المبدیٔ: پہلی بار پیدا کرنیوالا۔ اور یہ صفت صرف اللہ ہی کے لئے ہے کیونکہ مخلوق کی ایجاد اسی نے کی انسان ایک شئی غیر مذکور تھا اللہ نے اس کو وجود بخشا اور سمیع اور بصیر بنایا۔

اَلْمُعِیْدُ

۵۹-المعید: فنا کے بعد اٹھانے والا۔ اللہ پاک دوبارہ پیدا کرنے والا ہے۔ وہی ذات اول بار پیدا کرنے والی ہے اور وہی ذات مرنے کے بعد پھر لوٹانے والی ہے تو یہ کام اور کسی کے بس کا نہیں ہے۔ خاصیت: اگر حاملہ عورت کے پیٹ پر صبح صادق کے وقت سیدھا ہاتھ رکھ کر ننانوے بار پڑھا جائے تو حمل ضائع نہ ہو گا لیکن اجنبی کا ہاتھ نہیں اپنے شوہر کا اور جو المعید کا ورد کثرت سے کرے گا بھولی ہوئی باتیں یاد آ جائیں گی۔

اَلْمُحْیِیْ

۶۰-المحیی: ہر چیز کو زندہ کرنے والا۔

اَلْمُمِیْتُ

۶۱-الممیت: ہر زندہ کو مارنے والا۔ خاصیت: ان دونوں ناموں (المحیی اور الممیت) کو نواسی بار پڑھ کر اپنے جسم پر دم کیا کرے ان شاء اللہ قید اور ہر تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ اور الممیت کو اگر کثرت سے پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ بری عادتوں سے چھٹکارا پائے گا۔

اَلْحَیُّ

۶۲-الحی: کامل حیات والا۔ کامل حیات وہ ہے جس کے پیچھے موت کا خطرہ نہ ہو۔

ازلی ہو ابدی ہو فنا اس کے لئے محال ہو ہر چیز کے لئے فنا ہے بغیر ذات واجب الوجود کے تو کامل حیات صرف اللہ کیلئے ہے۔ **خاصیت**: اگر بیمار اس اسم مبارک کو حالت مرض میں پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ مرض سے نجات پائیگا۔

اَلْقَیُّوْمُ

٦٣ - **القیوم**: وہ ذات جو خود قائم ہو اور قائم رکھنے والی ہو۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی ہوتی تھی تو **یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ** پڑھا کرتے تھے۔ منقول ہے کہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام جب بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے دریائے نیل کے کنارے پر پہنچے تو قوم نے عرض کیا کہ فرعون بمعہ لشکر پیچھے سے آرہا ہے دریا پار کرنے کے لئے تجویز کریں تو جواب میں فرمایا کہ پڑھو **اھیا اشر اھیا** یہ عبرانی زبان ہے اس کے معنی عربی میں **یاحیی یا قیوم** ہے یہی اسم اعظم ہے۔ **خاصیت**: جو کوئی دریا میں غرق ہونے کا خطرہ محسوس کرے اسے چاہیے کہ اس اسم اعظم کا ورد کرے انشاءاللہ غرق ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔

اَلْوَاجِدُ

٦٤ - **الواجد**: غنی ذات۔ اللہ پاک غنی ہے کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں اور مخلوق سب اس کی محتاج ہے۔ **خاصیت**: جو کوئی کھانے کے لقمہ پر اس اسم مبارک کو پڑھ کر دم کرے گا اللہ اس کے دل کو قوت عنایت فرمائے گا۔

اَلْمَاجِدُ

٦٥ - **الماجد**: مجد سے ہے یعنی انتہا درجہ کی عظمت اور شرف والا۔ یہ صفت صرف اسی ذات بابرکات کے لئے ہے وہ اپنی بزرگی میں یکتا ہے تمام مخلوق سے بزرگی میں بالاتر ہے۔ شرف میں بے نظیر ہے۔ **ان العزة لله جمیعا** بے شک ساری عزت صرف اللہ کیلئے ہے۔ **خاصیت**: جو کوئی اس اسم پاک کا کثرت سے ذکر کرے گا اللہ اس کے قلب کو قوت اور نورانیت بخشے گا۔

اَلْوَاحِدُ

٦٦ - **الواحد**: وحدت یگانگی۔ بے شک اللہ واحد ہے اور اس کی وحدت ذاتی ہے نہ ذات میں

اس کا ثانی ہے نہ صفات میں اور یہی عقیدہ اساس ایمان ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ سے ایک دہری نے سوال کیا کہ بتاؤ اللہ سے پہلے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کیا تجھے گنتی آتی ہے؟ کہا ہاں! فرمایا گنو! اس نے کہا ایک، دو، تین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک سے پہلے کیا ہے؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں تو فرمایا کہ خدا بھی ایک تو ایک سے پہلے کیا ہوگا۔ **خاصیت**: جس شخص کی اولاد نہ ہوتی ہو اس اسم اعظم کو تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھے ان شاء اللہ صالح اولاد کا باپ بن جائے گا۔

اَلْاَحَدُ

۶۷ - الاحد: واحد اور احد باعتبار لفظی معنی کے ایک ہیں۔ لفظ احد صرف اللہ پاک کیلئے استعمال ہوسکتا ہے۔ **قل هو الله احد**۔ کہو اللہ ایک ہے۔

خاصیت: اسی اسم مبارک کے عدد سے توحید میں پختگی اور دل میں انوار پیدا ہوتے ہیں۔

اَلصَّمَدُ

۶۸ - الصمد: بے پرواہ۔ وہ کسی کا محتاج نہیں البتہ تمام کائنات اس کی محتاج ہے۔ جس کا کام سب کے بغیر چلے اور اس کے بغیر کسی کا کام نہ چلے۔ **خاصیت**: آخر شب میں ۱۲۵ بار پڑھے تو آثار صدق وصدیقیت کے ظاہر ہوں اور جب تک اس کا ذکر کرتا رہے بھوک کا اثر نہ ہو۔

اَلْقَادِرُ

۶۹ - القادر: قدرت والا۔ قادر وہ ذات ہے جس کا حکم بغیر کسی رکاوٹ اور امداد کے جاری ہو سکے اور کوئی اس کو در نہ کر سکے اللہ قادر ہے۔ **خاصیت**: جو کوئی دو رکعت نفل پڑھ کر سو بار القادر پڑھے گا دشمن اس پر نقصان پہنچانے کی قدرت نہ پائے گا اور اگر کوئی مشکل کام پیش آ جائے تو ہر نماز کے بعد اکتالیس بار پڑھنے سے حل ہو جائے گا۔

اَلْمُقْتَدِرُ

۷۰ - المقتدر: زیادہ قدرت والا۔ اس میں بہ نسبت القادر کے مبالغہ ہے۔

خاصیت: جو کوئی سوتے سے اٹھ کر اس اسم مبارک کو کثرت سے پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی تدبیر آسان فرما دے گا اور دل سے غفلت دور ہو جائے گی۔

اَلْمُقَدِّمُ

۷۱- المقدم: آگے کرنے والا۔ یعنی بعض چیزوں کو بعض پر مقدم کرے جیسے اولیاء کو عوام الناس پر یا علماء کو عوام پر۔ **خاصیت**: میدان جنگ میں اگر کثرت سے اس کا ورد کیا جائے تو اللہ پاک اس کو قوت عطا فرمائے گا اور دشمن پر غالب آ جائے گا۔

اَلْمُؤَخِّرُ

۷۲- المؤخر: پیچھے کرنے والا۔ اللہ پاک اپنے نافرمانوں کو فرمانبرداروں سے پیچھے کر دے گا۔ **خاصیت**: جو کوئی اس اسم پاک کا کثرت سے ورد کرے گا اللہ پاک اس کو گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے گا۔

اَلْاَوَّلُ

۷۳- الاول: سب سے پہلے۔ اللہ پاک ہر چیز سے اول ہیں نہ زمین تھی نہ آسمان نہ آدم تھا نہ ملک۔ فرمایا: میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے ارادہ کیا کہ پہچانا جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا۔ تو وہی اول ہیں باقی سب پیچھے۔ **خاصیت**: یوم الجمعہ اگر مسافر ایک ہزار بار اس اسم مبارک کا ورد کرے اللہ پاک اس کو گھر جلد پہنچا دے گا اگر لڑکا پیدا نہ ہوتا ہو تو چالیس روز متواتر روزانہ چالیس بار پڑھے ان شاء اللہ مطلب پورا ہو جائے گا۔

اَلْاٰخِرُ

۷۴- الاخر: سب سے پیچھے۔ **خاصیت**: جو کوئی اس اسم مکرم کو روزانہ ایک ہزار بار ورد کرے گا غیر اللہ کی محبت اس کے دل سے نکل جائے گی۔

اَلظَّاهِرُ

۷۵- الظاہر: اللہ ظاہر ہے۔ یعنی نشانیوں سے اگر عقل سلیم کا مالک غور سے سوچے تو اللہ کی ذات میں کوئی خفا نہیں روز روشن سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے۔ **خاصیت**: جو شخص اس اسم مبارک کو نماز اشراق کے بعد تلاوت کرے گا اللہ اس کے قلب کو نور ایمان سے منور کرے گا۔

اَلْبَاطِنُ

۷۶-الباطن: پوشیدہ۔ اللہ انسان کے وہم وخیال سے پوشیدہ ہے۔ آنکھیں ان کو نہیں دیکھ سکتی ہیں اس لئے وہ باطن ہیں۔ **خاصیت**: جوکوئی دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس آیت کا وظیفہ کرے

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَىءٍ عَلِيمٌ

اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمادے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جس دل میں وساوس شیطانی اور خیالات فاسدہ ہوں وہ اس آیت کریمہ کا ورد کیا کرے۔ ان شاء اللہ وساوس اور خیالات فاسدہ سب ختم ہو جائیں گے۔

اَلْوَالِیُ

۷۷-الوالی: کارساز و مالک۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے امور کا کارساز ہے۔

خاصیت: جوکوئی اس اسم مبارک کا ورد کثرت سے کرے گا حوادث مثلاً غرق و حرق وغیرہ سے محفوظ رہے۔

اَلْمُتَعَالِیُ

۷۸-المتعالی: بہت عالی مرتبت: یعنی علو مرتبت میں یکتا ہے۔ **خاصیت**: اگر حائضہ عورت اس اسم مبارک کا ورد کرے گی تو حیض کی تکلیف سے محفوظ رہے گی۔

اَلْبَرُّ

۷۹-البر: نیکی کرنیوالا۔ اللہ اپنی مخلوق کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ **خاصیت**: محب دنیا کو دل سے نکالنے کے لئے اس اسم مبارک کی تلاوت بہت مفید ہے۔

اَلتَّوَّابُ

۸۰-التواب: بار بار توبہ قبول کرنے والا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ میری طرف لوٹتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر سوال کرتا ہے تو مجھے حیا آتی ہے کہ اس کو خالی واپس کروں پس انسان کو چاہیے کہ اللہ پاک سے حیا کرے۔ **خاصیت**: جوکوئی نماز چاشت کے بعد ۳۶۰ بار پڑھے گا اللہ پاک اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا اور اگر اس سے بھی زیادہ بار پڑھے گا تو اللہ

پاک اس کے ہر کام کو درست فرمائے گا اور طاعت الٰہی میں سکون نصیب ہو جائے گا۔

اَلْمُنْتَقِمُ

۸۱- المنتقم: سزا دینے والا۔ اللہ پاک نافرمانوں کے لئے منتقم ہے۔ **خاصیت**: جو کوئی اپنے دشمن سے تنگ آ جائے اور دفعیہ کی طاقت نہ ہو تو تین جمعے تک اس اسم مبارک کا ورد رکھے یا تو اللہ انہیں اس کا دوست بنا دے گا یا خود ان سے انتقام لے لے گا۔

اَلْعَفُوُّ

۸۲- العفو: درگزر کرنے والا۔ اللہ پاک عفو ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ فرمایا **اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِی** اے اللہ تو عفو ہے عفو کو پسند کرتا ہے مجھے معاف کر دے۔

خاصیت: جو کوئی اس اسم مبارکہ کا ورد زیادہ کرے گا اللہ پاک اسکے گناہوں کو معاف کر دیگا۔

اَلرَّؤُفُ

۸۳- الرؤف: مہربان۔ اللہ پاک رؤف ہیں اس میں بہ نسبت رحیم کے مبالغہ ہے۔ اللہ پاک بے حد مہربان ہیں بندوں پر بلا استحقاق ہر قسم کی نعمتوں سے سب کو نوازتا ہے نہ اس کے خیر کا محتاج نہ ضرر سے ترساں اور پھر ہر کس و ناکس پر بے حد مہربان۔ **خاصیت**: جو کوئی اس اسم مکرم کی کثرت سے تلاوت کرے گا اللہ کی مخلوق اس پر مہربان ہو گی اور اگر حالت غصہ میں دس بار درود شریف پڑھ کر دس بار اس کو پڑھے گا غصہ ختم ہو جائے گا۔

مَالِكُ الْمُلْكِ

۸۴- مالک الملک: سارے جہان کا بادشاہ۔ اللہ پاک مالک حقیقی ہے اس لئے اس کی مالکیت دائمی ہے۔ لازوال ہے حقیقت میں کوئی اور بادشاہ نہیں اگر ظاہری طور پر ہے تو عارضی ہے دائمی نہیں۔ خاصیت: یہ وظیفہ پڑھنے سے انسان غنی ہو جاتا ہے۔

ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

۸۵- ذوالجلال والاکرام: بزرگی اور بخشش والا۔ بزرگ وہ ہوتا ہے جو کسی کا

محتاج نہ ہو اور یہ صفت بغیر ذات اقدس کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔ **خاصیت**: جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد کثرت سے کرے گا اس کو عزت اور بزرگی نصیب ہو جائے گی۔

اَلْمُقْسِطُ

۸۶-المقسط: عدل کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لے گا قیامت کا دن عدل کا دن ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا فیصلہ اسی دن ہوگا۔ مظلوم بکری کا بدلہ ظالم بکری سے لیا جائے گا۔ کتنی شرم کی بات ہوگی اس وقت کہ مالک زنجیروں سے جکڑا ہوا ہو اور ملازم خادم آزاد ہو۔

خاصیت: جو کوئی اس اسم مبارک پر مداومت کرے گا شیطانی وساوس سے محفوظ رہے گا اور سات سو بار تلاوت کرے گا تو اللہ پاک سے اپنا جائز مقصود حاصل کر لے گا۔

اَلْجَامِعُ

۸۷-الجامع: جمع کرنے والا۔ اللہ پاک منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرے گا اور اللہ نے روح کو جسد کے ساتھ جمع کیا ہے۔ جو کوئی اس اسم پر مداومت کرے گا اپنے احباب کے ساتھ جمع رہے گا اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ دعا پڑھے ان شاء اللہ مل جائے گی۔

اَلْغَنِیُّ

۸۸-الغنی: ہر چیز سے بے پرواہ۔ اللہ غنی مطلق ہے **الله الغنی وانتم الفقراء**۔ اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ **خاصیت**: جو کوئی کسی درد میں مبتلا ہو تو اس اسم مبارک کو پڑھ کر اس جگہ پر دم کرے ان شاء اللہ شفا ہو جائے گی اور جو کوئی ستر بار ہر روز تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت ڈالے گا۔

اَلْمُغْنِیُ

۸۹-المغنی: غنی بنانے والا۔ اللہ وہ غنی ذات ہے کہ جس کو چاہے اس کو غنی بنا دے انسان کا فقر ذاتی ہے غنا عارضی ہے۔ دنیا میں خالی ہاتھ ننگا بدن آتا ہے اور پھر دنیا سے خالی ہاتھ صرف کفن میں وہ بھی اگر نصیب ہو تو قبر میں چلا جاتا ہے تو درمیان میں عاری غنا کا کیا اعتبار۔ **خاصیت**: اگر روزانہ ایک ہزار بار تلاوت کرتا رہے تو مخلوق سے بے نیاز رہے گا

اور اگر یومیہ گیارہ سو بار یاغنی پڑھے گا اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے تو غنی ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو جائے گا اور بہتر وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک خواہ نماز فجر سے پہلے ہو یا بعد اور عشاء کی نماز کے بعد ہے۔

اَلْمَانِعُ

۹۰- المانع: منع کرنے والا۔ اللہ مانع ہے اس لئے ممنوعات شرعیہ سے اس نے اپنے بندوں کو منع فرمایا۔ یا اللہ جسے تو دے اسے کوئی رد نہیں کر سکتا اور جس کو تو نہ دے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی کی کوشش تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔

خاصیت: اس اسم مبارک کی کثرت سے تلاوت کرنیوالے سے اللہ پاک شر دفع کر دیگا اور صبح اور شام جو اس کی تلاوت کرے گا تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

اَلضَّارُّ

۹۱- الضار: ضرر پہنچانے والا۔ اگر تمام عالم کسی کو ضرر پہنچانا چاہے مگر اللہ نہ چاہے تو نہیں پہنچا سکتا۔ قرۃ العین کو فرمایا کہ اے فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! اپنے نفس کو آگ سے بچاؤ میں تیرے لئے کسی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ **خاصیت**: جو کوئی شب جمعہ سو بار اس اسم کا وظیفہ کرے گا اسے قرب الٰہی حاصل ہو جائیگا اور آفات سے محفوظ رہے گا۔

اَلنَّافِعُ

۹۲- النافع: نفع پہنچانے والا۔ نفع و نقصان صرف اسی ذات پاک کے اختیار میں ہے۔ نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ **خاصیت**: جو کوئی کشتی میں سوار ہو کر اس اسم مبارک کا ورد کرتا رہے غرق ہونے سے محفوظ رہے گا اور اگر کام شروع کرنے سے پہلے النافع کو اکتالیس بار پڑھے کام حسب منشاء انجام پائے گا۔

اَلنُّوْرُ

۹۳- النور: (روشن، ظاہر) اللہ پاک آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اسی نور نے اور اشیاء کو بھی نور کی صفت سے یاد فرمایا ہے لیکن انکا نور ہونا ذاتی نہیں بلکہ خداداد نعمت ہے جیسا کہ اللہ کے ساتھ الوہیت میں کوئی شریک نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بشریت

کے مقام میں کوئی شریک نہیں۔ **خاصیت**: جوکوئی اس اسم مبارک کا ورد کریگا اس کا قلب اور روح نور ایمان سے منور ہو جائینگے۔

اَلْھَادِیْ

۹۴- **الھادی**: راستہ بتانے والا۔ اللہ پاک ہادی مطلق ہے منزل مقصود تک پہنچانے والا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن بھی ہدایت یعنی راستہ بتانے والے ہیں بالذات ہدایت صرف اللہ پاک کی صفت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ارشاد ہے وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ **خاصیت**: جوکوئی کثرت کے ساتھ اس اسم مبارک کا ورد کرے گا اللہ پاک اس کو ہدایت پر قائم رکھے گا۔

اَلْبَدِیْعُ

۹۵- **البدیع**: عالم کو پیدا کرنے والا۔ بغیر مثال سابق کے اللہ تعالیٰ مخلوق کو عدم سے وجود میں لایا اور پھر ہر نوع میں خاص خاص اوصاف پیدا کئے جن کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں اور یہ قدرت صرف اسی خلاق علی الاطلاق کی ہے۔ **خاصیت**: جوکوئی اس اسم کو ستر ہزار بار پڑھے گا مطالب ومقاصد پورے ہو جائیں گے۔ اگر کوئی غم یا مصیبت پیش آجائے تو ایک ہزار بار یَابَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پڑھے۔ ان شاء اللہ غم اور مصیبت دور ہو جائے گی، اگر عشاء کی نماز کے بعد یَابَدِیْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ کو بارہ روز تک روزانہ بارہ سو مرتبہ پڑھے تو جس کام کے لئے پڑھے گا ان شاء اللہ عمل پورا کرنے سے پہلے کام ہو جائے گا۔ بزرگوں کے عملیات میں بھی یہ وظیفہ موجود ہے اور مجرب ہے۔

اَلْبَاقِیْ

۹۶- **الباقی**: ہمیشہ رہنے والا۔ اللہ ابدی الأبد ہے۔ مستقبل میں اس کے لئے فنا نہیں اور قدیم بھی۔ **خاصیت**: جوکوئی اس اسم مبارک کو روزانہ ایک ہزار بار پڑھے گا ہر قسم کے ضرر اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔

اَلْوَارِثُ

۹۷- **الوارث**: تمام مخلوقات کا وارث۔ اللہ پاک تمام مخلوقات کا وارث ہے۔ جب

اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو زمین وآسمان اور جو ان میں ہیں سب فنا ہو جایں گے اسی لئے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے: بیشک ہم زمین اور جو کچھ زمین پر ہے سب کے وارث ہیں اور ہماری طرف سب کی بازگشت ہے تو اصلی مالک ہر چیز کا خدا ہے اس لئے کہ اس کا خالق بھی تو خدا ہے۔ انسان کی ملکیت عارضی اور فانی ہے بے چارہ تصور کے گھوڑے پر سوار ہے۔

خاصیت: طلوع آفتاب کے وقت اگر سو بار پڑھا جائے تو رنج وتکالیف سے محفوظ رہے گا۔

اَلرَّشِیْدُ

۹۸-الرشید: راہنما۔ اللہ پاک رشید ہے مسترشدین کی راہنمائی فرماتا ہے۔

خاصیت: جس کو کسی کام کے حل کی تدبیر سمجھ نہ آدے مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان ایک ہزار بار اس اسم مبارک کو پڑھے عقدہ حل ہو جائے گا اور اگر ہمیشہ اس کا ورد جاری رکھے تو مہمات حل ہوں گی اور کاروبار میں ترقی ہوگی۔

اَلصَّبُوْرُ

۹۹-الصبور: بہت صبر کرنے والا۔ اللہ پاک صبور ہیں بندے اس کے لئے شریک ٹھہراتا ہے اس کے لئے بیٹے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں اور باوجود قدرت کے دنیا میں ان کو سزا نہیں دیتا ہے اور سزا کو تو چھوڑ دو اپنے احسانات وانعامات سے محروم نہیں فرماتا ہے نہ ان کے رزق میں کمی کرتا ہے نہ آسمان سے ان پر پتھر برساتا ہے۔ نہ زمین میں ان کو دھنساتا ہے بلکہ سب کچھ یوم الحشر پر چھوڑ رکھا ہے اور اگر بعض سرکشوں کو دنیا میں سزا دی ہے تو اپنی قدرت کے اظہار اور مخلوق کی عبرت کے لئے دی ہے جیسا کہ قوم لوط پر پتھر برسائے قارون کو زمین میں دھنسایا تو اللہ پاک خود بھی صبور ہیں اور صبر کرنے والوں کو پسند بھی فرماتے ہیں۔ واللہ یحب الصابرین. اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

خاصیت: اگر کسی کو رنج وغم پیش آئے تو اس اسم اعظم کو روزانہ ۱۲۰ بار چند روز تک پڑھے ان شاء اللہ رنج وغم سے نجات پائے گا اور اطمینان قلبی نصیب ہو جائے گا اور اگر روزانہ ورد رکھے تو دشمنوں کے ضرر اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہے گا۔

منتخب
چالیس احادیث مبارکہ

جو مقدر میں ہے وہی ملے گا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھ کر اس کو حاصل کرلوں گا اگر چہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو۔ اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وہ میرے پیچھے ہٹنے سے ٹل جاوے گی اگر چہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر کر دیا ہو۔ (کبیر واوسط)

وہی ہوگا جو منظور خدا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کر اور اللہ سے مدد چاہ اور ہمت مت ہار اور اگر تجھ پر کوئی واقعہ پڑ جائے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا لیکن (ایسے وقت میں) یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا، اور جو اس کو منظور ہوا اس نے وہی کیا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کے ہو کر رہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کی سب ذمہ داریوں کی کفایت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔ (ابوالشیخ)

دعا کی قدر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

دعا کو لازم کرلو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دُعا (ہر چیز سے) کام دیتی ہے ایسی (بلا) سے بھی جو کہ نازل ہو چکی ہو اور ایسی (بلا) سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی۔ سوائے بندگانِ خدا دُعا کو پلہ باندھو۔ (ترمذی واحمد)

دعا نہ کرنے پر اللہ کی ناراضگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔ (ترمذی)

قبولیت کا یقین رکھو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دُعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت سے بھرے دل سے دُعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

ساری دنیا کی نعمتوں کے برابر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو اور اس کے پاس اُس دن کے کھانے کو ہو (جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اس کے لیے ساری دنیا سمیٹ کر دے دی گئی۔ (ترمذی)

ورزش

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تیر اندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو۔ الخ (ترمذی وابن ماجہ وابوداؤد ودارمی)

حوروں کا مَہر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے۔ (طبرانی کبیر)

مسجد کی صفائی کا انعام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کباڑ، کانٹا، اصلی فرش سے الگ کنکر، پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناوے گا۔ (ابن ماجہ)

ہر محلّہ میں مسجدیں بناؤ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محلّہ محلّہ میں مسجدیں بنانے کا حکم اور ان کو صاف پاک رکھنے کا حکم فرمایا۔ (احمد و ترمذی)

دنیاوی باتیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پروا نہ ہوگی (یعنی ان سے خوش نہ ہوگا)۔ (ابن حبان)

ضرورت کی چیز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں صرف اشرفی اور روپیہ ہی کام دے گا۔

مچھر کے پَر سے بھی کم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی پینے کو نہ دیتا۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

دلوں کا زنگ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے (یعنی گناہوں سے) اور اس کی صفائی استغفار ہے۔ (بیہقی)

رزق سے محرومی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً)

نیکی و برائی کا احساس

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب تمہیں اپنی نیکی اچھی لگنے لگے اور برائی بری محسوس ہو تو تم مؤمن ہو۔“ (احمد، مشکوٰۃ)

اللہ کا ہاتھ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر متفق نہیں کرے گا اور (مسلمانوں کی) جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے جو شخص جمہور مسلمین سے الگ ہو جائے وہ جہنم میں بھی (مسلمانوں سے) علیحدہ رہے گا۔“ (ترمذی، مشکوٰۃ)

صدقہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مسلمان کا صدقہ اس کی عمر میں اضافہ کرتا ہے، اور بری موت سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ تکبیر اور فخر (کی بیماریوں) کو زائل کرتا ہے۔“ (طبرانی)

حق بات کہنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حق بات کہنے سے زیادہ کوئی صدقہ نہیں ہے۔ (رواہ البیہقی فی الشعب)

زندہ گھر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے' ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی سی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عیب پوشی کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کا کوئی عیب دیکھے' اور اسے چھپا لے تو اس کا یہ عمل ایسا ہے جیسے کوئی زندہ درگور کی جانے والی لڑکی کو بچا لے۔ (سنن ابی داؤد)

نرمی کا معاملہ کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کا معاملہ کرنے والے ہیں' اور نرمی کے معاملے کو پسند فرماتے ہیں' اور نرم خوئی پر وہ اجر عطا فرماتے ہیں جو تندی اور سختی پر نہیں دیتے (بلکہ) کسی اور چیز پر نہیں دیتے۔ (صحیح مسلم)

جھگڑا چھوڑ دینا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں اس شخص کو جنت کے کناروں پر گھر دلوانے کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے' خواہ وہ حق پر ہو۔ (سنن ابوداؤد)

بوڑھوں کا اکرام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا ایک حصہ ہے کہ کسی سفید بال والے مسلمان کا احترام کیا جائے۔ (ابوداؤد)

معزز نوجوان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نوجوان کسی بوڑھے کی اس کی عمر کی وجہ سے عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایسے لوگ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کی بڑی عمر میں عزت کریں۔ (ترمذی)

ایمان کا تقاضا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں امانت نہیں اس میں ایمان بھی نہیں۔

سب سے بڑی دانائی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دانائی کی سب سے بڑی بات خدا سے ڈرنا ہے۔ (رواہ الحکیم الترمذی وابن لال)

گناہوں کا خاتمہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب خدا کے خوف سے انسان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درختوں کے پتے موسم خزاں میں جھڑ جایا کرتے ہیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانیؒ)

ہر کام سوچ سمجھ کر کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر کام میں دیر کرنا اچھا ہوگا۔ مگر آخرت کے کام میں دیر کرنا اچھا نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد)

دلوں کو سوچنے کا عادی کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! اپنے دلوں کو سوچنے کا عادی کرو اور جہاں تک ہو سکے غور وفکر کرتے رہو اور عبرت حاصل کیا کرو۔ (مسند الفردوس للدیلمیؒ)

اللہ کے پسندیدہ لوگ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہؓ! عاجزی کیا کر کیونکہ خدا تواضع کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور غرور کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ (رواہ ابوالشیخ)

اپنے ظاہر کو حیاء دار رکھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو آدمی خدا سے ظاہر میں نہیں شرماتا وہ پردہ میں بھی نہیں شرمائے گا۔ (رواہ ابونعیمؒ فی المعرفۃ)

بردبار آدمی کا درجہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حلیم آدمی کا درجہ نبی کے قریب قریب ہوتا ہے۔ (رواہ الخطیب فی تاریخہ)

اللہ کی بردباری

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا سے زیادہ کون بردبار ہوسکتا ہے کہ لوگ اس کو اولاد والا بتاتے ہیں اور اس کے شریک ٹھہراتے ہیں پھر بھی وہ لوگوں کو تندرستی اور روزی دیتا ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

بدنصیب انسان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ انسان کیا ہی بدنصیب ہے جس کے دل میں خدا نے انسانوں پر رحم کرنے کی عادت نہیں پیدا کی۔ (الدولابی فی الکنیٰ وابونعیم فی المعرفۃ وابن عساکر)

میں جھگڑوں گا!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں قیامت کے دن یتیموں اور ذمیوں کے حقوق کی نسبت ان لوگوں سے جھگڑوں گا جنہوں نے ان حقوق کو ضائع کیا ہے۔ (رواہ الدیلمی)

بوڑھوں کی تعظیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے بوڑھوں کی تعظیم کرنا میری تعظیم کرنا ہے۔ (رواہ الخطیب فی الجامع)

وعدہ پورا کرنے کی سچی نیت رکھو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی سے وعدہ کرے اور اپنے دل میں یہ نیت رکھتا ہو کہ اس کو پورا کرے گا پھر وقت پر اس کو پورا نہ کر سکے تو اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہے۔ (سنن ابی داؤد)

حضرت آدم علیہ السلام

ابوالبشر، خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ، مسجودِ ملائکہ، آپؑ کے وجود باجود سے زمین پر انسانیت کی ابتداء ہوئی۔ ۹۶۰ سال عمر پائی۔ ایک قول کے مطابق مکہ مکرمہ کے مشہور پہاڑ جبل ابی قبیس میں مدفون ہوئے آپؑ نے اپنی وفات سے قبل اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو اپنا جانشین نامزد فرمایا اور انہیں پانچ وصیتیں فرمائیں:

(۱) دنیا اور اس کی زندگی پر کبھی مطمئن نہ ہونا، میرا جنت پر مطمئن ہونا اللہ کو پسند نہ آیا، بالآخر مجھے وہاں سے نکلنا پڑا۔

(۲) عورتوں کی خواہشات پر کبھی عمل نہ کرنا، میں نے اپنی بیوی کی خواہش پر ممنوعہ درخت کا پھل کھالیا، جس پر مجھے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

(۳) کام کرنے سے پہلے انجام کو خوب سوچ لو، اگر میں ایسا کرتا تو ندامت نہ اٹھاتا۔

(۴) جس کام سے دل میں کھٹک پیدا ہو، وہ نہ کرو، جنت کا درخت کھاتے وقت میرے دل میں کھٹک پیدا ہوئی، لیکن میں نے اس کی پروانہ کی۔

(۵) ہر کام سے پہلے صائب الرائے لوگوں سے مشورہ کرلو، اگر میں فرشتوں سے مشورہ لے لیتا تو شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔

ناسور یا داغ دھبہ کا روحانی علاج

مُسَلَّمَۃٌ لَّا شِیَۃَ فِیْھَا

اگر آپ کے بدن پر ناسور ہو یا کوئی داغ دھبہ ہو تو یہ آیت اکتالیس (۴۱) بار دوا یا مرہم پر پڑھ کر پھونکیں پھر استعمال کریں۔ ان شاءاللہ داغ دھبہ دور ہو جائے گا۔

موذی جانور یا دشمن سے حفاظت کا نسخہ

صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ اگر راستہ میں کسی موذی جانور یا دشمن سے خوف محسوس ہو تو سات مرتبہ اس پر مذکورہ آیت پڑھ کر پھونکیں۔

سب سے پہلے نماز فجر حضرت آدم علیہ السلام نے ادا کی

ہم جو فجر کی نماز ادا کرتے ہیں اور اس میں دو رکعتیں فرض پڑھتے ہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے ادا فرمائی، جس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں اتارا، اس وقت دنیا میں رات چھائی ہوئی تھی، حضرت آدم علیہ السلام جنت کی روشنی سے نکل کر دنیا کی اس تاریک اور اندھیری رات میں دنیا میں تشریف لائے، اس وقت ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو بڑی تشویش اور پریشانی لاحق ہوئی کہ یہ دنیا اتنی تاریک ہے، یہاں زندگی کیسے گزرےگی؟ نہ کوئی چیز نظر آتی ہے، نہ جگہ سمجھ میں آتی ہے کہ کہاں ہیں اور کہاں جائیں؟ ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ چنانچہ خوف محسوس ہونے لگا، اس کے بعد آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی اور صبح کا نور چمکنے لگا صبح صادق ظاہر ہوئی تو حضرت آدم علیہ السلام کی جان میں جان آئی اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے سورج نکلنے سے پہلے دو رکعتیں بطور شکرانہ ادا فرمائیں۔ یہ دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض فرما دیا (عنایہ)

سب سے پہلے ظہر کی نماز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ادا کی

یہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ادا فرمائی تھیں اور اس وقت ادا فرمائی تھیں جس وقت وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ایک رکعت تو اس امتحان میں کامیابی پر شکرانہ کے طور پر ادا فرمائی۔ دوسری رکعت اس بات کے شکرانہ میں ادا فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عوض میں جنت سے ایک مینڈھا اتار دیا۔ تیسری رکعت اس شکرانے میں ادا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ ﴿وَنَادَيْنَٰهُ أَن يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ﴾ (سورہ صفت:۱۰۵) ''یعنی ہم نے آواز دی: اے ابراہیم بلاشبہ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔'' چوتھی رکعت اس بات کے شکرانے میں ادا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا صابر بیٹا عطا فرمایا، جو اس سخت امتحان کے اندر بھی نہایت صابر اور متحمل رہا اور صبر کا پہاڑ بن گیا۔ اس طرح یہ چار رکعتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ظہر کے وقت بطور شکرانے کے ادا فرمائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض فرما دیں۔ (عنایہ)

سب سے پہلے عصر کی نماز حضرت یونس علیہ السلام نے ادا فرمائی

نماز عصر کی چار رکعتیں سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے ادا فرمائیں جس وقت وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے وہاں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پکارا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نقل فرمایا:

﴿فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (سورہ انبیاء: ۸۷۔۸۸)

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا تو انہوں نے شکرانے کے طور پر چار رکعت نماز ادا کی، اور چار رکعتیں اس لیے ادا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چار تاریکیوں سے نجات عطا فرمائی تھی، ایک مچھلی کے پیٹ کی تاریکی سے، دوسرے پانی کی تاریکی سے، تیسرے بادل کی تاریکی سے اور چوتھے رات کی تاریکی سے، ان چار تاریکیوں سے نجات کے شکرانے میں عصر کے وقت حضرت یونس علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ چار رکعت اتنی پسند آئیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ان کو فرض فرما دیا۔ (عنایہ)

سب سے پہلے مغرب کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا کی

مغرب کی تین رکعتیں سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے ادا فرمائیں، یہ تین رکعت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ان کو مغرب کے وقت فرض فرما دیا۔

نماز عشاء کی فرضیت

عشاء کے وقت جو چار رکعت ہم ادا کرتے ہیں اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ نماز ادا فرمائی جس وقت آپ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس دس سال قیام کرنے کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ مصر واپس تشریف لا رہے تھے، اور آپ کے گھر میں سے امید سے تھیں۔ ولادت کا وقت قریب تھا اور سفر بھی خاصا طویل تھا۔ اس وجہ سے آپ کو بڑی فکر لاحق تھی کہ یہ اتنا لمبا سفر کیسے پورا ہوگا؟ دوسرے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی فکر تھی، تیسرے فرعون جو آپ کا جانی دشمن تھا اس کا خوف اور اس کی طرف سے فکر لاحق تھی۔ اور چوتھے ہونے والی اولاد کی فکر لاحق تھی۔ ان چار پریشانیوں کے ساتھ آپ سفر کر رہے تھے پھر سفر کے دوران صحیح راستے سے بھی ہٹ گئے۔ جس کی وجہ سے پریشانی میں اور اضافہ ہوگیا، اسی پریشانی کے عالم میں چلتے چلتے آپ کوہ طور کے قریب اس کے مغربی اور داہنی جانب پہنچ گئے۔ رات اندھیری ٹھنڈی اور برفانی تھی، اہلیہ محترمہ کو ولادت کی تکلیف شروع ہوگئی، چقماق پتھر سے آگ نہ نکلی اسی حیرانی و پریشانی کے عالم میں دیکھا کہ کوہ طور پر آگ جل رہی ہے آپ نے اپنے گھر والوں سے کہا آپ یہاں ٹھہریں میں کوہ طور سے آگ کا کوئی شعلہ لے کر آتا ہوں۔ جب کوہ طور پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ کو بطور خاص ہم کلامی کی نعمت سے نوازا گیا۔ بہر حال، جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ انعام حاصل ہوا تو آپ کی چار پریشانیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ کسی نے بڑا اچھا شعر کہا ہے:

؎ تو ملے تو کوئی مرض نہیں　　نہ ملے تو کوئی دوا نہیں

ایک روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان چار پریشانیوں سے نجات کے شکرانے میں چار رکعت نماز ادا فرمائی، یہ چار رکعت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آئیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ان کو فرض کر دیا (عنایہ)

دوسری روایت یہ ہے کہ یہ عشاء کی نماز سے پہلے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی۔ (بذل المجہود) اس لیے یہ نماز بہت اہم عمل ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام

آپؑ حضرت آدم علیہ السلام کے پوتے اور قابیل کے بیٹے ہیں۔ قلم سے لکھنا، سینا پرونا، ناپ تول اور اسلحہ سازی آپؑ کی ایجادات ہیں۔ قرآن پاک میں دو جگہ آپ کا ذکر آیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے ہوئے۔ آپؑ کی جو نصائح منقول ہو کر بعد میں آنے والوں تک پہنچیں ان میں چند یہ ہیں:

(۱) خدا کی بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔

(۲) یادِ خدا اور عملِ صالح کے لئے نیت میں اخلاص شرط ہے۔

(۳) دوسروں کو عیش میں دیکھ کر ان پر حسد نہ کرو، اس لئے کہ یہ چندروزہ عیش وعشرت ہے۔

(۴) اپنی ضرورت کی چیزوں سے زیادہ کا طالب حریص ہوتا ہے۔

آپؑ نے آخری عمر میں بحکم خداوندی بابل سے مصر کی طرف ہجرت فرمائی۔ دریائے نیل کے کنارے اپنا مسکن بنایا اور یہیں ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کی انگوٹھی پر یہ عبارت کندہ تھی: الصبر مع الایمان با للّٰہ یورث الظفر. ''اللہ پر ایمان کے ساتھ ساتھ صبر، فتح مندی کا باعث ہوتا ہے۔''

مومنین کے دلوں سے غموں کو نکال دینے والا عجیب فرشتہ

حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور چاہتے تھے کہ انہیں موت آجائے اس لیے یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ! میری عمر بڑی ہوگئی اور میری ہڈیاں پتلی اور کمزور ہوگئیں لہٰذا مجھے اپنے پاس اٹھالے۔ حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں دمشق کی مسجد میں تھا وہاں مجھے ایک نوجوان نظر آیا جو بہت حسین و جمیل تھا اس نے سبز جوڑا پہنا ہوا تھا اس نے کہا آپ یہ کیا دعا کرتے ہیں؟ میں نے اس سے کہا اے میرے بھتیجے! پھر میں کیا دعا کروں؟ اس نے کہا یہ دعا کریں اے اللہ عمل اچھے کر دے اور مجھے موت تک پہنچا دے۔ میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ریائیل (وہ فرشتہ) ہوں جو مومنوں کے دلوں سے تمام غم نکالتا ہوں۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ ۶۰۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے۔ بہت بڑے عالم، حافظ حدیث، مفتی اور فقیہ تھے پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث کے راوی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے کچھ فاصلہ پر مقام عقیق میں اپنا گھر بنایا تھا وہیں انتقال فرمایا جب وفات کا وقت قریب آیا تو رونے لگے لوگوں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا: لوگو! میں تمہاری اس دنیا سے چھوٹ جانے پر نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا سفر بہت لمبا ہے اور سامانِ سفر بہت کم ہے اور اب میں ایسے موقع پر ہوں کہ روح نکلتے ہی یا تو جنت میں جانے والا ہوں یا دوزخ میں، میں نہیں سمجھتا کہ مجھے پکڑ کر کس میں لے جایا جائے گا۔

وفات سے قبل یہ وصیت بھی کی کہ میری قبر پر خیمہ نہ لگانا اور جنازے کے ساتھ انگھیٹی نہ لے جانا اور مجھ پر آواز سے نہ رونا اور جنازہ لے جانے میں جلدی کرنا اگر میں صالح ہوں گا تو جلد اپنے رب سے ملوں گا اور بدقسمت ہوں گا تو ایک بوجھ تمہاری گردن سے دور ہوگا (ابن سعد)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

اسلام کے نامور جرنیل اور صحابی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سیف اللہ کا لقب مرحمت فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے تقریباً تمام اسلامی جنگوں میں شرکت فرمائی اور ہر جنگ میں سرخرو لوٹے سپہ سالار اعظم کا جب آخری وقت قریب آیا تو وہ اپنے جسم پر زخموں کے نشانات دکھاتے تھے اور جب وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی تو فرمایا ''افسوس میری ساری زندگی میدان جنگ میں گذری اور آج میں بستر مرگ پر جانوروں کی طرح ایڑیاں رگڑ کر جان دے رہا ہوں''

اولاد کے رشتہ کے لئے مجرب عمل

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

اگر آپکو اپنی اولاد کا رشتہ نہیں ملتا تو اٹھتے بیٹھتے مذکورہ آیت کا ورد جاری رکھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

صحابی، نزول وحی سے ایک سال قبل پیدا ہوئے غزوہ خندق، تبوک، موتہ، خیبر اور فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے اور عرب وعجم کے مابین مضبوط رابطہ کی حیثیت رکھتے تھے وفات سے قبل کسی کوفی نے حرم میں مکھی مارنے کا کفارہ پوچھا آپ نے چونک کر اتنا باریک مسئلہ پوچھنے والے سے پوچھا تو کہاں کا باشندہ ہے؟ اس نے کہا کوفہ (عراق) کا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہوگئے اور فرمایا "تو مکھی کے خون کا کفارہ پوچھنے آیا ہے حالانکہ جگر گوشۂ رسول حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا۔" یہ بات کوفی کو سخت ناگوار گزری اور اس نے زہر بجھی تلوار سے آپ پر حملہ کر دیا زخم اتنا کاری تھا کہ افاقہ نہ ہوسکا تو آپ نے اپنے بیٹے سالم کو وصیت فرمائی، "مجھے حدود حرم میں دفن نہ کرنا کہ جس زمین سے ہجرت کی پھر اُسی میں دفن ہوتے اچھا معلوم نہیں ہوتا" لیکن وفات کے بعد حجاج بن یوسف نے ان کی یہ آرزو پوری نہ ہونے دی اور انہیں فخ میں دفن کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن یاسر رضی اللہ عنہ

دعوت اسلام کے آغاز میں ایمان لانے کا شرف حاصل ہوا آپ رضی اللہ عنہ کے پورے خاندان کو اسلام لانے کی پاداش میں بے رحمانہ جبر وستم کا سامنا کرنا پڑا آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مشرکین کا ظلم وستم سہتے سہتے خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل قبول حق کے جرم میں سخت اذیتیں پہنچاتا رہتا تھا ایک دن اس ظالم نے حالتِ غضب میں ان کو برچھا مارا جو جسم کے نازک حصہ پر لگا جس سے وہ جاں بحق ہوگئیں اس طرح انہیں اسلام کی پہلی شہید بننے کا شرف حاصل ہوا پھر ایک دن ظالم ابوجہل نے حضرت عبداللہ بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بھی تیر مار کر شہید کر دیا کچھ عرصہ بعد بوڑھے اور ناتوان یاسر رضی اللہ عنہ بھی اذیتیں سہتے سہتے وفات پاگئے ایک روایت میں ہے کہ کفار نے انہیں بھی برچھی مار کر شہید کیا ہر صورت ان تینوں مظلوموں نے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا کی لاج رکھتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دوسرے بھائی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے بھی راہ حق میں بے شمار مصائب جھیلے تاہم ان کی شہادت جنگ صفین میں ہوئی۔

بعض وحشی جانوروں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک جنگلی جانور تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر جاتے تو ادھر ادھر دوڑتا اور کھلاڑیاں کرتا اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی آہٹ محسوس کرتا بس فوراً ایک گوشہ میں دبک کر بیٹھ جاتا اور ذرا آواز نہ نکالتا اس خیال سے کہ مبادا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔ (مسند احمد، ترجمان السنۃ: جلد ۴ ص ۱۵۰)

حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ

صوفی بزرگ، منصور حلاج کے دوست اور حضرت جنید بغدادیؒ کے رشتہ دار، موت کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا لا الٰہ اللّٰہ پڑھیے، فرمایا جب غیر اللہ ہے ہی نہیں تو میں نفی کس کی کروں حاضرین نے کہا کلمہ پڑھنے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔ پھر ایک شخص نے با آواز بلند کلمہ شہادت کی تلقین کی تو فرمایا، ایک مُردہ شخص زندہ کو تلقین و نصیحت کرنے آیا ہے ذرا دیر بعد لوگوں نے پوچھا کہ حضرتؒ آپ کا کیا حال ہے فرمایا، ''میں اپنے محبوب حقیقی تک پہنچ چکا ہوں'' یہ کہتے ہوئے رُوح پرواز کر گئی۔

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ

شہید بالاکوٹ سید احمد شہیدؒ کے مرید باصفا، اور حضرت شاہ عبدالعزیز کے بھتیجے تھے اُن کے ذہن میں ایک ہی بات تھی کہ مسلمانانِ ہند دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے بہت پیچھے ہیں اس سے ان کے جوش مِلّی کو انگیخت ہوئی اور انہوں نے ہندوستان بھر کا دورہ کیا اور انہیں یکجہتی کا پیغام دیا، جس کے نتیجے میں دو سال کے قلیل عرصہ میں معزز مسلمانوں کی اکثریت ان کے ساتھ ہوگئی، ۱۸۲۶ء میں انہوں نے سکھوں کے خلاف اعلان جنگ کیا، جنگ کے آخری ایام میں وہ گھوڑے پر سوار تھے اور اُن کا جسم گولیوں سے چھلنی تھا انہیں ناس سُونگھنے کی عادت تھی شہادت سے تھوڑی دیر پہلے ناس سونگھ کر ڈبیا پھینک دی اور کہا کہ بس یہ آخری سونگھنا ہے۔ اس کے بعد شہید ہوگئے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے آخری لمحات

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ برحق ،تصانیف کی تعداد ایک ہزار تک پہنچتی ہے۔ حالت نزع میں مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (خواہرزادہ حضرت اقدسؒ) برابر یٰسین شریف وغیرہ پڑھتے رہے اور زمزم شریف چمچہ سے دہن مبارک میں ڈالتے رہے بوقتِ نزع یہ دیکھا گیا کہ جب سانس زور سے اُوپر کو ذکراللہ کے ساتھ آتا تھا تو داہنے ہاتھ کی انگشتِ شہادت اور بیچ کی انگلی کے درمیان پشت کی طرف گھائی میں ایک تیز چمک جگنو کی سی پیدا ہوجاتی تھی کہ باوجود اس کے کہ بجلی کے دو قمقمے روشن تھے پھر بھی اس کی چمک غالب ہوجاتی تھی پھر دوسرے سانس میں وہ چمک غائب ہوجاتی تھی۔ آخری غشی سے پہلے چھوٹی پیرانی صاحبہ سے فرمایا کہ ''آج تو ہم جارہے ہیں'' انہوں نے پوچھا کہاں؟ فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتی؟''

حاکم کے شر سے بچنے کا مجرب نسخہ

اگر کسی شخص کو کسی حکم، بادشاہ یا کسی سے بھی شر کا خطرہ ہو یا یہ سمجھے کہ اگر میں اس کے پاس جاؤں گا تو میری جان خطرے میں پڑ جائے گی تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ ڈر اور شر سے بچنے کے لیے یہ عمل کرے۔ عمل یہ ہے کہ ایسے شخص کے پاس جانے سے پہلے یہ کلمات پڑھے ''کٓھٰیٰعٓصٓ، حٰمٓ، عٓسٓقٓ'' پھر ان تینوں کلمات کے دس حرفوں کو اس طرح شمار کرے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے شروع کرے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے۔ جب اس ترکیب سے شمار کرلے تو دونوں ہاتھ کی مٹھیاں بند کرلے اور دل میں سورہ فیل پڑھے۔ جب ''ترمیھم'' پر پہنچے تو اس لفظ ''ترمیھم'' کو دس مرتبہ پڑھے اور ہر مرتبہ ایک انگلی کھولتا جائے۔ ایسا کرنے سے انشاءاللہ مامون رہے گا۔ (حیاۃ الحیوان: جلد۳ صفحہ ۲۸۰)

لڑکی کے رشتہ کیلئے ایک مجرب عمل

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ○

اگر آپ کی لڑکی کے لئے رشتہ نہ آتا ہو یا آتا ہو مگر رشتہ پسند نہ آتا ہو تو آپ ایک سو بارہ مرتبہ اس دعا کو اور تین مرتبہ سورہ ضحیٰ پڑھیں، ہر مہینہ گیارہ دن تک پڑھیں اور تین مہینہ یہ عمل جاری رکھیں۔

موت مؤثر ترین واعظ ہے

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک غار میں دیکھا کہ ایک عظیم الخلقۃ آدمی چت لیٹا ہوا پڑا ہے اور اس کے پاس ایک پتھر رکھا ہے جس پر لکھا ہوا ہے "میں دوسم بادشاہ ہوں، میں نے ایک ہزار سال حکومت کی، ایک ہزار شہر فتح کیئے، ایک ہزار لشکروں کو شکست دی اور ایک ہزار کنواری عورتوں کے ساتھ شبِ زفاف کا لطف اٹھایا، آخر میرا انجام یہ ہوا کہ مٹی میرا بچھونا اور پتھر میرا تکیہ ہے پس جو بھی مجھے دیکھے تو وہ دنیا کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جیسے دنیا نے مجھے دھوکہ دیا۔"

جب اسکندر مرا تو ارسطاطالیس نے کہا "اے بادشاہ تیری موت نے ہمیں سرگرمِ عمل کر دیا۔" ایک اور دانا نے جب اسکندر کی موت دیکھی تو کہا "بادشاہ آج اس حالت میں اپنی پوری زندگی کے خطابات سے زیادہ مؤثر خطاب کر رہا ہے اور بادشاہ کا آج کا وعظ اس کی پوری زندگی کے واعظوں سے زیادہ سبق آموز ہے۔"

قیصر اور اسکندر چل بسے ۔۔۔ زال اور سہراب و رستم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے ۔۔۔ کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت کے اسی پہلو کے پیشِ نظر کہ موت مؤثر ترین واعظ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ "موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔" اس ارشاد کی تعمیل کی کئی صورتیں ہیں مثلاً موت کا ذکر کرو، قبرستان میں جا کر اہلِ قبرستان سے عبرت حاصل کرو جیسا کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں مروی ہے کہ قبرستان میں جا کر اپنی موت کو یاد کر کے روتے تھے اور ایک صورت یہ بھی ہے کہ موت کے موضوع پر کتابیں لکھی جائیں، پڑھی جائیں اور ان کی اشاعت کیجائے۔

موت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر انسان کی موت اور عالم نزع کا مختصر ترین وقت در اصل مرنے والے کی پوری زندگی کے لئے دور بین بھی ہے کہ اس حالت میں آدمی ویسا ہی عمل کرتا ہے جو کچھ وہ ساری زندگی کرتا رہا نیک آدمی آخری لمحات میں نیکی کی بات کرتا ہے اور برائیوں میں زندگی گذارنے والا آدمی ان لمحات میں ویسی ہی باتیں کرتا ہے اس کے

بہت سارے مشاہدات موجود ہیں۔

ہمارے سامنے کی بات ہے کہ جب حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ آخری ایام کی بیماری میں ہسپتال میں تھے ہم عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ پر بے ہوشی طاری ہے، ایک ساتھی نے وَالْقَمَرَ میں القمر پر پیش پڑھا تو حضرت قاری صاحب نے اسی عالم بے ہوشی میں مدرسانہ ہیبت کے ساتھ فرمایا "ہونہہ" اس ساتھی نے دوبارہ درست کر کے پڑھا۔

حضرت شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکول ماسٹر تھے مگر دن کے پچھلے حصہ میں بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے تھے آخری وقت جان پہچان ختم تھی مگر ان کی زبان پر تلاوت جاری تھی مختلف آیات بالکل صحیح تلاوت کر رہے تھے۔

اسی طرح ہمارے حضرت الشیخ الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ کا اپنا واقعہ ہے کہ آپ کا آخری وقت تھا آپ کے صاحبزادہ آپ کو قمیض پہنانے لگے اور پہلے بائیں بازو میں پہنانا چاہا تو آپ نے فوراً اپنا بازو پیچھے کھینچ لیا۔ اور دایاں آگے کر دیا حالانکہ اس وقت بالکل ہوش نہیں تھا۔ (سفر آخرت)

گردے اور پتے کی پتھری کا روحانی علاج

وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○

اگر آپ کو گردے، اور پتے کی پتھری پریشان کرتی ہو تو یہ آیت اکتالیس (۴۱) بار پڑھ کر پانی پر دم کریں، اور اس وقت تک پیتے رہیں جب تک کامیابی نہ ہو۔ ان شاء اللہ خدا تعالیٰ شفا عطا فرمائیں گے۔

غصہ کو دور کرنیکا نسخہ

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

اگر آپ کا غصہ شدید ہے اور آپے سے باہر ہو جاتے ہیں تو ایک سو ایک مرتبہ مذکورہ آیت اکیس دن تک چینی یا شکر پر پڑھیں پھر اس کو چائے یا پانی میں ڈال کر پی جائیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی خاص فضیلت

۱۔حضرت سعد ابن جبیر فرماتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کی ہدایت صرف اس امت کو کی گئی ہے اس نعمت سے پہلی امتیں مع اپنے نبیوں کے محروم تھیں۔

۲۔ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ یہ بھی مصیبت ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو جو امر ناگوار پہنچتا ہے وہی مصیبت ہے۔

۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جایا کرے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کرو کیوں کہ یہ بھی مصیبت ہے۔

۴۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کی تلافی فرمادیں گے اور اس کی آخرت اچھی کردیں گے اور اسے ضائع شدہ چیز کے بدلے اچھی چیز عطا فرمائیں گے۔(درمنثور)

۵۔مسند احمد میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے خاوند ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے ہو کر آئے اور خوشی خوشی فرمانے لگے، آج تو میں نے ایسی حدیث سنی ہے کہ میں بہت ہی خوش ہوا ہوں وہ حدیث یہ ہے کہ جس کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے اور وہ کہے: ''اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا'' یعنی خدایا مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا فرما تو اللہ تعالیٰ اسے اجر اور بدلہ ضرور ہی دیتا ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دعا کو یاد کرلیا۔جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو میں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر پھر یہ دعا بھی پڑھ لی لیکن مجھے خیال آیا کہ بھلا ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر شخص مجھے کون مل سکتا ہے؟ جب میری عدت

گزر چکی تو میں ایک روز ایک کھال کو دباغت دے رہی تھی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے اپنے ہاتھ دھوڈالے، کھال رکھ دی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کی درخواست کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گدی پر بٹھا دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنا نکاح کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو میری خوش قسمتی کی بات ہے لیکن اول تو میں بڑی باغیرت عورت ہوں، ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کیخلاف کوئی بات مجھ سے سرزد ہوجائے اور خدا کے یہاں عذاب ہو، دوسرے یہ کہ میں عمر رسیدہ ہوں، تیسرے بال بچوں والی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو، ایسی بیجا غیرت اللہ تعالیٰ دور کردے گا اور عمر میں میں بھی کچھ چھوٹی عمر کا نہیں اور تمہارے بال بچے میرے ہی بال بچے ہیں۔ میں نے یہ سن کر کہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی عذر نہیں۔ چنانچہ میرا نکاح اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میرے میاں سے بہت ہی بہتر یعنی اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا۔ فالحمدللہ۔

۶۔ مسند احمد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مسلمان کو کوئی رنج ومصیبت پہنچے اس پر گو زیادہ وقت گزر جائے پھر اسے یاد آئے اور وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھ لے تو مصیبت پر صبر کے وقت جو اجر ملا تھا وہی اب بھی ملے گا۔

۷۔ ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابوسنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے ایک بچے کو دفن کیا ابھی میں اس کی قبر میں سے نکلا تھا کہ ابوطلحہ خولانی نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے نکالا اور کہا سنو! میں تمہیں خوش خبری سناؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے دریافت فرماتا ہے کہ تو نے میرے بندے کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور اس کے کلیجہ کا ٹکڑا چھین لیا، بتلا اس نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں خدایا تیری تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۲۲۸)

اولاد سے گناہ ہو جائے تو قطع تعلق نہیں اصلاح کی فکر چاہئے

برادران یوسف علیہ السلام سے جو خطا اس سے پہلے سرزد ہوئی وہ بہت سے کبیرہ اور شدید گناہوں پر مشتمل تھی مثلاً اول جھوٹ بول کر والد کو اس پر آمادہ کرنا کہ یوسف علیہ السلام کو ان کیساتھ تفریح کے لیے بھیج دیں۔ دوسرے والد سے عہد کر کے اس کی خلاف ورزی، تیسرے چھوٹے معصوم بھائی سے بے رحمی اور شدت کا برتاؤ۔ چوتھے ضعیف والد کی انتہائی دل آزاری کی پرواہ نہ کرنا۔ پانچویں ایک بے گناہ انسان کو قتل کرنے کا منصوبہ بنانا۔ چھٹے ایک آزاد انسان کو جبراً اور ظلماً فروخت کرنا، یہ ایسے انتہائی اور شدید جرائم تھے کہ جب یعقوب علیہ السلام پر یہ واضح ہو گیا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور دیدہ دانستہ یوسف علیہ السلام کو ضائع کیا ہے تو اس کا مقتضیٰ بظاہر یہ تھا کہ وہ ان صاحبزادوں سے قطع تعلق کر لیتے یا ان کو نکال دیتے، مگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا بلکہ وہ بدستور والد کی خدمت میں رہے، یہاں تک کہ انہیں مصر سے غلہ لانے کے لیے بھیجا اور اس پر مزید یہ کہ دوبارہ پھر ان کے چھوٹے بھائی کے متعلق والد سے عرض معروض کرنے کا موقع ملا اور بالآخر ان کی بات مان کر چھوٹے صاحبزادے کو بھی ان کے حوالے کر دیا، اس سے معلوم ہوا کہ اگر اولاد سے کوئی گناہ و خطا سرزد ہو جائے تو باپ کو چاہیے کہ تربیت کر کے ان کی اصلاح کی فکر کرے اور جب تک اصلاح کی امید ہو قطع تعلق نہ کرے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور بالآخر وہ سب اپنی خطاؤں پر نادم اور گناہوں سے تائب ہوئے ہاں اگر اصلاح سے مایوسی ہو جائے اور ان کے ساتھ تعلق قائم رکھنے میں دوسروں کے دین کا ضرر محسوس ہو تو پھر قطع تعلق کر لینا انسب ہے۔ (معارف القرآن: جلد ۵ صفحہ ۱۰۴)

بد اخلاق کے کان میں اذان دینا

جس کی عادت خراب ہو جائے خواہ انسان ہو یا جانور اس کے کان میں بھی اذان دی جائے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو بد اخلاق ہو جائے خواہ انسان ہو یا چوپایہ اس کے کان میں اذان دو۔“ (مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴۹)

اورنگ زیب عالمگیر کے آخری لمحات

مغل بادشاہ، کلام مجید لکھ کر اور ٹوپیاں بنا کر اپنی روزی پیدا کرتا تھا بادشاہی مسجد لاہور کی تعمیر ان کا اہم کارنامہ ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے جب اپنی زندگی کا چراغ ٹمٹماتا ہوا دیکھا تو انہوں نے فوراً کام بخش کو طلب کیا اور اُسے بے جاپور کا صوبہ مرحمت فرما کر حکم دیا کہ وہ اسی وقت دولت سرائے شاہی سے بیجاپور کا قصد کرے تین دن کے بعد عالمگیر نے اپنے منجھلے لڑکے محمد اعظم شاہ کو مالوہ کا صوبہ عطا کیا ابھی شہزادہ اعظم شاہ تھوڑی ہی دُور گیا تھا کہ شہنشاہ موت کی دست بُرد میں آ گیا انہوں نے عالم بے ہوشی میں اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ کہا اور ہمیشہ کے لیے ابدیت کی راہ لی، یہ جمعہ کا دن تھا اورنگ آباد حیدر آباد دکن میں ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے آخری لمحات

۷ محرم ۱۱۹۵ھ کو چند اشخاص آپ کے گھر آئے اور دستک دی خادم نے بتایا کہ چند آدمی آپ سے ملنا چاہتے ہیں فرمایا، بُلا لو تین اشخاص اندر چلے آئے ایک نے پوچھا مرزا جانجانان کون سے ہیں دونوں نے اشارہ کیا وہ جو سامنے بیٹھے ہیں یہ سنتے ہی اُس نے گولی ماردی گولی قلب میں لگی لیکن پھر بھی تین دن تک زندہ رہے جمعہ کی نماز کے بعد دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر سُورۃ فاتحہ پڑھی اور الحمد الحمد کہتے ہوئے جان جان آفرین کے سپرد کی۔

شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے آخری لمحات

''دنیا امتحان کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں جن پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے ان پر مصیبتیں بھی آتی ہیں بندہ کا کام ہے صبر وشکر سے کام لے، ہر حالت میں راضی برضا رہے یہی امتحان کی کامیابی ہے۔'' اہلیہ محترمہ یہ الفاظ سنتی ہیں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں، فوراً انہیں تسلی دی اور فرمایا ''فکر کی کوئی بات نہیں میرا مرض بہت جلد جاتا رہے گا، ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی، گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ نصیحت تو اس لیے ہے کہ اسلام کی تعلیم ہے جو ہمیشہ یاد رہنی چاہئے۔'' اس کے بعد چادر تان کر آرام فرمانے لگے تھوڑی دیر بعد نماز ظہر کا وقت ہو گیا، دیکھا گیا تو حالت نیند ہی میں رُوح پرواز کر چکی تھی۔

حضرت امام زین العابدین رحمہ اللہ کے آخری لمحات

وفات مبارک سے قبل اپنے بیٹے سے فرمایا: ''اے فرزند پانچ اشخاص کو ہرگز دوست نہ بنانا، (۱) فاسق کو کیونکہ وہ تمہیں بڑی بڑی چیزوں کا لالچ دے گا اور پھر ایک لقمہ پر تمہیں فروخت کر دے گا۔ (۲) بخیل کو کیوں کہ وہ اسی مال کو اپنے پاس دبائے گا جس کی تم کو زیادہ ضرورت ہوگی اور پھر تم کو ذلیل و رسوا کرے گا۔ (۳) جھوٹے کو کیوں کہ اس کی مثال ریت کی ہے۔ (۴) بے وقوف کو کیوں کہ تم کو نفع پہنچانے کی کوشش کرے گا مگر اس کی بے وقوفی سے نقصان پہنچے گا۔ (۵) اس شخص کو جو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتا ہے کیوں کہ ایسا انسان خدا کی کتاب میں ملعون ہے۔

رات کے وقت گھر میں سورہ واقعہ پڑھ لیجئے فاقہ نہیں آئے گا

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور فرمایا آپ کو کیا شکایت ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اپنے گناہوں کی شکایت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں آپ کے لیے طبیب کو نہ بلالاؤں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا طبیب ہی نے (یعنی اللہ ہی نے) تو مجھے بیمار کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں آپ کے لیے بیت المال سے عطیہ نہ مقرر کر دوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ عطیہ آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کو مل جائے گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فاقہ کا ڈر ہے؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو کہہ رکھا ہے کہ وہ ہر رات میں سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے گا اس پر کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ (لہٰذا عطیہ کی ضرورت نہیں)۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۲ صفحہ ۲۷۷)

اُنیس (۱۹) اہم نصیحتیں

۱۔ محنت سے گھبرانے والے کبھی ترقی نہیں کرتے۔ ۲۔ وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو حقیقت کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ ۳۔ محنت مزدوری کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ ۴۔ حقیقی کامیابی اپنی قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ۵۔ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ ۶۔ اپنے وطن کو جان سے عزیز رکھو اور ہر وقت اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں لگے رہو۔ ۷۔ کوئی ملک اس وقت تک غلام نہیں ہوسکتا جب تک اس کے اپنے لوگ غداری نہ کریں کیوں کہ اکیلا لوہا جنگل سے ایک لکڑی نہیں کاٹ سکتا جب تک لکڑی اس سے مل کر کلہاڑی نہ بنے۔ ۸۔ زبان ایک ایسا درندہ ہے کہ اگر اسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو پھاڑ کھائے۔ ۹۔ نیک عمل کرو تمہاری عمر میں برکت ہوگی۔ ۱۰۔ جس گھر میں تعلیم یافتہ نیک ماں ہوتی ہے وہ گھر تہذیب اور انسانیت کی یونیورسٹی ہے۔ ۱۱۔ انسانوں میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ ۱۲۔ دنیا کی عزت مال سے ہے اور آخرت کی عزت اعمال سے ہے۔ ۱۳۔ خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔ ۱۴۔ خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش رکھو۔ ۱۵۔ اپنا انداز گفتگو نرم رکھو، کیوں کہ لہجہ کا اثر الفاظ سے زیادہ ہوتا ہے۔ ۱۶۔ کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی سے نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔ ۱۷۔ انسان کے اچھے اعمال ہی اسے احسان عطا کرتے ہیں۔ ۱۸۔ قیامت کے دن میزان عمل میں سب سے زیادہ وزن دار چیز جو رکھی جائے گی وہ اچھے اخلاق ہوں گے۔ ۱۹۔ دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے انسان جو مرتبہ حاصل کرتا ہے وہی درجہ وہ اچھے اخلاق سے حاصل کر لیتا ہے۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کے آخری لمحات

فاتح بیت المقدس، تعلق کرد قبیلے سے تھا، اصلی نام یوسف تھا، بہادری اور جواں مردی کی وجہ سے عالمی شہرت حاصل کی، کئی صلیبی جنگیں لڑیں اور دشمنانِ اسلام کو عبرت ناک شکستیں دیں، اپنی اعلیٰ جنگی حکمت عملی کے سبب مصر اور شام اور عرب کی حکومتیں حاصل کیں۔ ستائیسویں صفر ۵۸۹ھ (۱۱۹۳ء) صبح جس وقت قاری صاحب قرآن کریمہ کی آیہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھو علیہ توکلت پر پہنچے تو سلطان صلاح الدین ایوبی نے بھی ان کلمات کا ورد شروع کر دیا اور اسی حالت میں انتقال کیا۔

گنہگار قابل رحم ہیں نہ قابل حقارت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دوسرے کلام کی کثرت نہ کرو ورنہ اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور قلب قاسی اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہو جاتا ہے لیکن چونکہ (یہ قرب اور بعد ایک امر معنوی ہے اس لیے) تمہیں اس کا علم بھی نہ ہوگا اور لوگوں کے (یعنی اہل ذنوب کے) گناہوں کو اس طرح نہ دیکھو کہ گویا تم ہی خدا ہو (یعنی اس طرح نظر نہ کرو جس کا منشاء کبر و تحقیر ہو) اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھو کہ گویا تم بندے خطاوار ہو (اور یہ) اس لئے کہ لوگ مبتلا (معاصی بھی) ہیں اور اہل عافیت بھی (یعنی اہل طاعت و عافیت بھی) پس تم کو چاہیے کہ اہل بلاء پر رحم کرو اور اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔ (جمع الفوائد: جلد۲ صفحہ ۲۷۸)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے آخری لمحات

۱۶ نومبر ۱۹۵۴ء کو حضرت شاہ جیؒ اپنے گھر میں وضو کر رہے تھے کہ جسم کے دائیں جانب فالج کا ہلکا سا حملہ ہوا مگر اس کا اثر جلد ہی زائل ہو گیا اواخر ۱۹۵۶ء میں جسمانی عوارض یکا یک عود کر آئے اور پھر ایسے گرے کہ چار برس تک چارپائی سے لگے رہے کبھی برائے نام صحت ہو جاتی ۱۶ مارچ ۱۹۶۱ء کو فالج کا شدید حملہ ہوا اور ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کی شام کو یہ نابغہ روزگار اور تحریک ختم نبوت کا سپہ سالار کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہوا خالقِ حقیقی سے جا ملا مدفن ملتان میں ہے۔

سلف صالحین کی اپنے دوستوں کو تین نصیحتیں

''جو آدمی آخرت کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے کاموں کی ذمہ داری لے لیتے ہیں۔''

''جو شخص اپنے باطن کو صحیح کر لے اللہ اس کے ظاہر کو صحیح فرما دیتے ہیں۔''

''جو اللہ سے اپنا معاملہ صحیح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اور مخلوق کے درمیان کے معاملات کو صحیح کر دیتے ہیں۔'' (معارف القرآن جلد۴ صفحہ ۶۷۹)

حضرت علبہ بن زید رضی اللہ عنہ کا اپنی آبرو کا عجیب صدقہ

حضرت علبہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کا کوئی انتظام نہ ہوسکا تو رات کو نکلے اور کافی دیر تک رات میں نماز پڑھتے رہے۔ پھر رو پڑے اور عرض کیا اے اللہ! آپ نے جہاد میں جانے کا حکم دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے پھر آپ نے مجھے اتنا دیا کہ میں اس سے جہاد میں جاسکوں اور نہ اپنے رسول کو سواری دی جو مجھے (جہاد میں جانے کے لیے) دے دیتے۔ لہٰذا کسی بھی مسلمان نے مال یا جان یا عزت کے بارے میں مجھ پر ظلم کیا ہو وہ معاف کر دیتا ہوں اور اس معاف کرنیکا اجر وثواب تمام مسلمانوں کو صدقہ کر دیتا ہوں۔ اور پھر یہ صبح لوگوں میں جا ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات کو صدقہ کرنیوالا کہاں ہے؟ تو کوئی نہ کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا صدقہ کرنیوالا کہاں ہے؟ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ حضرت علبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سارا واقعہ سنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تمہارا یہ صدقہ مقبول خیرات میں لکھا گیا ہے۔

حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علبہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کی ترغیب دی تو ہر آدمی اپنی حیثیت کے مطابق جو اس کے پاس تھا وہ لانے لگا۔ حضرت علبہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ! میرے پاس صدقہ کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اے اللہ! تیری مخلوق میں سے جس نے میری آبرو ریزی کی ہے میں اسے صدقہ کرتا ہوں (یعنی اسے معاف کرتا ہوں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا جس نے یہ اعلان کیا کہ کہاں ہے وہ آدمی جس نے گزشتہ رات اپنی آبرو کا صدقہ کیا؟ اس پر حضرت علبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صدقہ قبول ہو گیا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۱ صفحہ ۵۸۲)

دینی مجالس کے آداب

دین کی مجالس میں جولوگ دور بیٹھ کر یہ سمجھ رہے ہیں کہ آواز تو یہاں بھی آ رہی ہے۔ یہیں سے بیٹھ کر سن لیں وہ حضرات یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ آواز کو تو نہ فرشتے گھیرتے ہیں اور نہ ہی آواز پر مغفرت کا وعدہ ہے اس لیے وہ حضرات دور بیٹھ کر اپنا نقصان نہ کریں۔ مجلس کے ساتھ مل کر بیٹھ جائیں۔ ہمارے دور میں دین کی خدمت کرنیوالی پوری دنیا میں پھیلی ہوئی بڑی بڑی چار جماعتیں ہیں۔ ا۔ تبلیغی جماعت ۲۔ علماء وطلباء کی جماعت ۳۔ مشائخ واہل اللہ کی جماعت ۴۔ دینی کتابیں لکھنے والے مصنفین کی جماعت۔ ان چاروں دینی خدمات کے نام یہ ہیں۔ ا۔ تبلیغ ۲۔ تدریس ۳۔ تزکیہ۔ ۴۔ تصنیف وتالیف، ان چاروں ناموں کے شروع میں تاء ہے جو ان چاروں میں اتحاد کا اشارہ کرتا ہے دوسرا اشارہ تاء کے دونوں نقطوں سے اس طرف ہے کہ اگر ان چاروں سلسلوں میں اتحاد ہوگا تو پوری امت اوپر آئے گی جیسے تاء کے نقطے اوپر ہیں، اور اتحاد پیدا کرنے کے لیے تقویٰ اور تعاون کی تاء کو بھی اپنے اندر شامل کرنا ہوگا جو اہل تقویٰ کی صحبت ہی سے حاصل ہوگا جیسے صحابہ کو جو بھی ملا صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور مشائخ امت صحبت شیخ ہی سے مشائخ بنے، پھر انکے فیوض سے امت کو خوب فائدہ پہنچا، اللہ تعالیٰ ان چاروں سلسلوں میں ایک دوسرے کی قدر دانی، محبت وعظمت عطا فرمادے، باہم تنافر وتباغض (جو عدم اخلاص کی بڑی علامت ہے) اس سے ان چاروں سلسلوں کو بچائے۔ آمین یارب العالمین

امام محمد اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے آخری لمحات

سید المحدثین، علم حدیث پڑھنے کا خیال دس سال کی عمر میں آیا ایک سال میں اتنی مہارت حاصل کرلی کہ استادوں کی غلطیاں نکالنے لگے سولہ سال کی عمر تک کئی کتابیں حفظ کرلیں مشہور زمانہ کتاب بخاری شریف لکھی، زندگی کے آخری ایام میں امام صاحب خرتنک میں بیمار ہوئے تو اہل سمرقند نے سواری کا انتظام کیا لیکن کمزوری کے باعث سوار نہ ہوسکے اور چارپائی پر لیٹ گئے اللہ سے دعا کی اور اتنی سی بات اپنے ساتھیوں سے کہی۔ ''میرا کفن دفن سنت نبوی کے مطابق ہونا چاہئے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مناظرہ

زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ قحط سالی تھی لوگ نمرود کے پاس جاتے تھے اور غلہ لے آتے تھے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام بھی گئے وہاں یہ مناظرہ ہوگیا۔ بد بخت نے آپ علیہ السلام کو غلہ نہ دیا۔ آپ خالی ہاتھ واپس آئے۔ گھر کے قریب پہنچ کر آپ نے دونوں بوریوں میں ریت بھرلی کہ گھر والے سمجھیں کچھ لے آئے گھر آتے ہی بوریاں رکھ کر سو گئے آپ کی بیوی صاحبہ حضرت سارہ علیہا السلام اٹھیں، بوریوں کو کھولا تو عمدہ اناج سے دونوں پر تھیں۔ کھانا پکا کر تیار کیا آپ کی بھی آنکھ کھلی دیکھا کہ کھانا تیار ہے پوچھا اناج کہاں سے آیا؟ کہا دو بوریاں جو آپ بھر کر لائے انہی میں سے یہ اناج نکالا تھا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت اور اس کی رحمت ہے اس ناہنجار بادشاہ کے پاس خدا تعالیٰ نے اپنا ایک فرشتہ بھیجا اس نے آکر اسے توحید کی دعوت دی لیکن اس نے قبول نہ کی دوبارہ دعوت دی لیکن انکار کیا، تیسری مرتبہ خدا تعالیٰ کی طرف بلایا لیکن پھر بھی یہ منکر ہی رہا اس بار بار کے انکار کے بعد فرشتے نے اسے کہا اچھا تو اپنا لشکر تیار کر میں بھی اپنا لشکر لے کر آتا ہوں نمرود نے بڑا بھاری لشکر تیار کیا اور زبردست فوج کو لے کر سورج نکلنے کے وقت میدان میں آڈٹا، ادھر اللہ تعالیٰ نے مچھروں کا دروازہ کھول دیا بڑے بڑے مچھر اس کثرت سے آئے کہ لوگوں کو سورج بھی نظر نہ آتا تھا، یہ خدائی فوج نمرودیوں پر گری اور تھوڑی دیر میں ان کا خون تو کیا ان کا گوشت پوست سب کھا پی گئی اور سارے کے سارے وہیں ہلاک ہوگئے ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہ گیا انہیں مچھروں میں سے ایک نمرود کے نتھنے میں گھس گیا اور چار سو سال تک اس کا دماغ چاٹتا رہا۔ ایسے سخت عذاب میں وہ رہا کہ اس سے موت ہزاروں درجہ بہتر تھی، اپنا سر دیواروں اور پتھروں پر مارتا تھا، ہتھوڑوں سے کچلواتا تھا۔ یونہی رینگ رینگ کر بد نصیب نے ہلاکت پائی۔ اعاذنا الله (اللہ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے) آمین۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد اصفحہ ۳۵۶)

عزت حاصل کرنے کا نسخہ

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۠

اگر آپ لوگوں کی نظروں سے گر گئے ہو اور چاہتے ہو کہ آپ کی عزت قائم ہو جائے تو آپ مذکورہ آیت کو گیارہ دفعہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لو ان شاء اللہ آپ کامیاب ہو جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام کا عجیب خواب اور اس کی تعبیر

حضرت قیس بن عبادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا، ایک شخص آیا جس کا چہرہ خداترس تھا دو ہلکی رکعتیں نماز کی اس نے ادا کیں، لوگ انہیں دیکھ کر کہنے لگے یہ جنتی ہیں، جب وہ باہر نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے گیا، باتیں کرنے لگا۔ جب وہ متوجہ ہوئے تو میں نے کہا جب آپ تشریف لائے تھے تب لوگوں نے آپ کی نسبت یوں کہا تھا۔ کہا سبحان اللہ! کسی کو وہ نہ کہنا چاہیے جس کا علم اسے نہ ہو، ہاں البتہ اتنی بات تو ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک خواب دیکھا کہ گویا میں ایک لہلہاتے ہوئے سرسبز گلشن میں ہوں اس کے درمیان ایک لوہے کا ستون ہے جو زمین سے آسمان تک چلا گیا ہے اس کی چوٹی پر ایک کڑا ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں چڑھ سکتا۔ چنانچہ ایک شخص نے مجھے تھاما اور میں بآسانی چڑھ گیا اور اس کڑے کو تھام لیا۔ اس نے کہا دیکھو مضبوط پکڑے رہنا۔ بس اس حالت میں میری آنکھ کھل گئی کہ وہ کڑا میرے ہاتھ میں تھا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا یہ خواب بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گلشن باغ اسلام ہے اور ستون، ستون دین ہے اور کڑا عروۂ وثقی ہے تو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہے گا۔ یہ شخص عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم دونوں میں مروی ہے۔

مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کے آخری لمحات

رئیس التبلیغ مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے فرزند مولانا نے اپنی ساری عمر تبلیغ اسلام میں گزاری آخری دنوں میں جب بیماری نے غلبہ پالیا چنانچہ ہسپتال لے جانے کے لیے جب مولانا کو موٹر میں سوار کرایا گیا تو مولانا نے کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا جب ہسپتال قریب آ گیا تو آپ نے فرمایا ''اچھا پھر ہم تو چلے'' یہ آخری جملہ تھا، جو احباب نے سنا اس کے بعد ہونٹ ہلتے رہے اور محسوس ہو رہا تھا کہ آپ دعائیں پڑھ رہے ہیں چند لمحوں میں مولانا نے کلمہ شریف پڑھتے ہوئے متبسم چہرے کے ساتھ جان جان آفرین کے سپرد کر دی جسد مبارک لاہور سے دہلی لے جایا گیا بستی حضرت نظام الدینؒ میں بنگلہ والی مسجد میں آسودۂ خاک ہیں۔

دینار کو دینار کیوں کہتے ہیں (وجہ تسمیہ)

ابن ابی حاتم میں حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول مروی ہے کہ دینار کو اس لیے دینار کہتے ہیں کہ وہ دین یعنی ایمان بھی ہے اور نار یعنی آگ بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق کے ساتھ لو تو دین، ناحق لو تو نار یعنی آتش دوزخ۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ا صفحہ ۴۲۳)

حضرت سعید بن جُبیر رحمہ اللہ کے آخری لمحات

علم و عمل کے مرج البحرین تھے کبار ائمہ اور سر گروہ تابعین میں تھے حجاج کے ہاتھوں ظلماً شہید ہونے سے پہلے حجاج اور آپؒ کے درمیان جو مکالمہ ہوا نہایت پر تاثیر اور حق گوئی کا شاہکار ہے۔

قتل کے لیے چمڑا بچھائے جانے کے بعد جب حجاج نے قتل کا اشارہ کیا تو حضرت سعیدؒ نے کہا کہ اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں حجاج نے کہا کہ اگر مشرق کی طرف رخ کرو تو اجازت مل سکتی ہے فرمایا کچھ حرج نہیں **اینما تولّو افثم وجه الله** پھر یہ آیت پڑھی **اِنّی وجهْتُ وجهی للذی فطر السمٰوٰتِ والارض حنیفا و ما انا من المشرکین** (میں نے ایک ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں) حجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ اوندھے منہ گرا دیئے جائیں یہ حکم سن کر حضرت سعیدؒ نے سر جھکاتے ہوئے یہ آیت پڑھی، **منها خلقنکم و فیها نعیدکم و منها نخرجکم تارة اُخریٰ** (اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے پھر اسی میں سے تم کو دوبارہ نکالیں گے) اور کلمہ شہادت پڑھ کر بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ ''خدایا میرے قتل کے بعد پھر اس (حجاج) کو کسی کے قتل پر قادر نہ کرنا، جلاّد شمشیر برہنہ موجود تھا حجاج کے حکم سے دفعۃً تلوار چمکی اور آپؒ کا سر زمین پر تڑپنے لگا، زمین پر گرنے کے بعد زبان سے آخری کلمہ لا الٰہ الا اللہ نکلا۔

پانچ (۵) اہم نصیحتیں

۱۔ حقیر سے حقیر پیشہ ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے۔ ۲۔ ہر اچھا کام پہلے ناممکن ہوتا ہے۔ ۳۔ نفس کی تمنا پوری نہ کرو، ورنہ برباد ہو جاؤ گے۔ ۴۔ جس نعمت کی قدر نہ کی جائے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ ۵۔ اس راستے پر چلو جو بندے کو خالق سے ملا دیتا ہے۔

جیسی نیت ویسا اللہ کا معاملہ

مسند میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار ادھار مانگے۔ اس نے کہا گواہ لاؤ۔ جواب دیا کہ خدا تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ کہا ضمانت لاؤ۔ جواب دیا کہ خدا تعالیٰ کی ضمانت کافی ہے۔ کہا تو نے سچ کہا۔ ادائیگی کی میعاد مقرر ہوگئی اور اس نے اسے ایک ہزار دینار گن دیئے۔ اس نے تری کا سفر کیا اور اپنے کام سے فارغ ہوا۔ جب میعاد پوری ہونے کو آئی تو یہ سمندر کے قریب آیا کہ کوئی جہاز کشتی ملے تو اسمیں بیٹھ کر جاؤں اور رقم ادا کر آؤں لیکن کوئی جہاز نہ ملا جب دیکھا کہ وقت پر نہیں پہنچ سکتا تو اس نے ایک لکڑی لی اور بیچ میں سے کھوکھلی کر لی اور اس میں ایک ہزار دینار رکھ دیئے اور ایک پرچہ بھی رکھ دیا پھر منہ بند کر دیا اور خدا تعالیٰ سے دعا کی ''اے پروردگار! تجھے خوب علم ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لیے اس نے مجھ سے ضمانت طلب کی میں نے تجھے ضامن دیا اور اس پر وہ خوش ہوگیا، گواہ مانگا میں نے گواہ بھی تجھ ہی کو رکھا۔ وہ اس پر بھی خوش ہوگیا اب جب کہ وقت مقررہ ختم ہونے کو آیا تو میں نے ہر چند کشتی تلاش کی کہ جاؤں اور اپنا قرض ادا کر آؤں لیکن کوئی کشتی نہیں ملی اب میں اس رقم کو تجھے سونپتا ہوں اور سمندر میں ڈالتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ رقم اسے پہنچا دے'' پھر اس لکڑی کو سمندر میں ڈال دیا اور خود چلا گیا لیکن پھر بھی کشتی کی تلاش میں رہا کہ مل جائے تو جاؤں۔ یہاں تو یہ ہوا، وہاں جس شخص نے اسے قرض دیا جب اس نے دیکھا کہ وقت پورا ہوا اور آج اسے آجانا چاہیے تو وہ بھی دریا کے کنارے آ کھڑا ہوا کہ وہ آئے گا اور میری رقم مجھے دے گا یا کسی کے ہاتھ بھجوائے گا مگر جب شام ہونے کو آئی اور کوئی کشتی اس طرف نہیں آئی تو یہ واپس لوٹا کنارے پر ایک لکڑی دیکھی تو یہ سمجھ کر خالی جا ہی رہا ہوں اس لکڑی کو لے کر چلو پھاڑ کر سکھا لوں گا جلانے کے کام آئے گی گھر پہنچ کر جب اسے چیرا تو کھنا کھن بجتی ہوئی اشرفیاں نکلتی ہیں۔ گنتا ہے تو پوری ایک ہزار ہیں۔ وہیں پرچہ پر نظر پڑتی ہے، اسے بھی اٹھا کر پڑھتا ہے پھر ایک دن وہی

شخص آتا ہے اور ایک ہزار دینار پیش کر کے کہتا ہے کہ یہ لیجئے آپ کی رقم، معاف کیجئے گا میں نے ہر چند کوشش کی کہ وعدہ خلافی نہ ہو لیکن کشتی کے نہ ملنے کی وجہ سے مجبور ہو گیا اور دیر لگ گئی آج کشتی ملی آپ کی رقم لے کر حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا کہ کیا میری رقم آپ نے بھجوائی بھی ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو کہہ چکا کہ مجھے کشتی نہ ملی۔ اس نے کہا اپنی رقم واپس لے کر خوش ہو کر چلے جاؤ۔ آپ نے جو رقم لکڑی میں ڈال کر اسے توکلا علی اللہ دریا میں ڈالا تھا اسے خدا تعالیٰ نے مجھ تک پہنچا دیا اور میں نے اپنی پوری رقم وصول کر لی۔ (مسند احمد)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا صبر

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخالف تھا۔ اس کو پتہ چلا کہ آپ کے والد کی وفات ہو گئی۔ والدہ بوڑھی تھیں۔ نوے سال کے قریب عمر ہو گئی۔ وہ ایک دن آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ شرع شریف میں حکم ہے کہ تم بیواؤں کا نکاح کر دو۔ تمہاری والدہ چونکہ بیوہ ہو چکی ہیں میں نے سنا ہے کہ بڑی خوبصورت ہیں' حسینہ و جمیلہ ہیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ نکاح کروں۔ حضرتؒ نے سنا تو بھانپ گئے۔ فرمانے لگے' بھئی! میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں اور اس عمر کی عورت کو شرعی طور پر اپنا فیصلہ خود کرنے کا اختیار ہوتا ہے' میں ان کے سامنے جا کر بات کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا' بہت اچھا۔ حضرتؒ نے اپنے گھر کی طرف جانے کے لئے دو قدم اٹھائے تو کیا دیکھا کہ اس آدمی کے پیٹ کے اندر کوئی درد اٹھا۔ اسی درد کے اندر وہ بندہ گرا اور وہیں پر اس کی موت آ گئی۔ امام اعظمؒ فرمایا کرتے تھے کو ابوحنیفہ کے صبر نے ایک بندے کی جان لے لی۔

مصیبت آئے تو صبر کرو

ایک صاحب نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا حضرت مجھ پر مصائب اور حوادث اتنے آئے ہیں کہ اگر خودکشی جائز ہوتی تو میں یقیناً کر لیتا۔ فرمایا اگر مصائب اور حوادث کوئی بری چیز ہوتی تو حق تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے لئے پسند نہ فرماتے۔ مانگنا تو عافیت ہی چاہئے لیکن اگر کوئی مصیبت آ جائے تو رضا بالقضاء (صبر) چاہئے اللہ تعالیٰ کے حکم اور حکیم ہونے کا یقین رکھے اور ان پر ہی نظر رکھے۔ (مکتوبات اشرفیہ)

قرآن کریم سے برکت حاصل کرو

قرآن کریم کے بارے میں حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے **تبرک بالقرآن فانه کلام الله و خرج منه** برکت حاصل کرو اس کلام خداوندی سے اس لئے کہ یہ اللہ کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم کے الفاظ نازل فرمائے ان الفاظ میں وہ کمالات چھپے ہوئے ہیں جو بولنے والے کے اندر تھے وہ کمالات ظاہر ہوتے ہیں ان الفاظ کے ذریعہ دنیا میں کوئی بھی جذبہ بغیر لفظوں کے سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے لفظوں کو بیچ میں لانا لازمی ہے اور ان ہی الفاظ کے اندر اللہ تعالیٰ نے کھپایا ہے اپنے کمالات کو اور ان ہی الفاظ کے ذریعہ ان کمالات کو بندوں تک پہنچایا ہے اور ان کے دل میں اتارا ہے ان کمالات کو اپنے دل میں حاصل کرنے کی نیت سے اگر آپ تلاوت کریں گے اور دھیان اس پر دیں گے کہ کیا کہا جارہا ہے اور میرے دل میں کمالات کس طرح اتر رہے ہیں تو پھر اور ہی شان ہوگی۔ اسی کو حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ **تبرک بالقرآن فانه کلام الله و خرج منه** برکت حاصل کرو اس قرآن سے یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے اندر سے نکلا ہے بولنے والا جو بولتا ہے وہ اندر سے بولتا ہے لفظ آڑ ہوتے ہیں۔

یہ آسمان اور چاند سورج بھی اللہ کے تبرکات ہیں جن سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں لیکن آسمان وزمین، چاند، سورج، یہ اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آئے ہیں۔ اللہ نے ان کو پیدا فرمایا ہے۔ دنیا کی تمام چیزیں ہی ایسی ہیں کہ اللہ کے حکم سے وہ پردۂ عدم سے وجود میں آتی ہیں۔ اللہ کے اندر سے نکل کر نہیں آتیں مگر قرآن اندر سے نکل کر آیا ہے۔ یہ تو کلام ہے اس لئے قرآن سے تعلق اللہ کے باطن سے تعلق ہے آپ کو اوپر کھینچنے کیلئے۔ اللہ نے ایک رسی لٹکا دی ہے جس کے ذریعہ آپ کو کھینچ لیا جائے۔

حق تعالیٰ نے اوپر سے ایک رسی لٹکائی کہ جسے نکلنا ہو وہ اس رسی کو پکڑ لے جب ہم اس رسی کو کھینچیں گے وہ بھی کھنچ کر ہمارے پاس آجائیگا اور اس علاقہ سے نکل جائے گا وہ رسی درحقیقت قرآن کریم ہے۔ (خطبات طیب از حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ)

خیانت کرنے والے کا عبرت ناک انجام

۱۔ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تم میں سے اس شخص کو پہچانتا ہوں جو چلاتی ہوئی بکری کو اٹھائے ہوئے قیامت کے دن آئے گا اور میرا نام لے لے کر مجھے پکارے گا۔ میں کہہ دوں گا کہ میں خدا کے پاس تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا میں تو پہنچا چکا ہوں۔ ۲۔اسے بھی میں پہچانتا ہوں جو اونٹ کو اٹھائے ہوئے آئے گا جو بول رہا ہوگا یہ بھی کہے گا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم !اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! میں کہوں گا میں تیرے لیے خدا کے پاس کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میں تو تبلیغ کر چکا تھا۔

۳۔میں اسے بھی پہچانتا ہوں جو اسی طرح گھوڑے کو لادے ہوئے آئے گا جو ہنہنا رہا ہوگا وہ بھی مجھے پکارے گا اور میں کہہ دوں گا کہ میں تو پہنچا چکا تھا آج کچھ کام نہیں آ سکتا۔

۴۔اس شخص کو بھی پہچانتا ہوں جو کھالیں لئے ہوئے حاضر ہوگا اور کہہ رہا ہوگا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! میں کہوں گا میں خدا کے پاس کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا میں تو تجھے بتا چکا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ا صفحہ ۴۷۳)

اللہ تعالیٰ کے ہاں غریب لوگوں کی قدر

جو دنیا میں غربت کی زندگی گزاریں گے وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اور وہاں ایک دن دنیا کے ستر ہزار سال کے برابر ہوگا۔ ایک سال کتنا لمبا ہوگا؟ اور پانچ سو سال کا عرصہ کتنا ہوگا؟ (یہ ایمان والوں کی بات ہو رہی ہے) دنیا میں ایمان والے غریب لوگ ان ایمان والے امیر لوگوں سے جن کو دنیا میں سکھ اور آسانیوں کی زندگی ملی، اللہ تعالیٰ ان کو پانچ سو سال پہلے جنت عطا فرمائیں گے اور جو بندہ دنیا میں بے صبری کرے گا وہ اپنے اجر کو کھو بیٹھے گا۔

غفلت دور کرنے کا نسخہ

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

اگر آپ دین سے غافل اور سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں، یا برے افعال میں مبتلا ہیں تو مذکورہ آیت کو پانی پر ایک سو ایک (۱۰۱) مرتبہ پڑھ کر دم کریں اور اکتالیس (۴۱) دن تک پیتے رہیں۔

قرآن پاک کے باطنی آداب

(۱) کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔

(۲) حق سبحانہٗ وتقدس کی علوشان اور رفعت وکبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے۔

(۳) دل کو وساوس وخطرات سے پاک رکھے۔

(۴) معانی کا تدبر کرے اور لذت کے ساتھ پڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گذاردی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اے اللہ! تو اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کردی۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ.

او مجرمو! آج قیامت کے دن فرمانبرداروں سے الگ ہو جاؤ

(۵) جن آیات کی تلاوت کررہا ہے دل کو اُن کے تابع بنادے۔ مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے۔ دل سرورِ محض بن جائے اور آیت عذاب اگر آگئی ہے تو دل لرز جائے۔

(۶) کانوں کو اس درجہ متوجہ بنادے کہ گویا خود حق سبحانہٗ وتقدس کلام فرمارہے ہیں اور یہ سن رہا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے لطف وکرم سے مجھے بھی ان آداب کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہیں بھی۔

ایک ہزار آیات پڑھنے کی فضیلت

مسند احمد میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک ہزار آیتیں پڑھیں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ لکھا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ا صفحہ ۵۹۷) اگر ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک چلہ میں سورۃ یٰسین کی روزانہ تلاوت کریں تو ان شاء اللہ یہ فضیلت ہمیں بھی حاصل ہو جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے میں سانپ کا قصہ

کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور رہو اور خدانخواستہ کوئی ایذا پہنچائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایک جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک کوا جھپٹا اور وہ موزہ اٹھا کر اڑ گیا اور کافی اوپر لے جاکر اسے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اونچائی سے نیچے گرا تو گرنے کی چوٹ سے اس میں سے ایک سانپ دور جا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا ''ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے'' (طبرانی)

جنت کی چادر اوڑھنے کا نبوی نسخہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی۔ (ترمذی، آداب زندگی: ص ۶۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ معاملہ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر میں تھے جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھرا ہوا تھا حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر کھڑے ہوئے انہیں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں بائیں جانب دیکھا آپ کو بیٹھنے کی جگہ نظر نہ آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اٹھائی اور اسے لپیٹ کر حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھینک دی اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر لے کر اپنے سینے سے لگالی اور اسے چوم کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس کر دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ آپ کا ایسے اکرام فرمائے جیسے آپ نے میرا اکرام فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا قابل احترام آدمی آئے تو تم اس کا اکرام کرو۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۶۳)

مشورہ میں امانت کا رنگ ہونا چاہیے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز مشورہ

ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''لوگوں کی آؤ بھگت، خیر خواہی اور چشم پوشی کا مجھے خدا کی جانب سے اسی طرح حکم کیا گیا ہے جس طرح فرائض کی پابندی کا۔ چنانچہ اس آیت میں بھی فرمان ہے، تو ان سے درگزر کر، ان کے لیے استغفار کر، اور کاموں کا مشورہ ان سے لیا کر۔'' اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے کاموں میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے جیسے:

۱۔ بدر والے دن قافلے کی طرف بڑھنے کے لیے مشورہ لیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ اگر آپ سمندر کے کنارے پر کھڑے ہو کر ہمیں فرمائیں گے کہ اس میں کود پڑو اور اس پار نکلو تو بھی ہم سرتابی نہ کریں گے اور اگر ہمیں برک الغماد تک لے جانا چاہیں تو بھی ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم وہ نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں کی طرح کہہ دیں کہ تو اور تیرا رب لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں، بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بائیں صفیں باندھ کر جم کر دشمنوں کا مقابلہ کریں گے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا مشورہ بھی لیا کہ منزل کہاں ہو؟ اور منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان لوگوں سے آگے بڑھ کر ان کے سامنے ہو۔

۲۔ اسی طرح اُحد کے موقع پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ کیا کہ آیا مدینہ میں رہ کر لڑیں یا باہر نکلیں؟ اور جمہور کی رائے یہی ہوئی کہ باہر میدان میں جا کر لڑنا چاہیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی کیا۔

۳۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے موقعہ پر بھی اپنے اصحاب سے مشورہ کیا کہ مدینہ کے پھلوں کی پیداوار کا تہائی حصہ دینے کا وعدہ کر کے مخالفین سے مصالحت کر لی جائے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا انکار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مشورہ کو قبول کر لیا اور مصالحت چھوڑ دی۔

۴۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ والے دن اس امر کا مشورہ کیا کہ آیا مشرکین کے گھروں پر دھاوا بول دیں؟ تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہمارا ارادہ صرف عمرہ کا ہے۔ چنانچہ اسے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمالیا۔

۵۔ اسی طرح جب منافقین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا پر تہمت لگائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! مجھے مشورہ دو کہ ان لوگوں کا میں کیا کروں جو میرے گھر والوں کو بدنام کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم میرے علم میں تو میرے گھر والوں میں کوئی برائی نہیں اور جس شخص کے ساتھ تہمت لگا رہے ہیں واللہ! میرے نزدیک تو وہ بھی بھلائی والا ہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی جدائی کے لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ لیا۔ غرض لڑائی کے کاموں میں بھی دیگر امور میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا کرتے تھے اور روایت میں ہے کہ جب تم سے کوئی اپنے بھائی سے مشورہ لے تو اسے چاہئے بھلی بات کا مشورہ دے۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ا صفحہ ۴۷۳)

شکر گزار بیوی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ فرماتے ہیں: میرے ایک عزیز کرنل صاحب نے بتایا کہ ہم دونوں میاں بیوی چار بجے اٹھتے ہیں اور تہجد پڑھتے ہیں اس کے بعد فجر کی نماز پڑھ کر میں تو لیٹ جاتا ہوں اور آٹھ بجے اٹھتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ گھر والی مصلے پر بیٹھی ہے چار بجے سے دعائیں مانگ رہی ہے اس کا یہ ہمیشہ کا معمول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اس سے کہا کہ تو کیا مانگتی رہتی ہے؟ چار گھنٹے ہو گئے کہتی ہے کچھ بھی نہیں مانگتی، بس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہتی ہوں، یا اللہ آپ نے ہم پر کتنے انعامات فرمائے ہیں، بس یہی شکر کرتی رہتی ہوں۔

اشک یونہی بہائے جا دل کی لگی بجھائے جا   آہیں بھی کھینچ کھینچ کر آتش غم بڑھائے جا
حسن تماشا دوست کو عشق کرشمہ ساز تو   کھیل یونہی نئے نئے شام و سحر دکھائے جا

ہوائیں بھی آپس میں باتیں کرتی ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کی ایک رات کو مشرقی ہوا، شمالی ہوا کے پاس آئی اور کہنے لگی چل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کر۔ شمالی ہوا نے کہا آزاد اور شریف عورت رات کو نہیں چلا کرتی (اس لئے میں نہیں چلوں گی) چنانچہ جس ہوا کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد لی گئی وہ پروا یعنی مشرقی ہوا تھی (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۶۲۲)

لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا "اے پیارے بیٹے! میں نے چٹان، لوہے اور ہر بھاری چیز کو اٹھایا لیکن میں نے پڑوسی سے زیادہ ثقیل کسی چیز کو نہیں پایا اور میں نے تمام کڑوی اور تلخ چیزوں کا ذائقہ چکھ لیا لیکن فقر و تنگدستی سے تلخ کوئی چیز نہیں پائی۔ اے بیٹے! جاہل شخص کو ہرگز اپنا قاصد اور نمائندہ مت بنا اور اگر نمائندگی کیلئے کوئی قابل اور عقل مند شخص نہ ملے تو خود اپنا قاصد بن جا۔"

"بیٹے! جھوٹ سے خود کو محفوظ رکھ کیوں کہ یہ چڑیا کے گوشت کے مانند نہایت مرغوب ہے۔ تھوڑا سا جھوٹ بھی انسان کو جلا دیتا ہے۔ اے بیٹے! جنازوں میں شرکت کیا کر اور شادی کی تقریبات میں شرکت سے پرہیز کر، کیوں کہ جنازوں کی شرکت تجھے آخرت کی یاد دلائے گی اور شادیوں میں شرکت دنیا کی خواہشات کو جنم دے گی۔ آسودہ شکم ہوتے ہوئے دوبارہ شکم سیر ہو کر مت کھا کیوں کہ اس صورت میں کتوں کو ڈال دینا کھانے سے بہتر ہے۔ بیٹے نہ اتنا شیریں بن کہ لوگ تجھے نگل جائیں اور نہ اتنا کڑوا کہ تھوک دیا جائے۔" (حیاۃ الحیوان: جلد ۳ صفحہ ۱۵۳)

ہر درد سے شفا حاصل کرنیکا نسخہ

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ
وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اگر آپ کو ہر قسم کی تکلیف اور درد سے شفا حاصل کرنی ہو تو سات یا گیارہ مرتبہ مذکورہ آیت کو جس جگہ تکلیف ہو وہاں ہاتھ رکھ کر پڑھیں اور دم کر دیں۔

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر بچہ اپنی فطرت (یعنی اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔'' (صحیح بخاری)

فطرت سے مراد اللہ پاک کی توحید اور اسلام کے بلند مرتبہ اصول و مبادی ہیں کیوں کہ یہ دین فطرت انسانی اور عقل سلیم کے عین مطابق ہے اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ ہر بچہ عقائد و اعمال کا ذہن لے کر دنیا میں آتا ہے، اگر والدین اس کی اچھی تربیت اور ذہن سازی کریں تو یہ بلند پایہ اوصاف پروان چڑھتے ہیں اور یہ انسان ایک بہترین مسلمان بن کر معاشرہ کا مفید فرد بن جاتا ہے لیکن اگر صورتحال اس کے برعکس ہوئی تو والدین کی غلط تربیت اور ماحول کے بداثرات سے اس کے افکار و اعمال بھی بگڑتے جاتے ہیں۔ جیسے ہم عملی طور پر دیکھتے ہیں کہ مسلمان گھرانوں کے بچے عیسائیوں کے مشنری اسکولوں یا دیگر غیر مسلموں کے مذہبی تعلیمی اداروں میں داخل کرا دیئے جاتے ہیں اور پھر وہ ان کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں، اور اسلام کے فطری اور عقلی نظریات اور اعمال سے بے گانہ ہو جاتے ہیں، بچے کی اس روحانی اور اخلاقی تباہی و بربادی میں والدین برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنی اولاد کو دین اسلام کے مطابق تعلیم و تربیت کریں تاکہ وہ اعلیٰ مفید اور مثالی مسلمان بن سکیں۔

بری موت سے بچنے کا ایک نبوی نسخہ

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی جا چکی تھی انہوں نے اپنی نماز کی جگہ سے لے کر اپنے کمرے کے دروازے تک ایک ایسی رسی باندھ رکھی تھی جب دروازے پر کوئی مسکین آتا تو اپنے ٹوکرے میں سے کچھ لیتے اور رسی کو پکڑ کر دروازے تک جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس مسکین کو دیتے۔ گھر والے ان سے کہتے آپ کی جگہ ہم جا کر مسکین کو دے آتے ہیں وہ فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۴)

بچے کے کان میں اذان واقامت کی مسنونیت

بچے کی پیدائش کے بعد ایک سنت عمل یہ ہے کہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

۱۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''جس کے یہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو وہ بچہ ام الصبیان (سوکڑہ کی بیماری) سے محفوظ رہے گا۔'' (سنن بیہقی)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (دائیں) کان میں جس دن وہ پیدا ہوئے اذان دی اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ (بیہقی)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس اذان اور اقامت کی حکمت یہ ہے کہ اس طرح سے نومولود بچے کے کان میں سب سے پہلے جو آواز پہنچتی ہے، وہ خدائے بزرگ و برتر کی بڑائی اور عظمت والے کلمات اور اس شہادت کے الفاظ ہوتے ہیں جس کے ذریعہ انسان اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ گویا اسے دنیا میں آتے ہی اسلام اور خدائے واحد کی بڑائی کی تلقین کی جاتی ہے، جس کے اثرات ضرور بچے کے دل و دماغ پر پڑتے ہیں۔ اگرچہ وہ ان اثرات کو بھی سمجھ نہیں پاتا۔ اس کی ایک حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ اذان سے چونکہ شیطان بھاگتا ہے، جو کہ انسان کا ازلی دشمن ہے اس لئے اذان کہی جاتی ہے، کہ دنیا میں قدم رکھتے ہی بچے پر پہلے پہل شیطان کا قبضہ نہ ہو، اور اس کا دشمن ابتدا میں ہی بھاگ کر پسپا ہو جائے۔

یہ حکمت بھی بیان کی گئی ہے کہ بچے کے کان میں پیدائش کے بعد اذان دی جاتی ہے اور دنیا سے رخصت ہونے کے بعد نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہے، گویا جیسے عام نمازوں کے لیے اذان دی جاتی ہے، اور تیاری کے کچھ وقفے کے بعد نماز پڑھی جاتی ہے۔ اس طرح تمام انسانوں کو یہ سمجھانا مقصود ہوتا ہے کہ پیدا ہونے کے بعد اذان دی گئی ہے اور اس اذان کے بعد تمہاری نماز (نماز جنازہ) جلد ہونے والی ہے لہٰذا درمیان کے مختصر عرصے میں آخرت کی تیاری کرو، تا کہ مرنے کے بعد پچھتانا نہ پڑے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

آئے...ہوئی اذان، گئے...ہوئی نماز ۔ بس اتنی دیر کا جھگڑا ہے...زندگی کیا ہے

بچے کا سر مونڈنا

اسلام میں نومولود بچے کے بارے میں جو احکام وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ساتویں روز بچے کے سر کے بال مونڈے جائیں اوران بالوں کے وزن کے برابر چاندی فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کردی جائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی پیدائش کے ساتویں دن حکم دیا کہ ان کے سر کے بال مونڈے جائیں۔ چنانچہ وہ مونڈوائے گئے اوران بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی گئی۔ (تحفۃ المودود باحکام المولود صفحہ:۵۸)

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی اور فرمایا اے فاطمہ اس کے سر کے بال مونڈ لے اوران کے برابر چاندی خیرات کردے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وزن کیا تو ان کا وزن ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر بچہ عقیقہ تک بندھا ہوتا ہے اس کی طرف سے ساتویں دن (بکرا یا بکری) ذبح کی جاوے اور سر کے بال مونڈے جائیں اوراس کا نام رکھا جاوے (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مسئلہ کی رو سے بچہ اور بچی دونوں کے سر کے بال مونڈے جانے چاہئیں اور ہر ایک کے سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کرنی چاہیے۔ کیوں کہ بچہ اور بچی دونوں خدا کی نعمت اور سر کے بال مونڈنے کی حکمتیں دونوں سے متعلق ہیں، بال مونڈنے میں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ سارے سر کے بال مونڈے جائیں، کیوں کہ بال مونڈنے کا ایک غلط طریقہ یہ ہے کہ سر کے کچھ بال مونڈے جائیں اور کچھ چھوڑ دیئے جائیں، اس کو عربی میں قزع کہتے ہیں، جس کو منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

سر مونڈوانے کی سنت سے جو حکمت معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بچے کے پیدائشی بال اور مادر شکم میں آلائش وغیرہ کے ساتھ گندے ہو چکے ہوتے ہیں ان گندے بالوں کو دور کر کے صفائی ستھرائی حاصل ہوتی ہے دوسرے یہ کہ پیدائشی بال انتہائی کمزور ہوتے ہیں جس کے دور کرنے سے نسبتاً طاقت ور بال اگ آتے ہیں تیسرے یہ کہ پیدائشی بالوں کو دور کرنے سے سر کے مسام کھل جاتے ہیں جس کے صحت پر اچھے اثرات پڑتے ہیں نیز سر کے بال کٹوانے سے دیکھنے، سننے، سونگھنے اور سوچنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے اس سنت کا دوسرا جز بالوں کے برابر چاندی کا خیرات کرنا ہے جس کی حکمت ظاہر ہے کہ بچے کی پیدائش پر جو خوشی ہوتی ہے اس میں فقراء اور مساکین کو بھی شریک کر لیا جاتا ہے یوں یہ خوشی صرف ایک گھر تک محدود نہیں رہتی بلکہ آس پاس کے غریب لوگ بھی اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نیز خدا کی طرف سے اولاد کے عطا ہونے پر یہ صدقہ خوشی اور تشکر کا اظہار بھی ہے۔ (ماہنامہ المحمود، فروری ۲۰۰۶ء صفحہ ۲۳)

معمولی اکرامِ مسلم پر سارے گناہ معاف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر انہوں نے وہ تکیہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رکھ دیا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اے ابو عبداللہ! اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان ذرا ہمیں بھی سنائیں! حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تکیہ میرے لئے رکھ دیا۔ پھر مجھ سے فرمایا: اے سلمان! جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتا ہے اور وہ میزبان اس کے اکرام کے لئے تکیہ رکھ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت ضرور فرما دیتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۵۶۱)

سورۃ فاتحہ کے خواص

سورہَ فاتحہ ایک سوگیارہ بار پڑھ کربیڑی ہتھکڑی پردم کرنے سے قیدی جلد رہائی پائے۔آخرشب میں اکتالیس بار پڑھنے سے بے مشقت روزی ملے۔

سورہَ فاتحہ: درمیان سنت وفرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ کر آنکھ پردم کرنے سے درد جاتا رہتا ہے اور دوسرے امراض کیلئے بھی مفید ومجرب ہے اور بڑی شرط یہ ہے کہ عامل ومریض دونوں خوش اعتقاد ہوں۔

اپنے رومال وغیرہ کے کونے پر سورہَ فاتحہ اور سورہَ اخلاص اور سورۃ التین اورقل یایھا الکافرون ہرسورہَ تین تین باراورسورہَ طارق ایک باراورسورۃ الضحیٰ تین بار پڑھ کراس میں گرہ لگائیں۔ان شاءاللہ چورنہ جانے پائے گا۔

دن رات میں ۱۴۴۰ منٹ ہیں صرف ایک منٹ میں آپ سورۃ فاتحہ ۶ مرتبہ آسانی سے پڑھ سکتے ہیں۔سورۃ فاتحہ میں ۱۲۲ حروف ہیں ہرحرف پردس نیکیوں کا وعدہ ہے۔لہٰذا

ایک مرتبہ پڑھنے پرنیکیاں	1220=10x122
ایک منٹ میں چھ مرتبہ پڑھنے پرنیکیاں	7320=6x1220
مہینہ بھرکی کل نیکیاں	219600=30x7320
سال بھرمیں کل نیکیاں	26,35,200=12x219600

چھبیس لاکھ پینتیس ہزار دوسو

اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت

بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت ایک بندے کو کھڑا کریں گے۔یہ وہ بندہ ہوگا کہ جس کا رزق دنیا میں تھوڑا ہوگا' تنگ ہوگا اور وہ تنگی کے اوپر صبر اورشکر کے ساتھ وقت گزارے گا۔اللہ رب العزت اپنے اس بندے سے اس طرح معذرت کریں گے جس طرح دوست اپنے دوست سے معذرت کیا کرتا ہے۔یوں معذرت فرمائیں گے کہ میرے بندے میں نے دنیا میں تمہیں تھوڑا رزق دیا تھا کوئی بات نہیں' اچھا میں تجھے آج اپنی نعمتیں دیتا ہوں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جنتیں عطا فرمائیں گے۔

آیت الکرسی کے فضائل وخواص

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرے تو اس کے جنت میں داخل ہونے میں سوائے موت کے کوئی چیز مانع نہیں یعنی موت کے بعد وہ فوراً جنت کے آثار اور راحت وآرام کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔ (نسائی)

حدیث انس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آیۃ الکرسی چوتھائی قرآن ہے (رواہ احمد)

حدیث میں ہے کہ جب بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرنے والا ایک فرشتہ مسلسل تمہارے ساتھ رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ نیز اس کی تلاوت تیری اور تیری اولاد کی حفاظت کا ذریعہ بنے گی نیز تیرے اور آس پاس کے مکانوں کی بھی حفاظت ہوگی۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو شخص صبح کو سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور حم تنزیل سے الیہ المصیر تک پڑھ لے وہ شام تک ناپسندیدہ اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لیا کرے وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس مال یا اولاد پر آیۃ الکرسی کو پڑھ کر دم کردو گے یا لکھ کر (مال میں) رکھ دو گے یا بچہ کے گلے میں ڈال دو گے شیطان اس مال واولاد کے قریب بھی نہ آئے گا۔ (حصن حصین)

جمعہ کے روز بعد نماز عصر خلوت میں ستر بار پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی۔ اس حالت میں جو دُعاء کرے قبول ہو۔ آیت الکرسی۔ اور جو شخص اس کو تین سو تیرہ بار پڑھے خیر بیشمار اس کو حاصل ہو۔ اگر وقت مقابلہ دشمن کے ۳۱۳ بار پڑھے تو غلبہ حاصل ہو۔ جو شخص آیت الکرسی کو ہر نماز کے بعد اور صبح وشام اور گھر میں جانے کے وقت اور رات کو لیٹتے وقت پڑھا کرے تو فقیر سے غنی ہو جائے اور بے گمان رزق ملے۔ چوری سے مامون رہے۔ رزق بڑھے کبھی فاقہ نہ ہو۔ اور جہاں پڑھے وہاں چور نہ جائے۔ آیۃ الکرسی کے کل حروف 184 ہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں... 10x184=1840 ... ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنے پر

5x1840=9200 ... مہینہ بھر کی کل نیکیاں... 30x9200=276000

سال بھر میں کل نیکیاں... 12x276000=33,12,000 ... تینتیس لاکھ بارہ ہزار

فضائل سورۂ کہف

ہر جمعہ کو رات میں یا دن میں سورۂ کہف ضرور پڑھا کریں اس لئے کہ:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے اس کیلئے اس جمعہ سے آنیوالے جمعہ کے درمیان (پورے ہفتہ میں) ایک نور روشن رہے گا۔'' (مشکوٰۃ جلد ۱، صفحہ ۱۸۹)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھ لیتا ہے، اس کے لئے اس کی جگہ اور بیت العتیق (خانہ کعبہ) کے درمیان ایک نور روشنی بخشتا رہتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورۂ کہف جس طرح اتری ہے اسی طرح (صحیح طریق) پر پڑھ لی تو اس کی جگہ اور مکہ کے درمیان وہ ایک (ضیاپاش) نور بنی رہتی ہے اور جو شخص اس کی آخری دس آیتیں پڑھتا رہے گا اگر دجال (اس کی زندگی میں) نمودار ہو گیا تو وہ اس شخص پر مسلط نہ ہو سکے گا۔'' (یعنی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا) (سنن الکبریٰ للبیہقی)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص سورۂ کہف کی اوّل تین آیتیں پڑھتا رہے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔'' (مسلم)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو شخص دجال کو پالے (یعنی اس کے سامنے نکل آئے) اس کو چاہئے کہ وہ سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتیں اس کے منہ پر پڑھ دے۔'' اس لئے کہ یہ آیتیں پڑھنے والے کو اس کے فتنہ سے پناہ دینے والی ہے۔'' (ابوداؤد جلد ۲، صفحہ ۲۳۷)

اسی طرح اپنے بچوں اور بچیوں کو کم از کم سورۂ کہف زبانی یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جمعہ کے روز جو شخص سورۃ کہف پڑھے گا اس کا دل دوسرے جمعہ تک ان شاء اللہ نور سے منور رہے گا، اور فتنۂ دجال سے بھی محفوظ رہے گا۔ شب جمعہ کو بھی اس کے پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص روزانہ اس سورۃ کی ابتدائی اور آخری دس آیات کی تلاوت کرے گا اس کے سر سے لے کر پیر تک نور ہو جائے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔ (ذخیرہ آخرت)

سورۂ کہف کے خواص

جوکوئی ہر جمعہ کوایک بار پڑھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اس کا دل نور سے منور ہوگا اور جوکوئی شروع کی دس آیتیں روزمرہ پڑھ لے گا، وہ دجال کے شر سے محفوظ رہے گا۔اس کولکھ کر ایک بوتل میں رکھ کر گھر میں رکھنے سے محتاجی اور قرضے سے بے خوف رہے اوراس کے گھر والوں کوکوئی تکلیف نہ دے سکے اور جواناج کی کوٹھی میں رکھ دے سب خطروں سے محفوظ رہے۔ سورۃ کہف کے کل حروف 6360 ہیں قرآن کریم کے قانون کے مطابق ہرحرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔لہٰذا ہر جمعہ کوایک دفعہ پڑھنے پرنیکیاں

ایک دفعہ پڑھنے پرنیکیاں	63600=10x6360
مہینہ بھر کی کل نیکیاں	254400=4x63600
سال بھر میں کل نیکیاں	3052800=12x254400

تیس لاکھ باون ہزار آٹھ سو

صفت شکر پر ایک عجیب واقعہ

حضرت احمد حربؒ کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہوگئی' آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی غم خواری کوتشریف لے گئے۔ پڑوسی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ حضرت احمد حربؒ نے بتایا کہ ہم تمہاری چوری ہوجانے کاافسوس کرنے آئے ہیں' پڑوسی بولا کہ میں تو اللہ کا شکرادا کررہا ہوں اور مجھ پراس کے تین شکر واجب ہوگئے ہیں۔ایک یہ کہ دوسروں نے میرا مال چرایاہے میں نے نہیں۔دوسرے یہ کہ ابھی آدھامال میرے پاس موجود ہے' تیسرے یہ کہ میری دنیا کوضرر پہنچاہے اوردین میرے پاس ہے' یعنی اللہ کا بندہ وہی ہے جو پریشانی میں بھی شکر کرے۔

واقعہ: کہتے ہیں کہ ایک شخص سہل بن عبداللہ کے پاس آیا اورعرض کیا۔ چور میرے گھر میں گھس کر سارا سامان لے گیا۔ آپ نے فرمایا' اللہ کا شکر ادا کرو۔ اگر چور (یعنی شیطان) تمہارے دل میں گھس کر توحید کوخراب کردیتا تو کیا کرسکتا تھا؟

کہتے ہیں کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ تو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالے اور کان کا شکر یہ ہے کہ جوعیب کی بات سنے اس پر پردہ ڈالے۔ (رسالہ قشیریہ)

فضائل سورۃ یٰسین

عطا بن ابی رباحؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے کہ جو شخص سورہ یٰسین کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائیں۔

احادیث میں سورہ یٰسین کے بھی بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک دل ہوا کرتا ہے۔ قرآن شریف کا دل سورہ یٰسین ہے جو شخص سورہ یٰسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس کے لئے دس قرآنوں کا ثواب لکھتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسین کو آسمان وزمین کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے پڑھا۔ جب فرشتوں نے سُنا تو کہنے لگے کہ خوشحالی ہے اُس امت کے لئے جن پر یہ قرآن اتارا جائے گا اور خوشحالی ہے۔ اُن دلوں کیلئے جو اُس کو اٹھائیں گے یعنی یاد کریں گے اور خوشحالی ہے ان زبانوں کے لئے جو اسکو تلاوت کرینگی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ یٰسین کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے۔ اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس اس سورۃ کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ یٰسین کا نام توراۃ میں منعمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کیلئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے اور یہ دنیا و آخرت کی مصیبت کو دُور کرتی ہے اور آخرت کے ہول کو دور کرتی ہے۔ اس سورۃ کا نام رافِعہ خافضہ بھی ہے یعنی مؤمنوں کے رُتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پست کرنے والی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ یٰسین میرے ہر اُمّتی کے دل میں ہو ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورہ یٰسین کو ہر رات میں پڑھا پھر مر گیا تو شہید مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو یٰسین کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور جو بھُوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے اور جو راستہ گُم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے اور جو شخص جانور کے گُم ہو جانے کی وجہ سے پڑھے وہ جانور پالیتا ہے اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو تو اس پر نزع میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اور جو ایسی عورت پر پڑھے جس کے بچہ ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اس کے لئے بچہ جننے میں سہولت ہوتی ہے۔ مقریؒ کہتے ہیں کہ جب بادشاہ یا دشمن کا خوف ہو اور اس کے لئے سورہ یٰسین پڑھے تو وہ خوف جاتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے سورہ یٰسین اور والصّٰفّٰت جمعہ کے دن پڑھی اور پھر اللہ سے دُعا کی اس کی دعا پُوری ہوتی ہے (اس کا بھی اکثر مظاہر حق سے منقول ہے مگر مشائخ حدیث کو بعض روایات کی صحت میں کلام ہے۔)

سورۂ یٰسین کے خواص

جس حاجت کے لئے اکتالیس بار پڑھے وہ پوری ہو۔ خوف زدہ ہو امن میں ہو جائے یا بیمار شفا پائے یا بھوکا ہو سیر ہو جائے۔ دیگر سورۂ یٰسین میں چار جگہ لفظ الرحمٰن آیا ہے اور تین جگہ لفظ اللہ اور اسی طرح سورۂ تبارک الذی میں۔ پس جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے اور لفظ الرحمٰن آئے داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کر لے اور جہاں لفظ اللہ آئے بائیں ہاتھ کی انگلی بند کر لے حتیٰ کہ ختم سورت پر داہنے ہاتھ کی چار انگلیاں بند ہو جائیں گی اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں پھر سورۂ تبارک الذی پڑھے اور لفظ رحمٰن پر داہنے ہاتھ کی ایک انگلی کھول دے اور لفظ اللہ پر بائیں ہاتھ کی انگلی کھول دے۔ اس کی تمام حاجتیں پوری ہوں اور دعائیں قبول ہوں گی اور انگلیوں کا کھولنا بند کرنا کن انگلی سے شروع ہوگا۔

سورۂ یٰسین کو لکھ کر پلانے سے دودھ پلانے والی عورت کا دودھ بڑھ جائے۔

سورۂ یٰسین لکھ کر پاس رکھنے سے نظر بد اور سب بیماری اور درد سے حفاظت رہے۔

سورۃ یٰسین کے کل حروف 3000 ہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ لہٰذا

ایک دفعہ روزانہ پڑھنے پر نیکیاں 30000=10x3000

مہینہ بھر کی کل نیکیاں 90,00000=30x3,0000

سال بھر میں کل نیکیاں 2,28,00000=12x90,00000

دو کروڑ اٹھائیس لاکھ

خدا کی قدرت

ابن ابی حاتم کی مرفوع حدیث میں ہے کہ مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں تمہیں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کی نسبت خبر دوں کہ اس کی گردن اور کان کے نیچے تک کی لو کے درمیان اتنا فاصلہ ہے کہ اُڑنے والا پرندہ سات سو سال تک اڑتا چلا جائے، اس کی اسناد بہت عمدہ ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۔ ۴۳۰)

سورۃ الرحمٰن کے فضائل وخواص

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی زینت ہوتی ہے۔قرآن پاک کی زینت سورۃ الرحمٰن ہے۔آنکھ کے درد،طحال کے مریض پر گیارہ مرتبہ پڑھ کردم کرنے سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔اس کی تلاوت کرنے والوں کا چہرہ قیامت کے روز چودھویں کے چاند کی طرح منور ہوگا۔جس شخص کا سینہ تنگ ہو،قرأت پڑھتے یا وعظ کرتے یا مناظرہ کرتے اس کا سانس پھول جاتا ہو وہ شخص اپنے اس روگ کو زائل کرنے کے لئے اس مبارک سورۂ کی پہلی دو آیتیں ایک ہزار مرتبہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد اکتالیس دن تک پڑھے ان شاء اللہ اس عرصہ میں یہ مرض جاتا رہے گا۔سورۃ رحمٰن کے کل حروف 1636 ہیں۔قرآن کریم کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں............16360=10x1636

مہینہ بھر میں کل نیکیاں............490800=30x16360

سال بھر میں کل نیکیاں....58,89,600=12x490800

اٹھاون لاکھ انانوے ہزار چھ سو

تنگی سے نجات حاصل کرنیکا نسخہ

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝

اگر آپ رزق کی تنگی سے پریشان ہیں،یا کسی خاص چیز کے کھانے کی حاجت ہو تو مذکورہ آیت کو سات مرتبہ پڑھ کر آسمان کی طرف پھونکیں۔

دعا کی قبولیت کے لئے مجرب عمل

مشائخ وعلماء نے ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ پڑھنے کے فوائد میں لکھا ہے کہ اس آیت کو ایک ہزار مرتبہ جذبۂ ایمان وانقیاد کے ساتھ پڑھا جائے اور دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے،ہجوم افکار ومصائب کے وقت ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ کا پڑھنا مجرب ہے۔(معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

سورۃ الواقعہ کے فضائل وخواص

ابن مسعودؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعودؓ اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورۃ کو پڑھیں۔

سورہ واقعہ کے فضائل بھی متعدد روایات میں وارد ہوئے ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ 'جو شخص سورہ حدید اور سورہ واقعہ اور سورہ رحمٰن پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سورۂ واقعہ سورۃ الغنٰی ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کو اپنی بیبیوں کو سکھاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے مگر بہت ہی پست خیالی ہے کہ چار پیسے کے لئے اس کو پڑھا جاوے البتہ اگر غنائے قلب اور آخرت کی نیت سے پڑھے تو دنیا خود بخود ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوگی۔

سورۃ واقعہ کو لکھ کر باندھنے سے بچہ بآسانی پیدا ہو۔

ایک مجلس میں اکتالیس بار پڑھنے سے حاجت پوری ہو۔ بالخصوص جو رزق کے متعلق ہو۔

حدیث میں ہے کہ جو شخص اس سورت کو رات کے وقت ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے وہ کبھی بھوکا نہ رہے گا۔ سورۃ واقعہ کے کل حروف 1703 ہیں۔ قرآن وحدیث کے اصول کے مطابق ایک حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ لہٰذا

ایک دفعہ روزانہ پڑھنے پر نیکیاں 17030=10x1703

مہینہ بھر کی کل نیکیاں 5,10,900=30x17030

سال بھر کی کل نیکیاں 61,30,800=12x510900 اکسٹھ لاکھ تیس ہزار آٹھ سو

مسلمان پر بہتان باندھنے کا عذاب

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی مؤمن مرد یا عورت کو اس کے فقر و فاقہ کی وجہ سے ذلیل وحقیر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اولین و آخرین کے مجمع میں رسوا اور ذلیل کریں گے۔ اور جو شخص کسی مسلمان مرد یا عورت پر بہتان باندھتا ہے اور کوئی ایسا عیب اس کی طرف منسوب کرتا ہے جو اس میں نہیں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو آگ کے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا کریں گے جب تک وہ خود اپنی تکذیب نہ کرے۔ (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۵۰۱)

سورۃ الملک کے خواص

آشوب چشم پر تین روز تک تین بار روزانہ دم کرنے سے آرام ہو جائے۔
جو شخص اس سورت کو ہمیشہ پڑھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

نیکیوں کے انبار

سورۃ ملک کے کل حروف 1313 ہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں	13130x=10x1313
مہینہ بھر کی کل نیکیاں	393900=30x13130
سال بھر میں کل نیکیاں	47,26,800=12x393900

سینتالیس لاکھ چھبیس ہزار آٹھ سو

امام محمد رحمہ اللہ اور تصوف پر کتاب

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سارے فقہی احکام اپنی تصانیف کے ذریعہ ہم تک پہنچائے۔ ان کا احسان ہمارے سروں پر اتنا ہے کہ ساری عمر تک ہم ان کے احسان کا صلہ نہیں دے سکتے۔ ان کی لکھی ہوئی کتابیں کئی اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھیں۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت! آپ نے بہت ساری کتابیں لکھیں ہیں لیکن تصوف اور زہد کے موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی؟ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جوابؒ میں فرمایا کہ تم کیسے کہتے ہو کہ میں نے تصوف پر کتاب نہیں لکھی، میں نے جو ''کتاب البیوع'' لکھی ہے، وہ تصوف ہی کی تو کتاب ہے۔ مطلب یہ تھا کہ خرید وفروخت کے احکام اور لین دین کے احکام حقیقت میں تصوف ہی کے احکام ہیں۔ اس لئے کہ زہد اور تصوف درحقیقت شریعت کی ٹھیک ٹھیک پیروی کا نام ہے اور شریعت کی ٹھیک ٹھیک پیروی خرید وفروخت اور لین دین کے احکام پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔

سورۂ مزمل کے فضائل وخواص

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اس سورۃ مبارکہ کی مصیبت کی حالت میں تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت ٹال دے گا اور اسے دنیا و آخرت میں خوش رکھے گا اس سے فقر، تنگدستی دور ہوگی اور جس مشکل کے لئے بھی تلاوت کی جائے وہ مشکل آسان ہو جائے گی۔

جو شخص اس سورۃ مبارکہ کی مسلسل تلاوت کرے گا وہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مبارکہ سے مشرف ہوگا سورۃ مزمل کی روزانہ تلاوت کرنے والے شخص پر دوزخ کی آگ حرام قرار دے دی جائے گی نیز اگر سورۃ مبارکہ لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دی جائے تو شفاء پائے گا۔ (فلاح دارین)

کشائش رزق کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چلہ تک ہر روز وقت معین پر گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر گیارہ سو گیارہ مرتبہ یامغنی پڑھے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ مزمل کو پڑھے اور پھر آخر میں بھی گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ لے جو اس عمل کو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی طرح طرح کی امداد فرمائے گا۔

اس کو پڑھنے سے روزی فراخ ہو۔

سورۃ مزمل کے کل حروف 838 ہیں۔ قرآن وحدیث کے اصول کے مطابق ایک حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں..............8380=10x838

مہینہ بھر کی نیکیاں...............251400=30x8380

سال بھر کی نیکیاں.......30,16,800=12x251400

تیس لاکھ سولہ ہزار آٹھ سو

مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنے کا نسخہ

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝

اگر آپ کو مقدمہ میں کامیابی حاصل کرنی ہو تو روزانہ کسی نماز کے بعد ایک سو تینتیس مرتبہ مذکورہ آیت پڑھ لو اگر حق پر ہو تو تب ورنہ ناحق پڑھنے والا خود مصیبت میں گرفتار ہو سکتا ہے۔

سورۃ الکوثر کے خواص

شب جمعہ میں ایک ہزار مرتبہ اس کو پڑھے اور ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھے تو خواب میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو۔

جو آدمی سورۃ الکوثر کو لکھ کر اپنے گلے میں باندھے تو وہ امن میں رہے گا۔

لاولد شخص کا اس مبارک سورۃ کا پانچ سو مرتبہ روزانہ تین ماہ تک پڑھنا بفضلہٖ صاحب اولاد کرتا ہے۔ جس شخص کی اولاد زندہ نہ رہتی ہو وہ اگر اس سورۃ کو سات سو دفعہ صبح کی نماز کے بعد اکتالیس روز تک پڑھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد زندہ رہے گی۔

فضائل سورۃ الکافرون

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی سنتوں میں پڑھنے کیلئے دو سورتیں بہترین ہیں سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ) (مظہری) بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی دعا بتلا دیجئے جو ہم سونے سے پہلے پڑھا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قل یایھا الکفرون پڑھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ سورۃ شرک سے برات ہے (ترمذی)

خواص: جو آدمی طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے اوقات میں سورۃ الکافروں کی تلاوت کا معمول رکھے وہ شرک سے محفوظ رہے گا۔

سورہ کافرون کے کل حروف 98 ہیں۔ قرآن وحدیث کی رو سے

ایک حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں............... 980=10x98

مہینہ بھر کی کل نیکیاں.............. 29400=30x980

سال بھر کی کل نیکیاں..... 3,52,800=12x29400

تین لاکھ باون ہزار آٹھ سو

سورۃ الاخلاص کے فضائل وخواص

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب جمع ہو جائیں۔ تمہیں ایک تہائی قرآن سناؤں گا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قل ھو اللہ احد پڑھی اور ارشاد فرمایا کہ یہ سورۃ ایک تہائی (یعنی تیسرا حصہ) قرآن کے برابر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۴۷)

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ مجھے اس سورت سے بڑی محبت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۴۷۰)

اور فرمایا کہ جو شخص سونے کے ارادہ سے بستر پر لیٹے اور پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ لیا کرے تو قیامت کے دن پروردگار عالم فرمائے گا اے میرے بندے! تو اپنی دائیں جانب کی جنت میں چلا جا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۴۷۲)

سورۃ الاخلاص ثواب میں تہائی قرآن کے برابر ہے۔

صبح وشام پڑھے۔ شرک اور فساد اعتقاد سے محفوظ رہے۔

جو شخص ہمیشہ اس کو پڑھا کرے ہر قسم کی خیر حاصل ہو اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رہے اور جو بھوک میں پڑھے تو سیر ہو جائے اور جو پیاس میں پڑھے سیراب ہو جائے۔ دیگر اگر خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھے کوئی انسان اور جن اور موذی جانور اس کے پاس نہ آئے۔ اگر خرگوش کی جھلی پر لکھ کر اپنے پاس رکھ لے تو کوئی انسان اور جن اور موذی جانور اس کے پاس نہ آئے۔

سورۃ اخلاص کے کل حروف 51 ہیں۔ قرآن وحدیث کی رو سے

ایک حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں............ 510=10x51

مہینہ بھر کی کل نیکیاں........... 15300=30x510

سال بھر کی کل نیکیاں 1,83,600=12x15300 ایک لاکھ تراسی ہزار چھ سو

جادو کی کاٹ کیلئے معوذتین کا عمل

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلا دیں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس پانی میں نہلا دیں اور یہ دعا چالیس روز تک روزمرہ چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پلایا کریں۔ یَا حَیُّ حِیْنَ لَا حَیَّ فِی دَیْمُوْمَةِ مُلْکِهٖ وَبَقَائِهٖ یَا حَیُّ

سورۃ الفلق رزق کی آسانی کے لئے روزانہ پڑھنا مفید ہے۔ مخلوقات کے شر اور حسد سے بچنے کے لئے سورۂ فلق کو روزانہ پڑھیں ان شاء اللہ حفاظت ہوگی۔

سورۃ فلق اور سورۃ ناس دونوں کے کل حروف 78+90=168 ہیں

قرآن وحدیث کی رو سے ایک حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے لہٰذا

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں.................. 1680=10x168

تین دفعہ صبح تین دفعہ شام پڑھنے پر........ 10080=6x1680

ایک مہینہ میں کل نیکیاں........... 302400=30x10080

ایک سال میں کل نیکیاں....... 3628800=12x302400

چھتیس لاکھ اٹھائیس ہزار آٹھ سو

دو بیویوں میں انصاف کا عجیب قصہ

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے پھر دونوں بیویاں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملک شام گئیں، اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہوئیں۔ اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا......لوگ اس دن بہت مشغول تھے اسلئے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔

حضرت یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں تھیں جب ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے ہاں سے پانی بھی نہ پیتے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۷۶۹)

ولی ہوکر نبی کا کام کرو

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور محدث ہیں۔ ایک مرتبہ حج کے سفر پر روانہ ہوئے تو جنگل میں ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا ان کے ساتھی کسی کام کے لیے شہر گئے تو وہ اپنے خیمے میں اکیلے تھے اتنے میں ایک خوبصورت عورت ان کے خیمے میں آئی اور کچھ مانگنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے کچھ کھانا اس کو دینا چاہا تو اس عورت نے برملا کہا کہ میں آپ سے وہ کچھ چاہتی ہوں جو ایک عورت مرد سے چاہتی ہے دیکھو تم نوجوان ہو میں خوبصورت ہوں ہم دونوں کے لطف اندوز ہونے کے لیے تنہائی کا موقع بھی ہے۔ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سنا تو سمجھ گئے کہ شیطان نے میری عمر بھر کی محنت ضائع کرنے کے لیے اس عورت کو بھیجا ہے وہ خوف خدا سے زار و قطار رونے لگے اتنا روئے اتنا روئے کہ وہ عورت شرمندہ ہو کر واپس چلی گئی۔ حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ مصیبت سے جان چھوٹی۔ رات کو سوئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مبارک باد ہو، تم نے ولی ہو کر وہ کام کر دکھایا جو ایک نبی نے کیا تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور میں ایک امیر شخص تھا جس کی بیوی رشک قمر اور پری چہرہ تھی۔ اس عورت کو اپنے حسن پر بڑا ناز تھا ایک مرتبہ بناؤ سنگھار کرتے ہوئے اس نے ناز نخرے سے اپنے شوہر سے کہا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھے دیکھے اور میری طمع نہ کرے۔ خاوند نے کہا مجھے امید ہے کہ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تیری پروا بھی نہیں ہوگی۔ بیوی نے کہا مجھے اجازت ہو تو جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آزما لیتی ہوں۔ یہ کون سا مشکل کام ہے یہی گھوڑا اور یہی گھوڑے کا میدان۔ دیکھ لیتی ہوں جنید بغدادی کتنے پانی میں ہیں۔ خاوند نے اجازت دے دی۔ وہ عورت بن سنور کر جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور ایک مسئلہ پوچھنے کے بہانے چہرے سے نقاب کھول دیا۔ جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر پڑی تو انہوں نے زور سے اللہ کے نام کی ضرب لگائی اس عورت کے دل میں یہ نام پیوست ہو گیا اس کے دل کی حالت بدل گئی وہ اپنے گھر واپس آئی اور سب ناز نخرے چھوڑ دیئے۔ زندگی کی صبح و شام بدل گئی۔ سارا دن قرآن مجید کی تلاوت کرتی اور ساری رات مصلے پر کھڑے ہو کر گزار دیتی۔ خشیت الٰہی اور محبت الٰہی کی وجہ سے آنسوؤں کی لڑیاں اس کے رخساروں پر بہتی رہتیں۔ اس عورت کا خاوند کہا کرتا تھا کہ میں نے جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑا تھا کہ اس نے میری بیوی کو راہبہ بنا دیا اور میرے کام کا نہ چھوڑا۔

بدنظری سے توفیق عمل چھن جاتی ہے

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے:

''بدنظری نہایت ہی مہلک مرض ہے۔ ایک تجربہ تو میرا بھی ہے اپنے بہت سے احباب پر ہے کہ ذکر و شغل کی ابتداء میں لذت و جوش کی کیفیت ہوتی ہے مگر بدنظری کی وجہ سے عبادت کی حلاوت اور لذت فنا ہو جاتی ہے اور اس کے بعد رفتہ رفتہ عبادات کے چھوٹنے کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔'' (آپ بیتی: ۴۱۸/۶)

مثال کے طور پر اگر صحت مند نوجوان شخص کو بخار ہو جائے اور اترنے کا نام ہی نہ لے تو لاغری اور کمزوری کی وجہ سے اس کے لیے چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ بستر پر پڑے رہنے کو جی چاہتا ہے اسی طرح جس شخص کو بدنظری کی بیماری لگ جائے وہ باطنی طور پر کمزور ہو جاتا ہے نیک عمل کرنا اس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے دوسرے لفظوں میں اس سے عمل کی توفیق چھین لی جاتی ہے نیک کام کرنے کی نیت بھی کرتا ہے تو بدنظری کی وجہ سے نیت میں فتور آ جاتا ہے۔ بقول شاعر:

تیار تھے نماز کو ہم سن کے ذکر حور — جلوہ بتوں کا دیکھ کر نیت بدل گئی

بدنظری سے قوت حافظہ کمزور ہوتا ہے

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ غیر محرم عورتوں کی طرف یا نوعمر لڑکوں کی طرف شہوت کی نظر ڈالنے سے قوت حافظہ کمزور ہو جاتی ہے اس کی تصدیق کے لیے یہ ثبوت کافی ہے کہ بدنظری کرنے والے حفاظ کو منزل یاد نہیں رہتی اور جو طلباء حفظ کر رہے ہوں ان کے لیے سبق یاد کرنا مصیبت ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے استاد امام وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ سے قوت حافظہ میں کمی کی شکایت کی تو انہوں نے مصیبت سے بچنے کی وصیت کی۔ (میں نے امام وکیع رحمہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حافظے کی کمی کی شکایت کی انہوں نے یہ وصیت کی کہ اے طالب علم گناہوں سے بچ جاؤ کیوں کہ علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور کسی گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا)

نصیحت آموز قصہ

کہتے ہیں کہ اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک بہروپیا آتا تھا، وہ مختلف روپ بدل کر آتا تھا۔ اورنگ زیب ایک فرزانہ و تجربہ کار شخص تھے جو اس طویل و عریض ملک پر حکومت کررہے تھے اس کو پہچان لیتے، وہ فوراً کہہ دیتے کہ تو فلاں ہے، میں جانتا ہوں وہ ناکام رہتا، پھر دوسرا بھیس بدل کر آتا پھر وہ تاڑ جاتے اور کہتے میں نے پہچان لیا تو فلاں کا بھیس بدل کر آیا ہے تو تو فلاں ہے، بہروپیا عاجز آگیا آخر میں کچھ دنوں تک خاموشی رہی، ایک عرصہ تک وہ بادشاہ کے سامنے نہیں آیا، سال دو سال کے بعد شہر میں یہ افواہ گرم ہوئی کہ کوئی بزرگ آئے ہوئے ہیں اور وہ فلاں پہاڑ کی چوٹی پر خلوت نشین ہیں، چلہ کھینچے ہوئے ہیں بہت مشکل سے لوگوں سے ملتے ہیں کوئی بڑا خوش قسمت ہوتا ہے، جس کا وہ سلام یا نذر قبول کرتے ہیں اور اس کو باریابی کا شرف بخشتے ہیں۔ بالکل یکسو اور دنیا سے گوشہ گیر ہیں۔ بادشاہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے مکتب کے پروردہ تھے، اور ان کو اتباع سنت کا خاص اہتمام تھا۔ وہ اتنی جلدی کسی کے معتقد ہونے والے نہیں تھے، انہوں نے اسکا کوئی نوٹس نہیں لیا، ان کے اراکین دربار نے کئی بار عرض کیا کہ کبھی جہاں پناہ بھی تشریف لے چلیں اور بزرگ کی زیارت کریں اور ان کی دعا لیں انہوں نے ٹال دیا دو چار مرتبہ کہنے کے بعد بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا بھئی چلو کیا حرج ہے، اگر خدا کا کوئی مخلص بندہ ہے اور خلوت گزیں ہے تو اس کی زیارت سے فائدہ ہی ہوگا بادشاہ تشریف لے گئے اور مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اور دعا کی درخواست کی اور ہدیہ پیش کیا، درویش نے لینے سے معذرت کی۔ بادشاہ وہاں سے رخصت ہوئے تو درویش کھڑے ہو گئے اور آداب بجالائے فرشی سلام کیا اور کہا کہ جہاں پناہ! مجھے نہیں پہچان سکے، میں وہی بہروپیا ہوں جو کئی بار آیا اور سرکار پر میری قلعی کھل گئی بادشاہ نے اقرار کیا، کہا بھائی بات تو ٹھیک ہے، میں اب کہ نہیں پہچان سکا لیکن یہ بتاؤ کہ میں نے جب تمہیں اتنی بڑی رقم پیش کی جس کے لیے تم یہ سب کمالات دکھاتے تھے تو تم نے کیوں نہیں قبول کیا؟ اس نے کہا سرکار میں جن کا بھیس بدلا تھا ان کا یہ شیوہ نہیں، جب میں ان کے نام پر بیٹھا اور میں نے ان کا کردار ادا کرنے کا بیڑہ اٹھایا تو پھر مجھے شرم آئی کہ میں جن کی

نقل کررہا ہوں ان کا یہ طرز نہیں کہ وہ بادشاہ کی رقم قبول کریں، اس لیے میں نے نہیں قبول کیا اس واقعہ سے دل ودماغ کو ایک چوٹ لگتی ہے کہ ایک بہروپیا یہ کہہ سکتا ہے، تو پھر سنجیدہ لوگ، صاحب دعوت انبیاء علیہم السلام کی دعوت قبول کرکے ان کا مزاج اختیار نہ کریں، یہ بڑے ستم کی بات ہے میں نے یہ لطیفہ تفریح طبع کے لیے نہیں بلکہ ایک حقیقت کو ذرا آسان طریقہ پر نشین کرنے کے لیے سنایا۔ ہم داعی ومبلغ ہوں، یا دین کے ترجمان یا شارح۔ ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ دین اور دعوت ہم نے انبیاء علیہم السلام سے اخذ کی ہے، اگر انبیاء علیہم السلام یہ دعوت لے کر نہ آتے تو ہم کو اس کی ہوا بھی نہ لگتی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انتقال کے وقت وصیت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بیٹے! جب مجھے موت آنے لگے تو میرے جسم کو (دائیں پہلو کی طرف) موڑ دینا اور اپنے دونوں گھٹنے میری کمر کے ساتھ لگا دینا اور اپنا دایاں ہاتھ میری پیشانی پر اور بایاں ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھ دینا۔ اور جب میری روح نکل جائے تو میری آنکھیں بند کردینا اور مجھے درمیانی قسم کا کفن پہنانا کیونکہ اگر مجھے اللہ کے ہاں خیر ملی تو پھر اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بہتر کفن دے دیں گے۔ اور اگر میرے ساتھ کچھ اور ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کفن کو مجھ سے جلدی چھین لیں گے، اور میری قبر درمیانی قسم کی بنانا کیونکہ اگر مجھے اللہ کے ہاں خیر ملی تو پھر قبر کو تاحد نگاہ کشادہ کردیا جائے گا اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہوا تو پھر قبر میرے لئے اتنی تنگ کردی جائے گی کہ میری پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔

میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ جائے اور جو خوبی مجھ میں نہیں ہے اسے مت بیان کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ مجھے تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں، اور جب تم میرے جنازے کو لے کر چلو تو تیز چلنا کیونکہ اگر مجھے اللہ کے ہاں سے خیر ملنے والی ہے تو تم مجھے اس خیر کی طرف لے جارہے ہو۔ (اس لئے جلدی کرو) اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہے تو تم ایک شر کو اٹھا کر لے جارہے ہو اسے اپنی گردن سے جلد اتاردو۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۵۲، ۵۳)

بدنظری کے تین بڑے نقصانات

بدنظری سے انسان کے اندر نفسانی خواہشات کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور انسان اس سیلاب کی رو میں بہہ جاتا ہے اس میں تین بڑے نقصانات وجود میں آتے ہیں۔

۱۔ بدنظری کی وجہ سے انسان کے دل میں خیالی محبوب کا تصور پیدا ہو جاتا ہے حسین چہرے اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتے ہیں وہ شخص چاہتا ہے کہ میں ان حسین شکلوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا مگر اس کے باوجود تنہائیوں میں ان کے تصور سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ بعض مرتبہ تو گھنٹوں ان کے ساتھ خیال کی دنیا میں باتیں کرتا ہے معاملہ اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ۔

بدنظری کے ساتھ ہی شیطان انسان کے دل و دماغ پر سوار ہو جاتا ہے اور اس شخص سے شیطانی حرکتیں کروانے میں جلدی کرتا ہے جس طرح ویران اور خالی جگہ پر تند و تیز آندھی اپنے اثرات چھوڑتی ہے اسی طرح شیطان بھی اس شخص کے دل پر اپنے اثرات چھوڑتا ہے تاکہ اس دیکھی ہوئی صورت کو خوب آراستہ و مزین کر کے اس کے سامنے پیش کرے اور اس کے سامنے ایک خوبصورت بت بنا دے ایسے شخص کا دل رات دن اسی بت کی پوجا میں لگا رہتا ہے وہ خام آرزؤں اور تمناؤں میں الجھا رہتا ہے اسی کا نام شہوت پرستی، خواہش پرستی، نفس پرستی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴾ (کہف:۲۸)

ترجمہ: اور اس کا کہنا نہ مان جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ گیا ہے۔'' ان خیالی معبودوں سے جان چھڑائے بغیر نہ تو ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے نہ قرب الٰہی کی ہوا لگتی ہے۔

۲۔ بدنظری کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ انسان کا دل و دماغ متفرق چیزوں میں بٹ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے صالح و منافع کو بھول جاتا ہے۔ گھر میں حسین و جمیل نیکوکار اور وفادار بیوی موجود ہوتی ہے مگر اس شخص کا دل بیوی کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا۔ بیوی اچھی نہیں لگتی۔ ذرا ذرا سی بات پر اس سے الجھتا ہے، گھر کی فضا میں بے سکونی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کہ یہی شخص بے پردہ گھومنے والی عورتوں کو اس طرح للچائی نظروں سے دیکھتا ہے جس

طرح شکاری کتا اپنے شکار کو دیکھتا ہے۔ بسا اوقات تو اس شخص کا دل کام کاج میں بھی نہیں لگتا۔ اگر طالب علم ہے تو پڑھائی کے سوا ہر چیز اچھی لگتی ہے اگر تاجر ہے تو کاروبار سے دل اکتا جاتا ہے۔ کئی گھنٹے سوتا ہے مگر پرسکون نیند سے محروم رہتا ہے۔ دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ سویا ہوا ہے جب کہ وہ خیالی محبوب کے تصور میں کھویا ہوا ہوتا ہے۔

۳۔ بدنظری کا تیسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ دل حق و باطل اور سنت و بدعت میں تمیز کرنے سے عاری ہو جاتا ہے۔ قوت بصیرت چھن جاتی ہے دین کے علوم و معارف سے محرومی ہونے لگتی ہے۔ گناہ کا کام اس کو گناہ نظر نہیں آتا۔ پھر ایسی صورتحال میں دین کے متعلق شیطان اس کو شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیتا ہے اسے دینی نیک لوگوں سے بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں حتیٰ کہ اسے دینی شکل وصورت والے لوگوں سے ہی نفرت ہو جاتی ہے۔ وہ باطل پہ ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور بالآخر ایمان سے محروم ہو کر دنیا سے جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بدنظری سے پرہیز کا خاص انعام

جو شخص اپنی نگاہوں کی حفاظت کر لے اسے آخرت میں دو انعامات ملیں گے۔ ۱۔ ہر نگاہ کی حفاظت پر اسے اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا۔ ۲ ایسی آنکھیں قیامت کے دن رونے سے محفوظ رہیں گی۔ حدیث پاک میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر آنکھ قیامت کے دن روئے گی سوائے اس آنکھ کے جو خدا کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بند رہے۔ اور وہ آنکھ جو خدا کی راہ میں جاگی رہے اور وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئے گو اس میں سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلے۔

دل کی گھبراہٹ اور بیماری سے نجات کا نسخہ

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○ اگر آپ کو دل کی گھبراہٹ اور بیماری دور کرنی ہو تو یہ آیت اکتالیس بار پانی پر دم کر کے پی لو۔

انمول موتی

حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی انمول باتیں کتابوں میں ملتی ہیں۔ چند یہ ہیں اور اس لائق ہیں کہ ہم ہر وقت انہیں یاد رکھیں۔

۱۔ ہر کام میں ادب وتہذیب کا خیال رکھو۔ دین کے دو حصے ادب وتہذیب ہیں۔

۲۔ متقی آدمی بادشاہ سے زیادہ معزز ہوتا ہے۔ بادشاہ زبردستی لوگوں کو اپنے پاس جمع کرتا ہے اور متقی آدمی لوگوں سے بھاگتا ہے لیکن لوگ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

۳۔ حق پر جمے رہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ ۴۔ غرور وتکبر یہ ہے کہ آدمی دوسروں کو ذلیل سمجھے اور یہ خیال کرے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ دوسروں کے پاس نہیں۔

۵۔ وہ شخص ہر گز عالم نہیں ہے، جس کے دل میں خدا کا خوف نہ ہو۔ اور جو دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہو۔ ۶۔ دنیا کے مال پر کبھی غرور نہ کرنا چاہئے۔

۷۔ ایسا دوست ملنا انتہائی مشکل ہے، جو صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔

۸۔ ایسی چیزوں سے پیٹ بھرو جسے ایک مومن کا پیٹ گوارا کر سکے۔

۹۔ طالب علم کے لیے پانچ باتیں ضروری ہیں:

(۱) اچھی نیت (۲) استاد کی باتوں کو دھیان سے سننا (۳) استاد کی باتوں پر غور وفکر کرنا (۴) استاد کی باتوں کو یاد رکھنا (۵) استاد کی باتوں کو اچھے لوگوں میں پھیلانا۔

قرآن کریم کی ایک خاص آیت عزت دلانے والی

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا﴾ (سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت)

ترجمہ:۔ تمام خوبیاں اسی اللہ (پاک) کے لئے (خاص) ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے، اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے، اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیا کیجئے۔'' (بیان القرآن) یہ آیت، آیت عزت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا

''نضر! رنج کی کوئی بات نہیں۔ میں نے ہمیشہ خدا سے یہی دعا کی، کہ خدایا! میری زندگی مالداروں کی سی ہو کہ کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤں اور تیری راہ میں کھلے دل سے دولت لٹاؤں اور میری موت غریبوں اور خاکساروں کی سی ہو کہ تیری خدمت میں غریب اور بے بس بن کر پہنچوں کہ تجھے رحم آئے۔ خدا کا شکر ہے کہ میری دعا قبول ہوئی۔''

رمضان کا مبارک مہینہ تھا کہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ ایمان وعمل کا تحفہ لئے اپنے رب کے حضور پہنچے اور وہ سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا جس نے ۶۳ سال تک مصر، شام، کوفہ، بصرہ، یمن اور حجاز کو اپنی علمی روشنی سے جگمگایا۔ مگر یہ ایک نرالا ہی سورج تھا غروب ہوا تو اس کی روشنی کچھ اور پھیل گئی۔ آج تک ساری دنیا اس کی روشنی سے جگمگا رہی ہے اور جب تک خدا چاہے گا جگمگاتی رہے گی۔ اللہ کی ہزار ہزار نعمتیں ان پر اور خدا توفیق دے کہ ہم بھی ان کی پھیلائی ہوئی روشنی میں چلیں۔

غمگین کے کان میں اذان دینا

جو شخص کسی رنج وغم میں مبتلا ہو اس کے کان میں اذان دینے سے اسکا رنج وغم دور ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا: ابن ابی طالب! میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں؟ میں نے کہا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تم اپنے گھر والوں میں سے کسی سے کہو کہ وہ تمہارے کان میں اذان دے کیونکہ یہ غم کا علاج ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ عمل کیا تو میرا غم دور ہو گیا، اسی طرح اس حدیث کے تمام راویوں نے اس کو آزما کر دیکھا تو سب نے اس کو مجرب پایا۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۶۵۸)

کونسی مخلوق کون سے دن پیدا کی گئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ مٹی کو اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن پیدا کیا، اور پہاڑوں کو اتوار کے دن، اور درختوں کو پیر کے دن، اور برائیوں کو منگل کے دن، اور نور کو بدھ کے دن، اور جانوروں کو جمعرات کے دن، اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن، عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعت میں عصر کے بعد سے رات تک کے وقت میں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۱۰۶)

دل کیا ہے؟

یوں تو یہ گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے لیکن یہ ایک عجوبہ ہے۔ کہنے والے کہتے ہیں یہ سادہ بھی ہے عیار بھی' مغرور بھی ہے خاکسار بھی ہے' بے خبر بھی ہے محرم اسرار بھی ہے' بت کا بندہ بھی ہے' خالق پرستار بھی ہے' مجلسِ عشق میں دیکھئے تو مدہوش ہوتا ہے عقل کی محفل میں دیکھیں تو ہوشیار بھی ہے' مسیحا بھی ہے بیمار بھی ہے' فرمانبردار بھی ہے گنہگار بھی ہے' بے خبر بھی ہے خبردار بھی ہے' یہ بکتا بھی ہے خریدار بھی ہے' گل بھی ہے خار بھی ہے۔ امن کا مرکز بھی ہے۔ برسرِ پیکار بھی ہے' برسرِ دار بھی ہے سَر دار بھی ہے' طاقتور بھی ہے لاچار بھی ہے' قتیل بھی ہے تلوار بھی ہے' مجبور بھی ہے مختار بھی ہے' مستحق خلد بھی ہے دوزخ کا سزاوار بھی ہے۔

ایک حکیم نے اسی دل کے بارے میں کہا ہے کہ نادان لوگ دولت کے لئے دل کا چین لٹا دیتے ہیں اور دانشمند دل کے چین کی خاطر دولت لٹا دیتے ہیں۔

دوسرے حکیم کا کہنا ہے دوسروں کا دل جیتنے کے لئے اپنا دل جیتنا ضروری ہے اگر تم نے اپنے دل پر قابو پا لیا تو دنیا تمہارے قبضے میں ہے۔

تیسرے حکیم کا خیال ہے دل کالا ہو تو گورے منہ پر اترانا بے وقوفی ہے۔

چوتھے حکیم کی رائے یہ ہے کہ بے وقوف کا دل اس کی زبان میں ہوتا ہے اور عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اسی دل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں دل کے بگڑنے کی نشانی ہیں۔ (۱) توبہ کی امید پر گناہ کرنا (۲) علم سیکھنا اور عمل نہ کرنا (۳) اخلاص نہ ہونا (۴) رزق کھانا اور شکر نہ کرنا (۵) مردوں کو دفن کرنا اور عبرت نہ پکڑنا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ دل کو روشن کرنا ہو تو غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو۔

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: حقیقی تقویٰ یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اگر تم اس کو کھلے ہوئے طباق میں رکھ دو اور اس کو لے کر بازار کا گشت کرو تو اس میں ایک چیز بھی ایسی نہ ہو جس کو اس طرح ظاہر کرنے میں تمہیں شرم آئے یا کوئی حرف گیری کر سکے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: غم دنیا دل کو تاریک اور غم عقبیٰ دل کو روشن کرتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان مبارک ہے: دنیا میں دو چیزیں پسندیدہ ہیں ایک سخنِ دل پذیر دوم دلِ سخن پذیر۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اقدس ہے: تمہارے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، معلوم رہے کہ وہ دل ہے۔ (پچاس تقریری)

بیمار دل کی علامات

انسان کو کیسے پتہ چلے کہ اس کا دل بیمار ہے؟ اس سلسلہ میں حافظ ابن قیمؒ نے کچھ علامات بتائی ہیں۔

پہلی علامت: جب انسان فانی چیزوں کو باقی چیزوں پر ترجیح دینے لگے تو وہ سمجھ لے کہ میرا دل بیمار ہے۔ مثلاً دنیا کا گھر اچھا لگتا ہے مگر آخرت کا گھر بنانے کی فکر نہیں ہے۔ دنیا میں عزت مل جائے مگر آخرت کی عزت یا ذلت کی سوچ دل میں نہیں۔ دنیا میں آسانیاں ملیں مگر آخرت کے عذاب کی پرواہ نہیں۔

دوسری علامت: جب انسان رونا بند کر دے تو وہ سمجھ لے کر دل سخت ہو چکا ہے۔ کبھی کبھی انسان کی آنکھیں روتی ہیں اور کبھی کبھی انسان کا دل روتا ہے۔ دل کا رونا آنکھوں کے رونے پر فضیلت رکھتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آنکھ سے پانی کا نکلنا ہی رونا کہلاتا ہے، بلکہ اللہ کے کئی بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے دل رو رہے ہوتے ہیں گو ان کی آنکھوں سے پانی نہیں نکلتا مگر ان کا دل سے رونا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے اور ان کی توبہ کے لئے قبولیت کے دروازے کھل جاتے ہیں تو دل اور آنکھوں میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور روئے اور بعض کی تو دونوں چیزیں رو رہی ہوتی ہیں۔ آنکھیں بھی رو رہی ہوتی ہیں اور دل بھی رو رہا ہوتا ہے۔

تیسری علامت: مخلوق سے ملنے کی تو تمنا ہو لیکن اسے اللہ رب العزت سے ملنا یاد ہی نہ ہو تو سمجھ لے کہ یہ میرے دل کے لئے موت ہے۔ لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ ایسے تعلقات ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک دوسرے سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے وہ اداس ہوتے ہیں اور انہیں انتظار ہوتا ہے مگر انہیں اللہ کی ملاقات یاد ہی نہیں ہوتی۔

چوتھی علامت: جب انسان کا نفس اللہ رب العزت کی یاد سے گھبرائے اور مخلوق کے ساتھ بیٹھنے سے خوش ہو تو وہ بھی دل کی موت کی پہچان ہے۔ اللہ کی یاد سے گھبرانے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا دل تسبیح پڑھنے اور مراقبہ کرنے سے گھبرائے۔ اس کے لئے مصلیٰ پر بیٹھنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ ایک موٹا سا اصول سمجھ لو کہ اگر بندے کا اللہ کے ساتھ تعلق دیکھنا ہو تو اس کا مصلے پر بیٹھنا دیکھ لو۔ ذاکر شاغل بندہ مصلے پر اسی طرح سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے جس طرح بچہ ماں کی گود میں سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے اور جس کے دل میں کجی ہوتی ہے اس کے لئے مصلے پر بیٹھنا مصیبت ہوتی ہے وہ سلام پھیر کر مسجد سے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ کئی تو ایسے ہوتے ہیں کہ مسجد میں آنے کے لئے ان کا دل آمادہ ہی نہیں ہوتا۔

دل اور دماغ کا فرق

دماغ بہت اعلیٰ چیز ہے مگر دماغ تفصیل کرتا ہے اس علم کی جو قلب کے اندر پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ قلب اپنے اس علم اجمالی کو دماغ کے سامنے پیش کرتا ہے وہ دماغ کی نالیوں میں چکر کھاتا ہے پھر نظریہ بن جاتا ہے اور نظریہ سے پروگرام بن جاتا ہے۔ پروگرام سے اس کی اشاعت ہوکر پارٹی بن جاتی ہے۔ قلب اگر دماغ کے اندر علم نہ بھیجتا تو نہ نظریہ بنتا نہ پروگرام بنتا نہ پارٹی وجود میں آتی۔ اسی لئے شریعت اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ دل اصل ہے دماغ اس کے تابع ہے ہاتھ پیر بھی اس کے تابع ہیں پیٹ اور پیٹھ بھی اس کے تابع ہیں۔ اسی بناء پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اصلاح کا مرکز دل کو بنایا ہے کہ اگر وہ ٹھیک ہو جاتے تو پورا انسان ٹھیک ہو جاتا ہے۔ نگاہ بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ کان بھی درست ناک بھی درست یہ غلط ہے تو ساری چیزیں غلط ہیں اگر دل میں خرابی ہے اور نیت بری ہے تو نگاہ بھی لامحالہ غلط جگہ پر پڑے گی اور دل میں تقدس تقویٰ اور طہارت ہے تو نگاہ بھی غلط جگہ نہیں جائے گی۔ اگر دل میں صلاح وتقویٰ ہے تو غلط قسم کی آوازیں باجے گاجے کبھی نہ سنے گا بلکہ اس طرف توجہ بھی نہ کرے گا اور اگر دل میں دیانت وتقویٰ نہیں ہے تو اس کے لئے جائز وناجائز سب برابر ہے باجے گاجے بھی سنے گا۔ حرام آوازیں بھی سنے گا۔ حلال آوازیں بھی سنے گا اگر دل میں دین ہے تو راستہ درست رہے گا اچھی چیزوں کی طرف طبیعت جائے گی بری چیزوں سے ہٹ جائے گی۔

دل کی قیمت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ؕ

کہ میں نے انسان کے نفس کو اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

اب نفس کی قیمت تو جنت لگا دی لیکن دل کی قیمت اللہ تعالیٰ نے اپنا مشاہدہ رکھا۔

لہٰذا جو انسان اپنا دل اپنے رب کے حوالے کر دے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے۔ وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ ۙ اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ

حدیث پاک میں آیا ہے: کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے جو کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور دیکھ کر مسکرائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائیں گے۔ یہ کیسے خوش نصیب لوگ ہوں گے کہ جو قیامت کے دن اچھے حال کے اندر کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا تو اس کی کنجی رضوان (جنت کے نگران فرشتہ) کو دے دی۔ جہنم کو بنایا تو اس کی کنجی اللہ تعالیٰ نے مالک (جہنم کے نگران فرشتہ) کو دے دی۔ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو اپنا گھر بنایا اور اس کی کنجی بنی شیبہ کے حوالے فرما دی۔ کہ ان کے پاس رہے گی کسی اور کے پاس نہیں جا سکتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کا دل بنایا مگر اس کی کنجی اپنے دست قدرت میں رکھی۔ وہی دلوں کو پھیرنے والے ہیں وہ جسے چاہتے ہیں الٹ پھیر دیتے ہیں۔ گویا ہمارے دل کا تالا اگر کھل سکتا ہے تو اللہ رب العزت کی رحمت کے ساتھ کھل سکتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگا کریں، اللہ تعالیٰ سے طلب کیا کریں اور فریاد کیا کریں کہ رب کریم! جب ہمارے دلوں کا معاملہ آپ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے تو دل کے تالے کو کھول دیجئے تا کہ ہم بھی آپ کی محبت بھری زندگی کو اختیار کر سکیں گے۔

دل کی بیداری ذکر الٰہی میں ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے اس کا دل بیدار ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہے تو سمجھ لو کہ اس کے دل پر غفلت کی نیند طاری ہے۔ (معالم العرفان)

ایک انگریز جج کا فیصلہ مسلمان ہار گئے اسلام جیت گیا

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا۔ انگریز کی عدالت میں پہنچا، جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا ہم اس پر مندر بنائیں گے۔ اب بات دو انسانوں کی انفرادی تھی، لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا۔ حتیٰ کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے اور ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا اب سارے شہر میں قتل و غارت ہو سکتی تھی، خون خرابہ ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اس میں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے۔ جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعے مسئلہ کا حل نکال لیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان کا نام تنہائی میں بتائیں گے آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دے دیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دے دیجئے۔ جب جج نے دونوں فریقان سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے۔ مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہوا تو وہ مسجد بنانے کے لیے بات کرے گا چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دے دی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوالوں گا۔ اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے، سب کو ڈرار ہے تھے، نعرے لگا رہے تھے۔ ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کہا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حاکم بنالیا ہے کہ وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہو گا، اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام بتایا کہ جو شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگردوں میں سے

تھے اور اللہ نے ان کو سچی پچی زندگی عطا فرمائی تھی، مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتایئے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے؟ ان کو چونکہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے۔اب جب انہوں نے کہا کہ یہ ہندوؤں کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ جو چاہیں کریں چاہے گھر بنائیں یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد کہ ''آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا''۔ جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے۔ ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے۔تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولا کہ مسجد بنے گی مگر حضرت مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا، سچے پروردگار نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھلا دی۔تو کئی مرتبہ نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جھوٹ بولنا آسان راستہ نہیں ہے یہ کانٹوں بھرا راستہ ہوا کرتا ہے، جھوٹ سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں، انسان نفرت کرتے ہیں، انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے، ایک جھوٹ کو بولنے کے لیے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، لہٰذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا۔

تنگی اور پریشانی دور کرنے کا نسخہ

وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝

اگر آپ کے پاس رہنے کی جگہ یا مکان نہ ہو، یا روزی کا ذریعہ نہ ہو، یا آپ رزق سے تنگ ہیں، یا مسافر ہیں، اور سامان آپ کے پاس کچھ نہیں ہے تو مذکورہ آیت کو ایک سوا کاون مرتبہ روزانہ پڑھ لو جب تک کامیابی نہ ہو۔ ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔

اپنی بیوی کا دل پیار سے جیتئے تلوار سے نہیں

جو خاوند اپنی بیوی کا دل پیار سے نہیں جیت سکا وہ اپنی بیوی کا دل تلوار سے ہرگز نہیں جیت سکتا۔ دوسرے الفاظ میں جو عورت اپنے خاوند کو پیار سے اپنا نہ بنا سکی وہ تلوار سے بھی اپنے خاوند کو اپنا نہیں بنا سکے گی۔ کئی مرتبہ عورتیں سوچتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو کہوں گی وہ میرے خاوند کو ڈانٹے گا، میں اپنے ابو کو بتاؤں گی وہ میرے خاوند کو سیدھا کر دیں گے ایسی عورتیں انتہائی بے وقوف ہوتی ہیں بلکہ پرلے درجے کی بے وقوف ہوتی ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے بھائی اور آپ کے باپ ڈانٹیں گے اور آپ کا خاوند ٹھیک ہو جائے گا یہ تیسرے بندے کے درمیان میں آنے سے ہمیشہ فاصلے بڑھ جاتے ہیں جب آپ نے اپنے اور خاوند کے معاملے میں اپنے ماں باپ کو ڈال دیا تو آپ نے تیسرے بندے کو درمیان میں ڈال کر خود فاصلہ کر لیا، تو جب آپ خود اپنے اور اپنے میاں کے درمیان فاصلہ کر چکیں، تو اب یہ قرب کیسے ہو گا؟ اس لیے اپنے گھر کی باتیں اپنے گھر میں سمیٹی جاتی ہیں، لہٰذا یاد رکھئے۔

گناہ کے موقع سے بچنے کی دعا

اللہ کے حضور دعا مانگا کریں اے اللہ! ہمیں گناہوں کے موقع سے بھی بچا لیجئے۔

غمِ حیات کے سائے محیط نہ کرنا — کسی غریب کو دل کا غریب نہ کرنا
میں امتحان کے قابل نہیں میرے مولا — مجھے گناہ کا موقع نصیب نہ کرنا

یہ اللہ تعالیٰ ہی گناہوں سے بچا سکتے ہیں۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ

اور میں پاک نہیں کہتا اپنے نفس کو بے شک نفس تو سکھاتا ہے برائی مگر جو رحم کر دیا میرے رب نے (یوسف:۵۳)

رب کا رحم کب ہوتا ہے؟...... جب بندہ خود بچنے کی کوشش کرے اور معاملہ اس کے سر سے اوپر پہنچ جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو بچا لیتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب گناہ کی دعوت ملی تھی تو انہوں نے فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس گناہ سے بچا لیا۔

دل کے متعلق چند مشہور اقوال

عربی زبان میں دل کو قلب کہتے ہیں اور قلب کا معنی ہے الٹنا پلٹنا' قلب کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے اس کی حالت یکساں نہیں رہتی۔ بسا اوقات تو خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ دل یکا یک ہدایت سے ضلالت کی طرف پلٹ جائے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے یہ دعا امت کو سکھائی ہے۔

"یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ"

اے دلوں کو پلٹنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ

یہاں دل کے حوالے سے چند احادیث اور مشہور اقوال کا ذکر کر دینا مناسب ہوگا۔

دلوں کو اس بنا پر پیدا کیا گیا ہے کہ جو ان سے نیکی کرے اس سے یہ محبت کرتے ہیں اور جو ان سے برائی کرے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ (حدیث)

تمہارے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے' معلوم رہے کہ وہ دل ہے۔ (حدیث)

جس کسی نے بری نیت سے عورت پر نگاہ ڈالی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ (حضرت عیسٰی علیہ السلام)

جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جان لے کہ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

اپنے دلوں سے دوستی کا حال پوچھو کیونکہ یہ ایسے گواہ ہیں جو کسی سے رشوت نہیں لیتے۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

جب تک آدمی کا دل اللہ کی یاد میں ہے وہ نماز میں ہے اگرچہ بازار میں ہو۔ (شفیق بلخیؒ)

کسی کی نسبت برا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔ یاد رکھو اس کا عکس اس کے دل پر بھی ضرور پڑے گا۔ (بوعلی سینا)

دل کو روشن کرنا ہو تو غیر ضروری باتوں سے پرہیز کرو۔ (حضرت امام شافعیؒ)

کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ کسی کا دل دکھانا ہے خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔ (مجدد الف ثانیؒ)

جو اپنے دل میں کینہ رکھتا ہے وہ گویا اپنے زخموں کو ہرا رکھتا ہے۔

عورت کا دل اس کے دماغ پر حکومت کرتا ہے۔

بیوقوف کا دل اسکی زبان میں ہوتا ہے اور عقل مند کی زبان اسکے دل میں ہوتی ہے۔ (خزینہ)

اصلاح قلب کیلئے وقت نکالنے کا طریقہ

قلب کی درستی ذکراللہ اور صحبت اہل اللہ سے ہوتی ہے۔ آج کہاں سے لاؤں یہ چیزیں سارا دن فرصت نہیں ٹائم ہی نہیں ملتا ٹائم اس لئے نہیں کہ اللہ نے تندرستی دے رکھی ہے ابھی ذرا کان میں درد ہو جائے سارا ٹائم نکل آئے گا۔ وقت تو نکالنے سے نکلتا ہے بعض لوگ انتظار میں رہتے ہیں فرصت کی' جب فرصت ہوگی تب ذکراللہ کریں گے تم تو فرصت کا انتظار کررہے ہو اور فرصت تمہارا انتظار کررہی ہے عمر بھر تم کو فرصت نہیں ملے گی یہ تو نکالنے سے نکلے گی گھر کی ضروریات کے لئے' مقدمہ کے لئے اور دوا کیلئے وقت نکالتے ہو۔ صحبت اہل اللہ کے لئے کیوں نہیں نکالتے جس مالک نے سب کچھ دیا ہے نفس کی خاطر تو چوبیس گھنٹے میں سے کتنے نکالتے ہو۔ اللہ کے شکر کے لئے کتنا وقت نکالتے ہو۔ وقت نکلتا نہیں نکالا جاتا ہے۔ نفس سے مطالبہ کرو کہ آرام اور کھانے کمانے اور بچوں میں کتنا وقت لگاتا ہے اور ذکر کے لئے کتنا مقرر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دن میں دوتہائی اور رات میں دوتہائی اللہ کی یاد کے لئے نکالا ہے تم چوتھائی آٹھواں کچھ تو نکالو آٹھواں حصہ جو بہت کم ہے وہ تین گھنٹہ ہے اس میں بھی بہت کچھ کرسکتے ہو۔ اب یہ سمجھ لو کہ ادنیٰ درجہ آٹھواں حصہ یعنی تین گھنٹہ ہے جس میں نفس کی پیروی کی کاروبار کی کوئی شمولیت نہ ہو اب اس میں اگر سب نمازیں بھی شامل کرلو تو بہت خشوع سے دو گھنٹہ ہوتے ہیں یعنی نمازوں کے علاوہ ایک گھنٹہ نکالو اس لئے کہ علاج کرنا ہے دل کا۔ ہمارا دل بیمار ہے۔ سب سے اچھا یہ ہے کہ کسی اللہ والے سے رابطہ پیدا کرو اپنی باگ اس کے ہاتھ میں دے دو جب تک ڈاکٹر کی رائے سے علاج نہ کراؤ گے صحت کاملہ نہ ملے گی۔ (سکون قلب)

اپنا گھونسلہ اپنا.... کچا ہو یا پکا

خاوند کے گھر میں اگر آپ فاقہ سے بھی وقت گزاریں گی تو اللہ رب العزت کے یہاں درجے اور رتبے پائیں گی، اپنے والد کے گھر کی آسانیوں اور ناز ونعمت کو یاد نہ کرنا، ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ بیٹیاں ماں باپ ہی کے گھر میں رہتی ہیں، بالآخران کو اپنا گھر بسانا ہوتا ہے۔ اللہ کی طرف سے جو زندگی کی ترتیب ہے اسی کو اپنانا ہوتا ہے تو اس لیے اگر خاوند کے گھر میں رزق کی تنگی ہے یا خاوند کی عادتوں میں سے کوئی عادت خراب ہے تو صبر وتحمل کے ساتھ اس کی اصلاح کے بارے میں فکر مند رہیں، سوچ سمجھ کر ایسی باتیں کریں، خدمت کے ذریعے خاوند کا دل جیت لیں، تب آپ جو بھی کہیں گی خاوند مان لے گا۔

گھر میں عافیت اور سلامتی کا مجرب نسخہ

ایک عمل کی اجازت سب مستورات کو دی جاتی ہے وہ پڑھنا شروع کر دیں۔ جتنی عورتیں شادی شدہ ہیں وہ تو ضرور پڑھیں لیکن جو بڑی عمر کی بچیاں ہیں سمجھدار ہیں، وہ بھی پڑھیں، جب اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ان کے گھر آباد کر دیں گے تو انشاء اللہ ان کو خوشیاں نصیب ہوں گی۔

عمل یہ ہے کہ آپ جب بھی کوئی نماز پڑھیں فرض ہو، واجب ہو، نفل ہو، اس کی آخری التحیات میں (یعنی دو رکعت کی تو ایک ہی التحیات ہوتی ہیں لیکن چار رکعت میں تو دو مرتبہ التحیات میں بیٹھتے ہیں) تو آخری التحیات جس میں آپ کو سلام پھیرنا ہوتا ہے اس میں جب آپ ربنا اتنا...... الخ یا کوئی بھی دعا پڑھتی ہیں اور سلام پھیرنے لگتی ہیں اس وقت سلام پھیرنے سے پہلے آپ یہ دعا بھی پڑھا کریں۔

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾

(سورۃ فرقان: آیت ۷۴)

اس دعا کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ آپ کے گھر کے سارے افراد کو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیں گے، اس کی اجازت ان تمام عورتوں کو ہے جو یہ آواز سن رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکتیں عطا کرے اور گھروں میں سکھ وسکون کی زندگی نصیب ہو۔

اعمال کی درستی قلب کے تابع ہے

اعمال کی درستی قلب کے تابع ہے اور قلب کا تعلق اللہ کے ساتھ ہو جائے یہ ہے قلب کی صحت' اس کا راستہ سب سے پہلے علم حاصل کرنا پھر ایسے کاموں سے بچنا جن سے اللہ اور رسول ناراض ہوں اور اس کا آسانی سے حاصل ہونا یہ ہے کہ کسی بزرگ کو تلاش کرلو' محنت کرو' ایسا آدمی مل جائے دنیا اللہ والوں سے خالی نہیں ہے تم اپنے جسمانی مرض کے لئے کیسے اچھے سے اچھا طبیب تلاش کرتے ہو اور اللہ والے سے عمل سیکھنے کے دوران ہی تم کو ذکر کی توفیق ہو جائے گی۔ حضرت تھانویؒ فرماتے تھے جس ذکر سے تمہارے قلب کو راحت ملے وہی ذکر پہلے اختیار کرلو۔ اس کو دل قبول جلد کرے گا' ہر وقت اٹھتے بیٹھتے چلے پھرتے ایک کلمہ زبان پر جاری رکھو یہ کر کے دیکھو انقلاب آ جائے گا دل میں' مگر ہم تو کرتے ہی نہیں کوئی چیز کتنی پاس یا دور ہو چلنا ہر شکل میں پڑتا ہے جب قدم ہی نہ اٹھاؤ گے کیسے ملے گی؟

زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے

خاموش رہنا تدبر کی علامت ہوتی ہے، عقلمندی کی علامت ہوتی ہے اور انسان کے سمجھدار ہونے کی علامت ہوتی ہے جب کہ ہر وقت ٹرٹر کرتے رہنا یہ انسان کی بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے، یاد رکھئے گا کہ "زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے"۔ پاؤں پھسل گیا تو بندہ پھر اٹھ سکتا ہے لیکن اگر زبان پھسل گئی تو وہ لفظ پھر واپس نہیں آسکتا اس لئے جس بندے کی زبان بے قابو ہو تو اس بندے کی موت کا فیصلہ وہی کرتی ہے۔

کہہ رہا ہے شوردریا سے سمندر کا سکوت ۔۔۔ جسکا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خموش ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنا

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: میں تمہیں پانچ ہزار بکریاں دے دوں یا ایسے پانچ کلمات سکھادوں جن سے تمہارا دین اور دنیا دونوں ٹھیک ہو جائیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پانچ ہزار بکریاں تو بہت زیادہ ہیں لیکن آپ مجھے وہ کلمات ہی سکھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہو۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِعْ لِیْ خُلُقِیْ وَطَیِّبْ لِیْ كَسْبِیْ وَقَنِّعْنِی بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَا تَذْهَبْ قَلْبِیْ اِلٰی شَیْءٍ صَرَّفْتَهٗ عَنِّیْ."

ترجمہ: "اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرا اخلاق وسیع فرما اور میری کمائی کو پاک فرما اور جو روزی تو نے مجھے عطا فرمائی اس پر مجھے قناعت نصیب فرما اور جو چیز تو مجھ سے ہٹالے اس کی طلب مجھ میں باقی نہ رہنے دے۔" (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۸)

نوٹ: آج کا مسلمان ہوتا تو کہتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ہزار بکریاں بھی دیجئے اور پانچ کلمات بھی سکھائیے۔

ہر رنج وغم دور کرنے کا بہترین نسخہ

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

عشاء کی نماز کے بعد ایک سو ایک مرتبہ پڑھنے سے ہر رنج وغم دور کرنے کے لئے غیب سے مدد کا دروازہ کھلتا ہے۔

نفس کے حیلے بہانے

آج ہمارا نفس کہتا ہے اللہ والے کہاں ہیں؟ وہ مولوی الگ یہ عالم الگ سب میں کیڑے ہیں ہم نے سب مولویوں کو دیکھ لیا سب دکاندار ہیں یہ نتیجہ محض نفس کا دھوکہ ہے۔ جب یہی بات ہے تو بتاؤ کون سا ڈاکٹر مخلص ہے کون سا وکیل مخلص ہے سب پیسہ کھینچنے والے ہیں کون تمہارا اصل خیر خواہ ہے ہزاروں لاکھوں میں ایک ایسا ہوگا جو خیر خواہی کرے گا۔ جب خود غرضی اتنی ہے تمہارا نفس یہ بھی کہتا ہے کہ سارے ڈاکٹر مطلب کے ہیں اب علاج ہی چھوڑ دو۔ جو ہمارا جی چاہے گا کھائیں گے پئیں گے جب سارے وکیل مطلبی ہیں تو چھوڑ دو ان وکیلوں کو ہم خود اپنا مقدمہ لڑیں گے دودھ خالص نہیں ملتا چھوڑ دو دودھ کو، پانی پینا شروع کرو، آٹا خالص نہیں چھوڑ دو مٹی کی روٹی پکاؤ۔ نہیں دنیا کے معاملہ میں چاہے ایک کے دو خرچ کر دیں جہاں چیز اچھی ملے لائیں گے جو ڈاکٹر اچھا ہو، اس کے پاس جائیں گے، وہاں شیطان یہ نہیں بتاتا کہ سارے ڈاکٹر چھوڑ دو۔ دین کے لئے بتاتا ہے سارے مولوی چھوڑ دو۔ اس لئے کہ سارے مولوی چھڑا کر شیطان خود اس کا مولوی بننا چاہتا ہے اللہ والے اس دنیا میں آج بھی ہیں اللہ کا وعدہ ہے کہ ایسے لوگ ضرور ملیں گے دودھ کا، وکیل کا وعدہ نہیں اللہ کا وعدہ صادقین کی محبت کا بہت جگہ ہے اور یہ وعدہ قیامت تک کے لئے ہے سچے لوگ اگر قیامت تک ملنے والے نہ ہوتے تو اللہ کا یہ وعدہ نہ ہوتا۔ گھی، آٹا اور دودھ خالص ملنے کا وعدہ اللہ نے نہیں کیا، ہاں اللہ والوں کے لئے ضرور وعدہ ہے۔ ایک دھوکہ شیطان کا یہ ہے کہ جب ہم کبھی کسی عالم کی تلاش میں نکلتے ہیں تو معیار ذہن میں ہوتا ہے۔ عمرؓ اور جنیدؒ کا جو اس کے خلاف ہو اس کو متقی ہی نہیں سمجھتے یہ نہیں خیال کرتے کہ تم خود کہاں پڑے ہو ان کے زمانہ کے آدمی بھی ایسے ہی تھے جیسے بزرگ، اور جیسی روح ویسے فرشتے آج جیسے تم عیوب سے بھرپور ہو ان میں سے ہی کچھ بہتر مل سکتے ہیں۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ نہیں آئیں گے جنید و شبلی نہیں آئیں گے، امام غزالی نہیں آئیں گے۔ آج کوئی یہ کہے کہ بیمار ہوں مگر علاج کراؤں گا اجمل خان سے تو پھر وہ مرجائے گا شفا نہ ہوگی۔ ہاں یہ دیکھ لو کہ ان کا شاگرد ہو، ان کے شاگرد کا شاگرد ہو ان کے اصولوں پر علاج کرنے والا ہو۔ بس اس کو پکڑ لو۔ (از مجالس مفتی اعظم)

نیک بیویاں خاوندوں سے نیکی کے کام کراتی ہیں

ایک خاتون گزری ہیں جن کو حاتم طائی کی بیوی کہا جاتا تھا۔ نیک اور دیندار، مالدار خاوند کی بیوی تھیں، ان کا گھر جس بستی میں تھا اس کے قریب سے ایک عام سڑک گزر رہی تھی، دیہاتوں کے لوگ اپنی بستیوں سے چل کر اس سڑک تک آتے اور سواریوں کے ذریعے پھر شہروں میں جاتے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ وہ جب پہنچتے تو سواری کا آخری وقت ختم ہو چکا ہوتا، رات گہری ہو چکی ہوتی اب ان مسافروں کو سواری نہ ملنے کی وجہ سے انتظار میں بیٹھنا پڑتا اور بیٹھنے کے لیے کوئی خاص جگہ بھی بنی ہوئی نہیں تھی، اس نیک عورت نے جس کا شوہر خوشحال تھا اپنے خاوند کو یہ تجویز پیش کی کہ کیوں نہ ہم مسافروں کے لیے ایک چھوٹا سا مسافر خانہ بنا دیں تاکہ وقت بے وقت لوگ اگر آئیں اور انکو سواری نہ ملے تو وہ لوگ ایک کونہ میں بیٹھ کر وقت گزار لیں خاوند نے مسافر خانہ بنوا دیا لوگوں کے لیے بڑی آسانی ہوگئی جب بھی لوگ آتے تو اس کمرے میں بیٹھ کر تھوڑی دیر انتظار کر لیتے۔

پھر اس نیک عورت کو خیال آیا کہ کیوں نہ ان مسافروں کے لیے چائے پانی کا تھوڑا سا نظام ہی ہو جائے، چنانچہ اس کو جو جیب خرچ ملتا تھا اس نے اس میں سے مسافروں کے لیے چائے پانی کا نظم کر دیا۔ اب مسافر اور خوش ہوگئے اور اس عورت کو اور زیادہ دعائیں دینے لگے وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں میں یہ بات بہت پسند کی جانے لگی کہ اللہ کی نیک بندی نے لوگوں کی تکلیف کو دور کر دیا حتیٰ کہ اس کو اور چاہت ہوئی اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہوا ہے ہم اگر کھانے کے وقت میں ان مسافروں کو کھانا بھی کھلا دیا کریں تو اس میں کون سی بڑی بات ہے، اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ہم خرچ کریں گے چنانچہ خاوند مان گیا۔

نیک بیویاں اپنے خاوند سے نیکی کے کام کروایا کرتی ہیں یہ نہیں ہوتا کہ کوئی تو تاج محل بنوائے اور کوئی گلشن آرا کا باغ بنوائے یہ تو بیوقوفی کی باتیں ہیں، کہ دنیا کی چیزیں بنوالیں یہ کیا یادگار ہوئی۔

یادگار تو وہ تھی جو زبیدہ خاتون نے چھوڑی، کہ جن کی نہر سے لاکھوں انسانوں نے پانی پیا اور اپنے نامہ اعمال میں اس کا اجر لکھا گیا، تو نیک بیویاں اپنے خاوندوں سے ہمیشہ

نیک کاموں میں خرچ کرواتی ہیں۔ چنانچہ شوہر نے مسافروں کے لیے کھانے کا انتظام بھی کر دیا لہٰذا جب مسافروں کو کھانا بھی ملنے لگا تو بہت سے مسافر رات میں وہاں ٹھہر جاتے اور اگلے روز بس پکڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے یہاں تک کہ وہاں پر سو پچاس مسافر رہنے لگ گئے۔ کھانا پکتا لوگ کھاتے اس کے لیے دعائیں کرتے اب کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ خیر خواہ بھی ہوتے ہیں جو خیر خواہی کے رنگ میں بدخواہی کر رہے ہوتے ہیں دوستی کے رنگ میں دشمنی کر رہے ہوتے ہیں چنانچہ ایسے آدمیوں میں سے ایک دو نے اس کے خاوند سے بات کی کہ جی تمہاری بیوی تو فضول خرچ ہے سو پچاس بندوں کا کھانا روز پک رہا ہے یہ فارغ قسم کے لوگ نکھٹو اور نالائق قسم کے لوگ آ کر یہاں پڑے رہتے ہیں کھاتے رہتے ہیں تمہیں اپنے مال کا بالکل احساس نہیں یہ تو تمہیں ڈبو کر رکھ دے گی انہوں نے ایسی باتیں کہیں کہ خاوند نے کہا کہ اچھا ہم ان کو چائے پانی تو دیں گے البتہ کھانا دینا بند کر دیتے ہیں چنانچہ کھانا بند کر دیا گیا۔ جب عورت کو پتہ چلا تو اس عورت کے دل پر تو بہت صدمہ گزرا، مگر عورت سمجھدار تھی وہ جانتی تھی کہ موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے اس لئے مجھے اپنے خاوند سے الجھنا نہیں، موقع پر بات کرنی ہے تاکہ میں اپنے خاوند سے بات کہوں اور میرے خاوند کو بات سمجھ میں آ جائے۔ چنانچہ دو چار دن وہ خاموش رہی، ایک دن وہ خاموش بیٹھی تھی۔ خاوند نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟

خاموش کیوں بیٹھی ہو؟

کہنے لگی کہ بہت دن ہو گئے گھر میں بیٹھے ہوں سوچتی ہوں کہ ہم ذرا اپنی زمینوں پر چلیں، جہاں کنواں ہے، ٹیوب ویل ہے، باغ ہے، کہنے لگا بہت اچھا میں تمہیں لے چلتا ہوں۔ چنانچہ خاوند اپنی بیوی کو لے کر اپنی زمینوں پر آ گیا جہاں باغ تھا، پھل پھول تھے وہاں ٹیوب ویل بھی لگا ہوا تھا، چنانچہ وہ عورت پہلے تو تھوڑی دیر پھولوں میں، باغ میں، گھومتی رہی اور پھول توڑتی رہی پھر اخیر میں آخر یہ کنویں کے قریب بیٹھ گئی اور کنویں کے اندر دیکھنا شروع کر دیا۔ خاوند سمجھا کہ ویسے ہی کنویں کی آواز سن رہی ہے پانی نکلتا ہوا دیکھ رہی ہے۔ کافی دیر جب ہو گئی تو خاوند نے کہا کہ نیک بخت چلو گھر چلتے ہیں، کہنے لگی کہ ہاں

بس ابھی چلتے ہیں اور بیٹھی رہی، کچھ دیر بعد اس نے پھر کہا کہ چلو گھر چلیں کہنے لگی کہ ہاں بس ابھی چلتے ہیں اور پھر بیٹھی رہی، تیسری مرتبہ اس نے پھر کہا کہ ہمیں دیر ہو رہی ہے مجھے بہت سے کام سمیٹنے ہیں، چلو گھر چلتے ہیں کہنے لگی کہ جی ہاں چلتے ہیں اور کنویں میں دیکھتی رہی اس پر خاوند قریب آیا اور کہا کہ کیا بات ہے؟

تم کنویں میں کیا دیکھ رہی ہو؟

تب اس عورت نے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ جتنے ڈول کنویں میں جا رہے ہیں سب کے سب کنویں سے بھر کر واپس آ رہے ہیں لیکن پانی جیسا تھا ویسا ہی ہے، ختم نہیں ہو رہا، اس پر خاوند مسکرایا اور کہنے لگا کہ اللہ کی بندی بھلا کنویں کا پانی بھی کبھی کم ہوا ہے یہ تو سارا دن اور ساری رات بھی اگر نکلتا رہے اور ڈول بھر بھر کر آتے رہیں تب بھی کم نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نیچے سے اور بھیجتے رہتے ہیں۔ جب اس مرد نے یہ بات کہی تب اس سمجھدار خاتون نے جواب دیا کہنے لگی اچھا یہ اسی طرح ڈول بھر بھر آتے رہتے ہیں اور پانی ویسا ہی رہتا ہے، نیچے اور آتا رہتا ہے؟

خاوند نے کہا کہ تمہیں نہیں پتہ! بیوی نے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیوں کا ایک کنواں ہمارے یہاں بھی جاری کیا تھا، مسافر خانہ کی شکل میں۔ لوگ آتے تھے اور ڈول بھر بھر کر لے جاتے تھے تو کیا آپ کو خطرہ ہو گیا تھا کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اور نہیں بھیجے گا؟

اب جب اس نے موقع پر یہ بات کہی تو خاوند کے دل پر جا کر لگی، کہنے لگا کہ واقعی تم نے مجھے قائل کر لیا۔ چنانچہ شوہر واپس آیا اور اس نے دوبارہ مسافر خانہ میں کھانا شروع کروا دیا اور جب تک یہ میاں بیوی زندہ رہے، مسافر خانہ کے مسافروں کو کھانا کھلاتے رہے۔ تو یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ نیک بیویاں فوراً تڑ کی بہ تڑ کی جواب نہیں دیا کرتیں بلکہ بات کو سن کر خاموش رہتی ہیں، سوچتی رہتی ہیں، پھر سوچ کر بات کرتی ہیں، انجام کو سامنے رکھ کر بات کرتی ہیں، موقع پر بات کرتی ہیں اور کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا کہ مرد اگر غصے میں کوئی بات کر بھی جائے تو دوسرے موقع پر وہ خود معذرت کریگا اور کہے گا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ لہٰذا اگر ایک موقع پر آپ نے کوئی بات کہی، اس پر مرد نے کہا میں ہرگز نہیں کروں گا،

آپ خاموش ہوجائیے، دوسرے موقع پر وہ خوشی سے بات مان لے گا یہ غلطی ہرگز نہ کریں کہ ہر بات کا جواب دینا اپنے اوپر لازم کرلیں، اس غلطی کی وجہ سے بات کبھی چھوٹی ہوتی ہے، مگر بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے اور تفرقہ پیدا ہوجاتا ہے اور میاں بیوی کے اندر جدائیاں واقع ہوجاتی ہیں تو اس لئے عقلمند عورت ''پہلے تولے گی اور پھر بولے گی'' اس لئے کہ اسے پتہ ہے اگر میں موقع پر بات کہوں گی تو اس بات کا نتیجہ اچھا نکلے گا۔

بیوی اچھی ہو یا بری فائدہ ہے

سوال: محترم المقام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام، گزارش ہے کہ میں نوجوان ہوں۔ شادی کا تقاضہ ہونے کے باوجود دل گوارا نہیں کرتا کہ شادی کروں۔ پتہ نہیں بد اخلاق بیوی یا خوش اخلاق بیوی سے پالا پڑتا ہے تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیے۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

جواب: آپ بہر صورت شادی کرلیجئے ایک نوجوان شادی سے کترا رہا تھا سقراط نے اسے نصیحت کرتے ہوئے کہا ''تم ہر حال میں شادی کرلو اگر تمہاری بیوی نیک رہی تو خوش و خرم رہو گے اور اگر تمہارے نصیب میں بد اخلاق بیوی لکھی ہوگی تب بھی تمہارے اندر حکمت اور دانائی آجائے گی اور یہ دونوں چیزیں انسان کے لیے سود مند ہیں۔''

ایک گراں قدر ملفوظ

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اے دوست! تم غم آنے کے پہلے دن ہی وہی کیا کرو جو لوگ غم آنے کے تیسرے دن کیا کرتے ہیں۔ فرض کرو گھر میں کوئی فوت ہوگیا تو تیسرے دن لوگ کیا کرتے ہیں؟ دعا کرکے اپنے اپنے کاموں میں چلے جاتے ہیں کہ سوگ تو تین تک ہے۔ تو جب تیسرے دن صبر والا کام کرنا ہے تو وہی کام انسان پہلے دن ہی کیوں نہ کرلے تاکہ صبر کا اجر مل جائے۔ یاد رکھئے کہ بے صبری سے مصیبتیں نہیں ٹلا کرتیں البتہ ان مصیبتوں پر ملنے والا اجر ضائع نہیں ہوجایا کرتا ہے۔ اس ملنے والے اجر سے انسان محروم ہوجایا کرتا ہے۔

دل کی اصلاح کا تیر بہدف نسخہ

حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک تو دین کی کتابیں دیکھنا یا سننا' دوسرا مسائل دریافت کرتے رہنا' تیسرا اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد ورفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات وملفوظات ہی کا مطالعہ کرنا یا انہیں سن لیا کرنا' ساتھ ہی اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا جائے تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ (یعنی محاسبہ نفس) کے لئے نکال لینا چاہئے جس میں اپنے نفس سے اس طرح کی باتیں کرنی چاہئیں۔

''اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے موت بھی آنے والی ہے اس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی' بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے اور خدا تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اگر گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر یہ عمر بڑی قیمتی دولت ہے اس کو فضول مت برباد کر مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہیں ہوگی پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے''

عمل مختصر اور ثواب وفائدہ زیادہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں ایک آیت: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (آیت: ۱۸) آخر تک اور دوسری یہ آیت: ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ﴾ سے ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (آیت: ۲۶، ۲۷) تک پڑھا کرے تو میں اس کا ٹھکانا جنت میں بنادوں گا اور اس کو اپنے خطیرۃ القدس میں جگہ دوں گا اور ہر روز اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت کروں گا اور اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا اور ہر حاسد اور دشمن سے پناہ دوں گا، اور ان پر اس کو غالب رکھوں گا۔ (معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۷)

ملاح...میں نے تو اپنی آدھی عمر کھوئی مگر تم نے تو پوری عمر ڈبوئی

ایک بار چند طلباء تفریح کے لیے ایک کشتی پر سوار ہوئے، طبیعت موج پر تھی، وقت سہانا تھا ہوا نشاط انگیز اور کیف آور تھی اور کام کچھ نہ تھا۔ یہ نوعمر طلباء خاموش کیسے بیٹھ سکتے تھے جاہل ملاح دلچسپی کا اچھا ذریعہ اور فقرہ بازی، مذاق وتفریح طبع کے لیے بے حد موزوں تھا۔ چنانچہ ایک تیز طرار صاحبزادے نے اس سے مخاطب ہو کر کہا:

''چچا میاں! آپ نے کون سے علوم پڑھے ہیں؟''

ملاح نے جواب دیا: ''میاں میں نے کچھ پڑھا لکھا نہیں''

صاحبزادے نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ''ارے آپ نے سائنس نہیں پڑھی؟''

ملاح نے کہا ''میں نے تو اس کا نام بھی نہیں سنا''۔

دوسرے صاحبزادے بولے ''جیومٹری اور الجبرا تو آپ ضرور جانتے ہوں گے؟''

اب تیسرے صاحبزادے نے شوشہ چھوڑا ''مگر آپ نے جغرافیہ اور ہسٹری تو پڑھی ہی ہوگی؟ ملاح نے جواب دیا سرکار یہ شہر کے نام ہیں یا آدمی کے؟'' ملاح کے اس جواب پر لڑکے اپنی ہنسی نہ ضبط کر سکے اور انہوں نے قہقہہ لگایا، پھر انہوں نے پوچھا ''چچا میاں تمہاری عمر کیا ہوگی؟ ملاح نے بتایا ''یہی کوئی چالیس سال'' لڑکوں نے کہا آپ نے اپنی آدھی عمر برباد کی اور کچھ پڑھا لکھا نہیں۔''

ملاح بیچارہ خفیف ہو کر رہ گیا اور چپ سادھ لی، قدرت کا تماشا دیکھئے کہ کشتی کچھ ہی دور گئی تھی کہ دریا میں طوفان آ گیا، موجیں منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی تھیں اور کشتی ہچکولے لے رہی تھی معلوم ہوتا تھا کہ اب ڈوبی تب ڈوبی۔ دریا کے سفر کا لڑکوں کو پہلا تجربہ تھا ان کے اوسان خطا ہو گئے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اب جاہل ملاح کی باری آئی، اس نے بڑی سنجیدگی سے منہ بنا کر پوچھا بھیا تم نے کون کون سے علم پڑھے ہیں؟'' لڑکے اس بھولے بھالے ملاح کا مقصد نہ سمجھ سکے اور کالج یا مدرسہ میں پڑھے ہوئے علوم کی لمبی فہرست گنوانی شروع کر دی اور جب وہ یہ بھاری بھرکم مرعوب کن گنا چکے تو اس نے مسکراتے

ہوئے پوچھا ٹھیک ہے، یہ سب تو پڑھا لیکن کیا تیراکی بھی سیکھی ہے؟ اگر خدانخواستہ کشتی الٹ جائے تو کنارے کیسے پہنچ سکو گے؟''

لڑکوں میں کوئی بھی تیرنا نہیں جانتا تھا انہوں نے بہت افسوس کے ساتھ جواب دیا'' چچا جان! یہی ایک علم ہم سے رہ گیا ہے ہم اسے نہیں سیکھ سکے؟''

لڑکوں کا جواب سن کر ملاح زور سے ہنسا اور کہا'' میاں میں نے تو اپنی آدھی عمر کھوئی مگر تم نے تو آج پوری عمر ڈبوئی اس لیے کہ اس طوفان میں تمہارا پڑھا لکھا کام نہ آئے گا، آج تیراکی ہی تمہاری جان بچا سکتی ہے اور وہ تم جانتے ہی نہیں''۔

آج بھی دنیا کے بڑے بڑے ترقی یافتہ ملکوں میں جو بظاہر دنیا کی قسمت کے مالک بنے ہوئے ہیں صورتحال یہی ہے کہ زندگی کا سفینہ گرداب میں ہے، دریا کی موجیں خونخوار نہنگوں کی طرح منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی ہیں، ساحل دور ہے اور خطرہ قریب لیکن کشتی کے معزز و لائق سواروں کو سب کچھ آتا ہے مگر ملاحی کا فن اور تیراکی کا علم نہیں آتا، دوسرے الفاظ میں انہوں نے سب کچھ سیکھا ہے، لیکن بھلے مانسوں شریف، خداشناسی اور انسانیت دوست انسانوں کی طرح زندگی گزارنے کا فن نہیں سیکھا، اقبال نے اپنے اشعار میں اس نازک صورتحال اور اس عجیب و غریب ''تضاد'' کی تصویر کھینچی ہے جس کا اس بیسویں صدی کا مذہب اور تعلیم یافتہ فرد بلکہ معاشرہ کا معاشرہ شکار ہے۔ (تحفہ کشمیر: صفحہ ۱۰۱)

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا ۔۔۔ اپنے افکار کی دنیا میں سفر نہ کر سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا ۔۔۔ آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا ۔۔۔ زندگی کی شب تاریخ سحر کر نہ سکا

میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کا نسخہ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

اگر آپ کو اپنی بیوی سے اختلاف ہے' آپس میں محبت نہیں ہے تو اس آیت کو ننانوے دفعہ کسی مٹھائی پر تین دن پڑھ کر دم کریں اور دونوں کھائیں۔

دنیا کی عجیب مثال

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بڑی اچھے انداز میں سمجھائی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جا رہا تھا کہ ایک شیر اس کے پیچھے بھاگا اس کے قریب کوئی بھی درخت نہیں تھا کہ جس پر وہ چڑھ جاتا۔ اسے ایک کنواں نظر آیا اس نے سوچا کہ میں کنویں میں چھلانگ لگا دیتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی کنویں سے باہر نکل آؤں گا جب اس نے نیچے چھلانگ لگانے کے لیے دیکھا تو کنویں میں پانی کے اوپر ایک کالا ناگ تیرتا ہوا نظر آیا۔ اب پیچھے شیر تھا اور نیچے کنویں میں کالا ناگ تھا وہ اور زیادہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کہ اب میں کیا کروں اسے کنویں کی دیوار پر کچھ گھاس اگی ہوئی نظر آئی اس نے سوچا کہ میں اس گھاس کو پکڑ کر لٹک جاتا ہوں، نہ اوپر رہوں کہ شیر کھائے اور نیچے جاؤں کہ سانپ ڈسے، میں درمیان میں لٹک جاتا ہوں جب شیر چلا جائے گا تو میں بھی باہر نکل آؤں گا تھوڑی دیر کے بعد اس نے دیکھا کہ ایک کالا اور ایک سفید چوہا دونوں اسی گھاس کو کاٹ رہے ہیں جس گھاس کو پکڑ کر وہ لٹک رہا تھا اب اسے اور زیادہ پریشانی ہوئی اس پریشانی کے عالم میں جب اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے قریب ہی شہد کی مکھیوں کا ایک چھتہ نظر آیا اس پر مکھیاں تو نہیں تھی مگر وہ شہد سے بھرا ہوا تھا یہ چھتہ دیکھ کر اسے خیال آیا کہ ذرا دیکھوں تو سہی اس میں کیسا شہد ہے چنانچہ اس نے ایک ہاتھ سے گھاس کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی انگلی پر جب شہد لگا کر چکھا تو اسے بڑا مزا آیا اب وہ اسے چاٹنے میں مشغول ہو گیا نہ اسے شیر یاد رہا نہ ناگ یاد رہا اور نہ ہی اسے چوہے یاد رہے سوچیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ یہ مثال دینے کے بعد امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "اے دوست! تیری مثال اسی انسان کی سی ہے... ملک الموت شیر کی مانند تیرے پیچھے لگا ہوا ہے... قبر کا عذاب اس سانپ کی صورت میں تیرے انتظار میں ہے... کالا اور سفید چوہا، یہ تیری زندگی کے دن اور رات ہیں... گھاس تیری زندگی ہے جسے چوہے کاٹ رہے ہیں.... اور یہ شہد کا چھتہ دنیا کی لذتیں ہیں جن سے لطف اندوز ہونے میں تو لگا ہوا ہے تجھے کچھ یاد نہیں، سوچ کہ تیرا انجام کیا ہوگا۔" واقعی بات یہی ہے کہ انسان دنیا کی لذتوں میں پھنس کر اپنے رب کو ناراض کر لیتا ہے کوئی کھانے، پینے کی لذتوں میں پھنسا ہوا ہے اور کوئی اچھے عہدے اور شہرت کی لذت میں پھنسا ہوا ہے، یہی لذتیں انسان کو آخرت سے غافل کر دیتی ہیں اس لیے جہاں ترک دنیا کا لفظ آئے گا اس سے مراد ترک لذات ہوگا۔

جسم اور روح....عبرت

علامہ ابن قیم جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

مجھ کو اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو اپنی صورت پر ناز کر کے اکڑتا ہوا چلتا ہے اور ابتدائی حالت کو بھولا رہتا ہے۔ انسان کی ابتداء تو وہ لقمہ ہے جس کے ساتھ پانی کا ایک گھونٹ ملا دیا گیا ہو۔ اگر تم چاہو تو یہ کہہ لو کہ روٹی کا ایک ٹکڑا جس کے ساتھ کچھ پھل ہوں، گوشت کی ایک بوٹی ہو دودھ کا ایک پیالہ ہو، پانی کا ایک گھونٹ اور ایسی ہی کوئی چیز اور بھی ہوگی، ان سب کو جگر نے پکایا تو اس سے منی کے چند قطرے بنے جو مرد کے فوطوں میں ٹھہرے۔ پھر شہوت نے ان کو حرکت دی تو ماں کے پیٹ میں جا کر ایک مدت تک رہے، یہاں تک کہ صورت مکمل ہوئی پھر اس بچہ کی شکل میں نکلے جو پیشاب کے کپڑوں میں لتھڑتا ہے۔

یہ تو اس کی ابتدا ہے، اب ''انتہا'' یعنی انجام دیکھو۔

مٹی میں ڈال دیا جائے گا۔ جسم کو کیڑے کھا ڈالیں گے۔ ریزہ ریزہ ہو کر رہ جائے گا۔ پھر تیز ہوا میں ادھر سے ادھر اڑاتی پھریں گی۔ جبکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ بدن کی مٹی نکال کر دوسری جگہ منتقل کر دی جاتی ہے۔ پھر مختلف حالات میں بدلتی رہتی ہے یہاں تک کہ ایک دن لوٹے گی اور اکٹھا کی جائے گی۔ یہ بدن کا حال ہوا جبکہ وہ روح جس کے ذمہ عمل ہے، اس کا حال یہ ہے کہ اگر ادب سے آراستہ ہوئی، علم سے درست کی گئی، اپنے صانع کو پہچانا اور اس کے حقوق کو ادا کرتی رہی، تو سواری (یعنی بدن) کی کمی اور کوتاہی اس کے لئے نقصان دہ نہ ہوگی اور اگر اپنی جہالت کی صفت پر باقی رہ گئی تو وہ بھی مٹی کے مشابہ ہے بلکہ اس سے بدتر حالت میں ہے۔

نرینہ اولاد کے حصول اور زندگی کی تنگی دور کرنے کیلئے بہترین نسخہ

وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا۝

اگر آپ کے یہاں اولاد نرینہ نہیں ہے تو حمل ٹھہرتے ہی نو مہینے تک گیارہ مرتبہ روزانہ یہ آیت پڑھیے....رزق کی تنگی کو دور کرنے کیلئے بھی اس آیت کو روزانہ سات مرتبہ پڑھیے۔

سانپ کے بچے وفادار نہیں ہو سکتے

برے دوست کے ساتھ دوستی نہ کریں اور اپنے نسب کو دھبہ نہ لگائیں، کڑوے کنویں کبھی میٹھے نہیں ہو سکتے چاہے تم اس میں لاکھوں من گڑ ڈال دو، کوے کے بچے کبھی ہنس نہیں بنا کرتے چاہے تم ان کو موتیوں کی غذا کھلاتے رہو سانپ کے بچے وفادار نہیں ہو سکتے چاہے چلو میں دودھ لے کر ان کو کیوں نہ پلادیں حنظل کبھی تربوز نہیں بنتا ہے چاہے اس پھل کو تم مکہ ہی کیوں نہ لے کے چلے جاؤ۔

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا اتباعِ شریعت

فرمایا:...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے تشریف لاتے' کون مسکراتا ہوا آ رہا ہے؟ جسؐ پر یہود و منافقین کی زد بھی ہے' مشرکین برسر پیکار بھی ہیں' وحی کا بار امانت بھی ہے اور پھر اس بار امانت کو دوسروں تک پہنچانا بھی ہے اور اس کے علاوہ کتنے کثیر امور ہیں جو آپؐ کے ذمہ ہیں۔

فرمایا:...... ہمارے حضرت تھانویؒ نے اپنے آپ کو شریعت کے مطابق خوب ڈھالا تھا' ہمارے حضرت کی دو بیویاں تھیں' آپ عصر کے بعد دونوں گھروں میں پندرہ پندرہ منٹ کے لئے تشریف لے جاتے' گھڑی دیکھ لیتے اور اندازہ لگا لیتے تھے کہ خانقاہ سے گھر تک کتنا وقت لگے گا اور وہاں سے دوسرے گھر' پھر وہاں سے خانقاہ تک پھر مغرب تک' یہ سب اوقات متعین تھے اب چونکہ عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ایک بات یاد آ گئی یا کچھ یاد آ گیا' حضرت تھانویؒ اس کے لئے دو منٹ چھوڑتے تھے' جب تیرہ منٹ ہو جاتے تھے تو آپ کہتے کہ اب میں جاؤں گا۔ اگر گھر سے کچھ کہنا ہوتا تو دو منٹ میں بات ختم ہو جاتی اور اگر وہ کہتیں کہ کچھ نہیں کہنا' تو فرماتے کہ میں ٹہلتا ہوں پھر آپ دوسرے گھر تشریف لے جاتے اور اس طرح ۱۳ منٹ اور دو منٹ کا سلسلہ وہاں بھی ہوتا۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ میں نے ہمیشہ سے یہ عادت ڈالی ہوئی ہے کہ جب ایک گھر سے باہر قدم رکھا تو گھر کی طرف سے تمام کہی ہوئی باتیں بھلا دیتا ہوں اور ذہن خالی کر لیتا ہوں اور جب دوسرے گھر جاتا ہوں تو مجھے یاد ہی نہیں رہتا کہ پہلے گھر میں کیا کیا باتیں ہوئیں۔ کسی قسم کا تاثر لے کر نہیں جاتا۔

فرمایا:...... تاثر استغفار اور ذکر اللہ سے مٹ جاتا ہے فرمایا جب میں دوسرے گھر جاتا ہوں تو فوراً ذکر اللہ میں مشغول ہو جاتا ہوں اور ذکر اللہ اسی نیت سے کرتا ہوں۔ اس طرح سے یہ تاثر والی کیفیت خود بخود جاتی رہتی ہے۔

بیوی کا پیار والا نام رکھنا سنت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل خانہ کے ساتھ بہت ہی محبت کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انا خیر کم لا ھلی" میں تم میں سے اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہوں۔"

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا پیالے میں پانی پی رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور سے فرمایا، حمیرا! میرے لیے بھی کچھ پانی بچا دینا۔ ان کا نام تو عائشہ تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو محبت کی وجہ سے حمیرا فرماتے تھے اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کا محبت میں کوئی ایسا نام رکھے جو اسے بھی پسند ہو اور اُسے بھی پسند ہو۔ ایسا نام محبت کی علامت ہوتا ہے اور جب اس نام سے بندہ اپنی بیوی کو پکارتا ہے تو بیوی قرب محسوس کرتی ہے یہ سنت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ حمیرا! میرے لئے بھی کچھ پانی بچا دینا تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کچھ پانی پیا اور کچھ پانی بچا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہوں نے پیالہ حاضر خدمت کر دیا حدیث میں آیا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پیالہ ہاتھ میں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے لگے تو آپ رک گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے پوچھا، "حمیرا! تو نے کہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا؟ کس جگہ سے منہ لگا کے پانی پیا تھا؟ انہوں نے نشاندہی کی کہ میں نے یہاں سے پانی پیا تھا حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اپنے مبارک لب اسی جگہ پر لگا کر پانی نوش فرمایا۔ خاوند اپنی بیوی کو ایسی محبت دے گا تو وہ کیوں کر گھر آباد نہیں کرے گی۔

اب سوچیے! کہ رحمۃ للعالمین تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ سید الاولین والآخرین ہیں، اس کے باوجو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ کا بچا ہوا پانی پیا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا پانی وہ پیتیں۔ مگر یہ سب کچھ محبت کی وجہ سے تھا۔

بیوی سے محبت کی باتیں سنئے

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ''حمیرا! تم مجھے مکھن اور چھوہارے ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہو'' وہ مسکرا کر کہنے لگی ''اے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ مکھن اور شہد ملا کر کھانے سے زیادہ محبوب ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا ''حمیرا! تیرا جواب میرے جواب سے زیادہ بہتر ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جتنی خشیت الٰہی تھی اس کا تو ہم اندازہ ہی نہیں لگا سکتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اہل خانہ کی موانست، پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ یہ چیز عین مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس چیز کو پسند کرتے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی گھر تشریف لاتے تھے تو ہمیشہ مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ تشریف لاتے تھے اس حدیث پاک کے آئینہ میں ذرا ہم اپنے چہرے کو دیکھیں کہ جب ہم اپنے گھر آتے ہیں تو تیوریاں چڑھی ہوتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ

حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے گزرے، ان کے ہاتھ میں کوڑا بھی تھا، انہوں نے آہستہ سے وہ کوڑا مجھے مارا جو میرے کپڑے کے کنارے کو لگ گیا اور فرمایا، راستہ سے ہٹ جاؤ۔ جب اگلا سال آیا تو آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی مجھ سے کہا اے سلمہ! کیا تمہارا حج کا ارادہ ہے، میں نے کہا جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور مجھے چھ سو درہم دیئے اور کہا: انہیں اپنے سفر حج میں کام میں لے آنا، اور یہ اس ہلکے سے کوڑے کے بدلہ میں ہیں جو میں نے تم کو مارا تھا، میں نے کہا اے امیر المؤمنین؟ مجھے تو وہ کوڑا یاد بھی نہیں رہا، فرمایا لیکن میں تو اسے نہیں بھولا۔ یعنی میں نے مار تو دیا لیکن سارا سال کھٹکتا رہا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

دل کا بگاڑنا آسان ہے

اس دل کا بگاڑنا بڑا آسان ہے۔ دیکھئے جیسے گھر کے اندر روشندان ہوتے ہیں اگر وہ کھلے رہیں تو پھر سارے کمرے میں مٹی آتی ہے۔ اسی طرح سے اگر آنکھ' کان وغیرہ کا روشندان کھلا رہے تو دل کے کمرہ میں مٹی ہے اور آج کل کے نوجوانوں کا تو یہ روشندان بند ہی نہیں ہوتا۔

ایک شخص حسن بصریؒ کے پاس حاضر ہوا' کہنے لگا' حضرت! پتہ نہیں ہمارے دل سو گئے ہیں۔ فرمایا وہ کیسے؟ عرض کیا کہ حضرت! آپ درس دیتے ہیں' وعظ نصیحت کرتے ہیں لیکن دل پر اثر نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا' اگر یہ معاملہ ہے تو یہ نہ کہو کہ دل سو گئے' تم یوں کہو کہ دل مو گئے (مر گئے)۔ وہ بڑا حیران ہوا' کہنے لگا' حضرت! یہ دل مر کیسے گئے؟ حضرت نے فرمایا' دیکھو جو انسان سویا ہوا ہو اسے جھنجھوڑا جائے تو وہ جاگ اٹھتا ہے اور جو جھنجھوڑنے سے بھی نہ جاگے وہ سویا ہوا نہیں وہ مویا ہوا ہوتا ہے۔ جو انسان اللہ کا کلام سنے' نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان سنے اور پھر دل اثر قبول نہ کرے یہ دل کی موت کی علامت ہوتی ہے۔ تو ہم اس دل کو مرنے سے پہلے پہلے روحانی اعتبار سے زندہ کر لیں۔ جب یہ دل سنور جائے پھر اس میں اللہ رب العزت کی محبت بھر جاتی ہے۔ پھر اس کی کیفیت ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار ۔۔۔ یہ بیاباں جب ہوا عالم بیاباں ہو گیا

یہ اللہ والوں کی کیفیت ہوتی ہے' ان کا دل اللہ کی محبت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ پھر اللہ کے سوا کسی اور کی جانب دھیان ہی نہیں جاتا' پھر بندہ کا دل قیمتی بن جاتا ہے۔ اس دل کو سنوارنے کے لئے مشائخ باقاعدہ ذکر بتاتے ہیں۔ ہم ان کو باقاعدگی سے کریں تاکہ دل اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز ہوں پھر ہمیں راتوں کو اٹھنے میں مزہ آئے گا' پھر ہمیں راتوں کو اٹھنے کے لئے گھڑیوں کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ بستر ہی اچھال دے گا۔

ہمارے حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ جب بیان میں اہل دل کے واقعات سناتے تو فرماتے کہ ان لوگوں کا دل بنا ہوا تھا۔ اے اللہ ہمارے دل کو بھی سنوار دیجئے۔

حضرت مولانا گنگوہی کے جواں صاحب زادہ کا انتقال ہو گیا لوگ تعزیت کے لئے آئے لیکن چپ بیٹھے ہیں کہ کیا کہیں۔ اہل اللہ کا رعب ہوتا ہے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ کچھ کہے اور آخر کہتے بھی تو کیا کہتے۔ اگر کہے کہ رنج ہوا تو اس کے اظہار کی کیا ضرورت

اگر کہے کہ صبر کیجئے تو وہ خود ہی کئے بیٹھے ہیں۔ آخر ہر جملہ خبریہ کی کہ کوئی نہ کوئی غایت تو ہونی چاہئے بڑی دیر کے بعد آخر ایک نے ہمت کر کے کہا کہ حضرت بڑا رنج ہوا۔ فرمایا معلوم ہے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ بس پھر سارا مجمع چپ۔ لوگ آتے تھے اور کچھ دیر چپ بیٹھ کر چلے جاتے تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے انتقال کا صدمہ حضرت مولانا کو اس درجہ ہوا تھا کہ دست لگ گئے تھے اور کھانا موقوف ہو گیا تھا لیکن کیا مجال کہ کوئی کچھ ذکر کر دے۔ میں بھی اس موقع پر حاضر ہوا اب میں وہاں پہنچ کر متحیر کہ یا اللہ کیا کہوں۔ آخر چپ ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ ایک مولانا ذوالفقار علی صاحب تھے۔ حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ کے والد بڑے عاشق مزاج اور حضرت حاجی صاحب کے والا وشیدا۔ ان کا یہ رنگ تھا کہ جب میں حضرت حاجی صاحب کے انتقال کے بعد اول مرتبہ ان سے ملنے گیا تو میری صورت دیکھتے ہی بڑے جوش کے ساتھ کہا۔

بنال بلبل اگر بامنت سریاری ست ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ ما دو عاشق زاریم کار ما زاری ست

(اے بلبل اگر تجھ کو میری دوستی کا خیال ہے تو رو کیونکہ ہم دونوں لاغر عاشق ہیں اور ہمارا کام رونا ہی ہے)

اور آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے میں آبدیدہ ہو گیا۔ خیر وہاں کچھ دل کی بھڑاس نکلی۔

حضرت مولانا گنگوہی پر اتنے بڑے بڑے صدمات پڑے ہیں لیکن کیا ممکن کہ کسی معمول میں ذرا فرق آ جائے چاشت تہجد اوابین کوئی معمول قضا تو کیا کبھی مؤخر بھی نہیں ہونے پایا۔ یہاں تک کہ کھانا بھی جب سامنے آیا تو اسے بھی خدا کی نعمت سمجھ کر کھا لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار راستے میں تشریف لے جا رہے تھے، ایک صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تو اس صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو مسواکیں پیش کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بخوشی قبول کر لیا، ان دو مسواکوں میں سے ایک بالکل سیدھی اور ایک ٹیڑھی تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق دیکھئے کہ جو سیدھی تھی وہ اپنے ساتھی کو دی اور جو ٹیڑھی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس رکھی۔ (احیاء علوم الدین، غزالی)

نفس کی ہر خواہش پوری نہیں ہوسکتی

ایک بادشاہ کے ہاں بیٹا نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے وزیر سے کہا، ''بھئی! کبھی اپنے بیٹے کو لے آنا'' اگلے دن وزیر اپنے بیٹے کو لے کر آیا بادشاہ نے اسے دیکھا اور پیار کرنے لگا بادشاہ نے کہا ''اچھا، اس بچے کو آج کے بعد رونے نہ دینا'' اس نے کہا ''بادشاہ سلامت! اس کی ہر بات کیسے پوری کی جائے'' بادشاہ نے کہا کہ اس میں کون سی بات ہے، میں سب سے کہہ دیتا ہوں کہ بچے کو جس چیز کی ضرورت ہو اسے پورا کر دیا جائے اور اسے رونے نہ دیا جائے'' وزیر نے کہا ''ٹھیک ہے، جی اب آپ اس بچے سے پوچھیں کیا چاہتا ہے؟ چنانچہ بادشاہ نے بچے سے پوچھا، تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا ہاتھی، بادشاہ نے کہا کہ یہ تو بڑی آسان فرمائش ہے۔ چنانچہ اس نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ ایک ہاتھی لا کر بچے کو دکھا دو وہ ہاتھی لے کر آیا بچہ تھوڑی دیر تو کھیلتا رہا لیکن بعد میں پھر رونا شروع کر دیا بادشاہ نے پوچھا، اب کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا ایک سوئی چاہئے۔ بادشاہ نے کہا یہ تو کوئی ایسی بات نہیں چنانچہ ایک سوئی منگوائی گئی اس نے سوئی کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد اس بچے نے پھر رونا شروع کر دیا بادشاہ نے کہا ارے اب تو کیوں رو رہا ہے؟ وہ کہنے لگا، جی اس ہاتھی کو سوئی کے سوراخ میں سے گزاریں۔ جس طرح بچے کی ہر خواہش پوری نہیں کی جا سکتی اس طرح نفس کی بھی ہر خواہش پوری نہیں کی جا سکتی لہٰذا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا کوئی علاج ہونا چاہئے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔

ہر بلا سے حفاظت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شروع دن میں آیۃ الکرسی اور سورۃ مؤمن (کی پہلی تین آیتیں حم سے الیہ المصیر' تک) پڑھ لے گا وہ اس دن ہر برائی سے اور تکلیف سے محفوظ رہے گا، اس کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے، جس کی سند میں ایک راوی متکلم فیہ ہے۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۸۱)

ایک لالچی کا قصہ

مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم نے اپنی کتاب تراشے میں ''اشعب طامع'' نامی شخص کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا اس کے اندر طمع بہت زیادہ تھا، وہ اپنے زمانے کا نامی گرامی طامع تھا حتیٰ کہ اس کی یہ حالت تھی کہ اس کے سامنے اگر کوئی آدمی اپنا جسم کھجاتا تو وہ سوچ میں پڑ جاتا تھا کہ شاید یہ کہیں سے کچھ دینار نکال کر مجھے ہدیہ کردیگا وہ خود کہتا تھا کہ جب میں دو بندوں کو سرگوشی کرتے دیکھتا تو میں ہمیشہ یہ سوچا کرتا تھا کہ ان میں سے شاید کوئی یہ وصیت کررہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری وراثت اشعب کو دے دینا۔ جب وہ بازار میں سے گزرتا اور مٹھائی بنانیوالے کو دیکھتا تو ان سے کہتا کہ بڑے بڑے لڈو پیڑے بناؤ۔ وہ کہتے کہ ہم بڑے لڈو کیوں بنائیں؟ یہ کہتا کہ کیا پتہ کوئی خرید کر مجھے ہدیے میں ہی دے دے۔

ایک مرتبہ لڑکوں نے اس کو گھیر لیا حتیٰ کہ اس کے لیے جان چھڑانا مشکل ہوگیا۔ بالآخر اس کو ایک ترکیب سوجھی وہ لڑکوں سے کہنے لگا کیا تمہیں پتہ نہیں کہ سالم بن عبداللہ کچھ بانٹ رہے ہیں تم بھی ادھر جاؤ شاید کچھ مل جائے لڑکے سالم بن عبداللہ کی طرف بھاگے تو پیچھے سے اس نے بھی بھاگنا شروع کردیا جب سالم بن عبداللہ کے پاس پہنچے تو وہ تو کچھ بھی نہیں بانٹ رہے تھے لڑکوں نے اشعب سے کہا کہ آپ نے تو ہمیں ایسے ہی غلط بات کردی۔ وہ کہنے لگا کہ میں نے تو جان چھڑانے کی کوشش کی تھی۔ لڑکوں نے کہا کہ پھر تم خود ہمارے پیچھے پیچھے کیوں آگئے؟ کہنے لگا کہ مجھے خیال آیا کہ شاید وہ کچھ بانٹ ہی رہے ہوں۔

ہر جائز مراد کے لئے مجرب عمل

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ۝

مسلمانوں پر واجب ہے کہ تمام امور میں اللہ پر توکل کریں، اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں، مدد اور کامیابی اسی کے ہاتھ میں ہے جو سب کا پیدا کرنیوالا ہے۔ ہر جائز مراد کے لئے چودہ مرتبہ مذکورہ آیت گیارہ دن تک پڑھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کی حکمت یہودی کے ساتھ

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ رب العزت نے خوب مال دیا تھا لیکن ان کے دل میں مال کی محبت نہیں تھی وہ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے تھے بئر رومہ ایک کنواں تھا جو ایک یہودی کی ملکیت میں تھا اس وقت مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی مشکل کا سامنا تھا وہ اس یہودی سے پانی خریدتے تھے جب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کو پانی حاصل کرنے میں کافی دشواری کا سامنا ہے تو وہ یہودی کے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ کنواں فروخت کردو۔ اس نے کہا، میری تو بڑی کمائی ہوتی ہے میں تو نہیں بیچوں گا۔ یہودی کا جواب سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ آدھا بیچ دیں اور قیمت پوری لے لیں وہ یہودی نہ سمجھ سکا اللہ والوں کے پاس فراست ہوتی ہے۔ یہودی نے کہا، ہاں ٹھیک ہے آدھا حق دوں گا اور قیمت پوری لوں گا۔ چنانچہ اس نے قیمت پوری لے لی اور آدھا حق دے دیا اور کہا کہ ایک دن آپ پانی نکالیں اور دوسرے دن ہم پانی نکالیں گے۔ جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پیسے دے دیئے تو آپ نے اعلان کردیا کہ میری باری کے دن مسلمان اور کافر سب بغیر قیمت کے اللہ کے لیے پانی استعمال کریں جب لوگوں کو ایک دن مفت پانی ملنے لگا تو دوسرے دن خریدنے والا کون ہوتا تھا چنانچہ وہ یہودی چند مہینوں کے بعد آیا اور کہنے لگا، جی آپ مجھ سے باقی آدھا بھی خرید لیں آپ نے باقی آدھا بھی خرید کر اللہ کے لیے وقف کردیا (خطبات فقیر: جلد ۹ صفحہ ۳۷)

کند ذہن کا روحانی علاج

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○

اگر آپ کا بچہ یا کوئی طالب علم کند ذہن ہو تو ایک سو اکیس مرتبہ یہ آیت پانی پر دم کر کے روزانہ پلائیں ان شاء اللہ اس کی برکت سے عالم فاضل ہو جائیگا۔

چند ارشادات حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ

اہل اللہ کے زندہ دل ہونے کا راز

فرمایا: کہ ذکر اللہ سے لطافت کے ساتھ بشاشت بھی قلب میں بڑھ جاتی ہے اس لئے اہل اللہ زندہ دل ہوتے ہیں مردہ دل نہیں ہوتے۔

دل کی غذا

فرمایا: کہ جیسے پیٹ کی غذا الگ ہے ماکولات ومشروبات اور آنکھ کی غذا الگ ہے مبصرات اور کان کی غذا الگ ہے مسموعات۔ اسی طرح دل کی بھی ایک غذا ہے اور وہ محبت ہے۔ دل کی غذا محبت کے سوا کچھ نہیں۔ دل کو اس میں لذت آتی ہے۔ پھر جس کا محبوب ناقص ہو اس کی لذت تو ناقص ہوگی اور جس کا محبوب ایسا کامل ہو کہ اس سے زیادہ کوئی بھی محبوب نہ ہو اس کی لذت سب سے زیادہ ہوگی۔ ایمان وعمل صالح اختیار کرنے پر دنیا ہی میں غذائے روحانی یعنی حق تعالیٰ کی محبت کامل عطا ہوگی جس سے زیادہ دل کی کوئی غذا نہیں۔

قلب کا اثر:

فرمایا: کہ قلب کا اثر انسان کے کلام اور لباس تک ظاہر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور صحبت میں اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔

گناہوں سے دل کمزور ہو جاتا ہے

فرمایا: کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ ہے نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ اس کا اصل محل قلب ہے اور دعویٰ سے کہا جاتا ہے کہ گنہگار کا دل بے چین ہوتا ہے اس کو راحت وچین نصیب نہیں ہوتا گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے جس کا تجزیہ نزول حوادث کے وقت ہوتا ہے کہ متقی اس وقت مستقل مزاج رہتا ہے اور دیگر لوگ حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

ہر وقت جمعیت قلب کی فکر میں نہ رہو

فرمایا: کہ ایک باریک بات کہتا ہوں اس کیطرف کم التفات ہے لوگوں کو وہ یہ کہ اگر جمعیت قلب ہی کی طلب ہے تو اس کی فکر میں ہر وقت رہنا کہ جمعیت میسر ہو خود جمعیت کے بالکل منافی ہے جب یہ فکر رہی تو جمعیت کہاں رہی۔ اور نہ اس صورت سے قیامت تک جمعیت میسر ہو سکتی ہے۔ جمعیت جبھی ہو سکتی ہے کہ قلب اس کی تحصیل کے خیال سے خالی ہو۔

اللہ والوں کی راحت کا راز

فرمایا: کہ ساری پریشانیوں کا مدار یہی تجویز ہے کہ انسان اپنے لئے یا اپنے متعلقین کے لئے ایک خیالی پلاؤ پکا لیتا ہے کہ یہ لڑکا زندہ رہے اور تعلیم یافتہ ہو اور اس کی اتنی تنخواہ ہو۔ پھر وہ ہماری خدمت کرے اور اسی طرح یہ مال ہمارے پاس رہے۔ اس میں یوں ترقی ہو اور اتنا نفع ہو اس طرح شیخ چلی کی طرح ہر چیز کے متعلق کچھ نہ کچھ منصوبے قائم کر لئے جاتے ہیں۔ اگر پہلے سے کوئی تجویز نہ ہو تو پریشانی کبھی پاس نہ پھٹکے۔ اس لئے اہل اللہ سب سے زیادہ آرام و راحت و مسرت میں ہیں۔

پریشانیاں دور کرنے کی تدبیر

ایک صاحب کا ایک لمبا خط آیا جسمیں دین و دنیا دونوں کے متعلق پریشانیاں لکھی ہوئی تھیں۔ اس کے جواب میں تحریر فرمایا: کہ اپنے معاملات خدا تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہیے وہ جو کریں اس میں راضی رہے یہ بہترین تدبیر ہے کوئی تدبیر کر کے دیکھے۔

راحت حاصل کرنے کا گُر

فرمایا: کہ ایک بار حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا: کہ کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو چنانچہ مجھ سے بھی مت رکھو۔ یہ بات دین و دنیا کا گر ہے۔ جس شخص کی یہ حالت ہوگی وہ افکار و ہموم سے نجات پاوے گا۔

راحت کی چابی

فرمایا: کہ دنیا کو آدمی جس قدر مختصر لے اسی قدر راحت ہے۔

اللہ تعالیٰ قلوب کا آپریشن کرتے ہیں

فرمایا: کہ جس طرح والدین بچے کے دنبل کا اپریشن کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ قلوب

کا آپریشن کرتے ہیں جبکہ دلوں میں غفلت بڑھ جاتی ہے اور گناہوں کی عظمت سے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں تو مصیبت اور بلا کے نشتروں سے دلوں کا خراب مادہ نکالا جاتا ہے اور ان کی اصلاح کی جاتی ہے پس یہاں بھی بالفعل تکلیف ہے اور وہاں بھی مگر انجام دونوں کا راحت ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں راحت قریب ہے کہ پندرہ بیس ہی دن میں دنبل میں نشتر دینے کے بعد صحت ہو جاتی ہے اور یہاں بعید ہے کہ قیامت میں اس کا ظہور ہوگا جبکہ مصائب کا ثواب ملے گا۔

سکون نہیں، عمل مطلوب ہے:

کسی بی بی کے شوہر کا انتقال ہو گیا اس کے عدم سکون پر یہ تحقیق بیان فرمائی کہ سکون مطلوب ہی نہیں عمل مطلوب ہے ظاہری بھی باطنی بھی ، ظاہری تو معلوم ہے باطنی ہر وقت کے واسطے وہ عمل جو اختیار میں ہے مثلاً صبر اختیار میں ہے وہی مطلوب ہوگا سکون و دلجمعی اختیار میں نہیں اس لئے وہ مطلوب نہ ہوگا۔

اہل اللہ کے قلب میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی

فرمایا: کہ اہل علم کے دل میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی یوں کسی مضرت کی وجہ سے ڈر جاویں اور بات ہے ایسے آدمی کٹ کھنے کتے سے بھی ڈرتا ہے مگر ان کے دل پر کسی کی ہیبت نہیں ہوتی۔

مومن کو پریشان کرنے والی چیز

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میرے لڑکے بہت ہی بدشوق ہیں تعلیم کی طرف ان کو قطعاً التفات اور رغبت نہیں اس سے میرا قلب پریشان رہتا ہے فرمایا: کہ قلب کو پریشان اور مشوش رکھنے کی کیا ضرورت ہے مومن کو پریشان کرنے والی چیز بجز ایک چیز کے اور کوئی چیز نہیں وہ حق تعالیٰ کی عدم رضا ہے اس سے تو مومن کے قلب میں جتنی بھی پریشانی ہو اور جو بھی حالت ہو وہ تھوڑی ہے اور جبکہ رضا کا اہتمام ہے اپنی وسعت اور قدرت کے موافق تو کوئی وجہ نہیں کہ مومن کا قلب پریشان اور مشوش ہو اس لئے کہ صرف تدبیر ہمارے ذمہ ہے مثلاً تعلیم اولاد کے لئے شفیق استاد کا تلاش کر دینا ، کاغذ قلم دوات کا مہیا کر دینا کتابوں کا خرید دینا۔ مزید براں علم کے منافع وفضائل سنانا۔ اس کے بعد جو نتیجہ ہو اس پر رضا وتفویض ہی سے کام لینا مناسب ہے۔

قلب کی صفائی

قلب کی صفائی اصلاحِ اعمال سے ہوتی ہے وظائف صرف معین ہوتی ہیں۔

دل کی اصلاح

قلب کی اصلاح سے اعمال درست ہوجاتے ہیں، اصلاح ظاہر و باطن دونوں کی ضرورت ہے۔

دل کے اطمینان کا نسخہ

اطمینان تب حاصل ہوگا جب خدا کی یاد بڑھے گی حزن گھٹے گا۔ حق تعالیٰ کی یاد سے جمعیت قلب حاصل ہوتی ہے۔

پریشانی کو لذیذ کرنے والی چیز

اس وقت آپ کو ایسی چیز بتلانا چاہتا ہوں جو پریشانی کو لذیذ کردے کیونکہ میں کہہ چکا کہ پریشانی تو جنت سے پہلے ختم نہیں ہوسکتی۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ پریشانی کو لذیذ کردیا جائے۔ اور یہ بھی ایک طرح پریشانی کا خاتمہ ہی ہے۔ تو میں ایسی بات بیان کرنا چاہتا ہوں جو اعمال میں کام آئے اور غفلت سے روکتی رہے اور پریشانی کے وقت ہمت بندھائے اور وہ نئی بات نہیں بلکہ وہ وہی ہے جس کا نام قرآن میں کہیں تقویٰ ہے کہیں اعتصام بحبل اللہ ہے اور اسی کا نام ذکر نعمت بھی ہے۔

دشمن سے حفاظت

حضرت مہلب بن ابی صفرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے ایسے شخص نے روایت کی کہ جس نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ (کسی جہاد کے موقع پر رات میں حفاظت کے لئے) فرمارہے تھے کہ اگر رات میں تم پر چھاپہ مارا جائے تو تم ''حٰم لا ینصرون'' پڑھ لینا۔ جس کا حاصل لفظ حٰم کے ساتھ یہ دعا کرنا ہے کہ ہمارا دشمن کامیاب نہ ہو...... اور بعض روایات میں ''حٰم لا ینصروا'' بغیر نون کے آیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب تم حٰم کہو گے تو دشمن کامیاب نہ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حٰم دشمن سے حفاظت کا قلعہ ہے۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۸۲)

ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت

ایک شخص کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے اور ان کی کمر اوپر سے نیچے تک بالکل چسپاں تھی۔ ڈاکٹروں کو جمع کیا گیا کہ یہ دو بچے ہیں اور جڑے ہوئے ہیں۔ اس کو حل کروان کو آپریشن کر کے الگ کر دو۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر آپریشن کیا گیا تو دونوں مر جائیں گے۔ اس لئے کہ جو شہ رگیں ہیں وہ دونوں کی جڑی ہوئی ہیں۔ دونوں کی پرورش کی گئی اب ماں بے چاری ایک کو دودھ پلاتی تو دوسرا الٹا پڑا ہوا اور جب دوسرے کو پلاتی تو وہ الٹا پڑا ہوا ہے۔

غرض وہ اس طرح سے پالتی رہی یہاں تک کہ بچے پانچ چھ برس کے ہو گئے۔ ان کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا خدا کی قدرت کہ ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم دین حاصل کرنے کا اور ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم معاش حاصل کرنے کا۔ دونوں کے لئے عالم متعین کئے گئے ایک اچھا عالم بن گیا اور ایک بڑا گریجویٹ بن گیا۔ دونوں بھائی آپس میں باتیں کیا کرتے۔ جو بھائی دنیا طلب تھا وہ کہتا کہ ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے۔ ہر وقت کی مصیبت میرا جی کھیلنے کو چاہتا ہے اور تیرا دل نہیں چاہتا مگر مجبوراً تجھ کو جانا پڑتا ہے۔

اور اگر میں استنجاء کے لئے جانا چاہوں اور تیرا جی نہیں چاہتا تو بھی تجھ کو جانا پڑتا ہے تو کوئی اپنے دل کی بات نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے۔ یہ سن کر دیندار بھائی کہتا کہ بھائی صبر کرو اس سے بڑھ کر بھی تو مصیبت آنی ممکن ہے اس نے کہا کہ اس سے بڑھ کر مصیبت ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ نصیحت کرتا کہ یہ مت کہو اللہ کے یہاں مصیبتوں کے خزانے بھی بہت ہیں خدا کی قدرت کہ دیندار بھائی کا انتقال ہو گیا۔ تو پھر ڈاکٹروں کو جمع کیا کہ اس لاش کو کاٹو تو انہوں نے کہا کہ اگر لاش کاٹی گئی تو یہ بھی مر جائے گا۔

اب لاش دنیا دار بھائی کے کمرے پر ہے۔ سوتا ہے تو مردہ کمرے کے اوپر بیٹھا ہے تو مردہ کمر کے اوپر، کھانا کھاتا ہے تو مردہ کمر پر۔ استنجاء کو جاتا ہے تو مردہ کمر پر۔ اس وقت چھوٹے بھائی نے کہا کہ میرا بھائی صحیح کہتا تھا تو وہ مصیبت لاکھ درجہ بہتر تھی جب کہ بھائی زندہ تھا۔ تو اس نے توجہ کی اور صبر کیا اور کہا کہ اے اللہ بس کر و اگر اس سے بڑی مصیبت آ گئی تو کیا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت ہے۔

مریض کے لئے اجر وثواب

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار پڑ جاتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ اس مریض کے منہ سے کراہنے کی جو آواز نکل رہی ہے یعنی "ہوں ہوں" ہر ہر مرتبہ کراہنے پر سبحان اللہ کہنے کا اجر لکھا جائے۔ اور اگر درد کی وجہ سے وہ مریض چیخنے لگے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ تم لا الہ الا اللہ پڑھنے کا اجر اس کے نامۂ اعمال میں لکھو۔ جب وہ مریض سانس لیتا ہے تو ہر ہر سانس کے بدلے اللہ کے راستے میں صدقہ کرنے کا اجر اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ جب وہ مریض بستر پر سوتا ہے تو بستر پر لیٹنے سے اس کو اس طرح اجر دیا جاتا ہے جس طرح کہ مصلے کے اوپر کھڑے ہو کر تہجد پڑھنے والے کو اجر دیا جاتا ہے اور جب وہ آدمی اپنی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے کروٹ بدلتا ہے تو اس کو اللہ رب العزت کے راستے میں دشمن پر پلٹ پلٹ کر حملے کرنے کا اجر دیا جاتا ہے۔

آیت کریمہ کی فضیلت

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ یہ پڑھ لے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اسے آیت کریمہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی اپنی بیماری میں اس کو چالیس مرتبہ پڑھ لے تو اگر صحت ملی تو اللہ تعالیٰ گناہوں سے پاک فرما دیں گے اور اگر اس بیماری میں اس کی موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن شہداء کی اقطار میں کھڑا فرما دیں گے۔

جادو کا روحانی علاج

قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰى ۝

اگر آپ کو شک ہے کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے یا علامتیں محسوس ہو رہی ہوں تو جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لئے گیارہ دن تک سو دفعہ مذکورہ آیت پڑھ کر اپنے اوپر پھونکیں یا اور کسی پر شک ہو تو اس پر پڑھ کر پھونکیں اس عمل کے دوران کوئی دوسرا عمل نہ پڑھیں۔

نیکی کا حکم اور برائی سے روکنے کی فضیلتیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے لوگ نہ بتلاؤں جو نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید، لیکن ان کو اللہ کے وہاں اتنا اونچا مقام ملے گا کہ قیامت کے دن نبی اور شہید بھی انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے اور وہ نور کے خاص منبروں پر ہوں گے، اور پہچانے جائیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ کا محبوب بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کا محبوب بناتے ہیں اور لوگوں کے خیر خواہ بن کر زمین پر پھرتی ہیں میں نے عرض کیا یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ وہ اللہ کو اس کے بندوں کا محبوب بنائیں لیکن یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا محبوب کیسے بنائیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ اللہ کے بندوں کو ان کاموں کا حکم دیں گے جو کام اللہ کو محبوب اور پسند ہیں اور ان کاموں سے روکیں گے جو اللہ کو پسند نہیں ہیں۔ وہ بندے جب ان کی بات مان کر اللہ کے پسندیدہ کام کرنے لگ جائیں تو یہ بندے اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۲ صفحہ ۸۰۵)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک لوگوں کے اعمال کے سردار ہیں ان دونوں کو کب چھوڑ دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں وہ خرابیاں پیدا ہو جائیں گی جو بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی تھیں۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ بنی اسرائیل میں کیا خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے نیک لوگ دنیا کی وجہ سے فاجر لوگوں کے سامنے دینی معاملات میں نرمی برتنے لگیں، اور دینی علم بدترین لوگوں میں آجائے اور بادشاہت چھوٹوں کے ہاتھ لگ جائے تو پھر اس وقت تم زبردست فتنہ میں مبتلا ہو جاؤ گے تم فتنوں کی طرف چلو

گے اور فتنے بار بار تمہاری طرف آئیں گے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۲ صفحہ ۷۰۶)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے رب کی طرف سے ایک واضح راستہ پر رہو گے جب تک تم میں دو نشے ظاہر نہ ہو جائیں۔ ایک جہالت کا نشہ...... دوسرا زندگی کی محبت کا نشہ۔

اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہو گے لیکن جب دنیا کی محبت تم میں ظاہر ہو جائے گی تو پھر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کر سکو گے، اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد نہ کر سکو گے، اس زمانے میں قرآن اور حدیث کو بیان کرنے والے ان مہاجرین اور انصار کی طرح ہوں گے جو شروع میں اسلام لائے تھے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۲ صفحہ ۸۰۵)

نظر بد دور کرنے کا وظیفہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نظر بد دور کرنے کا ایک خاص وظیفہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اور فرمایا کہ حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر پڑھ کر دم کیا کرو۔

ابن عساکر میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غمزدہ تھے۔ سبب پوچھا تو فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نظر لگ گئی ہے۔ فرمایا یہ سچائی کے قابل چیز ہے نظر واقعی لگتی ہے۔ آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ فرمایا: یوں کہو:

اللهم ذا السلطان العظيم والمن القديم ذا الوجه الكريم ولى الكلمات التامات والدعوات المستجابات عاف الحسن والحسين من انفس الجن واعين الانس."

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی، وہیں دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اپنی جانوں کو، اپنی بیویوں کو اور اپنی اولاد کو اسی پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو، اس جیسی اور کوئی پناہ کی دعا نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد۵ صفحہ ۴۱۵)

ایک علمی نکتہ

یہاں ایک علمی نکتہ ہے، آپ کا مخالف جس طریقے سے آپ کو پریشان کر رہا ہے اور آپ اس کے اوپر صبر کر رہے ہیں اس صبر کی وجہ سے اللہ رب العزت اسی طریقے پر آپ کو سکون اور اطمینان عطا فرمائیں گے۔ جس انداز سے بندے کو غم ملتا ہے اگر وہ صبر کر لے تو اسی انداز سے اس کو خوشی عطا کر دی جاتی ہے۔

ایک اصول سمجھئے، قرآنی فیصلہ سمجھئے کہ جن اسباب سے انسان کو غم اور مصیبت پہنچتی ہے اگر وہ صبر کر لے گا اللہ رب العزت انہی اسباب پر عزتیں عطا فرمادیں گے تو پھر غمزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ جب کوئی ایسی بات پیش آئے تو انسان پہاڑ کی طرح اپنے دل کو بڑا کرلے اور پھر دیکھے کہ رب کریم کس طرح مہربانی فرماتے ہیں۔

ہم بدلہ نہ لیں: عام طور پر ہم کسی بچے پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے، حالانکہ سوطرح کی ہمارے اندر خامیاں موجود ہیں تو کیا سوچتے ہیں اس رب کریم کے بارے میں جو اپنے بندوں پر مہربان بھی ہے، رحیم بھی ہے، رحمان بھی ہے، غفور بھی ہے، عفو بھی ہے، وہ پروردگار اپنے بندے پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ کیسے ڈال دیں گے۔ اس لئے غم اور مصیبت تھوڑے وقت کے لئے آتے تو ہیں مگر بندے کے درجات کو بڑھانے کے لئے آتے ہیں۔ تو صبر کرتے رہئے، دنیا میں بدلہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارا بدلہ لینے والا پروردگار بہت بڑا ہے۔ ہم بدلہ لیں گے تو کیا لے سکتے ہیں اور اگر پروردگار نے بدلہ لے لیا تو پھر پروردگار کا بدلہ تو پھر دنیا دیکھے گی۔

غول بیانی (بھوتوں) کو دیکھ کر اذان دینا

اگر کوئی شخص بھوت پریت دیکھے تو اس کو بلند آواز سے اذان کہنی چاہئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ترجمہ: جب تمہارے سامنے بھوت پریت مختلف شکلوں میں نمودار ہوں تو اذان کہو۔'' (مصنف عبدالرزاق جلد ۵ صفحہ ۱۶۳)

ہر انسان کے ساتھ چوبیس گھنٹوں میں بیس فرشتے رہتے ہیں

تفسیر ابن جریر میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ فرمایئے! بندے کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک تو دائیں جانب نیکیوں کا لکھنے والا جو بائیں جانب والے پر امیر ہے، جب تو کوئی نیکیاں کرتا ہے وہ ایک کے بجائے دس لکھتا ہے۔

جب تو کوئی برائی کرے تو بائیں والا دائیں والے سے اس کے لکھنے کی اجازت طلب کرتا ہے وہ کہتا ہے ذرا ٹھہر جاؤ، شاید توبہ واستغفار کرے۔ تین مرتبہ وہ اجازت مانگتا ہے تب بھی اگر اس نے توبہ نہ کی تو یہ نیکی کا فرشتہ اس سے کہتا ہے اب لکھ لے۔ (اللہ ہمیں اس سے چھڑائے) یہ تو بڑا برا ساتھی ہے، اسے اللہ کا لحاظ نہیں یہ اس سے نہیں شرماتا۔

اللہ کا فرمان ہے کہ انسان جو بات زبان پر لاتا ہے اس پر نگہبان متعین اور مہیا ہے اور دو فرشتے تیرے آگے پیچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَهُ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ﴾ (سورۃ الرعد:۱۱)

ترجمہ: ہر شخص (کی حفاظت) کے لئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے، کچھ اس کے آگے کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خداوندی اس کی حفاظت کرتے ہیں۔" (بیان القرآن)

اور ایک فرشتہ تیرے ماتھے کے بال تھامے ہوئے ہے جب تو اللہ کے لئے تواضع اور فروتنی کرتا ہے وہ تجھے بلند درجہ کر دیتا ہے اور جب تو اس کے سامنے سرکشی اور تکبر کرتا ہے وہ تجھے پست اور عاجز کر دیتا ہے اور دو فرشتے تیرے ہونٹوں پر ہیں۔ جو درود تو مجھ پر پڑھتا ہے اس کی وہ حفاظت کرتے ہیں ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے کہ کوئی سانپ وغیرہ جیسی چیز تیرے حلق میں نہ چلی جائے، اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر ہیں۔ یہ دس فرشتے ہر بنی آدم کے ساتھ ہیں پھر دن کے الگ ہیں اور رات کے الگ ہیں، یوں ہر شخص کے ساتھ بیس فرشتے من جانب اللہ موکل ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد۳ صفحہ۳۲)

صبر کا پھل

حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ایک ناسور پھوڑے کے اندر بتیس سال مبتلا رہے ہیں جو پہلے تھا اور چت لیٹے رہتے تھے' کروٹ نہیں لے سکتے تھے۔ یعنی بتیس برس تک چت لیٹے کھانا بھی' پینا بھی' عبادت کرنا بھی' قضائے حاجت کرنا بھی۔ آپ اندازہ کیجئے بتیس برس ایک انسان ایک پہلو پر پڑا رہے' اس پر کتنی عظیم تکلیف ہوگی؟ کتنی بڑی بیماری ہے؟ یہ تو بیماری کی کیفیت تھی۔ لیکن چہرہ اتنا ہشاش بشاش کہ کسی تندرست کو وہ چہرہ میسر نہیں' لوگوں کو حیرت ہوتی کہ بیماری اتنی شدید کہ برس گزر گئے کروٹ نہیں بدل سکتے اور چہرہ دیکھو تو ایسا کھلا ہوا کہ تندرستوں کو بھی میسر نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا بات ہے کہ بیماری تو اتنی شدید اور آپ کے چہرے پر اتنی بشاشت اور تازگی کہ کسی تندرست کو بھی نصیب نہیں؟ فرمایا:

جب بیماری میرے اوپر آئی میں نے صبر کیا' میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے عطیہ ہے' اس نے میرے لئے یہی مصلحت سمجھی۔ میں بھی اس پر راضی ہوں۔ اس صبر کا اللہ نے مجھے یہ پھل دیا کہ میں اپنے بستر پر روزانہ ملائکہ علیہم السلام سے مصافحے کرتا ہوں۔ مجھے عالم غیب کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ غیب میرے اوپر کھلا ہوا ہے۔

تو جس بیمار کے اوپر عالم غیب کا انکشاف ہو جائے۔ ملائکہ کی آمد و رفت محسوس ہونے لگے اسے مصیبت ہے کہ وہ تندرستی چاہے؟ اس کے لئے تو بیماری ہزار درجے کی نعمت ہے۔ حاصل یہ کہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے تندرست کو تندرستی میں تسلی دی۔ بیمار کو کہا کہ تیری بیماری اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے تو اگر اس میں صبر اور احتساب کرے اور اس حالت پر صابر اور راضی رہے گا تیرے لئے بہت ہی درجات ہیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۴ ص ۱۵۴)

احادیث صحیحہ کی تعداد

''مسند احادیث جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ بلا تکرار مروی ہیں وہ کل چار ہزار چار سو ہیں۔'' (توضیح الافکار جلد ۱ صفحہ ۶۲) چنانچہ ارباب صحاح نے بھی مذکورہ تعداد کے قریب قریب اپنی کتابوں میں احادیث کی تخریج کی ہے۔ (رسالہ دار العلوم صفحہ ۱۰، ماہ اکتوبر ۱۹۸۶ء)

صبر کیلئے مددگار تصورات

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام موجودات میں سب سے مشکل چیز صبر ہے جو کبھی محبوب وپسندیدہ چیزوں کے چھوٹنے پر کرنا پڑتا ہے اور کبھی ناپسندیدہ اور تکلیف دہ حالات کے پیش آنے پر، خصوصاً جبکہ تکلیف دہ حالات کا زمانہ طویل ہو جائے اور کشادگی و فراخی سے ناامیدی ہونے لگے۔

ایسے وقت میں مصیبت زدہ کو ایسے توشہ کی ضرورت ہے جس سے اس کا سفر قطع ہو سکے اور اس توشہ کی مختلف صورتیں ہیں۔

ایک تو یہ کہ مصیبت کی مقدار کے متعلق سوچے کہ اس کا اور زیادہ ہونا بھی ممکن تھا۔

ایک یہ کہ اپنی حالت کو دیکھے کہ اس کے پاس مصیبت سے بڑی نعمتیں موجود ہیں مثلاً کسی کا ایک بیٹا مر گیا لیکن دوسرا اس سے عزیز بیٹا موجود ہے۔

ایک یہ کہ دنیا میں اس مصیبت کا بدلہ ملنے کی امید رکھے۔

ایک یہ کہ آخرت میں اس اجر پر ملنے کو سوچے۔

ایک یہ کہ ایسے حالات پر، جن پر عوام مدح وتعریف کرتے ہیں۔ ان کی مدح وتوصیف کا تصور کر کے لذت حاصل کرے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اجر ملنے کے تصور سے لطف اندوز ہو۔

ایک یہ بھی ہے کہ سوچے کہ ہائے واویلا کرنا کچھ مفید نہیں ہوتا بلکہ اس سے آدمی مزید رسوا ہو جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی چیزیں ہیں جن کو عقل وفہم غلط بتلاتے ہیں۔ صبر کے راستہ میں ان تصورات کے علاوہ کوئی اور توشہ کام نہیں آ سکتا۔

لہٰذا صابر کو چاہئے کہ اپنے کو ان میں مشغول کرے، ان کے ذریعہ اپنی آزمائش کی گھڑیاں پوری کرے اور صحیح صحیح منزل پر پہنچ جائے۔

جمعہ کے دن ظہر باجماعت پڑھنا

مسئلہ: اگر چند آدمی سفر میں ہوں تو نماز ظہر جمعہ کے روز جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور ان کو (اگر نماز جمعہ نہ پڑھیں تو) ظہر باجماعت ہی ادا کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند صفحہ ۵۸)

متکبر کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت سے نہیں دیکھتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ایک مرتبہ اپنی نئی قمیض پہنی، میں اسے دیکھ کر خوش ہونے لگی وہ مجھے بہت اچھی لگ رہی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا دیکھ رہی ہو؟ اس وقت اللہ تمہیں (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھ رہے ہیں، میں نے کہا یہ کیوں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جب دنیا کی زینت کی وجہ سے بندہ میں عجب (خود کو اچھا سمجھنا) پیدا ہو جاتا ہے تو جب تک وہ بندہ زینت چھوڑ نہیں دیتا اس وقت تک اس کا رب اس سے ناراض رہتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے وہ قمیض اتار کر اسی وقت صدقہ کر دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شاید یہ صدقہ تمہارے اس عجب کے گناہ کا کفارہ ہو جائے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

مسواک کے بارے میں عبرت ناک واقعہ

علامہ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک شخص ابوسلامہ نامی جو بصریٰ مقام کا باشندہ اور نہایت بے باک اور بے غیرت تھا اس کے سامنے مسواک کے فضائل ومناقب اور محاسن کا ذکر آیا تو اس نے ازراہِ غیظ وغضب قسم کھا کر کہا کہ میں مسواک کو اپنی سرین میں استعمال کروں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی سرین میں مسواک گھما کر اپنی قسم کو پورا کر کے دکھایا۔ اور اس طرح مسواک کے ساتھ سخت بے حرمتی اور بے ادبی کا معاملہ کیا جس کی پاداش میں قدرتی طور پر ٹھیک نو مہینہ بعد اس کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی۔ اور پھر ایک (بدشکل) جانور جنگلی چوہے جیسا اس کے پیٹ سے پیدا ہوا جس کے ایک بالشت چار انگلی کی دم، چار پیر، مچھلی جیسا سر اور چار دانت باہر کی جانب نکلے ہوئے تھے، پیدا ہوتے ہی یہ جانور تین بار چلایا جس پر اس کی بچی آگے بڑھی اور سر کچل کر اس نے جانور کو ہلاک کر دیا اور تیسرے دن یہ شخص بھی مر گیا۔ (فضائل مسواک صفحہ ۵۰)

شکر کے لئے تین لازمی عناصر

''شکر'' کی حقیقت یہ ہے کہ محسن حقیقی کی نعمتوں کا اس طرح اقرار کرنا کہ اس سے دل میں محسن کی محبت اور اس کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو گویا ''شکر'' کے تین لازمی عناصر ہیں۔

(۱)-اس بات کا اقرار واعتراف کہ جتنی نعمتیں مجھے حاصل ہیں وہ سب کی سب اللہ کی طرف سے ہیں اور اس نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھے عطا فرمائی ہیں۔

(۲)-چونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنے فضل وکرم کی بارشیں برسا رکھی ہیں اس لئے کائنات میں میرے لئے اس سے بڑا محبوب کوئی نہیں ہونا چاہئے۔

(۳) اللہ کے بے پایاں انعامات کا فطری تقاضا یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں اسی کی اطاعت کروں اور اس کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہ کروں' بہ الفاظ دیگر جو نعمتیں اس نے مجھ کو عطا فرمائی ہیں' ان کو انہی کاموں میں خرچ کروں جو اس کی مرضی کے مطابق ہیں اور ان کاموں میں خرچ کرنے سے بچوں جو اس کی مرضی کے خلاف ہیں۔

جب یہ تین جذبات کسی انسان کے دل میں پختہ ہو جاتے ہیں تو ''تصوف'' کی اصطلاح میں اسے کہا جاتا ہے کہ اس شخص نے ''مقام شکر'' کو حاصل کرلیا ہے۔ (مجالس مفتی اعظم)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا شکر نصف ایمان ہے۔ (مکاشفۃ القلوب)

بقول ایک اللہ والے کہ لوگو! میں نے اللہ کی اتنی ناشکری کی ہے کہ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ پھر فرمایا آج ہمارے دانت نئے کھانے کھاتے کھاتے گھس گئے۔ پر زبان ناشکری کرتے کرتے نہیں گھسی۔

عزت' نیک نامی اور صحت بدن کیلئے مجرب عمل

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اگر آپ کو عزت وآبرو اور وقار حاصل کرنا ہو یا بخار کو دور کرنا ہو یا زخم کو ٹھیک کرنا ہو یا اچھے کاموں میں نام پیدا کرنا ہو یا عمل کا وزن بھاری کرنا ہو تو روزانہ مذکورہ آیت سات مرتبہ پڑھیں۔

شکر کرنے کے طریقے

ہماری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ سناؤ جی کام کیسا ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ بس جی گزارہ ہے۔ حالانکہ یہ وہ آدمی بات کر رہا ہوتا ہے جس کی کئی دکانیں ہیں، کئی مکانات ہیں، وہ اگر خود کھا پی لیتا ہے مگر اس کے پاس لاکھوں کی تعداد میں وافر مال پڑا ہوتا ہے، لاکھوں کی جائیداد کا مالک ہے۔ او خدا کے بندے! تیری زبان کیوں چھوٹی ہو گئی، تیری زبان سے کیوں تیرے رب کی تعریفیں ادا نہیں ہوتیں، اگر کوئی وزیر تیرے بچے کی نوکری لگوادے تو جگہ جگہ اس کی تعریفیں کرتا پھرتا ہے کہ فلاں نے میرے بیٹے کی نوکری لگوا دی۔ ارے! اس بندے نے تجھ پر چھوٹا سا احسان کیا تو اتنا احسان مند ہوتا ہے، تیرے پروردگار کے تجھ پر کتنے احسانات ہیں تو اس کے احسانات کی تعریف نہیں کرتا۔ پوچھا بھی جاتا ہے سناؤ، کاروبار کیسا؟ او جی بس گزارہ ہے۔ تجھے چاہئے تو یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میرے مولا کا کرم ہے۔ میری اوقات اتنی نہیں تھی جتنا رب کریم نے مجھے عطا کر دیا، میں تو اس قابل نہ تھا میں پروردگار کا کن الفاظ سے شکر ادا کروں۔ میرے دوستو! ہم اپنے رب کے گن گایا کریں، کہا کریں کہ پروردگار نے مجھ پر اتنا کرم کیا کہ یقیناً میں اس قابل نہ تھا، میں تو ساری زندگی سجدے میں پڑا رہوں تو بھی اس مالک کا شکر ادا نہیں کر سکتا، میں تو ساری زندگی اگر اس کی عبادت میں گزار دوں تو پھر بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس قسم کا جواب دیں جس سے پروردگار کی عظمتیں ظاہر ہوں اس کی تعریفیں ہوں کہ پروردگار نے ہم پر کتنے احسانات کئے، ہمیں اس کے شکر ادا کرنے کا سبق پھر سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ آپ غور کریں گے تو آپ کو اپنے گرد کتنی ہی نعمتیں ایسی نظر آئیں گی کہ آپ خود ہی کہیں گے کہ رب کریم کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں۔ میں تو اس کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

امتحان وغیرہ میں کامیابی کیلئے مجرب عمل

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝

فتح اور کامیابی کے لئے، یا امتحان میں آسان پرچوں کے لئے جانے سے پہلے سات دفعہ یہ آیت پڑھیں۔

بیوی کے منہ میں لقمہ دینے پر صدقہ کا ثواب

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع والے سال میں بہت زیادہ بیمار ہوگیا تھا، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے تو میں نے کہا میری بیماری زیادہ ہوگئی ہے اور میں مالدار آدمی ہوں اور میرا اورکوئی وارث نہیں ہے صرف ایک بیٹی ہے تو کیا میں اپنا دوتہائی مال صدقہ کردوں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے کہا آدھا مال صدقہ کردوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں نے کہا کہ تہائی مال صدقہ کردوں، آپ نے فرمایا: ہاں تہائی مال صدقہ کردو اور تہائی بھی بہت ہے، تم اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو فقیر چھوڑ کر جاؤ، اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اور تم جو بھی خرچہ اللہ کی رضا کے لئے کروگے اس پر تمہیں اللہ کی طرف سے اجر ضرور ملے گا حتیٰ کہ تم جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالوگے اس پر بھی اجر ملے گا۔

میں نے کہا یارسول اللہ! مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ اور مہاجرین تو آپ کے ساتھ مکہ سے واپس چلے جائیں گے، میں یہاں ہی مکہ میں رہ جاؤں گا اور میرا انتقال یہاں مکہ میں ہوجائے گا، اور چونکہ میں مکہ سے ہجرت کرکے گیا تھا تو میں اب یہ نہیں چاہتا کہ میرا یہاں انتقال ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں تمہاری زندگی لمبی ہوگی (اور تمہارا اس مرض میں یہاں انتقال نہ ہوگا) اور تم جو بھی نیک عمل کروگے اس سے تمہارا درجہ بھی بلند ہوگا اور تمہاری عزت میں بھی اضافہ ہوگا اور تمہارے ذریعے سے اسلام کا اور مسلمانوں کا بہت فائدہ ہوگا اور دوسروں کا بہت نقصان ہوگا (چنانچہ عراق کے فتح ہونے کا یہ ذریعہ بنے)

اے اللہ! میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو آخر تک پہنچا (درمیان میں مکہ میں فوت ہونے سے ٹوٹنے نہ پائے) اور (مکہ میں موت دے کر) انہیں ایڑیوں کے بل واپس نہ کر۔ ہاں قابل رحم سعد بن خولہ ہے (کہ وہ مکہ سے ہجرت کرکے گئے تھے اور اب یہاں فوت ہوگئے ہیں ان کے مکہ میں فوت ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر ترس آرہا تھا) (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۶۴۵)

فطری تقاضوں میں بھی اتباع سنت مقصود ہے

فرمایا:...... اللہ تعالیٰ کے لئے فطری محبتوں کو اجاگر کرو تو تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہو جائے گی۔ جیسے ہمیں ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے محبت ہے۔ یہ اس لئے ہونی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے والدین عزیز واقرباء سے محبت تھی۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو مجھے اپنی ازواج سے محبت ہے۔ مجھے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے بہت محبت ہے عالم امکان میں، میں نے ان سے زیادہ کسی سے عقلی محبت نہیں کی، اسی طرح مجھے حضرت عائشہؓ سے بہت محبت ہے، میں نے اللہ میاں سے کہہ رکھا ہے کہ میں اس میں معذور ہوں۔

آپ نے فرمایا دیکھو میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ جب وہ آتی ہیں، فرطِ محبت سے کھڑا ہو جاتا ہوں، اسی طرح نواسے حسنین کریمینؓ سے، محبت کرتا ہوں، جب وہ آتے ہیں فوراً گود میں لے لیتا ہوں، خطبہ کے دوران بھی اگر آ جائیں تو فرطِ محبت سے اس وقت بھی گود ہی میں لے لیتا ہوں۔ اسی طرح میں اپنے اعزہ واقرباً سے بھی محبت کرتا ہوں ان سب باتوں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تم بھی اپنے بچوں اور رشتہ داروں سے محبت کرو اور اس میں نیت میری پیروی کی کرو، اگر تم نے اپنے بچوں سے پیار کیا تو اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے جذبہ کا تم نے صحیح استعمال کیا اور برمحل محبت کی تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے گی اور وہ ہم سے راضی ہو جائیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کا اظہار کیا ہے ان اعمال میں محبت کا اظہار کرتے جاؤ! ان شاء اللہ یہ محبت ترقی کرتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے گی۔

فرمایا:...... زندگی میں اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ حضورؐ کو کون سی چیزیں محبوب تھیں اور کون کون سی غذائیں پسند تھیں؟ پھر تم بھی انہیں اختیار کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غذا میں مجھے مثلاً لوکی پسند ہے۔ ثرید پسند ہے۔ شہد پسند ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو تم بھی اختیار کرو، کھانے کی چیزیں تو ضرور کھائی جاتی ہیں اور ان سے لذت بھی اٹھائی جاتی ہے لیکن تم اس نیت سے کھاؤ کہ حضورؐ نے ان کو کھایا تھا۔ اس طرح ان شاء اللہ محبت بڑھے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے وقت تمام اداؤں میں مجھے دوزانو ہو کر بیٹھنے کی ادا زیادہ محبوب ہے اور میں دوزانو ہو کر کھانا کھاتا ہوں۔ مجھے کپڑوں میں سفید کپڑا بہت پسند ہے، لہٰذا تم بھی میری پسند کو اختیار کرو۔

حضرت حاجی صاحب کا اتباع سنت میں پتھر باندھنا

فرمایا: اس پر مجھے حضرت حاجی صاحب کا واقعہ یاد آیا وہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کئی فاقے گزرے کوئی ذریعہ نہیں تھا ایک دوست متمول تھے ان سے میں نے کہا مجھے پانچ روپے قرض دے دیجئے انہوں نے انکار کر دیا۔

ع دیکھتا تھا میں، کہ تمہی نے اشارہ کر دیا

اس پر میں نے اللہ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے صبر کیا، میں نے سوچا اللہ تعالیٰ کو یونہی منظور ہے، آخرکار جب بھوک نے بہت ستایا تو میں نے ۲ پتھر اٹھائے پیٹ پر باندھ لئے، فرماتے ہیں کہ پتھر کا پیٹ پر باندھنا تھا کہ آنکھیں روشن ہوگئیں دل روشن ہوگیا۔ ایسے معلوم ہوا کہ جیسے دل پر سکینہ نازل ہو رہی ہے، یہ سب اتباع سنت کی وجہ سے تھا اس حالت میں مجھے بشارت ہوئی میں نے دیکھا کہ دو نوجوان حسین و جمیل ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف سامنے سے مسکراتے ہوئے چلے گئے، حضرت کے خادموں نے کسی وقت پوچھا حضرت آپ نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا دونوں حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل تھے ان کی زیارت سے مجھے یہ بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے الہامی مضامین القاء کریں گے، کیونکہ حضرت جبرائیل تمام انبیاء پر وحی لاتے تھے۔ حضرت میکائیل کی زیارت سے معلوم ہوا کہ مجھ پر فاقہ نہیں آئے گا، حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ اس بشارت کے بعد مجھ پر کبھی فاقہ نہیں آیا نیز فرمایا کہ میں اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ مجھ سے تعلق رکھنے والے اور میرے سلسلے میں داخل ہونے والوں کے رزق میں برکت ہوگی اور فاقہ کبھی نہیں آئے گا۔ نیز میرے سلسلے کے لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ علوم عطا فرمائیں گے اور تیسری بات یہ ہے کہ ان شاء اللہ سب کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ الحمدللہ اب تک تو یہی دیکھا ہے ایسا ہی ہو رہا ہے۔ خدا کرے ہمارے اور آپ سب کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سلسلے سے جوڑ کر یہ دولت بے بہا عطا فرمائی اس لحاظ سے ہم بڑے خوش نصیب ہیں اپنے مقدر پر ہمیں ناز کرنا چاہئے یہ سب کچھ مقبول بندوں سے وابستگی کی وجہ سے ہے۔ باقی ہم میں صلاحیتیں وغیرہ کچھ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مٹھی بھر کھجوریں دیں اور وہ ستائیس سال تک کھاتے کھلاتے رہے،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اسلام میں مجھ پر تین ایسی بڑی مصیبتیں آئی ہیں کہ ویسی کبھی بھی مجھ پر نہیں آئیں۔ ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا حادثہ کیونکہ میں آپ کا ہمیشہ ساتھ رہنے والا معمولی سا ساتھی تھا۔ دوسرے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا حادثہ۔ تیسرے توشہ دان کا حادثہ،، لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! توشہ دان کے حادثے کا کیا مطلب؟ فرمایا ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے کہا توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے آؤ، میں نے کھجوریں نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ہاتھ پھیرا اور برکت کے لئے دعا فرمائی، پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ، میں دس آدمیوں کو بلا لایا، انہوں نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں۔ پھر اسی طرح دس دس آدمی آ کر کھاتے رہے، یہاں تک کہ سارے لشکر نے کھالیا اور توشہ دان میں پھر بھی کھجوریں بچ رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جب تم اس توشہ دان میں سے کھجوریں نکالنا چاہو تو اس میں ہاتھ ڈال کر نکالنا اور اسے الٹانا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں اس میں سے نکال کر کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری زندگی میں اس میں سے کھاتا رہا پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو میرا سامان بھی لٹ گیا۔ اور وہ توشہ دان بھی لٹ گیا۔ کیا میں آپ لوگوں کو بتا نہ دوں کہ میں نے اس میں کتنی کھجوریں کھائی ہیں؟ میں نے اس میں سے دوسو وسق یعنی ایک ہزار پچاس من سے بھی زیادہ کھجوریں کھائی ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۱۱۷)

حقوق العباد

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے ایک مرید تھے، جن کو آپ نے خلافت بھی عطا فرما دی تھی اور ان کو بیعت اور تلقین کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ ایک مرتبہ وہ سفر کر کے حضرت والا کی خدمت میں تشریف لائے، ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی تھا، انہوں نے آ کر سلام کیا اور ملاقات کی، اور بچے کو بھی ملوایا کہ حضرت یہ میرا بچہ ہے، اس کے لئے دعا فرما دیجئے۔ حضرت والا نے بچے کے لئے دعا فرمائی، اور پھر ویسے ہی پوچھ لیا کہ اس بچے کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت اس کی عمر ۱۳ سال ہے، حضرت نے پوچھا کہ آپ نے ریل گاڑی کا سفر کیا ہے تو اس بچے کا آدھا ٹکٹ لیا تھا یا پورا ٹکٹ لیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت آدھا ٹکٹ لیا تھا۔ حضرت نے فرمایا: کہ آپ نے آدھا ٹکٹ کیسے لیا جب کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچے کا تو پورا ٹکٹ لگتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ قانون تو یہی ہے کہ بارہ سال کے بعد ٹکٹ پورا لینا چاہئے، اور یہ بچہ اگرچہ ۱۳ سال کا ہے لیکن دیکھنے میں ۱۲ سال کا لگتا ہے، اس وجہ سے میں نے آدھا ٹکٹ لے لیا۔ حضرت نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تصوف اور طریقت کی ہوا بھی نہیں لگی۔ آپ کو ابھی تک اس بات کا احساس اور ادراک نہیں کہ بچے کو جو سفر آپ نے کرایا، یہ حرام کرایا۔ جب قانون یہ ہے کہ ۱۲ سال سے زائد عمر کے بچے کا ٹکٹ پورا لگتا ہے اور آپ نے آدھا ٹکٹ لیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ریلوے کے آدھے ٹکٹ کے پیسے غصب کر لئے اور آپ نے چوری کر لی۔ اور جو شخص چوری اور غصب کرے ایسا شخص تصوف اور طریقت میں کوئی مقام نہیں رکھ سکتا۔ لہٰذا آج سے آپ کی خلافت اور اجازت بیعت واپس لی جاتی ہے۔ چنانچہ اس بات پر ان کی خلافت سلب فرما لی۔ حالانکہ اپنے اوراد و وظائف میں، عبادات اور نوافل میں، تہجد اور اشراق میں، ان میں سے ہر چیز میں بالکل اپنے طریقت پر مکمل تھے، لیکن یہ غلطی کی کہ بچے کا ٹکٹ پورا نہیں لیا، صرف اس غلطی کی بنا پر خلافت سلب فرما لی۔

بھٹکے ہوئے کو راہ راست پر لانے کا نسخہ

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اگر آپ سیدھی راہ سے بھٹک جائیں، اچھائی برائی کی تمیز نہ رہے تو آپ تین سو تیرہ دفعہ مذکورہ آیت پانی پر دم کر کے اس وقت تک پیتے رہیں جب تک آپ کی حالت سدھر نہ جائے۔

مجدد تھانوی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اپنے سارے مریدین اور متعلقین کو یہ ہدایت تھی کہ جب کبھی ریلوے میں سفر کرو، اور تمہارا سامان اس مقدار سے زائد ہو جتنا ریلوے نے تمہیں مفت لے جانے کی اجازت دی ہے تو اس صورت میں اپنے سامان کا وزن کراؤ اور زائد سامان کا کرایہ ادا کرو، پھر سفر کرو۔ خود حضرت والا کا اپنا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ریلوے میں سفر کے ارادے سے سٹیشن پہنچے گاڑی کے آنے کا وقت قریب تھا۔ آپ اپنا سامان لے کر اس دفتر میں پہنچے جہاں پر سامان کا وزن کرانا تھا اور جا کر لائن میں لگ گئے۔ اتفاق سے گاڑی میں ساتھ جانے والا گارڈ وہاں آ گیا اور حضرت والا کو دیکھ کر پہچان لیا اور پوچھا کہ حضرت آپ یہاں کیسے کھڑے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں سامان کا وزن کرانے آیا ہوں۔ گارڈ نے کہا آپ کو سامان کا وزن کرانے کی ضرورت نہیں، آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں، میں آپ کے ساتھ گاڑی میں جا رہا ہوں، آپ کو زائد سامان کا کرایہ دینے کی ضرورت نہیں۔ حضرت نے پوچھا کہ تم میرے ساتھ کہاں تک جاؤ گے؟ گارڈ نے کہا کہ میں فلاں سٹیشن تک جاؤں گا۔ حضرت نے پوچھا کہ اس سٹیشن کے بعد کیا ہوگا؟ گارڈ نے کہا اس سٹیشن پر دوسرا گارڈ آئے گا، میں اس کو بتا دوں گا کہ یہ حضرت کا سامان ہے، اس کے بارے میں کچھ پوچھ گچھ مت کرنا۔ حضرت نے پوچھا کہ وہ گارڈ میرے ساتھ کہاں تک جائے گا؟ گارڈ نے کہا کہ وہ تو اور آگے جائے گا، اس سے پہلے ہی آپ کا سٹیشن آ جائے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تو اور آگے جاؤں گا یعنی آخرت کی طرف جاؤں گا اور اپنی قبر میں جاؤں گا، وہاں پر کون سا گارڈ میرے ساتھ جائے گا؟ جب وہاں آخرت میں مجھ سے سوال ہوگا کہ ایک سرکاری گاڑی میں سامان کا کرایہ ادا کئے بغیر جو سفر کیا اور جو چوری کی اس کا حساب دو تو وہاں پر کونسا گارڈ میری مدد کرے گا؟

دل کی بیماری کے لئے مجرب نسخہ

دل پر ہاتھ رکھ کر ایک سو گیارہ مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔ بہت مرتبہ آزمایا گیا ہے۔

حکیم الامت اور صفائی معاملات

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے یہاں معاملات کی جس قدر صفائی تھی اس کی مثال کم ملتی ہے۔ اپنے مریدوں کو بھی اس کی تاکید کر رکھی تھی اور وابستہ دوسرے لوگوں کو بھی اور ساتھ ہی اپنی ذات کو بھی، حقوق العباد کا معاملہ ذرا سخت بھی ہے کہ جب تک بندہ خود معاف نہ کر دے معاف ہوتا ہی نہیں، اس کی اہمیت ہی کا یہ اثر تھا کہ آپ نے ۱۹۲۶ء میں ایک معذرت نامہ چھپوا کر تقسیم کرایا، اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

''یہ احقر، افقر، اذل، ارذل، کام کا اکثف، نام کا اشرف، تمام ان حضرات کی خدمت میں، جن کا کوئی حق میرے ذمہ ہو خواہ وہ حق مالی ہو جس کا اہتمام ضعیف و قلیل ہے، اور خواہ وہ حق غیر مالی ہو، جیسے کسی کو ناحق کچھ کہہ لیا ہو، یا انتقام میں مساوات سے متجاوز ہو گیا ہو، یا کسی کو ناحق بدنی ایذا پہنچائی ہو ان سب اہل حقوق کی خدمت میں دست بستہ نہایت لجاجت و سماجت سے درخواست کرتا ہے کہ ان حقوق کا خواہ مجھ سے عوض لے لیں، اور خواہ حسبۃ للہ معاف فرما دیں۔ میں ان دونوں صورتوں میں ان کا شکر گزار رہوں گا، کہ مجھ کو محاسبہ آخرت سے بری فرمایا اور معافی کی صورت میں دعا بھی کرتا رہوں گا، کہ میرے ساتھ مزید احسان فرمایا خدا کے واسطے اہل حقوق میری حیات تک خواہ اپنے گذشتہ اور آئندہ حقوق معاف فرما دیں خواہ شرعی طریق اور شرائط پر اس کا عوض بالمثل لے لیں، اور حیات کے بعد معاف ہی فرما دیں''

اسے پورے غور سے پڑھئے، اور اندازہ لگائیے، کہ حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ حقوق العباد سے اپنے آپ کو کس طرح پاک وصاف رکھنا چاہتے ہیں، اپنی ساری غلطیوں، زیادتیوں اور بھول چوک کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور یہ گوارہ نہیں فرماتے کہ کسی کا کوئی حق مرنے کے بعد باقی رہ جائے اور اس کی آخرت میں جوابدہی کرنی پڑے، یا اس کی وجہ سے کوئی دینی نقصان برداشت کرنا پڑے، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے، بڑا سبق دے گئے، اور اپنے ماننے والوں کے لئے بڑی عمدہ مثال چھوڑ گئے۔ (از اصلاحی خطبات)

ظالم کے ظلم سے حفاظت کا نبوی نسخہ

حضرت ابورافع رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (مجبور ہوکر) حجاج بن یوسف سے اپنی بیٹی کی شادی کی، اور بیٹی سے کہا: جب وہ تمہارے پاس اندر آئے تو تم یہ دعا پڑھنا: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.''

ترجمہ:۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم اور کریم ہے اللہ پاک ہے جو عظیم عرش کا رب ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی سخت امر پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے۔ راوی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی نے یہ دعا پڑھی جس کی وجہ سے حجاج اس کے قریب نہ آسکا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۴۱۲)

خطوط میں بسم اللہ لکھنا جائز ہے یا ناجائز

خط نویسی کی اصل سنت تو یہی ہے کہ ہر خط کے شروع میں بسم اللہ لکھی جائے لیکن قرآن وسنت کے نصوص واشارات سے حضرات فقہاء نے یہ کلیہ قاعدہ لکھا ہے کہ جس جگہ بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھا جائے اگر اس جگہ اس کاغذ کی بے ادبی سے محفوظ رکھنے کا کوئی اہتمام نہیں بلکہ وہ پڑھ کر ڈال دیا جاتا ہے تو ایسے خطوط اور ایسی چیز میں بسم اللہ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نام لکھنا جائز نہیں کہ وہ اس طرح اس بے ادبی کے گناہ کا شریک ہو جائے گا۔

آج کل عموماً ایک دوسرے کو جو خط لکھے جاتے ہیں ان کا حال سب جانتے ہیں کہ نالیوں اور گندگیوں میں پڑے نظر آتے ہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ ادائے سنت کے لئے زبان سے بسم اللہ کہہ لے تحریر میں نہ لکھے۔ (معارف القرآن جلد ۶ صفحہ ۵۶۷)

ذہن اور حافظہ کے لئے

سات سو چھیاسی مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پانی پر دم کر کے طلوع آفتاب کے وقت پیئے تو ذہن کھل جائے گا اور حافظہ قوی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ!

نور قلبی کی حفاظت

یہ ایک موٹی سی بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ عام لوگوں میں اور اولیاء اللہ میں بنیادی فرق گناہوں سے بچنے کا ہے۔ ہم عام لوگ تو کبھی کبھی ایسی نیکیاں کر لیتے ہیں جیسی بڑے بڑے اولیاء اللہ کرتے ہیں...... خوب رجوع الی اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور دل میں نور آ جاتا ہے۔ مگر جب مسجد سے باہر نکلتے ہیں تو گھر پہنچنے سے پہلے پہلے جتنا نور آیا تھا سب ختم ہو جاتا ہے...... جیسے کچا گھڑا ہوتا ہے' اگر اس میں پانی ڈال دیں تو چند گھنٹوں کے بعد وہ خالی ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سے پانی قطرہ قطرہ کر کے ٹپکتا رہتا ہے۔ اسی طرح ہمارا حال ہوتا ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر عبادت کی تو دل میں نور بھر گیا لیکن جیسے ہی مسجد سے باہر گئے اور لوگوں سے ملے تو دوسروں کی غیبت کرنے کی وجہ سے اور بدنظری وغیرہ کی وجہ سے وہ نور ٹپکنا شروع کر دیتا ہے۔ اس طرح ہم اس نور کو ضائع کر بیٹھتے ہیں' اس کی حفاظت نہیں کرتے۔

میں نے خود ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بیت الخلاء میں بالٹی پڑی تھی۔ اس کے اوپر والی ٹونٹی بند تھی مگر لیک تھی اور اس میں سے ایک ایک قطرہ پانی ٹپک رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد پوری بالٹی بھر گئی۔ وہاں ایک لوٹا بھی رکھا ہوا تھا اور وہ ٹونٹی کے قریب سے پھٹا ہوا تھا۔ اس کو بھرنے کے لئے ٹونٹی کھولی تو بھرتا ہی نہیں تھا۔ میں دونوں چیزوں کو دیکھ کر حیران ہوا کہ بالٹی کے اندر کوئی سوراخ نہیں ہے اور اوپر بند ٹونٹی سے ایک ایک قطرہ پانی ٹپک رہا ہے مگر چونکہ پانی محفوظ ہو رہا ہے اس لئے تھوڑی دیر کے بعد پوری بالٹی بھر گئی اور جس لوٹے کو سوراخ تھا اس کے اوپر ہم نے ٹونٹی پوری کھول دی مگر وہ بھرا ہی نہیں...... یہی مثال ہماری اور ایک ولی کی ہوتی ہے۔ ہم لوگ اس برتن کی مانند ہیں جس میں سوراخ تھا۔ اس لئے جتنا نور بھی اندر آتا ہے وہ ضائع ہوتا رہتا ہے اور اللہ کے ولی کی مثال اس بالٹی کی مانند ہے ان کے اندر قطرہ قطرہ نور بھی آئے تو وہ اس نور کو محفوظ کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دل کی بالٹی نور سے بھری رہتی ہے۔

ایک ہزار جلدوں والی تفسیر

ایک تفسیر ''حدائق ذات بہجۃ'' ایک ہزار جلدوں میں تھی اب اس کا وجود باقی نہیں۔ پچیس جلدوں میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر تھی اور پانچ جلدوں میں بسم اللہ کی تفسیر تھی۔ (علم کیسے حاصل کیا جاتا ہے)

خوفِ خدا ہوتو ایسا

آج ہم گناہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں گناہ کا موقع نہیں ملتا' اس لئے گناہ نہیں کر پاتے۔ جبکہ ہمارے اسلاف ایسے متقی اور پرہیزگار ہوتے تھے کہ ان کو اگر گناہ کا موقع بھی ملتا تھا تو وہ خوفِ خدا کی وجہ سے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے۔ مثال کے طور پر......

ایک تابعی کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو عیسائی بادشاہ نے قید کروا دیا۔ وہ چاہتا تھا کہ ان کو قتل کروا دے مگر اس کے وزیر نے کہا کہ نہیں' اس کے اندر بہادری اتنی ہے کہ اگر یہ کسی طرح ہمارے مذہب پر آ جائے تو یہ ہماری فوج کا کمانڈر انچیف بنے گا۔ ایسا بندہ آپ کو کہاں سے مل سکے گا۔ اس نے کہا اچھا میں اس کو اپنے مذہب پر لانے کی کوشش کرتا ہوں...... اس کا خیال تھا کہ میں اس کو لالچ دوں گا۔ چنانچہ اس نے ان کو لالچ دیا کہ ہم تجھے سلطنت دیں گے تم ہمارا مذہب قبول کرلو۔ مگر انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ جب انہوں نے کوئی توجہ ہی نہ دی تو وہ پریشانی کے عالم میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔ اس دوران اس کی نوجوان بیٹی نے پوچھا' ابا جان! آپ پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟ اس نے کہا' بیٹی! یہ معاملہ ہے وہ کہنے لگی' ابا جان! آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کو Track (راستہ) پر لاتی ہوں۔

چنانچہ بادشاہ نے انہیں ایک کمرے میں بند کروا دیا اور اس لڑکی سے کہا تم اسے Track (راستہ) پر لے آؤ۔ اب وہ لڑکی اس کے لئے کھانا لاتی اور بن سنور کر سامنے آتے۔ اس کا یہ سب کچھ کرنے کا مقصد انہیں اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ وہ لڑکی اس طرح چالیس دن تک کوشش کرتی رہی مگر انہوں نے اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ چالیس دن گزرنے کے بعد وہ ان سے کہنے لگی کہ آپ کیسے انسان ہیں' دنیا کا ہر مرد عورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور میں اس قدر خوبصورت ہوں کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں۔ اور میں تمہارے لئے روزانہ بن سنور کر آتی رہی' مگر تم نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا' اس کی کیا وجہ ہے؟ تو مرد نہیں ہے یا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے پروردگار نے غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے اس لئے میں نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔

اس لڑکی نے کہا کہ جب تمہیں پروردگار کے ساتھ اتنی محبت ہے تو پھر ہمیں بھی کچھ تعلیمات

دو۔ چنانچہ انہوں نے اس لڑکی کو دین کی باتیں سکھانی شروع کر دیں۔ شکار کرنے کو آئے شکار ہو کر چلے...... بالآخر وہ لڑکی کلمہ اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ لہٰذا انہوں نے اس کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیا۔ وہ کلمہ پڑھ کر کہنے لگی کہ اب میں مسلمان ہوں لہٰذا اب میں یہاں نہیں رہوں گی۔ بعد میں اس نے خود ہی ایک ترکیب بتائی جس کی وجہ سے ان تابعی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی قید سے نجات مل گئی اور وہ لڑکی خود بھی محلات چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ چلی گئی...... اللہ اکبر......

حیرت کی بات ہے کہ ایک جوان لڑکی ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے چالیس دن تک تنہائی میں کوشش کرتی رہی مگر انہوں نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا...... یا اللہ! ہمیں تو حیرانی ہوتی ہے...... فرشتوں کو بھی تعجب ہوتا ہوگا۔ یہ کس لئے تھا؟ اس لئے کہ ان کا تزکیہ ہو چکا تھا اور نفس کے اندر سے گندگی نکل چکی تھی...... مگر آج نوجوانوں کی حالت ایسی ہے کہ وہ گناہ اس لئے نہیں کر پاتے کہ کوئی گناہ کے لئے تیار نہیں ہوتا ورنہ اگر کوئی گناہ کا اشارہ کر دے تو گناہ کے لئے ابھی تیار ہیں۔

قرآن کی دو آیتیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے لکھ دیا تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں جنت کے خزائن میں سے نازل فرمائی ہیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے خود رحمٰن نے اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا۔ جو شخص ان کو عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے تو وہ اس کے لئے قیام اللیل یعنی تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہیں۔ اور مستدرک حاکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ان دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے اس خزانۂ خاص سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہیں اس لئے تم خاص طور پر ان آیتوں کو سیکھو، اور اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔

اسی لئے حضرت فاروق اعظم اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہمارا خیال یہ ہے کہ کوئی آدمی جس کو کچھ بھی عقل ہو وہ سورۂ بقر کی ان دونوں آیتوں کو پڑھے بغیر نہ سوئے گا...... وہ دو آیتیں سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں۔ (معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۶۹۴)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان کے مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نہانے لگے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پردہ کیا۔ (غسل کے بعد) برتن میں کچھ پانی بچ گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو اسی سے غسل کرلو اور چاہو تو اس میں اور پانی ملالو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کا بچا ہوا یہ پانی مجھے اور پانی سے زیادہ محبوب ہے۔

چنانچہ میں نے اسی سے غسل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے پردہ کرنے لگے تو میں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے پردہ نہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جس طرح تم نے میرے لئے پردہ کیا اسی طرح میں بھی تمہارے لئے ضرور پردہ کروں گا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۷)

دو عجیب دعائیں

آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں کہ اے اللہ! شیطان مردوں کو ہم سے دور کر دیجئے۔ چونکہ اللہ والے دعائیں مانگتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرما دیا کرتے ہیں۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا جب رات کو تہجد کیلئے اٹھتی تھیں تو دو عجیب دعائیں مانگتی تھیں۔

(۱)......اے اللہ! رات آ گئی۔ ستارے چھٹک چکے‘ دنیا کے بادشاہوں نے دروازے بند کر لئے‘ اللہ! تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے‘ میں تیرے در پر مغفرت کا سوال کرتی ہوں۔

(۲)......اے اللہ! جس طرح آپ نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے اسی طرح شیطان کو میرے اوپر مسلط ہونے سے روک دیجئے۔ جب انسان اس طرح اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت بھی فرماتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

بعض حاسدوں نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی سخت مار پیٹ کی، خلیفۂ وقت سزا دینا چاہتا تھا، آپ نے سواری پر سوار ہو کر شہر میں اعلان کیا، میں نے ان سب کو معاف کیا، کسی کو سزا دینے کا کوئی حق نہیں۔

امتِ محمدیہ پر تین باتوں کا خوف

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر تین باتوں کا خوف ہے: اول یہ کہ مال بہت مل جائے جس کی وجہ سے باہمی حسد میں مبتلا ہو جائیں اور کشت وخون کرنے لگیں۔ دوسری یہ کہ کتاب اللہ سامنے کھل جائے (یعنی ترجمہ کے ذریعہ ہر عامی اور جاہل بھی اس کے سمجھنے کا مدعی ہو جائے) اور اس میں جو باتیں سمجھنے کی نہیں ہیں۔ یعنی متشابہت ان کے معنی سمجھنے کی کوشش کرنے لگیں، حالانکہ ان کا مطلب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تیسری یہ کہ ان کا علم بڑھ جائے تو اسے ضائع کر دیں اور علم کو بڑھانے کی جستجو چھوڑ دیں۔ (معارف القرآن جلد۲ صفحہ۲۱)

ایک عجیب واقعہ

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوفے کے علاقے میں تھا، ایک باغ کے اندر چلا گیا کہ دو رکعت پڑھ لوں۔ میں نے نماز سے پہلے حٰم المؤمن کی آیتیں الیہ المصیر تک پڑھیں، اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پیچھے ایک سفید خچر پر سوار کھڑا ہے۔ جس کے بدن پر یمنی کپڑے ہیں۔ اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم غَافِرُ الذَّنْبِ کہو تو اس کے ساتھ یہ دعا کرو: یَاغَافِرُ الذَّنْبِ اِغْفِرْلِیْ" یعنی اے گناہوں کے معاف کرنے والے مجھے معاف کر دے، اور جب تم پڑھو: قَابِلُ التَّوْبِ" تو یہ دعا کرو: "یَاقَابِلُ التَّوْبِ اَقْبِلْ تَوْبَتِی" یعنی اے توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما۔ پھر جب پڑھو: "شَدِیْدُ الْعِقَابِ" تو یہ دعا کرو: "یَاشَدِیْدُ الْعِقَابِ لَا تَعَاقِبْنِی" یعنی اے سخت عقاب والے مجھے عذاب نہ دیجئے۔ اور جب "ذِی الطَّوْلِ" پڑھو تو یہ دعا کرو: "یَاذَالطَّوْلِ طَلَّ عَلَیَّ بِخَیْرٍ" یعنی اے انعام واحسان کرنے والے مجھ پر انعام فرما۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یہ نصیحت اس سے سننے کے بعد جو ادھر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا۔ میں اس کی تلاش میں باغ کے دروازے پر آیا۔ لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص یمنی لباس میں یہاں سے گزرا ہے؟ سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ الیاس علیہ السلام تھے، دوسری روایت میں اس کا ذکر نہیں۔ (معارف القرآن جلد۷ صفحہ۵۸۲)

توبہ کرتے وقت رونے کی فضیلت

یاد رکھیں کہ توبہ کرتے وقت رونے کو معمول نہ سمجھیں بلکہ کوشش کریں کہ آنکھوں میں سے آنسو موتیوں کی طرح گرنے شروع ہو جائیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نبی علیہ السلام کا وعظ سن رہے تھے۔ وعظ سنتے ہوئے ایک صحابی زار و قطار رونے لگ گئے۔ ان کی حالت دیکھ کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ آج اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح روئے ہیں کہ ان کی وجہ سے یہاں پر موجود سب لوگوں کے گناہوں کو معاف ہو گئے سچی بات عرض کروں کہ اگر نیکوں پر گنہگاروں کی توبہ کا اجر واضح ہو جائے تو وہ بھی گنہگاروں پر رشک کرنے لگ جائیں کہ انہوں نے اتنے بڑے بڑے گناہ کئے تھے مگر ایسی توبہ کی کہ اللہ نے ان کے گناہوں کو ان کی نیکیوں میں تبدیل فرما دیا۔ بلکہ کئی خوش نصیب لوگ ایسے خلوص سے توبہ کرتے ہیں کہ اگر ان کی توبہ کے ثواب کو پورے شہر کے گنہگاروں پر تقسیم کر دیا جائے تو اللہ رب العزت سب گنہگاروں کی مغفرت فرما دیں۔

رزق میں برکت کے لئے ایک مجرب عمل

مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کو ستر مرتبہ پابندی سے یہ آیت پڑھا کرے وہ رزق کی تنگی سے محفوظ رہے گا اور فرمایا کہ بہت مجرب عمل ہے آیت مندرجہ ذیل ہے۔

﴿اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ﴾

(سورۃ الشوریٰ: آیت ۱۹) (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۶۸۷)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو خلیفہ کوڑے لگواتا۔ امام صاحب ہر روز معاف کر دیتے پوچھا گیا کیوں معاف کر دیتے ہیں؟ فرمایا میری وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کو قیامت میں عذاب ہو اس میں میرا کیا فائدہ ہے۔

تنگ دست مسلمانوں کے لئے سامان تسلی

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانہ میں تشریف فرما تھے' وہاں صرف ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے' جسم اطہر پر چٹائی کے نشانات بن گئے تھے اور سر ہانے کی جانب، کچھ چمڑے لٹک رہے تھے' پائنتی کی جانب ببول کی کچھ پتیاں پڑی ہوئی تھیں تا کہ ان چمڑوں کو ان سے دباغت دیا جا سکے۔ حضرت عمرؓ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو دیکھ کر رونے لگے۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے اور عرض کرنے لگے! اے اللہ کے رسول! قیصر و کسریٰ وغیرہ جو شرک وکفر میں مبتلا ہیں' خدا کی عبادت نہیں کرتے وہ تو چین و آرام سے زندگی بسر کریں اور آپ اس تنگی کی حالت میں' آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو وسعت عطا فرما دیں۔ حضرت عمرؓ عنہ کا یہ کمال ادب تھا کہ امت کی وسعت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''اے عمر بن خطاب! کیا تم ابھی تک شک میں پڑے ہوئے؟''

''ان لوگوں کو ان کی لذیذ چیزیں دنیا ہی میں دے دی گئیں''

مطلب یہ کہ تمام آسائش و آرام کفار کو دنیا ہی میں مل گیا ہے۔ آخرت میں وہ محروم رہیں گے اور ہم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ذخیرہ کر رکھا ہے۔

خواص سورہ ضحیٰ (حصول لازمت کے لئے)

سورۂ ضحیٰ کو عاملین نے پر تاثیر مانا ہے اس میں نو مقام پر کاف آیا ہے آپ نماز فجر کے بعد وہیں بیٹھیں، یہ سورۂ پاک اس طرح پڑھیں کہ جب کاف آئے تو ''یا کریم'' نو مرتبہ پڑھیں، یہ عمل صرف نو ایام کریں ملازمت ملے گی۔ اگر خدانخواستہ ملازمت نہ ملی تو یہ عمل اٹھارہ مرتبہ پڑھیں، اگر پھر بھی حاجت پوری نہ ہو تو ستائیس مرتبہ پڑھیں اور ہر کاف پر ستائیس مرتبہ ''یا کریم'' پڑھیں، بفضل خدا شرطیہ ملازمت مل جائے گی۔ (خزانۂ اعمال صفحہ ۱۱)

بے دین کو دیندار بنانے کا ایک عجیب فاروقی نسخہ

ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کی سند سے نقل کیا ہے کہ اہل شام میں سے ایک بڑا بارعب قوی آدمی تھا اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا، کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں مست رہنے لگا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا یہ خط لکھو:

''منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں سلام علیک اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب والا، بڑی قدرت والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس قاصد کے ہاتھ یہ خط بھیجا تھا اس کو ہدایت کر دی تھی کہ یہ خط اس کو اس وقت تک نہ دے جب تک وہ نشہ سے ہوش میں نہ آئے اور کسی دوسرے کے حوالے نہ کرے۔

جب اس کے پاس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، پھر رونے لگا اور شراب نوشی سے باز آ گیا اور ایسی توبہ کی کہ پھر اس کے پاس نہ گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو۔ اور اس کو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو کہ وہ توبہ کر لے، اور تم اس کے مقابلے پر شیطان کے مددگار نہ بنو یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر دین سے دور کر دو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۵۸۲)

انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے

''انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہئے حق تعالیٰ سے اچھی امید رکھنا چاہئے' وہ بندے کے ظن کے ساتھ ہیں جیسا بندہ ان کے ساتھ گمان کرتا ہے ویسا ہی معاملہ اس کے ساتھ فرماتے ہیں' بڑی رحیم کریم ذات ہے مگر شرط یہ ہے کہ طلب ہوا اور کام میں لگا رہے جو بھی ہو سکے کرتا رہے پھر وہ اپنے بندہ کے ساتھ رحمت اور فضل ہی کا معاملہ فرماتے ہیں وہ کسی کی محنت یا طلب کو رائیگاں یا فراموش نہیں فرماتے ایک شخص کا مقولہ مجھ کو بہت پسند آیا کہ کئے جاؤ اور لئے جاؤ واقعی ایسی ہی ذات ہے اس قائل نے (کہنے والے نے) بہت بڑا اور اہم مضمون کو دو لفظوں میں بیان کر دیا۔ ہاں لگا رہنا شرط ہے اور ایک یہ ضروری بات ہے کہ ماضی اور مستقبل کی فکر میں نہ پڑے اس سے بھی انسان بڑی دولت سے محروم رہتا ہے کیونکہ یہ بھی تو ماسوا اللہ ہی کی مشغولی ہے۔ خلاصہ میرے مضمون کا یہ ہے کہ قصد سے ماضی و مستقبل کے مراقبے کی ضرورت نہیں ہے اگر بغیر قصد کے خیال آ جائے تو ماضی کی کوتاہیوں پر توبہ واستغفار کر لیا کرے بس کافی ہے پچھلے معاصی کا کاوش کے ساتھ استحضار بھی کبھی حجاب بن کر خسران کا سبب ہو جاتا ہے اور اس طرح نہ آئندہ کے لئے تجویزات کی ضرورت ہے' یہ بھی ضرر رساں ہے نہ اس کی ضرورت کہ میں نے پہلے کیا کیا تھا اور اب کیا ہوگا اور میں کچھ ہوا یا نہیں' جھگڑوں میں وقت ضائع کرتے ہو' کام میں لگو ان فضولیات کو چھوڑ دو' کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہو وہ تو دربار ہی عجیب ہے کوئی شخص کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو ایک لمحہ ایک منٹ میں کایا پلٹ جاتی ہے بشرطیکہ خلوص کے ساتھ اس طرح متوجہ ہو کر رجوع کرے اور آئندہ کے لئے استقلال کا عزم کرے پھر تو جس نے کبھی ساری عمر اللہ تعالیٰ نام نہ لیا ہو اور اپنی تمام عمر کا حصہ معاصی اور لہو ولعب میں برباد کیا ہو اس کے لئے بھی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں جو بندے کے لئے مشکل ہے وہ خدا تعالیٰ کیلئے آسان ہے۔

رحمت حق ہر وقت اپنے بندوں کے لئے بخشش کا بہانہ ڈھونڈتی ہے فی الحقیقت حق تعالیٰ ادنیٰ بہانے سے بندوں پر رحم فرما دیتے ہیں نجات تو چھوٹی سی بات پر ہو جاتی ہے مگر چھوٹی بات پر مؤاخذہ نہیں ہوتا مواخذہ تو بڑی ہی بات پر فرماتے ہیں اب رہا یہ کہ کوئی بڑی بات کو چھوٹی بات خیال کرے اس کا کسی کے پاس کیا علاج ہے۔ (از افادات حکیم الامت)

غزوۂ بدر میں بے سروسامانی

۱۲ رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تین سو تیرہ یا چودہ یا پندرہ آدمی آپ کے ہمراہ تھے، بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ اتنی جماعت میں صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ ایک گھوڑا حضرت زبیر بن عوام کا اور ایک حضرت مقداد کا تھا اور ایک ایک اونٹ دو دو اور تین تین آدمیوں میں مشترک تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر میں جاتے وقت ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں مشترک تھا نوبت بنوبت سوار ہوتے تھے۔

ابولبابہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیادے چلنے کی نوبت آتی تو ابولبابہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرض کرتے یارسول اللہ! آپ سوار ہو جایئے ہم آپ کے بدلہ میں پیادہ چل لیں گے آپ یہ ارشاد فرماتے: تم چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی نہیں، اور میں تم سے زیادہ اللہ کے اجر سے بے نیاز نہیں۔ (سیرت مصطفیٰ جلد۲ صفحہ ۵۸)

صالح بیوی

ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو عورت اپنے شوہر کی تابعدار و مطیع ہو اس کے لئے پرندے ہوا میں استغفار کرتے ہیں، اور مچھلیاں دریا میں استغفار کرتی ہیں، اور فرشتے آسمانوں میں استغفار کرتے ہیں اور درندے جنگلوں میں استغفار کرتے ہیں۔ (معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۳۹۹)

ظلم کی تین قسمیں

ظلم کی ایک قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشیں گے...... دوسری قسم وہ ہے جس کی مغفرت ہو سکے گی...... اور تیسری قسم وہ ہے کہ جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ لئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

پہلی قسم کا ظلم شرک ہے...... دوسری قسم کا ظلم حقوق اللہ میں کوتاہی ہے...... اور تیسری قسم کا ظلم حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے۔ (معارف القرآن جلد۲ صفحہ ۵۵۰)

یہ گناہ حقیقت میں آگ ہیں

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ" یہ اس طرح کہا جارہا ہے جیسے آگ سامنے نظر آرہی ہے حالانکہ اس وقت کوئی آگ بھڑکتی ہوئی نظر نہیں آرہی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ جتنے گناہ ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں...... یہ سب حقیقت میں آگ ہیں۔ چاہے دیکھنے میں یہ گناہ لذیذ اور خوش منظر معلوم ہو رہے ہوں لیکن حقیقت میں یہ سب آگ ہیں اور یہ دنیا جو گناہوں سے بھری ہوئی ہے وہ ان گناہوں کی وجہ سے جہنم بنی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں گناہوں سے مانوس ہو کر ہماری حس مٹ گئی ہے اس لئے گناہوں کی ظلمت اور آگ محسوس نہیں ہوتی ورنہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ صحیح حس عطا فرماتے ہیں اور ایمان کا نور عطا فرماتے ہیں ان کو یہ گناہ واقعتاً آگ کی شکل میں نظر آتے ہیں یا ظلمت کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

یہ دنیا گناہوں کی آگ سے بھری ہوئی ہے

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دنیا جو گناہوں کی آگ سے بھری ہوئی ہے۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی کمرے میں گیس بھر گئی ہو۔ اب وہ گیس حقیقت میں آگ ہے۔ صرف دیا سلائی لگانے کی دیر ہے۔ ایک دیا سلائی دکھاؤ گے تو پورا کمرہ آگ سے دہک جائے گا۔ اسی طرح یہ بداعمالیاں' یہ گناہ جو معاشرے کے اندر پھیلے ہوئے ہیں حقیقت میں آگ ہیں۔ صرف ایک صور پھونکنے کی دیر ہے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو یہ معاشرہ آگ سے دہک جائے گا۔ ہمارے یہ برے اعمال بھی درحقیقت جہنم ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچاؤ۔

اسلام میں عید الفطر کی پہلی نماز

بدر سے مراجعت کے بعد شوال کی یکم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز ادا فرمائی یہ پہلی عید الفطر تھی۔ (سیرت مصطفیٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)

وہ صحابی جس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی اور وہ جنتی ہیں

عمرو بن ثابت جو اصیرم کے لقب سے مشہور تھے۔ ہمیشہ اسلام سے منحرف رہے جب احد کا دن ہوا تو اسلام دل میں اتر آیا اور تلوار لے کر میدان میں پہنچے اور کافروں سے خوب قتال کیا یہاں تک کہ زخمی ہوکر گر پڑے، لوگوں نے جب دیکھا کہ اصیرم ہیں تو بہت تعجب ہوا اور پوچھا کہ اے عمرو! تیرے لئے اس لڑائی کا کیا داعی ہوا؟ اسلام کی رغبت یا قومی غیرت وحمیت؟ اصیرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''بلکہ اسلام کی رغبت داعی ہوئی، میں ایمان لایا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مسلمان ہوا اور تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے قتال کیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو یہ زخم پہنچے...... یہ کلام ختم کیا اور خود بھی ختم ہوگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بلاشبہ وہ اہل جنت سے ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے بتلاؤ وہ کون شخص ہے کہ جو جنت میں پہنچ گیا اور ایک نماز بھی نہیں پڑھی؟ وہ یہی صحابی ہیں۔ (سیرت مصطفیٰ جلد۲ صفحہ۲۳۴)

دکھ پریشانی کے وقت درود شریف پڑھیں

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب آدمی کو کوئی دکھ اور پریشانی ہو۔ یا کوئی بیماری ہو یا کوئی ضرورت اور حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا تو کرنی چاہئے یا اللہ! میری اس حاجت کو پورا فرما دیجئے۔ میری اس بیماری اور پریشانی کو دور فرما دیجئے لیکن ایک طریقہ ایسا بتاتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو ضرور ہی پورا فرمادیں گے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی پریشانی ہو اس وقت درود شریف کثرت سے پڑھیں۔ اس درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دور فرمادیں گے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کو سپاہی نے جوتے مارے بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ بہت بڑے بزرگ ہیں اس نے معافی چاہی، فرمایا دوسرا جوتا مارنے سے پہلے پہل معاف کر دیتا تھا، اکابر کے حالات سے تاریخ بھری ہوئی ہے۔

ظالم کا ساتھ دینے والا بھی ظالم ہے

تفسیر روح المعانی میں آیت کریمہ ﴿فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ﴾ (پھر میں کبھی نہ ہوں گا مجرموں کا مددگار (سورۂ قصص: آیت ۱۷) کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے روز آواز دی جائے گی کہ کہاں ہیں ظالم لوگ اور ان کے مددگار؟ یہاں تک کہ وہ لوگ جنہوں نے ظالموں کے دوات، قلم کو درست کیا وہ بھی سب ایک لوہے کے تابوت میں جمع کر کے جہنم میں پھینک دیئے جائیں گے۔ (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہم نصیحت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو خط میں یہ نصائح لکھیں کہ: میں تجھے تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور اہل تقویٰ کے سوا کسی پر رحم نہیں کیا جاتا، اور اس کے بغیر کسی چیز پر ثواب نہیں ملتا، اس بات کا وعظ کہنے والے تو بہت ہیں مگر عمل کرنیوالے بہت کم ہیں۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ تقویٰ کے ساتھ کوئی چھوٹا سا عمل بھی چھوٹا نہیں ہے اور جو عمل مقبول ہو جائے وہ چھوٹا کیسے کہا جا سکتا ہے۔ (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

جب تک باوضو رہو گے فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کرو (اس کا اثر یہ ہوگا کہ) جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (یعنی کتابیں اعمال) تمہارے لئے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (معارف الحدیث جلد ۳ صفحہ ۵۷)

حالتِ مرض کی دعاء

جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے، اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا، اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخشے جائیں گے۔ ''لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین'' (اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۷۸)

فاقہ، تنگدستی اور بیماری کے اسباب

۱..... مہمان کو حقارت سے دیکھنا۔
۲..... قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا۔
۳..... بغیر بسم اللہ کے کھانا۔
۴..... کھڑے ہو کر کھانا۔
۵..... جوتے پہن کر کھانا۔
۶..... بغیر ہاتھ دھوئے کھانا۔
۷..... ننگے سر کھانا۔
۸..... کھانے کے برتن کو صاف نہ کرنا۔
۹..... مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا۔
۱۰..... نماز قضا کرنا۔
۱۱..... بزرگوں کے آگے چلنا۔
۱۲..... دروازے پر بیٹھنے کی عادت۔
۱۳..... نامحرم عورتوں کو دیکھنا۔
۱۴..... اولاد کو گالی دینا۔
۱۵..... جھوٹ بولنا۔
۱۶..... صبح کے وقت سونا۔
۱۷..... مغرب کے بعد سونا۔
۱۸..... شکستہ کنگھا استعمال کرنا۔
۱۹..... ننگے سر بیت الخلاء میں جانا۔
۲۰..... بیت الخلاء میں باتیں کرنا۔
۲۱..... بیت الخلاء میں تھوکنا۔
۲۲..... اہل وعیال سے لڑتے رہنا۔
۲۳..... نہانے کی جگہ پیشاب کرنا۔
۲۴..... کھڑے ہو کر نہانا۔
۲۵..... فقیر کو جھڑکنا۔
۲۶..... حوض یا غسل والی جگہ پیشاب کرنا۔
۲۷..... گانے بجانے میں دل لگانا۔

ننگے سر کی شہادت قبول نہیں

اسلام بلند اخلاق و کردار کی تعلیم دیتا ہے اور گھٹیا اخلاق و معاشرت سے منع کرتا ہے ننگے سر بازاروں اور گلیوں میں نکلنا اسلام کی نظر میں ایک ایسا عیب ہے جو انسانی مروت و شرافت کے خلاف ہے۔ اس لئے حضرات فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اسلامی عدالت ایسے شخص کی شہادت قبول نہیں کرے گی..... مسلمانوں میں ننگے سر پھرنے کا رواج انگریزی تہذیب و معاشرت کی نقالی سے پیدا ہوا ہے ورنہ اسلامی معاشرت میں ننگے سر پھرنے کو عیب تصور کیا جاتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد۳ صفحہ۲۲۴)

صلۂ رحمی کا ایک عجیب قصہ

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خیرات کرنے کا حکم دیا، اور فرمایا کہ اور کچھ نہ ہو تو زیور ہی خیرات کریں، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ حکم سن کر اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو، اگر کچھ حرج نہ ہو تو جو کچھ مجھے خیرات کرنا ہے وہ میں تمہیں کو دے دوں، تم بھی تو محتاج ہو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خود تم جا کر پوچھو۔

یہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے پر حاضر ہوئیں، وہاں دیکھا کہ ایک بی بی اور کھڑی تھیں اور وہ بھی اسی ضرورت سے آئی تھیں، ہیبت کے مارے ان دونوں کو جرأت نہ پڑتی تھی کہ اندر جا کر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے تو ان دونوں نے کہا کہ حضرت سے جا کر کہو، دو عورتیں کھڑی پوچھتی ہیں کہ ہم لوگ اپنے خاوندوں، اور یتیم بچوں پر، جو ہماری گود میں ہوں، صدقہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چلتے چلتے یہ بھی کہہ دیا کہ تم یہ نہ کہنا کہ ہم کون ہیں۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون پوچھتا ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایک قبیلۂ انصاری کی بی بی ہے، اور ایک زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون زینب؟ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہہ دو کہ ان کو دوہرا ثواب ملے گا قرابت کی پاسداری کا علیحدہ اور صدقہ کرنے کا علیحدہ۔ (بخاری و مسلم)

تسخیر دنیا کا نسخہ

ایک شخص نے آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ کلمات طلوعِ فجر کے بعد اور صبح کی نماز سے پہلے سو مرتبہ پڑھ لے تو دنیا ذلیل ہو کر تمہارے سامنے آئے گی۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ.

چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی عجیب مثال

مسند احمد میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط میں لکھا: کہ بندہ جب خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے مداح بھی مذمت کرنے لگتے ہیں اور دوست بھی دشمن ہو جاتے ہیں، گناہوں سے بے پرواہی انسان کے لئے دائمی تباہی کا سبب ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اگر توبہ اور استغفار کر لیا تو یہ نقطہ مٹ جاتا ہے، اور اگر توبہ نہ کی تو یہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پورے دل پر چھا جاتا ہے اور اس کا نام قرآن میں رین ہے۔

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾ (سورۃ المطففین: آیت ۱۴)

ترجمہ: ”یعنی ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا ان کے اعمال بد نے۔“

البتہ گناہوں کے مفاسد اور نتائج بد اور مضر ثمرات کے اعتبار سے ان کے آپس میں فرق ضروری ہے، اس فرق کی وجہ سے کسی گناہ کو کبیرہ اور کسی کو صغیرہ کہا جاتا ہے۔

کسی بزرگ نے فرمایا کہ چھوٹے گناہ اور بڑے گناہ کی مثال محسوسات میں ایسی ہے جیسے چھوٹا بچھو اور بڑا بچھو، یا آگ کے بڑے انگارے اور چھوٹی چنگاری، کہ انسان ان دونوں میں سے کسی کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ گناہوں کو ترک کیا جائے، جو لوگ نماز، تسبیح کے ساتھ گناہوں کو نہیں چھوڑتے ان کی عبادت مقبول نہیں۔

اور حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جس قدر کسی گناہ کو ہلکا سمجھو گے اتنا ہی وہ اللہ کے نزدیک بڑا جرم ہو جائے گا اور سلف صالحین نے فرمایا کہ ہر گناہ کفر کا قاصد ہے جو انسان کو کافرانہ اعمال و اخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے۔ (معارف القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۸۴)

تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا

ایک موقع پر فقرائے مہاجرین نے مال داروں کا گلہ کیا اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ ثواب میں ہم سے بڑھ گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۴ بار اللہ اکبر اور ایک بار چوتھا کلمہ پڑھ لیا کرو تو تم بھی ثواب میں کم نہ رہو گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے اگرچہ کتنے ہی ہوں۔ اس کو تسبیح فاطمہ بھی کہتے ہیں۔

جو شخص یہ کلمات رات کو سوتے وقت پڑھ لے اور ہمیشہ پڑھتا رہے تو اس کا بدن چست و چالاک رہے گا سارے دن کی تھکان دور ہو جائے گی۔ دشوار کام اس پر آسان ہو جائے گا، سستی اور تھکنے کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

خدا تعالیٰ کا ایگریمنٹ جو خدا تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ: صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا تو ایک نوشتہ اپنے ذمہ وعدہ کا تحریر فرمایا جو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے جس کا مضمون یہ ہے:

"اِنَّ رَحْمَتِي تَغْلُبُ عَلٰى غَضَبِي" (قرطبی)

ترجمہ: "یعنی میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔" (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۹۰)

کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کی فضیلت

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ "میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ کھانے کی برکت، کھانے کے بعد ہاتھ دھونا ہے، پس یہ بات میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کی برکت کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا ہے۔" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۶۶)

وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! مجھے تم سے محبت ہے اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کا پڑھنا ترک نہ کرنا۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ.

ترجمہ: اے اللہ اپنے ذکر اور اپنے شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔

فرمایا...... ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے کچھ خواص رکھے ہیں۔ ندامت کی خاصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرتی ہے۔ دل سے استغفار تمام زندگی کے نشیب وفراز کو ہموار کر دیتا ہے۔ ظاہر وباطن میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ ذوق بدل جاتے اور انسانیت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

اعمال اچھے تو حاکم اچھا، اعمال خراب تو حاکم خراب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں سب بادشاہوں کا مالک اور بادشاہ ہوں، سب بادشاہوں کے قلوب میرے ہاتھ میں ہیں۔ جب میرے بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں اور حکام کے قلوب میں ان کی شفقت اور رحمت ڈال دیتا ہوں، اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حکام کے دل ان پر سخت کر دیتا ہوں وہ ان کو ہر طرح کا برا عذاب چکھاتے ہیں، اس لئے حکام اور امرا کو برا کہنے میں اپنے اوقات ضائع نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اپنے عمل کی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ تاکہ تمہارے سب کاموں کو درست کر دوں۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امیر اور حاکم کا بھلا چاہتے ہیں تو اس کو اچھا وزیر اور اچھا نائب دے دیتے ہیں کہ اگر امیر سے کچھ بھول ہو جائے تو اس کو یاد دلا دے، اور جب امیر صحیح کام کرے تو وہ اس کی مدد کرے، اور جب کسی حاکم وامیر کے لئے کوئی برائی مقدر ہوتی ہے تو برے آدمیوں کو اس کے وزراء اور ماتحت بنا دیا جاتا ہے۔ (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۵۹)

کیلیفورنیا میں چوری

امریکہ کی ایک ریاست کیلیفورنیا ہے۔اس کا رقبہ آبادی سعودی عرب کے رقبے اور آبادی کے برابر ہے۔اس ریاست کے باشندے کا جو معیار زندگی ہے وہ بھی تقریباً سعودی عرب کے آدمی کے معیار کے برابر ہوگا۔لیکن عجیب بات یہ ہے کہ کیلیفورنیا میں صرف چوری کو روکنے کے لئے اتنا بجٹ خرچ کیا جاتا ہے کہ وہ پاکستان کے بجٹ سے دس گناہ زیادہ ہوتا ہے۔کیا ایسی قوم کو تعلیم یافتہ اور مہذب قوم کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں' کیونکہ ان کو خشیت الٰہی نے نہیں بلکہ ان کو وڈیو کیمروں نے روکا ہوا ہے۔انہیں پتہ ہوتا ہے کہ پولیس والے کیمرے سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ایک دفعہ چند منٹ کے لئے وہاں بجلی بند ہوئی تو کئی ارب ڈالر کا مال ان تعلیم یافتہ لوگوں نے چوری کرلیا۔معلوم یہ ہوا کہ دل نہیں بدلے۔ فقط ڈنڈے کے زور پر ان کو قابو کیا ہوا ہے۔

خوف خدا سے نکلا ہوا ایک آنسو جہنم کی بڑی سے بڑی آگ بجھادے گا

حضرت حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ جبرئیل امین تشریف لائے تو وہاں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رورہا تھا، جبرئیل امین نے فرمایا کہ انسان کے تمام اعمال کا تو وزن ہوگا مگر اللہ وآخرت کے خوف سے رونا ایسا عمل ہے جس کو تولا نہ جائے گا بلکہ ایک آنسو بھی جہنم کی بڑی سے بڑی آگ کو بجھادے گا۔(معارف القرآن جلد۳ صفحہ ۵۳۳)

خاوند کو راہ راست پر لانے کا نسخہ

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

اگر کسی کا خاوند دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہو یا حرام کی کمائی گھر میں لاتا ہو تو اسے باز رکھنے کے لئے گیارہ دن تک ایک سو اکتالیس مرتبہ مذکورہ آیت کو کسی کھانے کی چیز پر پڑھ کر دم کر کے کھلائیں۔ان شاء اللہ کامیابی ہوگی۔

ابوجہل کو قتل کی بشارت دی

حضرت سعدؓ بن معاذ جب عمرہ کی نیت سے مکہ پہنچے تو اپنے ایک دوست امیہ بن خلف کے مکان پر قیام کیا اور اس کو یہ تاکید کی کہ جس وقت حرم شریف بھیڑ بھاڑ سے خالی ہو تو اطلاع کر دے تا کہ وہ اطمینان سے اسلام کے طرز پر عمرہ ادا کریں۔ دوپہر کے وقت جب انہیں حرم کے خالی ہونے کی اطلاع ملی تو وہ امیہ بن خلف کے ساتھ طواف کے ارادہ سے نکلے۔ راستہ میں ابوجہل سے ان کی ملاقات ہوئی۔ امیہ بن خلف خود اسلام کا ایک بہت بڑا دشمن تھا۔ اس نے حضرت سعدؓ کا ابوجہل سے تعارف کرایا اور کہا یہ ابوالحکم ہیں۔ قریش مکہ کے ایک بہت بڑے سردار ہیں۔ ابوجہل نے پوچھا یہ کون ہیں؟ امیہ نے کہا ''یہ سعدؓ بن معاذ ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب میں سے ہیں''۔ ابوجہل نے امیہ سے کہا۔ ''افسوس! تم ان صابیوں (بے دین لوگوں) کو پناہ دیتے ہو اور ان کے مددگار بنتے ہو۔ اگر تم ساتھ نہ ہوتے تو میں اس بے دین کو زندہ واپس نہ جانے دیتا''۔

حضرت سعدؓ بن معاذ غصہ سے سرخ ہو کر بولے ''او بے دین تو مجھے کچھ کہہ پھر دیکھ تجھے کیا مزہ چکھایا جاتا ہے۔ مدینہ تمہاری تجارت کے راستہ میں پڑتا ہے۔ دیکھنا تمہارا وہاں کیا حشر ہوگا''۔ امیہ بن خلف نے کہا ''سعدؓ! یہ ابوالحکم (ابوجہل) مکہ کے ایک بہت بڑے سردار ہیں۔ ان سے تمیز سے بولو اور آواز مدہم رکھو''۔ حضرت سعدؓ نے امیہ سے کہا ''امیہ کس کی باتیں کرتے ہو میں نے اپنے پیارے رسولؐ سے یہ بشارت سنی ہے کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہوگا''۔ اس نے پوچھا ''کیا مسلمان مکہ میں آ کر ماریں گے؟'' کہا ''یہ مجھے پتہ نہیں البتہ یہ میرا ایمان ہے کہ ایسا ضرور ہوگا''۔ (صحیح بخاری جلد۲ ص ۵۶۳)

کسی زمانہ کھجور کی گٹھلی جیسے گیہوں کے دانے ہوتے تھے

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ زیاد کے زمانہ میں ایک تھیلی پائی گئی تھی جس میں کھجور کی بڑی گٹھلی جیسے گیہوں کے دانے تھے اور اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اس زمانہ میں اگتے تھے جس میں عدل وانصاف کو کام میں لایا جاتا تھا۔

علماء کے قلم کی روشنائی اور شہیدوں کے خون کا وزن

امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی جس سے انہوں نے علم دین اور احکام دین لکھے ہیں اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۲۲)

ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی ہے

شریعت اسلام جوانسان کی ہر صلاح وفلاح کی کفیل ہے، اس نے ستر پوشی کا اہتمام اتنا کیا کہ ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض ستر پوشی کو قرار دیا۔ نماز روزہ وغیرہ سب اس کے بعد ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص نیا لباس پہنے تو اس کو چاہئے کہ لباس پہننے کے وقت یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیَ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ."

ترجمہ: "یعنی شکر اس ذات کا جس نے مجھے لباس پہنا دیا جس کے ذریعہ میں اپنے ستر کا پردہ کروں اور زینت حاصل کروں۔"

اور فرمایا کہ جو شخص نیا لباس پہننے کے بعد پرانے لباس کو غرباء ومساکین پر صدقہ کردے تو وہ اپنی موت وحیات کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری اور پناہ میں آ گیا۔

(معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۴۴)

معذور کے لئے بہترین عمل

اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَآ اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَآ

اگر کوئی ہاتھ، پیر، کان، آنکھ یا ٹانگ وغیرہ سے معذور ہے تو اس آیت کو کثرت سے پڑھیں اور پانی پر دم کر کے معذور کو پلائیں۔

غلام نے آقاؤں کو حق کی تلقین کی

نبوت کے دسویں سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ اہل مکہ نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہا کر دی اور ان لوگوں کے دل اسلام کی طرف راغب نہیں ہوئے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوسرے قبائل میں دین کی تبلیغ کا ارادہ فرمایا۔ آپؐ اپنے غلام زیدؓ بن حارثہ کو لے کر طائف تشریف لے گئے۔ یہاں کے لوگوں نے مکہ والوں سے بھی زیادہ نالائقی کا ثبوت دیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی، دین کے پیغام کا مذاق اڑایا۔ کچھ غنڈوں اور اوباشوں کو پیچھے لگا دیا، انہوں نے آپؐ کے اتنے پتھر مارے کہ پنڈلیاں لہولہان ہوگئیں جوتے خون سے بھر گئے آپؐ نے ایک باغ کے احاطے میں پناہ لی۔

یہ باغ مکہ کے رئیس عتبہ اور شیبہ ابنان ربیعہ کا تھا۔ یہ لوگ بھی اسلام کے سخت دشمن تھے۔ لیکن عربوں کی وضع داری اور روایتی مہمان نوازی کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے ان لوگوں نے آپؐ کے پاس اپنے غلام عداس کو کچھ انگور ایک طشتری میں دے کر بھیجا۔ عداس عیسائی مذہب کے پیرو تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کی تو بہت متاثر ہوئے آپؐ کی ذات میں وہ سب نشانیاں موجود پائیں جو عیسائیت کی کتابوں میں نبی آخرالزماں کے لئے بتائی گئی تھیں۔ انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ عقیدت سے آپؐ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور فرط مسرت سے آپؐ کے ہاتھ چومنے لگے۔

عداسؓ کے مالک اور اسلام کے دشمن عتبہ اور شیبہ دور سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ جب عداسؓ ان کے پاس لوٹ کر گئے تو انہوں نے عداسؓ کو بہت ڈانٹا کہ انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پاؤں کیوں چومے۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ میں کئی غلاموں پر صرف اس لئے مصیبت کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا مگر جس کا دل ایمان کی شمع سے منور ہو جاتا ہے اس کو ظلم کی تاریکی کا خوف کب رہتا ہے۔

تکبر کی دو علامتیں

حدیث میں ہے: ''الکبر بطر الحق وغمط الناس'' ۱۔ حق کا انکار۔ ۲۔ اور لوگوں کو حقیر سمجھنا کبر ہے۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۳)

مایوس ہوکر دعا مانگنا نہ چھوڑو

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جلد بازی نہ کرے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا جلد بازی کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ یوں خیال کر بیٹھے کہ میں اتنے عرصہ سے دعا مانگ رہا ہوں اب تک قبول نہیں ہوئی، یہاں تک کہ مایوس ہوکر دعا چھوڑ دے۔ (مسلم، ترمذی)

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جب دعا مانگو تو اس حالت میں مانگو کہ تمہیں اس کے قبول ہونے میں کوئی شک نہ ہو۔ (معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۸۴)

چلہ کی فضیلت

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس روز اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب سے حکمت کے چشمے جاری فرمادیتے ہیں۔ (روح البیان، معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۵۸)

دل چار قسم کے ہیں

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل چار قسم کے ہیں۔

۱۔ ایک تو صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو۔

۲۔ دوسرے وہ دل جو غلاف آلود ہیں۔ ۳۔ تیسرے وہ دل جو الٹے ہیں۔

۴۔ چوتھے وہ دل جو مخلوط ہیں۔ پہلا دل تو مؤمن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے...... دوسرا کافر کا دل ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں...... تیسرا منافق کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کرتا ہے...... چوتھا دل اس منافق کا ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں۔

ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے بڑھ رہا ہو اور نفاق کی مثال پھوڑے کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جاتا ہے۔ اب جو مادہ بڑھ جائے وہ دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔ اس حدیث کی اسناد بہت ہی عمدہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۸۹)

نبی کو جھٹلانے والے گدھوں سے بدتر ہیں

حضرت عمیرؓ بن سعد انصاری بچپن سے ہی بڑے حق گو اور بے خوف صحابی تھے۔ جوش ایمانی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپؐ کے لئے اپنی ہر دولت قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ جب یہ بہت چھوٹے تھے ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ان کی ماں نے جلاس بن سوید سے نکاح کر لیا اور حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بھی اپنی ماں کے ساتھ جلاس کے گھر چلے گئے۔ جلاس نے انہیں اپنی حقیقی اولاد سے بھی زیادہ ناز ونعم سے پرورش کیا۔ ان سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ یہ بھی اپنے سوتیلے باپ کی بہت عزت کرتے اور ان کے کرم اور التفات کا احترام کرتے تھے۔

جلاس بھی مسلمان ہو گئے تھے لیکن ان کا عقیدہ اسلام میں ابھی پختہ نہیں ہوا تھا بلکہ ان کا ایمان صرف ظاہری طور پر تھا۔ لیکن حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس وقت بھی دل کی گہرائیوں سے مسلمان تھے۔ ایک دن جلاس نے حضرت عمیرؓ کی موجودگی میں یہ کہا کہ ''اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔'' عمیر رضی اللہ عنہ حالانکہ بچے تھے اور جلاس کے احسانات میں ہر طرح سے دبے ہوئے تھے یہ جانتے تھے کہ جلاس کے علاوہ دنیا میں ان کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے مگر اللہ کا یہ جوشیلا ننھا سپاہی ان چیزوں کے لحاظ میں اپنے عقیدے کے خلاف کوئی بات برداشت کرنے والا کب تھا۔ فوراً جلاس کو جواب دیا ''بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عقیدے میں سچے ہیں اور تم گدھوں سے بدتر ہو''۔

جلاس کو اپنے پروردہ کی یہ بات سخت ناگوار ہوئی انہوں نے فوراً حضرت عمیرؓ کو گھر سے نکال دیا اور کہا ''میں تجھ جیسے احسان فراموش کی کفالت نہیں کر سکتا۔'' لیکن انہیں ایسے شخص کے التفات کی تمنا بھی نہیں تھی۔ (سیرۃ انصار جلد۲ ص ۱۲۱)

یرقان کا روحانی علاج

اگر کسی کو یرقان ہو یا ہو تو پہلے سورۂ فاتحہ ایک بار، پھر سورۂ حشر سات دفعہ، پھر ایک بار سورۂ قریش پڑھ کر پانی پر دم کریں، اور مریض کو جب تک فائدہ نہ ہو پلاتے رہیں۔

وہ خوش نصیب صحابی جنکی شکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھی

غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کے علمبردار، مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے انہوں نے کافروں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم (جھنڈا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد فرمایا۔

چونکہ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ کے مشابہ تھے اس لئے کسی شیطان نے یہ افواہ اڑادی کہ نصیب دشمناں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے۔ (سیرت مصطفیٰ جلد۲ صفحہ ۲۰۵)

ایک اہم نصیحت

۱۔ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے۔ ۲۔علم سے عمل صحیح ہوتا ہے۔

۳۔عمل سے حکمت ملتی ہے۔ ۴۔حکمت سے زہد قائم ہوتا ہے۔

۵۔زہد سے دنیا متروک ہوتی ہے۔

۶۔اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہے۔

۷۔اور آخرت کی رغبت حاصل ہونے سے اللہ کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہے۔

جو یقین کی راہ پر چل پڑے انہیں منزلوں نے پناہ دی
جنہیں وسوسوں نے ڈرا دیا وہ قدم قدم پر بہک گئے

اپنی اور اولاد کی اصلاح کیلئے مجرب عمل

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

اگر آپ اپنی اولاد کی فرمانبرداری چاہتے ہیں اور خدا کے لئے پسندیدہ عمل کرنا چاہتے ہیں تو مذکورہ آیت تین مرتبہ روزانہ پڑھیں ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔

حضرت ابوبکرؓ نے گستاخ کا منہ بند کیا

بدر احد اور خندق وغیرہ کی کئی جنگوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ھجری ۶۲۸ عیسوی میں جب عمرہ کی نیت سے نکلے۔ مکہ کے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام فرمایا۔ آپ لوگوں کو امن کا پیغام دینا چاہتے تھے اس لئے آپؐ نے یہ کوشش کی کہ قریش مکہ سے کوئی صلح کا معاہدہ ہو جائے اور جنگ و جدل کا ماحول ختم ہو جس سے لوگوں کو سکون سے اسلام کو سمجھنے کا موقع ملے۔ آپ نے بدیل سے قریش کے پاس صلح کی دعوت بھیجی۔ قریش نے بھی اپنی طرف سے اس طرح کا جواب دیا اور ایک سردار عروہ بن مسعود ثقفی کو اس غرض سے بھیجا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کا ارادہ معلوم کرے اور صلح کی بات پر گفتگو کرے۔ عروہ بن مسعود جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو بڑے رعب سے بات چیت کی اور مسلمانوں کو قریش کی طاقت سے مرعوب کرنیکی کوشش کرنے لگا۔ اس نے کہا ”اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم نے یہ چند بے سروسامان لوگ جمع کر لئے ہیں۔ انہیں لے کر مکہ اسلئے آئے ہو کہ اپنا مطلب نکالیں لیکن یہ سمجھ لو کہ قریش مکہ سے نکل آئے ہیں۔ بہترین سواریاں ساتھ ہیں اور چیتوں کی کھالیں پہنے ہوئے ہیں۔ سب نے قسم کھا کر آپس میں عہد کیا ہے کہ تمہیں کسی طرح مکہ میں نہ گھسنے دینگے اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے یہ سب ساتھی جو اس وقت تمہارے گرد جمع ہیں تمہیں چھوڑ کر ہوا ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ بڑا نازک موقع تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش سے صلح چاہتے تھے اس لئے مصلحتاً سب کو چپ رہنا چاہئے تھا لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ ایسی لایعنی باتیں برداشت نہ کر سکے۔ انہوں نے عروہ کو جواب دیا ”اے بیہودہ لات کی شرم گاہ کو چومنے والے کیا رسول اللہؐ کے اصحاب آپ کو چھوڑ کر چلے جائینگے؟“ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اس سخت جواب نے اس گستاخ کا منہ بند کر دیا۔ (سیرۃ صحابہ جلد ۷ ص ۱۷۹)

انتقال کے وقت ایک صحابی کے رخسار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر

غزوۂ احد میں زیاد ابن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو میرے قریب لاؤ لوگوں نے ان کو آپ کے قریب کر دیا انہوں نے اپنے رخسار آپ کے قدم مبارک پر رکھ دیئے اور اسی حالت میں جان اللہ کے حوالے کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (سیرت مصطفیٰ جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

رومی سفیر کو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کا جواب

قیصر روم کی فوج جب مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بیسان میں پڑی ہوئی تھی تو مسلمانوں سے اتنی خائف تھی کہ کسی قیمت پر ان سے جنگ کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کا سپہ سالار باہان کسی بھی طرح جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا۔ اس لئے اپنے ایک بہت ذمہ دار کمانڈر کو اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح سے گفتگو کرنے کے لئے اسلامی فوجی پڑاؤ میں فحل بھیجا۔ رومی سفیر کا مقصد مسلمانوں کو مال و دولت کا لالچ دے کر اپنے وطن واپس کرنا تھا۔ اس نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح سے یہ پیشکش کی کہ ''اگر مسلمان ان پر حملہ نہ کریں اور واپس چلے جائیں تو قیصر روم کی طرف سے فی سپاہی دو دو دینار دیئے جائیں گے ایک ہزار دینار سپہ سالار کو ملیں گے اور دو ہزار دینار آپ کے خلیفہ کو مدینہ بھیج دیئے جائیں گے۔ اگر آپ اس کے لئے تیار نہیں ہیں تو جنگ میں آپ کے لوگ مارے جائیں گے اور اتنی بڑی مالی رعایت سے بھی ہاتھ دھوئیں گے''۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے بڑی سنجیدگی سے رومی کمانڈر کی بات سنی پھر انتہائی متانت سے جواب دیا ''آپ لوگ شاید ہم کو اتنا ذلیل اور کم مایہ سمجھتے ہیں کہ ہم دولت کی خاطر آپ کے ملک میں آئے ہیں۔ میں آپ کو صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا یہاں آنے کا مقصد ملک و مال نہیں ہے نہ ہمیں ملک سے رغبت ہے نہ مال کا لالچ' آپ دو دینار کی بات کرتے ہیں آپ کے دو لاکھ دینار بھی ہمارے سپاہی کی نظر میں دھول کے برابر ہیں۔ ہم تو صرف کلمۃ الحق کا اعلان کرنے نکلے ہیں۔ توحید کا پیغام لے کر آپ کے ملک میں آئے ہیں یا تو آپ ایمان قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں یا ہماری اطاعت قبول کر کے ہمیں جزیہ دیں نہیں تو جس خون خرابے سے تم ہمیں ڈراتے ہو اس سے ڈرنے والے ہم نہیں ہیں۔ یہ ہماری تلوار میدان میں یہ فیصلہ کر دے گی کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر اور اللہ یہ بتا دے گا کہ کون ذلیل اور کم مایہ ہے تم یا ہم؟'' (مہاجرین جلد اول)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کا اثر

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ اس دعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ قوم فرعون کے تمام زر وجواہرات اور نقدی سکے اور باغوں، کھیتوں کی سب پیداوار پتھروں کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں ایک تھیلا پایا گیا جس میں فرعون کے زمانے کی چیزیں تھیں ان میں انڈے اور بادام بھی دیکھے گئے جو بالکل پتھر تھے، ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام پھلوں، ترکاریوں اور غلہ کو پتھر بنادیا تھا۔ (معارف القرآن جلد۴ صفحہ۵۶۲)

پاؤں کی تکلیف دور کرنے کا نبوی نسخہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت یمن بھیجی اور ان میں سے ایک صحابی کو ان کا امیر بنایا جن کی عمر سب سے کم تھی، وہ لوگ کئی دن تک وہاں ہی ٹھہرے اور نہ جاسکے، اس جماعت کے ایک آدمی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلانے! تمہیں کیا ہوا؟ تم ابھی تک کیوں نہیں گئے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے امیر کے پاؤں میں تکلیف ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امیر کے پاس تشریف لے گئے۔ اور "بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا" سات مرتبہ پڑھ کر اس آدمی پر دم کیا وہ آدمی (اسی وقت) ٹھیک ہوگیا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ۷۸)

روزی میں برکت کے لئے نبوی نسخہ

گھر میں داخل ہوکر سلام کرے چاہے گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو، پھر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے پھر ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے۔ (حصن حصین)

رزق میں کشادگی اور کاروبار کی ترقی کیلئے مجرب عمل

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○

رزق میں کشادگی کے لئے، کاروبار کی ترقی کے لئے، یا نیا کاروبار شروع کرنے سے پہلے آیت کو روزانہ ایک سو اکتالیس دفعہ پڑھیں۔

پریشانی دور کرنے کے لئے نبوی نسخہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلا اس طرح کہ میرا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو بہت شکستہ حال اور پریشان تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہوگیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ بیماری اور تنگدستی نے میرا یہ حال کردیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں چند کلمات بتاتا ہوں وہ پڑھو گے تو تمہاری بیماری اور تنگدستی جاتی رہے گی، وہ کلمات یہ ہیں:

"تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا"

اس کے کچھ عرصہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے تو اس کو اچھے حال میں پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا، اس نے عرض کیا کہ جب سے آپ نے مجھے یہ کلمات بتلائے تھے میں پابندی سے ان کلمات کو پڑھتا ہوں۔ (معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۳۱)

مختصر ترین درود شریف

اصل درود شریف تو "درود ابراہیمی" ہے جس کو نماز کے اندر بھی پڑھتے ہیں اگرچہ درود شریف کے اور بھی الفاظ ہیں لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افضل درود شریف "درود ابراہیمی" ہے، کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست صحابہ کو یہ درود سکھایا کہ اس طرح مجھ پر درود بھیجا کرو...... البتہ جب بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک آئے تو ہر مرتبہ چونکہ درود ابراہیمی کا پڑھنا مشکل ہوتا ہے، اس لئے درود شریف کا آسان اور مختصر جملہ یہ تجویز کردیا کہ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر درود بھیجے، اور سلام بھیجے، اس میں درود بھی ہوگیا، سلام بھی ہوگیا۔ لہٰذا اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے وقت صرف "صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ لیا جائے یا لکھتے وقت صرف "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھ دیا جائے تو درود شریف کی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت ربعیؓ بن عامر رستم کے دربار میں

جنگ قادسیہ کے موقع پر ایرانیوں کے بادشاہ یزدگرد کے پاس سے جب اسلامی سفارت ناکام لوٹ آئی تو ایرانی سپہ سالار رستم کو بہت فکر ہوئی وہ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ایک بار پھر سفارت کی درخواست کی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس مرتبہ حضرت ربعیؓ بن عامر کو سفارت کی خدمت پر مامور کیا۔

ربعیؓ بن عامر جب رستم کے دربار میں پہنچے تو ان کی فقیرانہ بے نیازی کی شان یہ تھی کہ عرق گیر کی زرہ بنائی ہوئی تھی۔ موٹا سا جبہ پہنے تھے۔ تلوار گلے میں حمائل تھی جس کے نیام پر پھٹے پرانے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے۔ ایرانیوں نے انہیں مرعوب کرنے کے لئے بڑی شان وشوکت سے دربار آراستہ کیا تھا۔ راستہ میں بیش قیمت قالین بچھائے گئے تھے۔ لیکن حضرت ربعیؓ نے ان چیزوں کی کوئی پرواہ ہی نہیں کی وہ تو اپنا گھوڑا اسی طرح دوڑاتے ہوئے قالینوں کو گھوڑے کی ٹاپوں سے روندتے ہوئے سیدھے رستم کے تخت کے پاس جا کر رکے۔

چوب داروں نے ان سے تلوار اتار دینے کو کہا تو انہوں نے کہا ''مسلمان اپنی تلوار کسی کو نہیں دیتا ہے میں تم لوگوں میں تنہا موجود ہوں پھر تمہیں کیا خطرہ ہے؟'' کسی نے ان کی تلوار کے بوسیدہ اور چیتھڑے لپٹے ہوئے نیام پر طنز کر دیا انہوں کہا ''ہاں! اس نیام کی یہ حالت ہے اب ذرا تلوار بھی دیکھ لو''۔ یہ کہہ کر تلوار نیام سے کھینچ لی۔ تلوار کی چمک دیکھ کر ایرانیوں کی آنکھوں کے سامنے بجلی سی کوند گئی۔ انہوں نے کہا ''ذرا ڈھال لاؤ میں اس کی دھار کا بھی تجربہ کرادوں''۔ لوگوں نے ڈھالیں پیش کیں۔ حضرت ربعیؓ نے ان کے ٹکڑے اڑا دیئے۔ تلوار کے یہ کمال دیکھ کر ایرانی حیران وششدر رہ گئے۔ رستم نے پوچھا ''آخر تم لوگ اس ملک میں کیوں آئے ہو''۔ حضرت ربعیؓ نے کہا ''اس لئے کہ مخلوق کے بجائے خالق کی عبادت ہونے لگے''۔ (مہاجرین۔ جلد اول)

موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ

مسند بزار میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم بستر پر لیٹتے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ قل ھو اللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو۔

جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اسکو یہ دعا پڑھنے کی توفیق ہوتی ہے

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بریدہ! جس کے ساتھ اللہ پاک خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو مندرجہ ذیل کلمات سکھا دیتے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ رِضَاکَ ضَعْفِیْ وَخُذْ اِلَی الْخَیْرِ بِنَاصِیَتِیْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَھٰی رِضَائِیْ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ ذَلِیْلٌ فَاَعِزَّنِیْ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَاَغْنِنِیْ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ."

آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ یہ کلمات سکھاتا ہے پھر وہ مرتے دم تک نہیں بھولتا۔ (احیاء العلوم جلد اصفحہ ۲۷۷)

قبولیتِ دعاء

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کریم کی ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اس کو پڑھ کر آدمی جو دعا کرتا ہے قبول ہوتی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ﴾ (سورۂ زمر: ۴۶-قرطبی)

دل اور چہرے کو نورانی بنانے کا مجرب عمل

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

اگر آپ کو اپنے دل میں اور چہرے پر نور پیدا کرنا ہے تو روزانہ مذکورہ آیت ایک مرتبہ اپنے اوپر پڑھ کر پھونکیں۔

نو منٹ میں نو قرآن پاک اور ایک ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب

سورۃ فاتحہ: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب دو مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (تفسیر مظہری)

آیت الکرسی: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک مرتبہ قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)

سورۃ الزلزال: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ القدر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسند احمد)

سورۃ العادیات: دو مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (مواہب)

سورۃ التکاثر: ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ہزار آیتوں کے پڑھنے کے برابر ہے۔ (مشکوۃ)

سورۃ الکافرون: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ النصر: چار مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۃ الاخلاص: تین مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔ (بخاری)

رمضان المبارک میں ہر نیکی پر **70** گنا ثواب ملتا ہے اس حساب سے ان سورتوں کی تلاوت پر **630** قرآن پاک اور ستر ہزار آیات کی تلاوت کا ثواب صرف نو منٹ میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ: کوئی بھی نفل فرض کا بدل نہیں ہو سکتا اس لئے تمام فرائض کا بہت اہتمام رکھنا چاہئے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے بچنا چاہیئے۔

جمعہ کی نماز کے بعد گناہ معاف کروانے کا ایک نبوی نسخہ

جو آدمی جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ "**سبحان الله العظيم وبحمده**" پڑھے گا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے پڑھنے والے کے ایک لاکھ گناہ معاف ہوں گے اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ایک دن میں سو مرتبہ کہا: سبحان اللہ وبحمدہ، اس کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔" (رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ صفحہ ۲۳۴)

سال بھر کے نفلی روزے

روزہ کیا ہے؟: روزہ کس طرح انسان میں برائی کے جذبات کو مٹاتا اور نیکی کے جذبات کو ابھارتا ہے؟ روزہ کا عمل کس طرح انسان کی جسمانی صحت کا تحفظ کرتا ہے؟ اور کس طرح جسمانی امراض کا قلع قمع کرتا ہے روزہ کے عمل سے انسان میں روحانیت کی ترقی کس تیزی سے ہوتی ہے؟ اور ہر ایک مؤمن جسے اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان نصیب کیا ہے یہ سب کچھ اس کے نہ صرف علم میں ہے بلکہ تجربے میں آ چکا ہے۔

شوال کے چھ روزے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا''

رمضان کا مہینہ اگر انتیس کا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے تیس روزوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں تو رمضان کے بعد جس نے شوال کے چھ روزے رکھ لئے اس کے چھتیس روزے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا کریمانہ قانون یہ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا عطا فرماتے ہیں تو چھتیس روزوں کا ثواب تین سو ساٹھ کے برابر ہوگا سال کے دن بھی تین سو ساٹھ ہوتے ہیں۔

ہر مہینے کے تین روزے: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ہمیشہ دن کو روزے رکھتے ہو اور رات بھی نوافل پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔

تین روزوں کی تاریخیں: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر! جب تک مہینے کے تین روزے رکھو تو تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو رکھا کرو۔

دس محرم کا روزہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس محرم اور رمضان کے روزوں کا جتنا اہتمام کرتے تھے اور کسی

فضیلت والے دن کے روزے کا اتنا اہتمام اور فکر نہیں فرماتے تھے۔

عشرۂ ذی الحجہ کے روزے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنوں میں سے کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ عشرۂ ذی الحجہ میں محبوب ہے اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔

نو ذی الحجہ کا روزہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ اس کے بعد والے سال اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

پندرہویں شعبان کا روزہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات آئے تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں نوافل پڑھو، اور اس دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں سورج غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے اور وہ ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں، کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں، کوئی مصیبت میں مبتلا بندہ ہے جو مجھ سے صحت و عافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں اسی طرح مختلف قسم کے حاجت مندوں کو اللہ پکارتے ہیں کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں، غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات پکارتی رہتی ہے۔

ماہ شعبان میں نفلی روزوں کی کثرت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے رمضان کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں تقریباً پورے مہینے ہی کے روزے رکھتے تھے۔

نفلی روزوں کے لئے خاص دن: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پیر کو اور جمعرات کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے عمل کی پیشی

ہوتو اس دن روزہ سے ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسا کم ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا روزہ نہ رکھتے ہوں۔

فائدہ: نفلی روزوں میں یہ سب تعینات بھی نفلی ہیں انہیں کو فرض اور ضروری بنالینا غلط ہے۔ البتہ ان کا حصول باعث برکت اور بہتر ہے۔

وہ دن جن میں نفلی روزہ منع ہے: عیدالفطر کے دن اور عیدالاضحیٰ کے تین دن روزہ رکھنا منع ہے۔ کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی مہمانی کے دن ہیں۔

نفلی روزہ توڑا بھی جاسکتا ہے: نفلی روزہ رکھنے والا اگر چاہے تو توڑ بھی سکتا ہے اس پر کفارہ بھی نہیں اور گناہ بھی نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا اس وقت تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے ہم نے عرض کیا اس وقت تو کچھ نہیں آپ نے فرمایا تو اب ہم روزہ رکھتے ہیں پھر ایک اور دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا آج ہمارے ہاں حیس (کھجور اور مکھن سے بناہوا کھانا) ہدیہ آیا ہے آپ نوش فرمالیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دکھاؤ آج ہم نے روزہ کی نیت کرلی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نوش فرمایا اور روزہ نہیں رکھا۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ نفلی روزہ کی نیت دن میں بھی کی جاسکتی ہے اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اور دوسری یہ کہ اگر نفلی روزہ کی نیت کے بعد رائے بدل جائے تو اس کو توڑا بھی جاسکتا ہے۔ (مبارک مجموعہ وظائف)

باوضو مرنے والا بھی شہید ہے

حدیث شریف میں ہے: ''جو شخص رات کو باوضو سوئے پھر (اس حالت میں) اس کو موت آجائے تو وہ شہید مرا۔'' ''جو شخص رات کو باوضو سوتا ہے تو ایک فرشتہ ساری رات اس سے جڑا رہتا ہے اس کے لئے ان کلمات سے استغفار کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے فلاں بندے کی مغفرت کردے کہ وہ رات باوضو سویا ہے۔'' (رواہ مسلم)

تین بڑی بیماریوں سے بچنے کا نبوی آسان نسخہ

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ میں نے عرض کیا میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں یعنی میں بوڑھا ہوگیا ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں تاکہ مجھے آپ وہ چیز سکھائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جس پتھر، درخت اور ڈھیلے کے پاس سے گزرے ہو اس نے تمہارے لئے دعائے مغفرت کی ہے۔ اے قبیصہ! صبح کی نماز کے بعد تین مرتبہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہو، اس سے تم اندھے پن، کوڑی پن اور فالج سے محفوظ رہو گے، اے قبیصہ! یہ دعا بھی پڑھا کرو۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِمَّا عِنْدَکَ وَاَفِضْ عَلٰی مَنْ فَضْلَ وَاَنْشَرَ عَلٰی مَنْ رَحْمَتِکَ وَاَنْزَلَ عَلٰی مَنْ بَرَکَاتِکَ." "اے اللہ! میں ان نعمتوں میں سے مانگتا ہوں جو تیرے پاس ہیں اور اپنے فضل کی مجھ پر بارش کر، اور اپنی رحمت مجھ پر پھیلا دے، اور اپنی برکت مجھ پر نازل کر دے" (حیاۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ ۱۷۹)

شیطان کا پیشاب انسان کے کان میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا ہی رہتا ہے نماز کے لئے بھی نہیں اٹھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "یہ ایسا آدمی ہے جس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔" (بخاری ومسلم)

چوری اور شیطانی اثرات سے حفاظت

سونے سے پہلے اکیس مرتبہ بسم اللہ پڑھے تو چوری، شیطانی اثرات اور اچانک موت سے محفوظ رہے گا۔ اور کسی ظالم کے سامنے پچاس مرتبہ بسم اللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ظالم کو مغلوب کر کے پڑھنے والے کو غالب کر دیں گے۔ (خزانہ اعمال صفحہ ۸)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبر میں منکر نکیر سے سوال کرنا

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے مجھے حضرت جبرئیل نے بتایا ہے کہ منکر نکیر قبر میں تمہارے پاس آئیں گے اور تم سے سوال کریں گے۔ من ربک اے عمر! تیرا رب کون ہے؟ تو تم جواب میں کہو گے میرا رب اللہ ہے! تم بتاؤ تم دونوں کا رب کون ہے؟ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں۔ تم دونوں کے نبی کون ہیں؟ اور اسلام میرا دین ہے۔ تم دونوں کا دین کیا ہے؟ اس پر وہ دونوں کہیں گے دیکھو کیا عجیب بات ہے ہمیں پتہ نہیں چل رہا ہے کہ ہمیں تمہارے پاس بھیجا گیا ہے یا تمہیں ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۹۹)

پانچ جملے دنیا کے لئے، پانچ جملے آخرت کے لئے

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے مندرجہ ذیل دس کلمات کو نماز فجر کے وقت (پہلے یا بعد میں) کہا تو وہ شخص ان کلمات کو پڑھتے ہی اللہ تعالیٰ کو اس کے حق میں کافی اور کلمات پڑھنے پر اجر وثواب دیتے ہوئے پائے گا، پہلے پانچ کلمات دنیا سے متعلق ہیں اور باقی پانچ آخرت سے متعلق ہیں۔ دنیا کے پانچ یہ ہیں۔

۱. "حسبی اللہ لدینی": کافی ہے مجھ کو اللہ، میرے دین کے لئے۔"

۲. "حسبی اللہ لما اھمنی." کافی ہے مجھ کو اللہ، میرے کل فکر کے لئے۔

۳. "حسبی اللہ لمن بغیٰ علی": کافی ہے مجھ کو اللہ، اس شخص کیلئے جو مجھ پر زیادتی کرے۔"

۴. "حسبی اللہ لمن حسدنی": کافی ہے مجھ کو اللہ، اس شخص کیلئے جو مجھ پر حسد کرے۔"

۵. "حسبی اللہ لمن کادنی بسوء": کافی ہے مجھ کو اللہ، اس شخص کے لئے جو دھوکہ اور فریب دے مجھے برائی کے ساتھ۔

اور آخرت کے پانچ یہ ہیں:

۱. "حسبی اللہ عند الموت" کافی ہے مجھ کو اللہ، موت کے وقت۔"

۲. "حسبی اللہ عند المسالة فی القبر" کافی ہے مجھ کو اللہ، قبر میں سوال کے وقت۔"

۳. "حسبی اللہ عند المیزان" کافی ہے مجھ کو اللہ، میزان کے پاس (یعنی اس ترازو کے پاس جس میں نامۂ اعمال کا وزن ہوگا)"

۴. "حسبی اللہ عند الصراط" کافی ہے مجھ کو اللہ، پل صراط کے پاس۔

۵. "حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت والیہ انیب"

کافی ہے مجھ کو اللہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے اسی پر توکل کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔" (درمنثور جلد صفحہ ۱۰۳)

استخارہ کا طریقہ اور اس کی دعا

"استخارہ" کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آدمی دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھے۔ نیت یہ کرے کہ میرے سامنے دو راستے ہیں، ان میں سے جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادیں۔ پھر دو رکعت پڑھے اور نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعا پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے۔ یہ بڑی عجیب دعا ہے، پیغمبر ہی یہ دعا مانگ سکتا ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں، اگر انسان ایڑی چوٹی کا زور لگالیتا تو بھی ایسی دعا کبھی نہ کرسکتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی۔ وہ دعا یہ ہے۔

دعا استخارہ: دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا (یہاں پر اس مقصد کا ذکر یا تصور کرے) اَلْاَمْرُ خَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃُ اَمْرِی فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا (یہاں پر اس مقصد کا ذکر یا تصور کرے) اَلْاَمْرُ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃُ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّی وَاصْرِفْنِی عَنْہُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ

استخارہ کا کوئی وقت مقرر نہیں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت ہی کرنا چاہئے یا عشاء کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہئے۔ ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت یہ استخارہ کرلے۔ نہ رات کی کوئی قید ہے، اور نہ دن کی کوئی قید ہے نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے۔

استخارہ کی مختصر دعائیں

اوپر استخارہ کا جو مسنون طریقہ عرض کیا، یہ تو اس وقت ہے جب آدمی کو استخارہ کرنے کی مہلت اور موقع ہو، اس وقت تو دو رکعت پڑھ کر وہ مسنون دعا پڑھے۔ لیکن بسا اوقات انسان کو اتنی جلدی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ اس کو پوری دو رکعت پڑھ کر دعا کرنے کا موقع ہی نہیں ہوتا، اس لئے کہ اچانک کوئی کام سامنے آ گیا اور فوراً اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا ہے۔ اس موقع کے لئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تلقین فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِی﴾۔ (کنز العمال)

اے اللہ! میرے لئے آپ پسند فرما دیجئے کہ مجھے کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ بس یہ دعا پڑھ لے۔ اس کے علاوہ ایک اور دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِی﴾ (صحیح مسلم)

اے اللہ! میری صحیح ہدایت فرمائیے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھئے۔

اسی طرح ایک اور مسنون دعا ہے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِیْ رُشْدِی﴾ (ترمذی)

اے اللہ! جو صحیح راستہ ہے وہ میرے دل پر القا فرما دیجئے۔ ان دعاؤں میں سے جو دعا یاد آ جائے اس کو اسی وقت پڑھ لے۔ اور اگر عربی میں دعا یاد نہ آئے تو اردو ہی میں دعا کرلو کہ یا اللہ! مجھے یہ کشمکش پیش آ گئی ہے آپ مجھے صحیح راستہ دکھا دیجئے۔ اگر زبان سے نہ کہہ سکو تو دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے کہہ دو کہ یا اللہ! یہ مشکل اور یہ پریشانی پیش آ گئی ہے، آپ صحیح راستہ دل میں ڈال دیجئے۔ جو راستہ آپ کی رضا کے مطابق ہو اور جس میں میرے لئے خیر ہو۔

حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کا معمول

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساری عمر یہ عمل کرتے دیکھا کہ جب کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس میں فوراً فیصلہ کرنا ہوتا کہ یہ دو راستے ہیں، ان میں سے ایک راستے کو اختیار کرنا ہے تو آپ اس وقت چند لمحوں کے لئے آنکھ بند کر لیتے، اب جو شخص آپ کی عادت سے واقف نہیں اس کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ آنکھ بند کر کے کیا کام ہو رہا ہے، لیکن حقیقت میں وہ آنکھ بند کر کے ذرا سی دیر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لیتے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کر لیتے کہ یا اللہ! میرے سامنے یہ کشمکش کی بات پیش آ گئی ہے، میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا فیصلہ کروں، آپ میرے دل میں وہ بات ڈال دیجئے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو۔ بس دل ہی دل میں یہ چھوٹا سا اور مختصر سا استخارہ ہو گیا۔

شب قدر کی سات نشانیاں

حدیثوں میں شب قدر کی کچھ نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ جس رات میں وہ نشانیاں پائی جائیں سمجھ لو کہ یہ شب قدر ہے۔

۱۔ سب سے صحیح پہچان شب قدر کی ہے کہ اس رات کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو چودھویں رات کے چاند کی طرح بغیر کرنوں کے عام دنوں سے کسی قدر کم روشن ہوتا ہے۔ (عینی شرح بخاری) یہ پہچان بہت سے لوگوں نے آزمائی ہے اور ہمیشہ پائی جاتی ہے۔

۲۔ وہ رات کھلی ہوئی روشن ہوتی ہے (مسند احمد رواہ العینی)

۳۔ اس رات میں نہ زیادہ ٹھنڈ ہوتی ہے نہ زیادہ گرمی۔ (ابن کثیر)

۴۔ اس رات میں آسمان سے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر ادھر ادھر نہیں جاتے (ابن کثیر)

۵۔ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے بعض بزرگوں سے نقل کیا ہے کہ اس رات میں ہر چیز زمین پر جھک کر سجدہ کرتی ہے اور پھر اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے (عینی)

لیکن یاد رہے کہ یہ چیز ہر ایک کو نظر نہیں آتی، اور شاید بہت سوں کی تو سمجھ میں بھی نہ آئے۔

۶۔بعض علماء کا تجربہ ہے کہ اس رات میں سمندروں، کنوؤں کا کھاری پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔(العرف الشذی)

کچھ تعجب کی بات نہیں، اس رات میں رحمت الٰہی کی موسلا دھار بارشوں کا اثر اس قسم کی چیزوں میں بھی ظاہر ہو جائے لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ ہمیشہ اور ہر جگہ ہی ہوا کرے۔

۷۔بعض لوگوں کو کوئی خاص قسم کی روشنی وغیرہ بھی نظر آتی ہے، لیکن وہ اپنے اپنے حالات پر ہے، یہ کوئی خاص نشانی نہیں ہے، عام لوگوں کو اس کے چکر میں نہ پڑنا چاہئے۔(رمضان کیا ہے؟)

شب قدر کے اعمال اور تلاوت کا ثواب

حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی (ترمذی وفی المشکوۃ)

ترجمہ: ''اے اللہ! تو بے شک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو، پس معاف فرمادے مجھ سے بھی'' (ترمذی، مشکوۃ)

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ شب قدر ہزار مہینوں کے نیک اعمال سے (درجہ) میں بہتر ہے ایک حرف کی تلاوت کا ثواب شب قدر میں ساٹھ ہزار گنا ہے، اگر کوئی شب قدر میں بیت اللہ کی تلاوت کرے تو کم از کم چھ ارب ثواب ملیں گے اور کوئی شب قدر میں مسجد حرام میں پورا قرآن تلاوت کرے تو اس کو دو نیل چار پدم چوالیس کھرب ثواب ملیں گے اور اگر کوئی بیت اللہ میں لیلۃ القدر میں بحالت امام پورا قرآن تلاوت کرتا ہے تو اس کو پانچ سنکھ اکیاون نیل، نڑنوے پدم اٹھاسی کھرب نیکیاں ملیں گی۔

گناہ گاروں کو تین چیزوں کی ضرورت ہے

۱۔ایک تو اللہ تعالیٰ کی معافی کی تاکہ عذاب سے نجات پائیں۔

۲۔دوسرے پردہ پوشی کی تاکہ رسوائی سے بچیں۔

۳۔تیسرے عصمت کی تاکہ وہ دوبارہ گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔(تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۳۸۵)

قید سے چھٹکارے کا نبوی نسخہ

سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ حضرت عوف اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکے حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کافروں کی قید میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے کہلوادو کہ بکثرت **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ** پڑھتے رہیں۔

ایک دن اچانک بیٹھے بیٹھے ان کی قید کھل گئی اور یہ وہاں سے نکل بھاگے اور ان لوگوں کی ایک اونٹنی ہاتھ لگ گئی جس پر سوار ہو لئے، راستے میں ان کے اونٹوں کے ریوڑ ملے انہیں اپنے ساتھ ہنکالائے۔ وہ لوگ پیچھے دوڑے لیکن یہ کسی کے ہاتھ نہ لگے سیدھے اپنے گھر آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی باپ نے آواز سن کر فرمایا اللہ کی قسم! یہ تو سالم ہے، ماں نے کہا ہائے وہ کہاں! وہ تو قید و بند کی مصیبتیں جھیل رہا ہوگا۔ اب دونوں ماں باپ اور خادم دروازے کی طرف دوڑے دروازہ کھولا، دیکھا تو ان کے لڑکے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تمام انگنائی اونٹوں سے بھری پڑی ہے، پوچھا کہ یہ اونٹ کیسے ہیں؟ انہوں نے واقعہ بیان کیا تو فرمایا اچھا ٹھہرو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بابت مسئلہ دریافت کر آؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب تمہارا ہے جو چاہو کرو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۳۷۶)

مصائب سے نجات اور مقاصد کے حصول کا مجرب نسخہ

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصیبت سے نجات اور حصول مقصد کے لئے یہ تلقین فرمائی کہ کثرت کے ساتھ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ** پڑھا کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دینی اور دنیاوی ہر قسم کے مصائب اور مضرتوں سے بچنے اور منافع و مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کلمہ کی کثرت بہت مجرب عمل ہے۔ اور اس کثرت کی مقدار حضرت مجدد رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتلائی ہے کہ روزانہ پانچ سو مرتبہ یہ کلمہ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ** پڑھا کرے، اور سو مرتبہ درود شریف اس کے اول اور آخر میں پڑھ کر اپنے مقصد کے لئے دعا کیا کرے۔ (معارف القرآن جلد ۸ صفحہ ۴۸۸)

تلاوتِ قرآن کے وقت خاموش نہ رہنا کفار کا شیوہ ہے

''اور کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت، اور اس کے بیچ میں غل مچا دیا کرو، شاید تم ہی غالب رہو۔'' (سورۂ حٰم السجدہ: آیت ۲۶)

آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن میں خلل ڈالنے کی نیت سے شور وغل کرنا کفر کی علامت ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاموش ہو کر سننا واجب اور ایمان کی علامت ہے۔ آج کل ریڈیو پر تلاوت قرآن پاک نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ ہر ہوٹل اور مجمع کے موقع میں ریڈیو کھولا جاتا ہے، جس میں قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو، اور ہوٹل والے خود اپنے دھندوں میں لگے رہتے ہیں اور کھانے پینے والے اپنے شغل میں، اس کی صورت وہ بن جاتی ہے جو کفار کی علامت تھی۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائیں کہ یا تو ایسے مواقع میں تلاوت قرآن کے لئے ریڈیو نہ کھولیں، اگر کھولنا ہے اور برکت حاصل کرنا ہے تو چند منٹ سب کام بند کر کے خود بھی اس طرف متوجہ ہو کر سنیں اور دوسروں کو بھی اس کا موقع دیں۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۶۴۷)

جمعہ کے روز پہلے آنیوالے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اول وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد دوم نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی، اس کے بعد آنے والے کی مثال مرغی پیش کرنے والے کی، اس کے بعد آنے والے کی مثال انڈا پیش کرنے والے کی۔

پھر جب امام خطبہ کے لئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

پرانے ہوں تو ایسے ہوں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر کھڑے رو رہے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا میں نے ایک حدیث سنی تھی کہ اللہ پاک ایسے لوگوں کو پسند کرتا ہے جو متقی ہوں اور چھپے ہوئے ہوں ایسے کہ اگر مجلس میں آئیں تو کوئی ان کو نہ پہچانے، اور اگر مجلس میں نہ ہوں تو کوئی نہ ڈھونڈے کہ فلاں صاحب کہاں گئے؟ مجلس میں کیوں نہ آئے؟ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں، ہر فتنہ سے محفوظ رہیں گے...... پرانے ہوں تو ایسے ہوں کام خوب کریں تعلق مع اللہ بہت ہو۔ مگر چھپے ہوئے ہوں، زمین پر زیادہ لوگ نہ پہچانتے ہوں۔ آسمان پر سب جانتے ہوں۔ "**اللھم اجعلنا منھم و معھم**" (حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ ۷۸۵)

عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کے درمیان نوک جھونک

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ خالد ہمیشہ مجھ سے تو تو میں میں کرتے رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ نہ کہو اس لئے کہ یہ بدری ہیں، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ حضرت! یہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے بھی کوستے رہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عوف سے فرمایا کہ خالد کو کچھ نہ کہو اس لئے کہ یہ اللہ کی تلوار ہے۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تعریف کر دی، دونوں کو نبھا بھی لیا۔ ساتھیوں کی آپس میں تو تو میں میں ہو جائے تو ذمہ دار دونوں کی تعریف کرے اور دونوں کو نبھا لے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ ۴۸۴)

بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اس کا علاج

بچوں کی بدتمیزی اور نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کیساتھ اپنا معاملہ درست کریں اور تین بار سورۂ فاتحہ پانی پر دم کر کے بچے کو پلایا کریں۔ (آپکے مسائل جلد۷ صفحہ ۲۰۸)

حسن سلوک

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے تشریف لے جانے کا وقت قریب آیا تو حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمیں وصیت فرمادیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہاجرین میں سے جو سابقین اولین ہیں میں تمہیں ان کے ساتھ اوران کے بعد ان کے اولاد کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں اگر تم اس وصیت پر عمل نہیں کروگے تو تمہارا نفلی عمل قبول ہوگا اور نہ فرض عمل قبول ہوگا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ ۴۸۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شلوار استعمال کی ہے اسکی دلیل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار درہم میں ایک شلوار خریدی میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ یہ شلوار پہنیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں دن رات سفر وحضر میں پہنوں گا۔ کیونکہ مجھے ستر ڈھانکنے کا حکم دیا گیا ہے اور مجھے اس سے زیادہ ستر ڈھانکنے والی کوئی چیز نہ ملی۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ ۷۰۷)

خوش نصیب صحابی

معاویہ بن معاویہ لیثی انصاریؓ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو لے کر مدینہ آئے، ان کے جنازہ کو لے کر تبوک روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جنازہ کی نماز تبوک میں پڑھی اور جنازہ واپس مدینہ لایا گیا اور تدفین بقیع میں ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ اعزاز کیوں ملا؟ فرمایا کہ کثرت سے سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے اس لئے یہ اعزاز ملا ہے۔ (تفسیر رازی فی تفسیر قل ھو اللہ احد)

طالب اولاد کے لئے مجرب عمل

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اگر آپ اولاد سے محروم ہیں تو یہ آیت اکتالیس دن تک روزانہ تین سو دفعہ کسی بھی چیز پر دم کر کے آدھی خاوند اور آدھی بیوی کھائے۔

میت پر رونے والی کو عذاب

نوحہ کرنے والی نے اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرلی، تو اسے قیامت کے دن گندھک کا کرتا اور کھجلی کا دوپٹہ پہنایا جائے گا۔ مسلم شریف میں بھی یہ حدیث ہے اور یہ بھی روایت میں ہے کہ وہ جنت دوزخ کے درمیان کھڑی کی جائے گی، گندھک کا کرتا ہوگا اور منہ پر آگ کھیل رہی ہوگی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد۳ صفحہ ۸۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعاء

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ارادہ کرتے کہ کسی مردے کو زندہ کریں تو دو رکعت نماز پڑھتے، پہلی رکعت میں "تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ الخ" اور دوسری رکعت میں "الم تنزیل" پڑھتے پھر اللہ کی حمد وثناء کرتے۔ پھر یہ سات اسماء باری پڑھتے: "یَا قَدِیْمُ، یَا خَفِیُّ، یَا دَائِمُ، یَا فَرْدُ، یَا وِتْرُ، یَا اَحَدُ، یَا صَمَدُ" اور اگر کوئی سخت پریشانی لاحق ہوجاتی تو یہ سات نام لے کر دعاء کرتے۔

"یَا حَیُّ، یَا قَیُّوْمُ، یَا اَللّٰهُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَا نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا رَبِّ" یہ سب زبردست اثر والے نام ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد۲ صفحہ ۳۶)

دل کی بیماری کو دور کرنے کا نبوی نسخہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں بیمار ہوا میری عیادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک میری ساری چھاتی میں پھیل گئی، پھر فرمایا کہ اسے دل کا دورہ پڑا ہے اسے حارث بن کلدہ کے پاس لے جاؤ جو ثقیف میں مطب کرتا ہے، حکیم کو چاہئے کہ وہ مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں گٹھلیوں سمیت کوٹ کر اسے کھلا دے۔

فائدہ: کھجور کے فوائد کے بارے میں یہ حدیث بڑی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ طب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی مریض کے دل کے دورہ کی تشخیص کی گئی۔ (مسند احمد)

مردوں اور عورتوں کے غصہ اور لڑائی میں فرق

مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اس واسطے ان کی ناراضگی اور غصہ کا اثر مارنے پیٹنے چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور عورتوں کی فطرت میں حیا و برودت رکھی گئی ہے اس واسطے ناراضگی کا اثر ظاہر نہیں ہوتا ورنہ درحقیقت ناراضگی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہیں۔ پس ان کو ایسے موقع پر بھی غصہ آجاتا ہے جہاں مردوں کو نہیں آتا کیونکہ ان کی عقل میں نقصان ہے تو ان کے غصہ کے مواقع بھی زیادہ ہیں۔

اس کے علاوہ چیخنے چلانے کی نسبت میٹھا غصہ دیرپا ہوتا ہے اور چیخنے چلانے والوں کا غصہ ابال کی طرح سے اٹھ کر دب جاتا ہے اور میٹھا غصہ دل کے اندر جمع رہتا ہے، اس کو کینہ کہتے ہیں، کینہ کا منشاء غصہ ہے سو ایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ ہے تو میٹھے غصے میں دو عیب ہیں اور کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے اور بات بہانہ اور رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے۔ اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے اور میٹھا غصہ عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے تو عورتوں کا غصہ ہزاروں گناہوں کا سبب ہے مردوں کا غصہ ایسا نہیں ہے مردوں کا غصہ جوشیلا اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔ (غوائل الغضب صفحہ ۲۲ تحفۂ زوجین صفحہ ۱۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھ نصیحتیں

۱۔ جو آدمی زیادہ ہنستا ہے، اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو مذاق زیادہ کرتا ہے لوگ اس کو ہلکا اور بے حیثیت سمجھتے ہیں۔

۳۔ جو باتیں زیادہ کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔

۴۔ جس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس کی حیا کم ہو جاتی ہے۔

۵۔ جس کی حیا کم ہو جاتی ہے اس کی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔

۶۔ جسکی پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

(حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۵۶۲)

عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں:

۱۔ ایک عورت تو وہ ہے جو پاک دامن، مسلمان، نرم طبیعت، محبت کرنے والی، زیادہ بچے دینے والی ہو، اور زمانہ کے فیشن کے خلاف اپنے گھر والوں کی مدد کرتی ہو (سادہ رہتی ہو) اور گھر والوں کو چھوڑ کر زمانہ کے فیشن پر نہ چلتی ہو لیکن تمہیں ایسی عورتیں کم ملیں گی۔

۲۔ دوسری وہ عورت ہے جو خاوند سے بہت مطالبہ کرتی ہو اور بچے جننے کے علاوہ اس کا اور کوئی کام نہیں۔ ۳۔ تیسری وہ عورت ہے جو خاوند کے گلے کا طوق ہو اور جوں کی طرح چمٹی ہوئی ہو (یعنی بداخلاق بھی ہو اور اس کا مہر بھی زیادہ ہو جس کی وجہ سے اس کا خاوند اسے چھوڑ نہ سکتا ہو) ایسی عورت کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتے ہیں ڈال دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اس کی گردن سے اتار لیتے ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۵۶۲)

نیند اگر نہ آئے تو یہ دعا پڑھیں

مسند احمد میں ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعا سکھاتے تھے کہ نیند اچاٹ ہو جانے کے مرض کو دور کرنے کے لئے ہم سوتے وقت پڑھا کریں۔

"بِسْمِ اللهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنَ وَاَنْ يَّحْضِرُوْنَ."

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دستور تھا کہ اپنی اولاد میں سے جو ہوشیار ہوتے ان کو یہ دعا سکھادیا کرتے اور جو چھوٹے نا سمجھ ہوتے یاد نہ کر سکتے ان کے گلے میں اس دعا کو لکھ کر لٹکا دیتے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنَ وَاَنْ يَّحْضِرُوْنَ، فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱۷)

اولاد کی حیات اور مصیبت سے نجات کا نسخہ

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ۝

اگر کسی شخص کی اولاد مر جاتی ہو زندہ نہ رہتی ہو یا وہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا رہتا ہو تو اس آیت کو روزانہ صبح وشام گیارہ دفعہ پڑھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پانچ نصیحتیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتوں کی وصیت کی ہے۔ فرمایا: ۱۔ اے انس! کامل وضو کرو تمہاری عمر بڑھے گی۔

۲۔ جو میرا امتی ملے سلام کرو نیکیاں بڑھیں گی۔

۳۔ گھر میں سلام کر کے جایا کرو گھر کی خیریت بڑھے گی۔

۴۔ چاشت کی نماز پڑھتے رہو تم سے اگلے لوگ جو اللہ والے بن گئے تھے ان کا یہی طریقہ تھا۔

۵۔ اے انس! چھوٹوں پر رحم کرو، بڑوں کی عزت وتوقیر کرو، تو قیامت کے دن میرا ساتھی ہوگا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۵۲۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تین نصیحتیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو! ابوبکر! تین چیزیں بالکل برحق ہیں۔

۱۔ جس پر کوئی ظلم کیا جائے اور وہ اس سے چشم پوشی کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اسے عزت دے گا۔ اور اس کی مدد کرے گا۔

۲۔ جو شخص سلوک اور احسان کا دروازہ کھولے گا اور صلح رحمی کے ارادے سے لوگوں کو دیتا رہے گا اللہ تعالیٰ اسے برکت دے گا اور زیادہ عطا فرمائے گا۔

۳۔ اور جو شخص مال بڑھانے کے لئے سوال کا دروازہ کھول لے گا اس سے مانگنا پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے ہاں بے برکتی کر دے گا اور کمی میں ہی اسے مبتلا رکھے گا۔ یہ روایت ابوداؤد میں بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۲۳)

دنیا کے ہر انار میں جنت کا ایک دانہ ہوتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انار کے ایک دانہ کو اٹھایا اور اس کو کھا لیا ان سے کہا گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیوں کیا؟ فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زمین کے ہر انار میں جنت کے دانوں میں سے ایک دانہ ڈالا جاتا ہے شاید کہ یہ وہی ہو۔ (طبرانی بسند صحیح)

فائدہ: اس ارشاد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بھی روایت کیا گیا ہے۔

(الطب النبوی، کنز العمال)

دعاء کی قبولیت کے لئے چند کلمات

حضرت سعید بن میبّب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مسجد میں آرام کر رہا تھا اچانک غیب سے آواز آئی اے سعید! مندرجہ ذیل کلمات پڑھ کر تو جو دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ، مَاتَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ یَّکُوْنَ"

فائدہ: حضرت سعید بن میبّب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان جملوں کے بعد میں نے جو دعا مانگی ہے وہ قبول ہوئی ہے۔ (روح المعانی)

حاصلِ تصوف

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ تمام سلوک اور تصوف کا حاصل صرف یہ ہے کہ اطاعت کے وقت ہمت کر کے طاعت کو بجالائے، اور معصیت کے تقاضہ کے وقت ہمت کر کے معصیت سے رک جائے، اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے محفوظ رہتا ہے، ترقی کرتا ہے۔ (کشکول معرفت صفحہ ۵۲۳)

پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرید کو خلافت دی اور فرمایا کہ فلاں مقام پر جا کر دین کی تبلیغ و اشاعت کرو، چلتے چلتے مرید نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرما دیجئے، شیخ نے فرمایا کہ دو باتوں کی نصیحت کرتا ہوں:

۱۔ کبھی خدائی کا دعویٰ مت کرنا۔ ۲۔ نبوت کا دعویٰ نہ کرنا۔

وہ حیران ہوا کہ میں برسہا برس آپ کی صحبت میں رہا، کیا اب بھی یہ احتمال اور خطرہ تھا کہ میں خدائی اور نبوت کا دعویٰ کروں گا؟ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدائی اور نبوت کے دعویٰ کا مطلب سمجھ لو پھر بات کرو۔ خدا کی ذات وہ ہے کہ جو کہہ دے وہ اٹل ہوتا ہے اس سے اختلاف نہیں ہوسکتا۔ جو انسان اپنی رائے کو اس درجہ میں پیش کرے کہ وہ اٹل ہو۔ اس کے خلاف نہ ہو سکے تو اس کو خدائی کا دعویٰ ہوگا۔

اور نبی وہ ہے جو زبان سے فرمائے وہ سچی بات ہے کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتا جو شخص اپنے قول کے بارے میں کہے کہ یہ اتنی سچی بات ہے کہ اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا وہ در پردہ نبوت کا مدعی ہے کہ میری بات غلط ہو ہی نہیں سکتی حالانکہ یہ اس کی ذاتی رائے ہے۔ (حکایتوں کا گلدستہ)

بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے پر اجر وثواب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑا محبت کے طور پر، اللہ تعالیٰ اس کے لئے پانچ نیکیاں لکھتے ہیں، اگر اس سے معانقہ کیا تو دس نیکیاں، اگر بوسہ لیا تو بیس نیکیاں پھر اگر قربت کرے تو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ پس جب فارغ ہوکر غسل کرے پس اس وقت بدن کی جس جگہ سے پانی بہے اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کا درجہ بلند ہوتا ہے اور اس کو اس غسل پر دنیا و مافیہا سے زیادہ عطا کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کیوجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو میرے اس بندے کو ٹھنڈی رات میں اٹھا جنابت سے پاک ہونے کے لئے، اور یقین کرتا ہے کہ میں اس کا رب ہوں اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس کو معاف کر دیا۔'' (البرکۃ صفحہ ۵۶)

ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ غالباً سورۂ یوسف میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں میں نے اپنی تمام عمر میں یہ تجربہ کیا ہے کہ انسان اپنے کسی کام میں جب غیر اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اعتماد کرتا ہے تو یہ اس کے لئے محنت و مشقت اور سختی کا سبب بن جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اور مخلوق کی طرف نگاہ نہیں کرتا تو یہ کام ضرور بالضرور نہایت حسن وخوبی کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے۔

یہ تجربہ ابتدائے عمر سے لے کر آج تک (جب کہ میری عمر ستاون سال کی ہے) برابر کرتا رہا اور اب میرے دل میں یہ بات راسخ ہے کہ انسان کے لئے بجز اس کے چارہ نہیں ہے کہ اپنے ہر کام میں حق تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان پر نگاہ رکھے اور دوسری چیز پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ (حیات فخر صفحہ ۳۸)

بدبختی کی چار علامتیں

۱۔ آنکھوں سے آنسو کا جاری نہ ہونا۔ ۲۔ دل کی سختی۔

۳۔ طول امل یعنی لمبی امیدیں باندھا۔ ۴۔ دنیا کی حرص۔ (معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

بعض جانور جنت میں جائیں گے

علامہ سید احمد حموی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ دس جانور جنت میں جائیں گے۔

۱۔ ناقۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ ناقۂ صالح علیہ السلام
۳۔ عجل ابراہیم علیہ السلام ۴۔ کبش اسماعیل علیہ السلام
۵۔ بقرۂ موسیٰ علیہ السلام ۶۔ حوتِ یونس علیہ السلام
۷۔ حمار عزیر علیہ السلام ۸۔ نملۂ سلیمان علیہ السلام
۹۔ ہدہد سلیمان علیہ السلام ۱۰۔ کلب اصحاب کہف

مشکوۃ الانوار میں لکھا ہے کہ ان کا بھی حشر ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۵ صفحہ ۳۷۲)

منت ماننے کی شرائط

قرآن مجید ختم کروانے کی منت لازم نہیں ہوتی، شرعاً منت جائز ہے مگر منت ماننے کی چند شرائط ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی منت مانی جائے، غیر اللہ کے نام کی منت جائز نہیں بلکہ گناہ ہے۔

۲۔ منت صرف عبادت کے کام کی صحیح ہے، جو کام عبادت نہیں ہے اس کی منت بھی صحیح نہیں۔

۳۔ عبادت بھی ایسی ہو کہ اس طرح کی عبادت کبھی فرض یا واجب ہوئی ہے جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ، ایسی عبادت کہ اس کی جنس کبھی فرض واجب نہیں اس کی منت بھی صحیح نہیں چنانچہ قرآن خوانی کی منت مانی ہو تو لازم نہیں ہوتی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۴۱۹)

چار صفتیں پیدا کیجئے

مسند احمد میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ چار باتیں جب تجھ میں ہوں۔ پھر اگر ساری دنیا بھی فوت ہو جائے تو تجھے نقصان نہیں (۱) امانت کی حفاظت (۲) بات کی صداقت (۳) حسن اخلاق (۴) اور حلال روزی۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۲۸۴)

الکحل کا استعمال

سوال: یہاں مغربی ممالک میں اکثر دواؤں میں ایک فیصد سے لے کر پچیس فیصد تک ''الکحل'' شامل ہوتا ہے۔ اس قسم کی دوائیاں عموماً نزلہ، کھانسی اور گلے کی خراش جیسی معمولی بیماریوں میں استعمال ہوتی ہیں اور تقریباً ۹۰ فیصد دواؤں میں الکحل ضرور شامل ہوتا ہے۔ اب موجودہ دور میں الکحل سے پاک دواؤں کو تلاش کرنا مشکل، بلکہ ناممکن ہو چکا ہے ان حالات میں ایسی دواؤں کے استعمال کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ مسئلہ پیش آرہا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے اس لئے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دوا کے حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو۔ (فتح القدیر جلد ۸ صفحہ ۱۶)

دوسری طرف دواؤں میں جو الکحل ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چیڑ، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے۔

لہٰذا دواؤں میں استعمال ہونے والی الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کی گئی ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دوا کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے، اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر الکحل انگور اور کھجور ہی سے حاصل کی گئی ہے تو پھر وہ دوا کا استعمال ناجائز ہے البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے۔ (سلسلۂ فقہی مقالات مولانا تقی عثمانی)

سفر کے مسنون اعمال

رفیق سفر: سفر میں دو آدمیوں کا جانا مسنون ہے۔ ایک آدمی کا جانا بہتر نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت یا مجبوری ہو تو ایک آدمی کے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

آغاز سفر کا دن: جمعرات اور ہفتہ کے دن سفر شروع کرنا سنت ہے۔

قیام کرنا: سفر میں ٹھہرنے کی سنت یہ ہے کہ راستے کے درمیان جہاں مسافروں کے چلنے کی جگہ ہو وہاں نہ ٹھہرے بلکہ ایک طرف ہٹ کر ٹھہرے۔

فوراً واپس لوٹ آنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس مقصد کے لئے سفر کیا تھا جب وہ حاصل ہو جائے تو واپس لوٹ آئے۔ بلا ضرورت سفر میں نہیں رہنا چاہئے۔"

گھر واپسی کی اطلاع دے: اگر کہیں دور سفر پر گیا تھا تو اچانک گھر نہ چلا جائے بلکہ پہلے آنے کی خبر کر دے پھر کچھ ٹھہر کر جائے۔ اگر رات کو تاخیر سے واپس آؤ تو رات ہی کو گھر نہ چلے جاؤ بلکہ کہیں (قریب) ٹھہر کر صبح کو گھر جاؤ۔ لیکن اگر گھر والوں کو آنے کی خبر ہو اور وہ لوگ انتظار میں ہوں تو رات ہی کو جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ طریقے سنت کے ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں ملتی ہیں۔

گھر سے پہلے مسجد: سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل پڑھنا سنت ہے۔ سفر میں کتا اور کھونگرو ساتھ نہ رکھنا بھی سنت ہے ورنہ شیطان پیچھے لگ جاتا ہے اور سفر بے برکت ہو جاتا ہے۔

نیت میں بھی اجر ہے

ایک صاحب نے گھر تعمیر کروایا اور اس میں روشن دان بھی رکھے پھر اپنے گھر ایک بزرگ کو حصول برکت اور دعا کی غرض سے لے گئے بزرگ نے پوچھا، مکان میں روشن دان کیوں بنوائے؟ انہوں نے جواب دیا ان کے ذریعہ روشنی اندر آتی ہے بزرگ نے کہا یہ نیت کیوں نہ کی کہ اس کے ذریعے اذان کی آواز آئے گی، روشنی اور ہوا تو یوں ہی آجاتی ہے۔ (حکایات رومی: صفحہ ۸۹)

غریبی اور خوشحالی

غریبی آتی ہے سات چیزوں کے کرنے سے

۱۔ جلدی جلدی نماز پڑھنے سے۔ ۲۔ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے۔
۳۔ پیشاب کرنے کی جگہ وضو کرنے سے۔ ۴۔ کھڑے ہوکر پانی پینے سے۔
۵۔ منہ سے چراغ بجھانے سے۔ ۶۔ دانت سے ناخن کاٹنے سے۔
۷۔ دامن یا آستین سے منہ صاف کرنے سے۔

خوشحالی آتی ہے سات چیزوں کے کرنے سے

۱۔ قرآن کی تلاوت کرنے سے۔ ۲۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھنے سے۔
۳۔ خدا کا شکر ادا کرنے سے۔ ۴۔ غریبوں اور مجبوروں کی مدد کرنے سے۔
۵۔ گناہوں سے معافی مانگنے سے۔
۶۔ ماں، باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے۔
۷۔ صبح کے وقت سورہ یٰسین اور شام کے وقت سورۂ واقعہ پڑھنے سے۔ (تعمیر حیات صفحہ ۲۳، ۲۵ ستمبر ۲۰۰۰ء)

برائے حفظ وحافظہ

۱۔ سورۂ الم نشرح لکھ کر پانی میں گھول کر پلانا حفظ قرآن کیلئے اور تحصیل علم کے لئے خاص ہے۔
۲۔ جن کا حافظہ کمزور ہو وہ سات دن تک ان آیات کریمہ کو روٹی کے ٹکڑوں پر لکھ کر کھالیا کریں اس طرح کہ
ہفتہ کو یہ آیت لکھ کر کھائے ''فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ'' (سورہ مومنون: آیت ۱۱۶)
اور اتوار کے روز یہ لکھے: ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا'' (سورۂ طٰہٰ: آیت ۱۱۴)
پیر کے روز یہ لکھے: ''سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى'' (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۶)
منگل کے روز یہ لکھے: ''اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى'' (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۷)
بدھ کے روز یہ لکھے: ''لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ'' (سورالقیمۃ آیت ۱۶)
جمعرات کے روز یہ لکھے: ''اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ'' (سورۃ القیمۃ آیت ۱۷)
جمعہ کو یہ لکھے: ''فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ'' (سورۃ القیمۃ آیت ۱۸)
صبح کے وقت باوضو لکھ کر کھلائیں ان شاءاللہ حافظہ قوی ہوگا۔ (فلاح دارین، حوالہ خزانہ اعمال صفحہ ۱۷)

تہمت کی عبرتناک سزا

زرقانی (شرح موطا امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ) میں ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے گردونواح میں ایک ڈیرے پر ایک عورت فوت ہوجاتی ہے تو دوسری اسے غسل دینے لگی، جو غسل دے رہی تھی جب اس کا ہاتھ مری ہوئی عورت کی ران پر پہنچا تو اس کی زبان سے نکل گیا میری بہنو! (جو دو چار ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں) یہ جو عورت آج مرگئی ہے اس کے تو فلاں آدمی کے ساتھ خراب تعلقات تھے۔

غسل دینے والی عورت نے جب یہ کہا تو قدرت کی طرف سے گرفت آگئی اس کا ہاتھ ران پر چمٹ گیا جتنا کھینچتی ہے وہ جدا نہیں ہوتا زور لگاتی ہے مگر ران ساتھ ہی آتی ہے دیر لگ گئی، میت کے ورثاء کہنے لگے بی بی! جلدی غسل دو، شام ہونے والی ہے، ہم کو جنازہ پڑھ کر اس کو دفنانا بھی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ میں تو تمہارے مردے کو چھوڑتی ہوں مگر وہ مجھے نہیں چھوڑتا، رات پڑ گئی، مگر ہاتھ یوں ہی چمٹا رہا دن آگیا پھر ہاتھ چمٹا رہا اب مشکل بنی تو اس کے ورثاء علماء کے پاس گئے۔ ایک مولوی سے پوچھتے ہیں مولوی صاحب! ایک عورت دوسری عورت کو غسل دے رہی تھی تو اس کا ہاتھ اس میت کی ران کے ساتھ چمٹا رہا اب کیا کیا جائے؟ وہ فتویٰ دیتا ہے کہ چھری سے اس کا ہاتھ کاٹ دو! غسل دینے والی عورت کے وارث کہنے لگے ہم تو اپنی عورت کو معذور کرانا نہیں چاہتے ہم اس کا ہاتھ نہیں کاٹنے دیں گے۔

انہوں نے کہا فلاں مولوی کے پاس چلیں اس سے پوچھا تو کہنے لگا چھری لے کر مری ہوئی عورت کا گوشت کاٹ دیا جائے مگر اس کے ورثاء نے کہا کہ ہم اپنا مردہ خراب کرنا نہیں چاہتے۔ تین دن اور تین رات اسی طرح گزر گئے گرمی بھی تھی، دھوپ بھی تھی، بدبو پڑنے لگی، گردونواح کے کئی کئی دیہاتوں تک خبر پہنچ گئی۔ انہوں نے سوچا کہ یہاں مسئلہ کوئی حل نہیں کرسکتا، چلو مدینہ منورہ میں، وہاں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت قاضی القضاۃ کی حیثیت میں تھے۔ وہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے حضرت! ایک عورت مری پڑی تھی دوسری اسے غسل دے رہی تھی اس کا ہاتھ اس کی ران کے ساتھ چمٹ گیا چھوٹتا ہی نہیں تین دن ہوگئے کیا فتویٰ ہے؟

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہاں مجھے لے چلو، وہاں پہنچے اور چادر کی آڑ میں پردے کے اندر کھڑے ہوکر غسل دینے والی عورت سے پوچھا بی بی! جب تیرا ہاتھ چمٹا تھا تو تو نے زبان سے کوئی بات تو نہیں کہی تھی؟ وہ کہنے لگی میں نے اتنا کہا تھا کہ یہ جو عورت مری ہے اس کے فلاں مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا بی بی! جو تو نے تہمت لگائی ہے کیا اس کے چار چشم دید گواہ تیرے پاس ہیں؟ کہنے لگی نہیں پھر فرمایا: کیا اس عورت نے خود تیرے سامنے اپنے بارے میں اقرار جرم کیا تھا؟ کہنے لگی نہیں۔ فرمایا: پھر تو نے کیوں تہمت لگائی؟ اس نے کہا میں نے اس لئے کہہ دیا تھا کہ وہ گھڑا اٹھا کر اس کے دروازے سے گزر رہی تھی...... یہ سن کر امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہیں کھڑے ہوکر پورے قرآن میں نظر دوڑائی پھر فرمانے لگے۔ قرآن پاک میں آتا ہے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾ (سورۃ النور: آیت ۴) جو عورتوں پر ناجائز تہمتیں لگا دیتے ہیں پھر ان کے پاس چار گواہ نہیں ہوتے تو ان کی سزا ہے کہ ان کو اسی کوڑے مارے جائیں، تو نے ایک مردہ عورت پر تہمت لگائی، تیرے پاس کوئی گواہ نہیں تھا، میں وقت کا قاضی القضاۃ حکم کرتا ہوں جلادو! اسے مارنا شروع کردو، جلادوں نے اسے مارنا شروع کردیا وہ کوڑے مارے جارہے ہیں، ستر کوڑے مارے مگر ہاتھ یوں ہی چمٹا رہا۔ چھتر کوڑے مارے گئے مگر ہاتھ پھر بھی یوں ہی چمٹا رہا، اناسی کوڑے مارے تو ہاتھ پھر بھی نہ چھوٹا جب اسی واں کوڑا لگا تو اسکا ہاتھ خود بخود چھوٹ کر جدا ہوگیا۔

بازار میں بھی دعا قبول ہوتی ہے

حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بازار میں دو آدمیوں کی آپس میں ملاقات ہوئی ایک نے دوسرے سے کہا لوگ اس وقت اللہ سے غافل ہیں آؤ ہم اللہ سے مغفرت طلب کریں چنانچہ ہر ایک نے ایسا کیا، پھر دونوں میں سے ایک کا انتقال ہوگیا دوسرے دن اسے خواب میں دیکھا تو اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب شام کو بازار میں ہماری ملاقات ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہماری مغفرت کردی تھی۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۴۳)

تکبر کے ایک جملہ نے خوبصورت کو بدصورت اور پست قد کر دیا

نوفل بن ماحق کہتے ہیں کہ نجران کی مسجد میں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا بڑا لمبا چوڑا بھرپور جوانی کے نشہ میں چور گٹھے ہوئے بدن والا، بانکا ترچھا، اچھے رنگ و روغن والا خوبصورت شکل...... میں نگاہیں جما کر اس کے جمال و کمال کو دیکھنے لگا تو اس نے کہا کیا دیکھ رہے ہو؟

میں نے کہا: آپ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کر رہا ہوں اور تعجب ہو رہا ہے، اس نے جواب دیا، تو ہی کیا! خود اللہ تعالیٰ کو بھی تعجب ہو رہا ہے۔ نوفل کہتے ہیں کہ اس کلمہ کے کہتے ہی وہ گھٹنے لگا اور اس کا رنگ و روپ اڑنے لگا اور قد پست ہونے لگا یہاں تک کہ بقدر ایک بالشت کے رہ گیا جسے اس کا کوئی قریبی رشتہ دار آستین میں ڈال کر لے گیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۲۳)

سب سے زیادہ محبوب عمل

حضرت عصمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل سبحۃ الحدیث ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند عمل تحریف ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! سبحۃ الحدیث کیا ہے؟ فرمایا سبحۃ الحدیث یہ ہے کہ لوگ باتیں کر رہے ہوں اور ایک آدمی تسبیح و تہلیل اور اللہ کا ذکر کر رہا ہو...... پھر ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! تحریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تحریف یہ ہے کہ لوگ خیریت سے ہوں اچھے حال پر ہوں، اور کوئی پڑوسی یا ساتھی پوچھے تو یوں کہہ دے کہ ہم برے حال میں ہیں۔

حضرت ابوادریس خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم لوگوں کے ساتھ بیٹھتے ہو تو لوگ لامحالہ باتیں شروع کر دیتے ہیں لہٰذا جب تم دیکھو کہ لوگ اللہ سے غافل ہو گئے ہیں تو تم اس وقت اپنے رب کی طرف پورے ذوق وشوق سے متوجہ ہو جاؤ...... ولید راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حدیث کو ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ بات ٹھیک ہے اور مجھے حضرت ابوطلحہ حکیم بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا کرتے تھے کہ مقبول دعا کی نشانی یہ ہے کہ جب تم لوگوں کو غافل دیکھو تو اس وقت تم اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۴۳)

صلۂ رحمی کے فوائد

ہمارے آقا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

۱۔صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے۔ ۲۔مال بڑھتا ہے۔ ۳۔عمر بڑھتی ہے۔

۴۔رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔ ۵۔آدمی بری موت نہیں مرتا۔

۶۔اس کی مصیبتیں اور آفتیں ٹلتی رہتی ہیں۔ ۷۔ملک کی آبادی اور سرسبزی بڑھتی ہے۔

۸۔گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ ۹۔نیکیاں قبول کی جاتی ہیں۔

۱۰۔جنت میں جانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔

۱۱۔صلہ رحمی کرنے والے سے اللہ اپنا رشتہ جوڑتا ہے۔

۱۲۔جس قوم میں صلہ رحمی کرنیوالے ہوتے ہیں اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نسبوں کو سیکھو تاکہ اپنے رشتہ داروں کو پہچان کر ان سے صلہ رحمی کرسکو، فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے سے محبت بڑھتی ہے، مال بڑھتا ہے اور موت کا وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے۔(یعنی عمر میں برکت ہوتی ہے)۔(ترمذی)

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر بڑھ جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔(بخاری ومسلم)

جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر بڑھے اور اس کے رزق میں کشادگی ہو اور وہ بری موت نہ مرے تو اس کو لازم ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے سلوک کرتا رہے۔(الترغیب والترہیب)

جو شخص صدقہ دیتا رہتا ہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے سلوک کرتا رہتا ہے اس کی عمر کو اللہ دراز کرتا ہے اور اس کو بری طرح مرنے سے بچاتا ہے۔ اور اس کی مصیبتوں اور آفتوں کو دور کرتا رہتا ہے۔(الترغیب والترہیب)

رحم، خدا کی رحمت کی ایک شاخ ہے اس سے اللہ نے فرما دیا ہے کہ جو تجھ سے رشتہ جوڑے گا اس سے میں بھی رشتہ ملاؤں گا اور جو تیرے رشتہ کو توڑ دے گا اس کے رشتہ کو میں بھی توڑ دوں گا۔(بخاری)

فرمایا کہ اللہ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے

رشتے ناطوں کو توڑتا ہو۔ (شعب الایمان، بیہقی)

بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی گناہ اس کا مستوجب نہیں کہ اس کی سزا دنیا ہی میں فوراً دی جائے اور آخرت میں بھی اس پر عذاب ہو۔ (الترغیب والترہیب)

فرمایا کہ جنت میں وہ شخص گھسنے نہ پائے گا جو اپنے رشتے ناطوں کو توڑتا ہو۔ (بخاری و مسلم)

ہمارے حضرت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جارہے تھے راستہ میں ایک اعرابی نے آکر آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی اور کہا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو ایسی بات بتائیے جس سے جنت ملے اور دوزخ سے نجات ہو، آپ نے فرمایا کہ تو ایک اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے، اور اپنے رشتے ناطے والوں سے اچھا سلوک کرتا رہ، جب وہ چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اگر میرے حکم کی تعمیل کرے گا تو اس کو جنت ملے گی۔ (بخاری و مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک قوم سے ملک کو آباد فرماتا ہے اور اس کو دولت مند کرتا ہے اور کبھی دشمنی کی نظر سے ان کو نہیں دیکھتا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس قوم پر اتنی مہربانی کیوں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ رشتے ناطے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے ان کو یہ مرتبہ ملتا ہے۔ (الترغیب والترہیب)

فرمایا جو شخص نرم مزاج ہوتا ہے اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں ملتی ہیں اور اپنے رشتے ناطے والوں سے اچھا سلوک کرنے اور پڑوسیوں سے میل جول رکھنے اور عام طور پر لوگوں سے خوش خلقی برتنے سے ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں۔ اور ایسا کرنے والوں کی عمریں بڑھتی ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ ہوگیا ہے میری توبہ کیوں کر قبول ہوسکتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کہ خالہ زندہ ہے، اس نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (الترغیب والترہیب)

ایک بار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجمع میں یہ فرمایا کہ: جو شخص رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرتا ہو وہ ہمارے پاس نہ بیٹھے، یہ سن کر ایک شخص اس مجمع سے اٹھا، اور اپنی خالہ کے

گھر گیا جس سے کچھ بگاڑ تھا، وہاں جا کر اس نے اپنی خالہ سے معذرت کی اور قصور معاف کرایا۔ پھر آ کر دربارِ نبوت میں شریک ہو گیا۔ جب وہ واپس آ گیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ داروں سے بگاڑ رکھتا ہو۔ (الترغیب والترہیب)

فرمایا کہ ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادتیں اللہ کے دربار میں پیش ہوتی ہیں جو شخص اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرتا ہے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (الترغیب والترہیب)

جنات کی شرارت سے بچنے کا نبوی نسخہ

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک بیمار شخص جسے کوئی جن ستا رہا تھا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل آیت پڑھ کر اس کے کان میں دم کیا۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۔ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۔ وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۔ وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۔ (سورۂ مومنون: آیت ۱۱۵ تا ۱۱۸)

وہ اچھا ہو گیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبداللہ! تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتلا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ آیتیں اس کے کان میں پڑھ کر اسے جلا دیا واللہ! ان آیتوں کو اگر کوئی باایمان شخص بالیقین کسی پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۷)

حدیث قدسی

جو میرے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور میری آزمائش پر صبر نہ کیا اور میری نعمت پر شکر نہ کیا اور میرے دیئے ہوئے پر قناعت نہ کی تو اُس کو چاہیے میرے علاوہ کوئی اور رب تلاش کرے۔ (یہ کلمات ایک طویل حدیث کا حصہ ہیں)

رَبَّنَا اسم اعظم ہے

اللہ تعالیٰ کے ۹۹ اسماء حسنیٰ مشہور ہیں۔ اور بڑے پیارے، عظیم اور بابرکت، ہر نام کا ایک امتیاز ہے اور خصوصی اثرات اور تاثیر ہیں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اسماء حسنیٰ میں اسم اعظم بھی ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ اس کے ساتھ دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں۔ وہ کیا ہے؟ بڑی بحثیں ہوئی ہیں مستقل کتابیں لکھی گئیں، کسی نے کہا لفظ "اللہ" ہے، کوئی کہتا ہے کہ "ربنا" ہے۔ کسی کے خیال میں "**یاحی یا قیوم**" ہے "**الصمد**" "**الاحد**" کو بھی اسم اعظم کہا گیا ہے۔ فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں انبیاء علیہم السلام کا علم مستند ان کا ایک ایک لفظ سب سے بڑی سند، ان کا ہر انداز جاذب، ان کی ہر ادا محبوب، خاص طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اولین وآخرین کا علم دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمادیا جو انداز اختیار کیا، امت کیلئے سب سے بڑا وثیقہ یا دستاویز ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اما الموحدین، خدا تعالیٰ کے یہاں ان کا وہ مقام کہ خلیل اللہ سے مشہور ہیں۔ خلیل وہ جس کی محبت اور تعلق دل کی گہرائیوں میں اتر گیا ہو، خدا تعالیٰ کے یہاں ان کی اور ان کے خاندان کی ہر ادا نے وہ مقام حاصل کیا کہ دین کا جز بنا دیا گیا۔ نماز کا درود لیجئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی درود موجود ہے حج تو گویا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے خانوادے کی حسین یادگاروں کا مجموعہ ہے۔ مقام ابراہیم پر نوافل پڑھنا اور قربانی انہیں کی یادگار ہے۔ پانی کی تلاش میں ہاجرہ علیہا السلام صفا اور مروہ پہاڑوں کے درمیان دوڑیں۔ تو سعی بین الصفا والمروہ اہم رکن ہے، لخت جگر کی قربانی دینے کے لئے باپ "ابراہیم" چلے تو ملعون ابلیس نے اپنا مشہور کام بہکانے کا شروع کیا، ابراہیم نے دھتکارتے ہوئے کنکریاں ماریں تو آپ کو بھی حج میں یہ کرنا ہے۔

اس سے آپ سمجھئے کہ ابراہیمؑ اور ان کے خاندان کی کیا عظمتیں ہیں، ابراہیمؑ عموماً اپنی دعا میں "ربنا" فرماتے ہیں۔ اور دوسرے انبیاء بھی رب کا تعارف رب کون ہے؟ جس نے شکم مادر میں آپ کی پرورش کی، اور کس نرالے انداز میں، آپ نے دنیا میں پہلا قدم رکھا، پرورش اور تربیت کے سارے مناسب اور ضروری انتظامات، ایک ایک عضو کو دیکھ لیجئے، تربیت کا نیا

انداز لئے ہوئے ہے۔ دماغ کس قدر قیمتی ہے اسے کھوپڑی میں محفوظ کیا، مزید حفاظت کے لئے بال جمائے، آنکھیں نازک ترین عضو ہیں، ان کی حفاظت کے لئے غلاف، تاکہ گردوغبار بینائی کو متاثر نہ کرے پلکوں کا سائبان کہ گردوغبار پہنچنے نہ پائے، پھر بھی پہنچ جائے تو آنکھوں کی گردش جھاڑو دے کر اسے ایک کونے میں جمع کردے، ناک میں گردوغبار داخل نہ ہو تو اندرون ناک بالوں کی جھاڑن موجود، پھر بھی پہنچ جائے تو آلائش نکال دیجئے۔ دانت کی حفاظت، دل کی حفاظت، گردوں کی حفاظت، یہ سب پرورش وتربیت کے انتظامات ہیں۔ پھر لہلہاتی ہوئی کھیتیاں وسبزیاں، ترکاریاں، پھل پھلواری، بارشوں کا انتظام، پانی کے ذخیرے، ہواؤں کی سرسراہٹ، حرارت کے لئے سورج، ٹھنڈک کے لئے چاند، سورج پکاتا ہے۔ چاند مٹھاس پیدا کرتا ہے۔ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دماغ کی تفریح کے لئے چمن زار میں کھلے ہوئے پھول، بند شگوفے، نسیم سحری کے جھونکے یہ سب کچھ کون کر رہا ہے؟ پوری کائنات کا رب یا "ربنا" کہیے اور ربوبیت کو اپنی طرف متوجہ کیجئے یہ ربنا دل سے اٹھے گا تو ربوبیت آپ کی دستگیری کے لئے تیار ہوگی صرف زبان سے نکلے گا تو وہ بھی بے اثر نہیں۔

سفر میں نکل کر صبح وشام مذکورہ دعاء پڑھے

ابونعیم رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا اور فرمایا کہ ہم صبح وشام مذکورہ آیت تلاوت فرماتے رہیں۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ (سورۂ مومنون: آیت ۱۱۵)

ہم نے برابر اس کی تلاوت دونوں وقت جاری رکھی۔ الحمدللہ! ہم سلامتی اور غنیمت کے ساتھ واپس لوٹے۔

شیطان سے حفاظت کا عجیب نسخہ

حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو رات کو کسی گھر میں سورۂ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا اس گھر میں صبح تک کوئی شیطان داخل نہیں ہوگا وہ دس آیتیں یہ ہیں سورۂ بقرۂ کی شروع کی چار آیتیں، آیت الکرسی، اس کے بعد دو آیتیں اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ ۳۲۵)

انسان کے تین دوست

علم، دولت اور عزت تینوں دوست تھے۔ ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا وقت آ گیا علم نے کہا مجھے درسگاہوں میں تلاش کیا جا سکتا ہے، دولت کہنے لگی مجھے امراء اور بادشاہوں کے محلات میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ عزت خاموش رہی، علم اور دولت نے عزت سے اس کی خاموشی کی وجہ پوچھی تو عزت ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہنے لگی کہ جب میں کسی سے بچھڑ جاتی ہوں تو دوبارہ نہیں ملتی۔

توبہ کی حقیقت

توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں کسی گناہ سے باز آنے کو توبہ کہتے ہیں اور اس کے صحیح و معتبر ہونے کے لئے تین شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ جس گناہ میں فی الحال مبتلا ہے اس کو فوراً ترک کر دے۔ دوسرے یہ کہ ماضی میں جو گناہ ہوا ہو اس پر نادم ہو اور تیسرے یہ کہ آئندہ اسے ترک کرنے کا پختہ عزم کر لے۔

اور کوئی شرعی فریضہ چھوڑا ہوا ہو تو اسے ادا یا قضا کرنے میں لگ جائے اور اگر حقوق العباد سے متعلق ہے تو اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا مال اپنے اوپر واجب ہے اور وہ شخص زندہ ہے تو یا اسے وہ مال لوٹائے یا اس سے معاف کرائے اور اگر وہ زندہ نہیں ہے اور اس کے ورثہ موجود ہیں تو ان کو لوٹائے اگر ورثہ بھی موجود نہیں ہیں تو بیت المال میں داخل کرائے بیت المال بھی نہیں ہے یا اس کا انتظام صحیح نہیں ہے تو اس کی طرف سے صدقہ کر دے اور اگر کوئی غیر مالی حق کسی کا اپنے ذمہ واجب ہے۔ مثلاً کسی کو ناحق ستایا ہے برا بھلا کہا ہے یا اس کی غیبت کی ہے تو اسے جس طرح ممکن ہو راضی کر کے اس سے معافی حاصل کرے۔ (معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۶۹۵)

جنت میں چھ چیزیں نہ ہوں گی

جنت میں سب کچھ ہوگا مگر چھ چیزیں نہ ہوں گی: (۱) موت نہ ہوگی (۲) نیند نہ ہوگی (۳) حسد نہ ہوگا (۴) نجاست نہ ہوگی (۵) بڑھاپا نہ ہوگا (۶) ڈاڑھی نہ ہوگی بلکہ بغیر ڈاڑھی کے جوان ہوں گے۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ)

نیت پر مدار ہے

شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ اور ایک درویش کا انتقال ہوا کسی نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ تو جنت میں ٹہل رہا ہے اور درویش دوزخ میں پڑا ہے۔ کسی بزرگ سے تعبیر معلوم کی، تو کہا کہ وہ بادشاہ صاحب تخت وتاج تھا مگر درویشی کی تمنا کرتا تھا اور درویشوں کی طرف بڑی حسرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، اور یہ درویش تھے تو فقیر بے نوا! مگر بادشاہ کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

اسی طرح اگر کوئی مسجد میں ہے اور اس کا دل لگا ہوا ہے کہ جلدی نماز ہو اور میں اپنے کام کو جاؤں تو گویا وہ مسجد سے نکل چکا، اور کوئی بازار میں ہے اور اس کا دل مسجد ونماز میں لگا ہوا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے یعنی معنی ہے انتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ کے۔ زہد خانقاہ میں صرف بیٹھنے کا نام نہیں ہے، معلوم نہیں ہم کہاں ہیں اس کا حال تو قیامت میں معلوم ہوگا۔ ”فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ“ (سورۂ المومنون) وہاں ادھر کا پلہ بھاری ہوا تو ادھر، اگر ادھر کا پلہ بھاری ہوا تو ادھر۔ (ماخوذ از صحبتے با اہل دل)

درود شریف لکھنے کا ثواب

حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر زبان سے ایک مرتبہ درود شریف پڑھو تو اس پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں، اور دس گناہ معاف فرماتے ہیں۔ اور اگر تحریر میں ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کوئی شخص لکھے تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تک وہ تحریر باقی رہے گی اس وقت تک ملائکہ مسلسل اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔ (زادالسعید)

اس سے معلوم ہوا کہ تحریر میں ”صلی اللہ علیہ وسلم“ لکھا تو اب جو شخص بھی اس تحریر کو پڑھے گا، اس کا ثواب لکھنے والے کو بھی ملے گا، لہٰذا لکھنے کے وقت مختصراً ص یا صلعم لکھنا یہ بڑی بخیلی، کنجوسی اور محرومی کی بات ہے، اس لئے کبھی ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

درود شریف پر اجر وثواب

اور پھر درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالیٰ نے اجر وثواب بھی رکھا ہے، فرمایا کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ دس گناہ معاف فرماتے ہیں، اور دس درجات بلند فرماتے ہیں۔ (نسائی)

ہر کام میں اعتدال چاہئے

ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ہوا تو دیکھا کہ وہ پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تو وہ اونچی آواز سے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے پوچھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں جس سے مصروف مناجات تھا وہ میری آواز سن رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میرا مقصد سوتوں کو جگانا اور شیطانوں کو بھگانا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنی آواز کو قدرے بلند کرو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اپنی آواز کو کچھ پست رکھو۔ (تفسیر مسجد نبوی صفحہ ۷۹۸، تفسیر ابن کثیر سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱۰)

جہالت کی نحوست

ایک شخص کے دو بیٹے تھے، والد نے اپنی حیات ہی میں اپنی جائیداد تقسیم کردی والد کے انتقال کے بعد دونوں بھائیوں کے کھیت کے درمیان ایک درخت اگا بدقسمتی سے وہ درخت ببول کا تھا دونوں بھائیوں کے درمیان جھگڑا شروع ہوا ایک نے کہا یہ میرا دوسرے نے کہا یہ میرا، بالآخر یہ جھگڑا عدالت میں پہنچا، تیس سال تک مقدمہ چلتا رہا دونوں کی جائیدادیں بک گئیں، مقدمہ میں یہ فیصلہ طے ہوا کہ درخت کو کاٹو اور آدھا اس کے گھر اور آدھا اس کے گھر بھیج دو اللہ تعالیٰ جہالت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا عجیب واقعہ

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ حضرت صدیقؓ نے قبل از اسلام اور قبل از ظہور نبوت شام کی طرف تجارت کے لئے سفر فرمایا، شام سے قریب ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر آپ نے بحیرا راہب سے معلوم کی اس راہب نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کا خواب سچا کرے گا آپ کی قوم سے ایک نبی مبعوث ہوگا آپ ان کی حیات میں ان کے وزیر ہوں گے اور بعد وفات ان کے خلیفہ ہوں گے۔ پس اس خواب کو صدیق نے چھپایا کسی سے ظاہر نہیں کیا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی اور اعلان نبوت سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جو دعویٰ فرمایا ہے اس کی دلیل کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا تھا پس غلبۂ خوشی سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حصور صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ (خصائل کبریٰ جلد اصفحہ ۲۹، کشکول معرفت صفحہ ۹۷، حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب)

ایک مجرب عمل برائے عافیت اہل وعیال

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنی جان اور اپنی اولاد اور اپنے اہل وعیال اور مال کے بارے میں خوف ضرر رہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صبح وشام یہ پڑھ لیا کرو۔

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ وَنَفْسِیْ وَوَلَدِیْ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ.

چند دن کے بعد یہ شخص آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اب کیا حال ہے؟ عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا میرا سب خوف غائب ہوگیا۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۶۳۶)

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد تمام کام ممنوع اور حرام

ارشاد خداوندی ہے۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان دے دی جائے تو اللہ کی یاد کی طرف تیزی سے چل پڑو، یعنی جب جمعہ کی پکار اذان ہو جائے تو سب کچھ چھوڑ کر "عبادت" جمعہ کے لئے چل پڑو، معارف القرآن میں ہے، نداء صلوۃ سے مراد اذان ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، یعنی نماز وخطبہ کے لئے مسجد کی طرف چلنے کا اہتمام کرو، جب دوڑنے والا کسی دوسرے کام کی طرف توجہ نہیں دیتا اذان کے بعد تم بھی کسی اور کام کی طرف بجز اذان وخطبہ کے توجہ نہ دو۔ (معارف جلد ۸ صفحہ ۴۴۱)

اذان جمعہ کے بعد جو خرید وفروخت کو اس آیت نے حرام کر دیا ہے اس پر عمل کرنا تو بیچنے والوں اور خریداروں سب پر فرض ہے مگر اس کا عملی انتظام اس طرح کیا جائے کہ دکانیں بند کر دی جائیں تو خریداری خود بخود بند ہو جائے گی۔ (معارف)

پہلی ہی اذان سے خرید وفروخت کا چھوڑنا واجب ہے اور پہلی اذان (جو خطبہ سے پہلے دی جاتی ہے کا اعتبار ہے، چونکہ یہی اعلان کے لئے ہے اور یہی قول مذہب صحیح ہے)۔ (صفحہ ۱۶۸)

معارف میں ہے کہ ہر وہ کام جو جمعہ کی طرف جانے کے اہتمام میں مخل ہو وہ سب بیع کے مفہوم میں داخل ہے اس لئے اذان جمعہ کے بعد کھانا پینا سونا کسی سے بات کرنا یہاں تک کہ کتاب کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب ممنوع ہے۔ صرف جمعہ کی تیاری کے متعلق جو کام ہوں وہ کئے جا سکتے ہیں۔ (معارف جلد ۸ صفحہ ۴۴۲)

تمام وہ معاملات اور امور جو سعی جمعہ سے روک دے شرعاً حرام ہیں۔ (القرطبی جلد ۹ صفحہ ۱۰۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو جمعہ کی اذان کے بعد خرید وفروخت سے منع کرتے تھے، حضرت میمون بیان کرتے ہیں کہ جب جمعہ کی اذان ہو جاتی تو مدینہ پاک میں اعلان کیا جاتا ہے کہ خرید وفروخت حرام ہو گئی، خرید وفروخت حرام ہو گئی۔

جمعہ کے دن زوال کے بعد ہی سے دوکانداری خرید وفروخت منع ہے۔ (ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

زوال کے بعد خرید وفروخت کرے اس کی بیع ہی مردود ہے۔ جب جمعہ کی اذان ہو جاتی تو حضرت انس فرماتے اٹھو اور دوڑ جاؤ مسجد۔ (ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۵۷)

فائدہ: جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو خرید و فروخت حکم قرآنی کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوتا ہے۔ (کذافی عمدۃ القاری جلد ۶ صفحہ ۱۶۲)

درمختار میں ہے کہ اصح قول یہ ہے کہ پہلی اذان (جو مسجد کے باہر دی جاتی ہے) سے دنیاوی امور چھوڑنا اور جمعہ کی طرف چل پڑنا واجب ہوتا ہے۔ (الشامی جلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

جن حضرات پر جمعہ واجب نہیں ان حضرات کے لئے یہ مشاغل درست ہیں۔ (القرطبی)

ہر مرض سے شفاء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص بارش کا پانی لے کر اس پر سورۃ فاتحہ (ستر بار) آیت الکرسی (ستر بار) قل ھو اللہ احد (ستر بار) اور معوذتین (قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق) (ستر بار) پڑھ کر دم کرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص یہ پانی سات روز تک متواتر پئے گا اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے جسم سے ہر بیماری دور فرما دیں گے اور اسے صحت و عافیت عطاء فرمائیں گے اور اس کے گوشت پوست اور اس کی ہڈیوں سے بلکہ تمام اعضاء سے تمام بیماریاں نکال دیں گے۔ (الدر النظیم صفحہ نمبر ۱۱)

غصہ پی جایئے جونسی حور چاہئے لے لیجئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اپنا غصہ اتارنے کی طاقت رکھتا ہے پھر بھی ضبط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دل امن وامان سے پر کر دیتا ہے جو شخص باوجود موجود ہونے کے شہرت کے کپڑے کو تواضع کر کے چھوڑ دے اسے اللہ تعالیٰ کرامت اور عزت کا جوڑا قیامت کے دن پہنائے گا، اور جو کسی کا سر چھپائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بادشاہت کا تاج پہنائے گا۔'' (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص باوجود قدرت کے اپنا غصہ ضبط کر لے اسے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔''

(تفسیر ابن کثیر: جلد ۱ صفحہ ۴۵۸)

کینسر سے حفاظت کا مجرب عمل

عمل-۱: شروع میں ایک سو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر گیارہ سو دفعہ یہ قرآنی آیت کا حصہ پڑھیں۔ مُسَلَّمَۃٌ لَّا شِیَۃَ فِیۡھَا (سورۂ بقرہ)
پانی اور فروٹ اور دوائی پر ۲۵ دفعہ پھونک ماریں فارغ اوقات میں یہ اوپر والی قرآنی آیات کا ورد جاری رکھیں اور اس پانی کو دن بھر استعمال کریں۔

عمل-۲: ہر فرض نماز کے بعد شہادت والی انگلی سجدہ والی جگہ پر لے جائیں اور تین دفعہ انگلی کو گول دائرے کی صورت میں گھمائیں اور یہ الفاظ تین دفعہ پڑھیں۔

یَا اَللّٰہُ - یَا رَحْمٰنُ - یَا رَحِیۡمُ

اور پھر انگلی کو اٹھا کر جہاں تکلیف ہو وہاں لے آئیں اور گول دائرے کی صورت میں انگلی کو پھیریں اور پھر یہی الفاظ: یَا اَللّٰہُ - یَا رَحْمٰنُ - یَا رَحِیۡمُ پڑھیں

پھر یہی انگلی سر سے لے کر ایک پاؤں اور دوسرے پاؤں سے لے کر سر تک گول دائرے کی صورت میں گھمائیں اور یہی الفاظ یَا اَللّٰہُ - یَا رَحْمٰنُ - یَا رَحِیۡمُ پڑھیں۔

فارغ اوقات میں ان الفاظ کی تسبیح کرتے رہیں اور مریض سے کہیں وہ بھی ورد کرتا رہے ان شاء اللہ فیض یاب ہوگا۔ لاعلاج مریض اس عمل سے صحت یاب ہو چکے ہیں۔

طالب دنیا گناہوں سے نہیں بچ سکتا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ کیا کوئی ایسا ہے کہ پانی پر چلے اور اس کے پاؤں نہ بھیگیں؟ عرض کیا گیا حضرت! ایسا تو نہیں ہو سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسی طرح دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ (شعب الایمان، بیہقی)

فائدہ: صاحب الدنیا (دنیا دار) سے مراد وہی شخص ہے جو دنیا کو مقصود و مطلوب بنا کر اس میں لگے، ایسا آدمی گناہوں سے کہاں محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر بندہ کا حال یہ ہو کہ مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت ہو، اور دنیا کی مشغولی کو بھی وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا ذریعہ بنائے تو وہ شخص دنیا دار نہ ہوگا اور دنیا میں بظاہر پوری مشغولی کے باوجود گناہوں سے محفوظ بھی رہ سکے گا۔ (معارف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۷۰)

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو دنیا سے بچاتا ہے

قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے جب کہ اس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو۔ (جامع ترمذی مسند احمد)

فائدہ: دنیا دار دراصل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اور جس میں مشغول ہونے سے آخرت کا راستہ کھوٹا ہو، پس اللہ تعالیٰ جن بندوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے خالص انعامات سے ان کو نوازنا چاہتا ہے ان کو اس مردار دنیا سے اس طرح بچاتا ہے جس طرح کہ ہم لوگ اپنے مریضوں کو پانی سے پرہیز کراتے ہیں۔ (معارف الحدیث جلد۲ صفحہ ۷۰)

خوشحالی چاہنے والی بیوی کو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ام الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ: کیا بات ہے تم مال ومنصب کیوں نہیں طلب کرتے جس طرح کہ فلاں اور فلاں طلب کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تمہارے آگے ایک بڑی دشوار گزار گھاٹی ہے اس کو گراں بار اور زیادہ بوجھ والے آسانی سے پار نہ کرسکیں گے اس لئے میں یہی پسند کرتا ہوں کہ اس گھاٹی کو عبور کرنے کے لئے ہلکا پھلکا رہوں۔ (اس وجہ سے میں اپنے لئے مال ومنصب طلب نہیں کرتا) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان، معارف الحدیث جلد۲ صفحہ ۸۹)

ایک چیونٹی کی دعا سے سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام استسقاء (بارش کی دعا مانگنے) کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی الٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دعا کررہی ہے کہ خدایا! ہم تیری مخلوق ہیں پانی برسنے کی ضرورت ہمیں بھی ہے اگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہوجائیں گے چیونٹی کی یہ دعا سن کر آپ علیہ السلام نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے گئے۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد۴ صفحہ ۶۳)

کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار مت کرو۔ (اگر ایسا کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ) اللہ اس کو اس مصیبت سے نجات دے دے اور تم کو مبتلا کردے۔ (جامع ترمذی)

فائدہ: جب دو آدمیوں میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اور وہ ترقی کر کے دشمنی اور عداوت کی حد تک پہنچ جاتا ہے تو یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک کے مبتلائے مصیبت ہونے سے دوسرے کو خوشی ہوتی ہے اس کو ''شماتت'' کہتے ہیں، حسد اور بغض کی طرح یہ خبیث عادت بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناراض کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ بسا اوقات دنیا ہی میں اس کی سزا اس طرح دے دیتے ہیں کہ مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دے کر اس پر خوش ہونے والے کو مبتلائے مصیبت کر دیتے ہیں۔ (معارف الحدیث جلد۲ صفحہ ۲۲۰)

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کمال ایمان کی علامت ہے

بخاری شریف میں ایک روایت ہے جو بخاری میں چار مقامات پر مذکور ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت کے اندر پڑوسی کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کو کمال ایمان کی علامت قرار دیا جو شخص پڑوسیوں کے ساتھ غم خواری و ہمدردی کا معاملہ نہیں کرتا ہے وہ مومن کامل نہیں ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز اپنے پڑوسی کو ایذا نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ضرور اپنے پڑوسی کے ساتھ ہمدردی اور اکرام کا معاملہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ضرور مہمانوں کی مہمانداری اور ان کے ساتھ عزت و اکرام کا معاملہ کرے۔ (بخاری شریف: ۲/۹۷۷، حدیث نمبر ۴۹۹۱)

جب پڑوسی کے ساتھ ہمدردی اور رواداری کا معاملہ کرنا کمال ایمان کی علامت ہے تو یہی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت ہوگی جس شخص کے اندر یہ صفات موجود ہیں اس کا اللہ و رسول سے محبت کا دعویٰ سچا ہوگا اور جس شخص کے اندر پڑوسی کی ہمدردی نہیں ہے اس کا اللہ اور رسول سے محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

مجاہدین اسلام کا سپہ سالار پر اعتراض اور جواب

جب ایرانی اور اسلامی فوجوں کے درمیان قادسیہ کی جنگ ہوئی تو یہ بڑا سخت مقابلہ تھا۔ ایرانی سپہ سالار رستم ایک ٹڈی دل لشکر کو لے کر مسلمانوں کے مقابلہ پر آیا تھا۔ اتفاق سے امیر لشکر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بیمار تھے وہ عرق النساء کی وجہ سے میدان کارزار میں نہیں جا سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت خالدؓ بن عرطفہ کو اپنا قائم مقام بنا کر میدان میں بھیجا۔ لیکن خود بھی چین سے بستر پر نہیں لیٹے بلکہ ایک بلند مقام پر تکیہ کے سہارے بیٹھ گئے اور وہیں سے حضرت خالدؓ کو میدان کو کنٹرول کرنے کا حکم دیتے رہے۔ جنگ نے اتنی خطرناک حالت اختیار کرلی کہ تین دن تک لگا تار چلتی رہی۔ آخر تیسرے دن اللہ نے لشکر اسلام کو فتح عطا فرمائی اور رستم کو قتل کر دیا گیا۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی بیماری کا عام سپاہیوں کو بالکل علم نہیں تھا۔ انہیں بڑی حیرت تھی کہ ایسے خطرناک موقع پر لشکر کا سپہ سالار غائب ہوگیا کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ ایک بیباک سپاہی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اس بات کی شکایت کی کہ ایسے نازک موقع پر وہ خود میدان سے غائب رہے۔ شکایتی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''ہم نے جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے اپنی مدد بھیجی۔ حالانکہ سعدؓ تو قادسیہ کے دروازے سے ہی چمٹے رہے۔ جب ہم لوٹے تو دیکھا کہ بہت سی عورتیں بیوہ ہوچکی ہیں حالانکہ سعدؓ کی بیویوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہیں ہوئی''۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اس مجاہد کی اس بیباکانہ شاعری سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے تمام لوگوں کو جمع کر کے ایک تقریر کی اور اپنے مرض اور معذوری کی بات بتائی۔ (مہاجرین، جلد اول ص ۱۳۵)

لاعلاج بیماری اور ظالم سے نجات حاصل کرنیکا بہترین نسخہ

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

اگر آپ کو کوئی بیماری ہو اور ڈاکٹر کی سمجھ سے باہر ہو یا کوئی دوا اثر نہ کرتی ہو۔ یا کوئی شخص مظلوم ہو اور ظالم کا ظلم انتہا تک پہنچ چکا ہو تو روزانہ تین سو تیرہ مرتبہ مذکورہ آیت پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے پھونکیں، اور مریض کو پانی پر دم کر کے پلائیں یہ عمل اکیس روز تک کریں۔

ریاکاروں کوذلت اوررسوائی کی سزا

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص کوئی عمل سنانے اور شہرت کے لئے کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو شہرت دے گا اور جو کوئی دکھاوے کے لئے نیک عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھائے گا۔ (بخاری، مسلم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ دکھاوے اور شہرت کی غرض سے نیک اعمال کرنے والوں کو ایک سزا ان کے اس عمل کی مناسبت سے یہ بھی دی جائے گی کہ ان کی اس ریاکاری اور منافقت کو خوب مشہور کیا جائے گا اور سب کو مشاہدہ کرادیا جائے گا کہ بدبخت لوگ یہ نیک اعمال اللہ کے لئے نہیں کرتے تھے، بلکہ نام ونمود اور دکھاوے اور شہرت کے لئے کیا کرتے تھے......الغرض جہنم کے عذاب سے پہلے ان کو ایک سزا یہ ملے گی کہ سرمحشر ان کی ریاکاری اور منافقت کا پردہ چاک کرکے سب کو ان کی بدباطنی دکھادی جائے گی۔ **اللھم احفظنا!** (معارف الحدیث جلد۲ صفحہ۳۳۴)

دین کے نام پر دنیا کمانے والے ریاکاروں کوسخت تنبیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے، وہ لوگوں پر اپنی درویشی اور مسکینی ظاہر کرنے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے اور ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر ان کے سینوں میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا (ان کے بارے میں) فرمان ہے: کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکہ کھارہے ہیں یا مجھ سے نڈر ہوکر میرے مقابلے میں جرأت کررہے ہیں؟ پس مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان مکاروں پر انہی میں سے ایک فتنہ کھڑا کروں گا جو ان میں سے عقل مندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کے چھوڑے گا۔ (جامع ترمذی)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریاکاری کی یہ خاص قسم کہ عابدوں، زاہدوں کی صورت بنا کر اور اپنے اندرونی حال کے بالکل برعکس ان خاصانِ خدا کی سی نرم وشیریں باتیں کرکے اللہ کے سادہ لوح بندوں کو اپنی عقیدت کے جال میں پھانسا جائے اور ان سے دنیا کمائی جائے بدترین قسم کی ریاکاری ہے اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی تنبیہ ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں بھی سخت فتنوں میں مبتلا کئے جائیں گے۔ (معارف الحدیث جلد۲ صفحہ۳۳۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گردن اڑانے کی دھمکی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دبدبہ وجلال کا یہ عالم تھا کہ ایران و روم کی حکومتیں ان کا نام سن کر کانپ اٹھتی تھیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جو جماعت چھوڑی اس کی حق گوئی اور بیباکی کا یہ حال تھا کہ اگر ایسے صاحب جلال خلیفہ کی بھی کوئی بات حق کے خلاف سمجھتے تھے تو ان کو بھی بر سر عام بلاخوف ٹوک دیتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ان کے اس جوہر کی قدر کرتے تھے۔ وہ خود تو بے خوف و بیباک تھے ہی دوسرے مسلمانوں کو بھی حق گوئی سکھانے کی کوشش کرتے تھے۔ جب عام مسلمانوں میں سے کوئی ان کو خلافت کے کاموں میں ٹوکتا تھا تو وہ بہت خوش ہوتے تھے۔ اکثر وہ لوگوں سے سوال کیا کرتے تھے کہ اگر وہ خلافت کے معاملہ میں اپنی من مانی کرنے لگیں گے تو مسلمان ان سے کس طرز سے پیش آئیں گے۔

ایک مرتبہ وہ منبر پر عام لوگوں سے خطاب کر رہے تھے بیچ میں انہوں نے کسی بات پر سوال کیا ''لوگو! اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو تم کیا کرو گے؟''

ایک صحابی نے اپنی تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہا ''یہ تلوار آپ کا سر اڑا دے گی''۔

حضرت عمر نے ان کو آزمانے کیلئے سخت لہجہ میں کہا ''کیا تم کو معلوم نہیں تم کس سے بات کر رہے ہو؟''

کہا ''ہاں! ہاں! میں جانتا ہوں میں امیر المومنین سے بات کر رہا ہوں اگر وہ دنیا کی طرف جھکے تو یہ تلوار ان کی گردن اڑا دے گی''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ کا شکر ہے میری قوم میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو میرے ٹیڑھا چلنے پر مجھے سیدھا کر سکتے ہیں''۔ (الفاروق جلد اول)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا آیت کرسی پڑھنے کا معمول

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو اس کے تمام کونوں میں آیت الکرسی پڑھتے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ ۳۲۷)

آسان حساب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے سنا: "اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا" (اے اللہ! میرا حساب آسان فرما) میں نے عرض کیا حضرت آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسان حساب یہ ہے کہ بندہ کے اعمال نامہ پر نظر ڈالی جائے اور اس سے درگزر کی جائے (یعنی کوئی پوچھ گچھ اور جرح نہ کی جائے) بات یہ ہے کہ جس کے حساب میں اس دن جرح کی جائے گی اے عائشہ (اس کی خیر نہیں) وہ ہلاک ہو جائے گا۔ (رواہ احمد، معارف الحدیث جلد ۱ صفحہ ۲۳۰)

راتوں کو جاگنے والوں کا جنت میں بے حساب داخلہ

اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ (زندہ کئے جانے کے بعد) ایک وسیع اور ہموار میدان میں جمع کئے جائیں گے (یعنی سب میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے) پھر اللہ کا منادی پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ بندے جن کے پہلو راتوں کو بستروں سے الگ رہتے ہیں (یعنی بستر چھوڑ کر جو راتوں کو تہجد پڑھتے تھے) وہ اس پکار پر کھڑے ہو جائیں گے اور ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی پھر وہ اللہ کے حکم سے بغیر حساب و کتاب کے جنت میں چلے جائیں گے، اس کے بعد تمام لوگوں کے لئے حکم ہوگا کہ وہ حساب کے لئے حاضر ہوں۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

رزق میں برکت اور کام میں آسانی کیلئے مجرب عمل

رزق میں ترقی اور برکت کے لئے یا کوئی کام بس سے باہر ہو اور کوئی وسیلہ نظر نہ آتا ہو یا کسی کام میں آسانی اور جلدی مطلب ہو تو سورۂ مزمل ایک بیٹھک میں اکتالیس مرتبہ تین دن تک پڑھیں، ان شاء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی۔ لیکن اس عمل سے دوسروں کو نقصان پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہئے۔

امت محمدیہ کی بہت بڑی تعداد کا بغیر حساب جنت میں داخلہ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کو وہ بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں بھیجے گا اور ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے۔ اور تین حثیے میرے پروردگار کے حثیات میں سے (میری امت میں سے بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں بھیجے جائیں گے)

فائدہ: جب دونوں ہاتھ بھر کر کسی کو کوئی چیز دی جائے تو عربی میں اس کو حثیہ کہتے ہیں جس کو اردو، ہندی میں لپ بھر کر دینا کہتے ہیں تو حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ستر ہزار کو بلا حساب اور بلا عذاب جنت میں داخل کرے گا اور پھر ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور بھی اسی طرح بلا حساب وعذاب جنت میں جائیں گے۔ اور اس سب کے علاوہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص شان رحمت سے اس امت کی بہت بڑی تعداد کو تین دفعہ کر کے جنت میں بھیجے گا اور یہ سب وہ ہوں گے جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

"سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"

انتباہ: اس قسم کی حدیثوں کی پوری حقیقت اسی وقت کھلے گی جب یہ سب باتیں عملی طور پر سامنے آئیں گی اس دنیا میں تو ہمارا علم و ادراک اتنا ناقص ہے کہ بہت سے ان واقعات کو صحیح طور پر سمجھنے سے بھی قاصر رہتے ہیں جن کی خبریں ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں مگر اس قسم کے واقعات کا کبھی ہم نے تجربہ اور مشاہدہ کیا ہوا نہیں ہوتا۔ (معارف الحدیث)

رزق میں کشادگی کے لئے مجرب عمل

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

اگر آپ کو رزق میں کشادگی مطلوب ہے تو مذکورہ آیت گیارہ دفعہ فجر کی نماز کے بعد پڑھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تلوار سے سیدھا کرنے والے

ایک مرتبہ مال غنیمت میں کچھ یمنی چادریں آئیں۔ خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر مسلمان کے حصہ میں ایک چادر آئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی ایک چادر ملی۔

چند دن بعد جب آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا تو اس وقت آپ نے یمنی چادر سے بنا ہوا کرتہ پہن رکھا تھا۔ آپ نے لوگوں کو جہاد کا حکم دیا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا ''نہ تو آپ کا حکم سنا جائے گا اور نہ اس کی تعمیل ہوگی''۔

آپ نے پوچھا: ''ایسا کیوں ہے؟''

جواب دیا: ''آپ نے مال غنیمت میں عام مسلمانوں سے زیادہ حصہ لیا ہے''۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''میں نے کون سی چیز میں دوسروں سے زیادہ حصہ حاصل کیا ہے؟''

انہوں نے کہا: ''آپ نے جب یمنی چادریں تقسیم کی تھیں تو ہر مسلمان کو ایک چادر ملی تھی اور آپ کے حصہ میں بھی ایک چادر آئی تھی۔ جب مجھ جیسے شخص کا کرتہ اس چادر میں نہیں بن سکتا تو پھر آپ کا کیسے تیار ہو گیا جو ہم میں سب سے لمبے قد کے آدمی ہیں؟ چنانچہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے دوسروں سے زیادہ حصہ لیا ہے''

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ کی طرف دیکھا اور کہا ''عبداللہ! تم ان کی بات کا جواب دو''۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا ''امیر المومنین کا کرتہ بھی ان کی چادر میں نہیں ہو سکتا تھا اس لئے انہوں نے میری چادر سے اس کو پورا کیا ہے''۔

اس شخص نے کہا: ''اگر ایسا ہے تو آپ کا حکم بھی سنا جائے گا اور اس کی تعمیل بھی ہو گی''۔ (تاریخ الفخری)

جو اپنی مصیبت کسی پر ظاہر نہ کرے اس کیلئے بخشش کا وعدہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ شکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ وہ اس کو بخش دیں گے۔ (معجم الاوسط للطبرانی)

فائدہ: صبر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی مصیبت اور تکلیف کا کسی سے اظہار بھی نہ ہو اور ایسے صابروں کے لئے اس حدیث میں مغفرت کا پختہ وعدہ کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا ذمہ لیا ہے، اللہ تعالیٰ ان مواعید پر یقین اور ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (معارف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۳۰۱)

خاصانِ خدا عیش و تنعم کی زندگی نہیں گزارتے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کی طرف روانہ کیا تو نصیحت فرمائی کہ معاذ! آرام طلبی اور خوش عیشی سے بچتے رہنا اللہ کے خاص بندے آرام طلب اور خوش عیش نہیں ہوا کرتے۔ (مسند احمد)

فائدہ: دنیا میں آرام و راحت اور خوش عیشی کی زندگی گزارنا اگرچہ حرام اور ناجائز نہیں ہے لیکن اللہ کے خاص بندوں کا مقام یہی ہے کہ وہ دنیا میں تنعم کی زندگی اختیار نہ کریں۔

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ. (معارف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۹۷)

الفت و محبت پیدا کرنے کا بہترین نسخہ

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ○

اگر آپ کسی کے دل میں الفت و محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں یا خاندان میں نااتفاقی ہو تو اتفاق پیدا کرنے کیلئے یہ آیت گیارہ دفعہ روزانہ پڑھیں۔

حضرت احمد بن حفص کا حضرت عمر فاروق پر اعتراض

حضرت سیف اللہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کی فتوحات کا یہ حال ہے کہ پوری تاریخ اسلام میں دوسرا کوئی جنرل ان کے مقابلہ کا نظر نہیں آتا۔ جنگ موتہ میں جب اللہ کی یہ تلوار بے نیام ہوگئی تو نجران، یمن، عراق، شام، ایران اور روم کی حکومتوں کو تہہ و بالا کرتی چلی گئی لیکن ایسے عظمت و جلال والے جنرل کو بھی کچھ انتظامی وجوہات سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معزول کر دینا چاہتے تھے۔ حضرت سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ ایک فوجی آدمی تھے، سخت مزاج تھے۔ ہر معاملہ میں خودرائی سے کام لیتے تھے۔ بہت سی باتوں میں دربار خلافت کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے اور امیر المومنین کی اجازت کے بغیر ہی کر ڈالتے تھے۔ فوجی اخراجات کا حساب پابندی سے نہیں رکھتے تھے۔ دوسرے ان کی سپہ سالاری میں مسلمانوں کو بھاری فتوحات حاصل ہوئی تھیں۔ جس سے عام مسلمان ان کی قوت بازو سے مرعوب نظر آتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دکھانا چاہتے تھے کہ ان فتوحات کا راز ایمانی جذبہ ہے خالد کی تلوار نہیں ہے ان تمام وجوہات کے مدنظر انہوں نے ان کو ۱۷ھ ۶۳۸ء میں سپہ سالاری سے معزول کر دیا۔ لشکر اسلام کے اس عظیم جنرل کی معزولی کا عام مسلمانوں کو بہت افسوس ہوا۔ کچھ لوگوں نے اس پر اعلانیہ اعتراض کیا۔ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے عام مجمع میں اپنی برأت ظاہر کرنے لگے۔ ان کی اس تقریر کے بیچ میں ایک شخص احمد بن حفص مخزومی کھڑے ہو کر بولے "اے امیر المومنین! ان باتوں سے تم خود کو بری ثابت نہیں کر سکتے، ابو عبداللہ! خدا کی قسم تم نے انصاف نہیں کیا۔ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعینات کیے ہوئے سپاہی کو موقوف کر دیا۔ تم نے اللہ کی کھینچی ہوئی تلوار کو نیام میں ڈال دیا۔ تم نے قطع رحم کیا۔ تم نے اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ حسد کیا"۔ (طبری جلد ۴، اسد الغابہ تذکرہ احمد بن حفص المخزومی)

بخار کی تیزی، غصہ اور ضد کو ختم کرنے کیلئے نہایت مفید عمل

يٰنَارُ كُونِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝

بخار کی تیزی ختم کرنے کے لئے یہ دعا بار بار پڑھ کر مریض پر دم کریں، اور غصہ اور ضد کو ختم کرنے کیلئے بھی اس دعا کا استعمال مفید ہے۔

نوکر کا قصور معاف کرو اگرچہ وہ دن میں ستر مرتبہ کرے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔ (جامع ترمذی)

فائدہ: سوال کرنے والے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت! اگر میرا خادم: غلام یا نوکر بار بار قصور کرے تو کہاں تک میں اس کو معاف کروں اور کتنی دفعہ معاف کرنے کے بعد میں اس کو سزا دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اگر بالفرض روزانہ ستر دفعہ بھی وہ قصور کرے تو تم اس کو معاف ہی کرتے رہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ قصور کا معاف کرنا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی حد مقرر کی جائے بلکہ حسن اخلاق اور ترحم کا تقاضا یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ روزانہ ستر دفعہ بھی قصور کرے تو اس کو معاف ہی کر دیا جائے۔

فائدہ: جیسا کہ بار بار لکھا جا چکا ہے ستر کا عدد ایسے موقعوں پر تحدید کیلئے نہیں ہوتا بلکہ صرف تکثیر کیلئے ہوتا ہے اور خاص کر اس حدیث میں یہ بات بہت ہی واضح ہے۔ (معارف الحدیث جلد۲ صفحہ ۱۸۶)

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین نصیحتیں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹو! میں تمہیں تین باتوں سے روکتا ہوں انہیں اچھی طرح یاد رکھنا۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث صرف معتبر اور قابل اعتماد آدمی ہی سے لینا کسی اور سے نہ لینا۔

۲۔ قرضہ کی عادت نہ بنالینا چاہئے چوغہ پہن کر گزارہ کرنا پڑے۔

۳۔ اشعار لکھنے میں نہ لگ جانا ورنہ ان میں تمہارے دل ایسے مشغول ہو جائیں گے کہ قرآن سے رہ جاؤ گے۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/۲۳۱)

دل کی قساوت اور سختی کا علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوت قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ (مسند احمد)

فائدہ: سخت دلی اور تنگ دلی ایک روحانی مرض اور انسان کی بدبختی کی نشانی ہے سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل اور اپنی روح کی اس بیماری کا حال عرض کر کے آپ سے علاج دریافت کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو باتوں کی ہدایت فرمائی ایک یہ کہ یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا کرو اور دوسرا یہ کہ فقیر مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا یہ علاج علم النفس کے ایک خاص اصول پر مبنی ہے بلکہ کہنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے اس اصول کی تائید اور توثیق ہوتی ہے، وہ اصول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے نفس یا قلب میں کوئی خاص کیفیت نہ ہو اور وہ اس کو پیدا کرنا چاہے تو ایک تدبیر اس کی یہ بھی ہے کہ اس کیفیت کے آثار اور لوازم کو وہ اختیار کر لے ان شاء اللہ کچھ عرصہ کے بعد وہ کیفیت بھی نصیب ہو جائے گی۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لئے کثرت ذکر کا طریقہ جو حضرات صوفیائے کرام میں رائج ہے اس کی بنیاد بھی اسی اصول پر ہے۔

بہرحال یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور مسکین کو کھانا کھلانا دراصل جذبۂ رحم کے آثار میں سے ہے لیکن جب کسی کا دل اس جذبہ سے خالی ہو وہ اگر یہ عمل بہ تکلف ہی کرنے لگے تو ان شاء اللہ اس کے قلب میں بھی رحم کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ (معارف الحدیث جلد ۲ صفحہ ۱۷۹)

ظالم کو دفعہ کرنے کے لئے جلالی عمل

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ظالم کو دفعہ کرنے کے لئے یہ آیت تین دن تک اکیس دفعہ پڑھنا مفید ہے یہ آیت بڑی جلالی ہے اس کو ناجائز موقع پر پڑھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ جب ظالم کا ظلم ناقابل برداشت ہو تب یہ عمل کریں۔

مسلمان اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم برداشت نہیں کرسکتا

کوئی مسلمان کسی حال میں بھی اہانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوارا نہیں کرسکتا۔ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں (معاذ اللہ) گستاخی کی بات سن کر مصلحت برتتا ہے یا خاموشی اختیار کرتا ہے تو یقیناً یہ اس کے ایمان کی بہت بڑی کمی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اکثر بیہودہ باتوں پر اتر آتے ہیں۔

جس زمانہ میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے۔ وہاں کے عیسائیوں سے یہ معاہدہ تھا کہ ان کے جان و مال اور عزت کی حفاظت مسلمانوں پر لازم ہو گی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص ذمی عیسائیوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی شکایتوں کی سنوائی خود کرتے تھے اور ان کو ستانے والوں کو سخت سزائیں دیتے تھے۔

ایک مرتبہ کچھ گفتگو کے دوران ایک عیسائی سردار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی۔ حضرت غرفہ رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ انہیں گالی سن کر بہت طیش آیا انہوں نے اس عیسائی مردود کے منہ پر تاڑ سے ایک طمانچہ رسید کر دیا۔

اس عیسائی نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے شکایت کی۔ انہوں نے حضرت غرفہؓ کو فوراً طلب کر لیا ان سے معاملہ کی باز پرس کی۔ انہوں نے عیسائی کی گستاخی کا پورا واقعہ بیان کیا' حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا ''کیا تم کو یہ نہیں معلوم کہ ہمارا ذمیوں سے معاہدہ ہو چکا ہے ان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے''۔ حضرت غرفہؓ یہ سن کر غصہ سے سرخ ہو گئے اور کہا ''معاذ اللہ ہم نے ان سے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے کا معاہدہ نہیں کیا ہے ان کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ گالیاں دیتے پھریں''۔ حضرت عمروؓ بن عاص نے یہ سن کر کہا ''بیشک غرفہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ (اسد الغابہ تذکرہ غرفہؓ)

دنیا کی تکلیف میں پانچ چیزیں بہت سخت ہیں

دانش مندوں نے کہا ہے کہ ہم نے دنیا کی تکلیف اور مصیبت کو دیکھا تو پانچ چیزیں بہت سخت نظر آئیں (۱) پردیس میں بیماری (۲) بڑھاپے میں مفلسی (۳) جوانی کی موت (۴) بینائی کے بعد آنکھوں کی روشنی کا چلا جانا (۵) وصل کے بعد جدائی۔ (مکتوبات صدی: صفحہ ۲۵۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کسی بات میں اختلاف ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہو کر چلے گئے یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو منانے کے لئے چلے، مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ مانے یہاں تک کہ اپنے گھر میں پہنچ کر دروازہ بند کرلیا۔ مجبوراً صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے، ادھر کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی اور یہ بھی گھر سے نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور اپنا واقعہ عرض کیا، ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے، جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عتاب ہونے لگا تو عرض کیا یارسول اللہ! زیادہ قصور میرا ہی تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ میرے ایک ساتھی کو اپنی ایذاؤں سے چھوڑ دو کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جب میں نے باذن خداوندی یہ کہا کہ: "یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا" اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا رسول) ہوں، تو تم سب نے مجھے جھٹلایا صرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جنہوں نے پہلی بار میری تصدیق کی۔ (قصص معارف القرآن)

حج کی استطاعت حاصل کرنے کیلئے مجرب عمل

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝

اگر آپ کو حج پر جانے کی طلب ہے اور کوئی وسیلہ جانے کا نہ ہو تو کثرت سے مذکورہ آیت کا ورد کریں۔ اس وقت تک جب تک امید پوری نہ ہو۔

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ایک یہودی کا قرض تھا اس نے آ کر اپنا قرض مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے کچھ مہلت دے دو، یہودی نے شدت کے ساتھ مطالبہ کیا اور کہا کہ میں آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک میرا قرض ادا نہ کر دو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے میں تمہارے پاس بیٹھ جاؤں گا چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ بیٹھ گئے اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز اور پھر اگلے روز صبح کی نماز یہیں ادا فرمائی، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ ماجرا دیکھ کر رنجیدہ اور غضب ناک ہو رہے تھے اور آہستہ آہستہ یہودی کو ڈرا دھمکا کر یہ چاہتے تھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تاڑ لیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا: کیا کرتے ہو؟ تب انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اس کو کیسے برداشت کریں کہ ایک یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے منع فرمایا ہے کہ میں معاہد وغیرہ پر ظلم کروں یہودی یہ سب ماجرا دیکھ اور سن رہا تھا۔ صبح ہوتے ہی یہودی نے کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَنَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' اس طرح مشرف بہ اسلام ہو کر اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے اپنا آدھا مال اللہ کے راستے میں دے دیا، اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! میں نے اس وقت جو کچھ کیا اس کا مقصد صرف یہ امتحان کرنا تھا کہ تورات میں آپ کے متعلق یہ الفاظ پڑھے ہیں:

''محمد بن عبداللہ ان کی ولادت مکہ میں ہوگی، اور ہجرت طیبہ کی طرف، اور ملک ان کا شام ہوگا، نہ وہ سخت مزاج ہوں گے نہ سخت بات کرنے والے، نہ بازاروں میں شور کرنے والے، فحش اور بے حیائی سے دور ہوں گے...... میں نے اب تمام صفات کا امتحان کر کے آپ کو صحیح پایا اس لئے شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ میرا آدھا مال ہے آپ کو اختیار ہے، جس طرح چاہیں خرچ فرمائیں۔''

اور یہ یہودی بہت مالدار تھا آدھا مال بھی ایک بہت بڑی دولت تھی، اس روایت کو مظہری میں بحوالہ دلائل النبوۃ، بیہقی نقل فرمایا ہے۔ (قصص معارف القرآن)

مقروض کی نماز جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پڑھتے تھے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے جن کے اوپر دوسروں کا حق ہوتا، اس لئے نماز سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرلیا کرتے تھے کہ اس پر کسی کا حق تو نہیں اسی وجہ سے ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا مگر حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری لی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھ دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو کیونکہ ان کے ذمہ قرض ہے تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا کرو گے؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں میں ادا کر دوں گا۔

نوٹ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات ہوئیں تو مقروض کے قرض کا ذمہ خود لے لیتے تھے اور جنازہ کی نماز پڑھاتے تھے۔ (رحمۃ للعالمین جلد ا صفحہ ۲۶۶)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (نسائی شریف صفحہ ۳۱۵)

خلاف شرع خواہشات کی پیروی ایک قسم کی بت پرستی ہے

﴿اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَهٗ ھَوٰهُ﴾ (سورۂ فرقان: آیت ۴۳)

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی ہے جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے!''

اس آیت میں اس شخص کو جو اسلام و شریعت کے خلاف اپنی خواہشات کا پیرو ہو یہ کہا گیا ہے کہ اس نے اپنی خواہشات کو معبود بنالیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ خلاف شرع خواہشات نفسانی بھی ایک بت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہے پھر استدلال میں یہ آیت تلاوت فرمائی ہے۔ (قرطبی، معارف القرآن جلد ۶ صفحہ ۴۶۴)

بیت المال امیر المومنین کی جاگیر نہیں

حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوان کے خوشخط ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطوط لکھنے پر مامور کیا تھا۔ پھر خلیفہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں اس کام پر مامور کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے ان کو بیت المال کا حساب کتاب لکھنے کا کام بھی سپرد کر دیا۔ جب حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ ہوئے تو بیت المال کے خزانچی حضرت عبداللہؓ بن ارقم ہی ہو گئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بڑی سخی طبیعت پائی تھی وہ بڑی بڑی رقمیں لوگوں کو انعام وعطیہ میں دیدیتے تھے۔ یہ خرچ تو وہ اپنے ذاتی مال سے کرتے تھے لیکن کبھی کبھی بیت المال سے مستعار لے لیتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے ایک عزیز کو بہت بڑی رقم بطور عطیہ دینا منظور کی۔ حضرت عبداللہؓ بن ارقم خلیفہ عمر فاروقؓ کے دور کو دیکھ چکے تھے کہ وہ بیت المال کے برتن میں پانی پینا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کے خرچ کرنے کے طریقے جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے حکم کے مطابق یہ رقم نہیں دی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عبداللہؓ بن ارقم کو مزید حکم دیا: ''عبداللہ! تم ہمارے خزانچی ہو جیسے ہم حکم دیں تم کو اسی طرح پورا کرنا چاہئے بیت المال کی رقم کس مصرف پر خرچ ہو یہ فیصلہ کرنا ہمارا کام ہے تمہارا نہیں۔ اب تم فوراً میرے حکم کے مطابق یہ رقم ادا کر دو''۔ حضرت عبداللہؓ بن ارقم نے جواب میں کہا ''یا امیر المؤمنین! معاف فرمائیں میں آپ کا ذاتی خزانچی نہیں ہوں۔ آپ کا خزانچی تو آپ کا غلام ہو سکتا ہے میں تو مسلمانوں کا خزانچی ہوں اور اس طرح کے اخراجات میں اپنے ہاتھ سے کرنا مسلمانوں کے ساتھ خیانت سمجھتا ہوں''۔ یہ کہہ کر وہ بیت المال کی چابی منبر نبوی پر رکھ کر اپنے گھر چلے گئے۔ (الفتنۃ الکبریٰ۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین)

امت کیلئے معافی کی دعا پر تمام مسلمانوں کے برابر نیکیاں

امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معجم کبیر میں ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے جس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ کم از کم ایک مرتبہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" پڑھے گا اس کو دنیا کے تمام مسلمانوں میں سے ہر ایک کی جانب سے ایک ایک حسنہ اور نیکی ملے گی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۳/۳۷۰، حدیث ۸۷۷)

خاصان خدا کے قریبی رشتے دار عام طور سے محروم رہتے ہیں

ابن عساکر میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے وعظ فرمارہے تھے، فتوے دے رہے تھے، مجلس کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، ہر ایک کی نگاہیں آپ کے چہرے پر تھیں اور شوق سے سن رہے تھے لیکن آپ کے لڑکے اور گھر کے آدمی آپس میں نہایت بے پرواہی سے اپنی باتوں میں مشغول تھے۔ کسی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توجہ دلائی کہ اور سب لوگ تو دل سے آپ کی علمی باتوں میں دلچسپی لے رہے ہیں آپ کے اہل بیت اس سے بالکل بے پرواہ ہیں، وہ اپنی باتوں میں نہایت بے پرواہی سے مشغول ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے دنیا سے بالکل کنارہ کشی کرنے والے انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں اور ان پر سب سے زیادہ سخت اور بھاری ان کے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ اور اسی بارے میں آیت ''وانذر سے تعملون'' تک ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۵)

روغن زیتون کی برکات

﴿شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ﴾ (سورہ النور: آیت ۳۵) اس سے زیتون اور اس کے درخت کا مبارک اور نافع و مفید ہونا ثابت ہوتا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بے شمار منافع اور فوائد رکھے ہیں، اس کو چراغوں میں روشنی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی روشنی ہر تیل کی روشنی سے زیادہ صاف شفاف ہوتی ہے، اور اس کو روٹی کے ساتھ سالن کی جگہ بھی استعمال کیا جاتا ہے، اس کے پھل کو بطور تفکہ کے کھایا بھی جاتا ہے اور ایسا تیل ہے جس کے نکالنے کے لئے کسی مشین یا چرخی وغیرہ کی ضرورت نہیں خود بخود اس کے پھل سے نکل آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روغن زیتون کو کھاؤ بھی اور بدن پر مالش بھی کرو کیونکہ یہ شجرۂ مبارکہ ہے۔ (معارف القرآن جلد ۶ صفحہ ۴۲۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کھانا اور نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور بے خوف شخص تھے۔ حق گوئی اور بے باکی ان کی طبیعت کا خاص جوہر تھی۔ اعلان حق کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ خلافت میں مدینہ کے گورنر مروان بن حکم تھے۔ ان کی سخت مزاجی سے سب خوف کھاتے تھے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کو کبھی ان کا کوئی خوف نہیں ہوا۔

ایک دن انہوں نے دیکھا کہ مروان بن حکم کی قیام گاہ میں کچھ تصویریں لگی ہوئی ہیں کسی کی ہمت ان پر اعتراض کرنے کی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن انہوں نے فوراً کہا ''مروان تم نے تصویریں آویزاں کر رکھی ہیں جبکہ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف منع فرمایا ہے۔ میں نے آپ کو ارشاد فرماتے سنا ہے ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری مخلوق کے مثل مخلوق بنائے اگر تخلیق کا دعویٰ ہے تو کوئی ذرہ غلہ یا جو کا ایک دانہ ہی پیدا کر کے دکھائے''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مذاق میں بھی وہ بات منہ سے نہیں نکالتے تھے جو حق نہ ہو جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہؓ کی فوجیں آمنے سامنے کھڑی تھیں تو یہ آزادی سے دونوں لشکروں میں آتے جاتے تھے کھانا اکثر حضرت معاویہؓ کے ساتھ کھاتے تھے۔

ایک دن جب یہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ان کے ایک لشکری نے مذاق میں کہا ''ابو ہریرہؓ تم کھانا تو امیر معاویہؓ کے ساتھ کھاتے ہو اور نماز میں دشمن کے ساتھ شریک ہوتے ہو''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بلاخوف و جھجک فرمایا ''اس لئے کہ کھانا یہاں اچھا ہوتا ہے اور نماز وہاں اچھی ہوتی ہے''۔ سب لوگ ان کے اس بیباکانہ جواب پر چپ رہ گئے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ احادیث ابو ہریرہؓ)

جھوٹے مقدموں، تہمتوں اور بے عزتی سے نجات

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۝

اگر کوئی جھوٹے مقدمہ میں پھنس گیا ہو یا کسی نے کسی پر جھوٹی تہمت لگائی ہو یا کسی کی عزت پر کوئی حرف آیا ہو وہ اس آیت کو اٹھتے بیٹھتے کثرت سے پڑھے۔ ان شاء اللہ اسے کامیابی حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے آٹھ نام جو سورج پر لکھے ہوئے ہیں

۱. الحی ۲. العالم ۳. القادر

۴. المرید ۵. السمیع ۶. البصیر

۷. المتکلم ۸. الباقی (الیواقیت والجواہر بحث ۱۶)

فضول بحثوں سے احتراز کیجئے

آج کل انگریزی تعلیم یافتہ حضرات جو دینی تعلیم سے ناآشنا ہیں وہ بحث و تحقیق میں شریعت کی حدود کا پاس و لحاظ نہیں کرتے، چاہے مسئلہ قابل فہم ہو یا نہ ہو ہر شخص اس کی حقیقت جاننا چاہتا ہے حالانکہ بحث و تحقیق کا ایک دائرہ ہے جس سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور کوئی باہر نکلنے کی کوشش کرے تو اس کو روک دینا چاہیے لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کی حقیقت دریافت کی تھی قرآن کریم نے اجمالی جواب دیا کہ وہ میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اس کے بعد یہ کہہ کر تفصیل پیش کرنے سے انکار کر دیا کہ تمہیں جو علم دیا گیا ہے وہ بہت ہی تھوڑا ہے یعنی تم اس بحث کو نہیں سمجھ سکتے، قرآن کریم کی متعدد سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات ہیں جن کے مطلب کے در پے ہونے سے روک دیا گیا ہے اور مومن کو عملی طور پر مشق کرائی گئی ہے کہ:

نہ ہرجائے مرکب تواں تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

ترجمہ: ”ہر جگہ بحث کا گھوڑا نہیں دوڑانا چاہئے، کسی جگہ تحقیق کے ہتھیار ڈال دینے چاہئیں“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: لوگ برابر ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ کائنات کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص ایسی بات محسوس کرے اس کو کہنا چاہئے کہ: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ، ص ۱۸)

دریائے نیل کے نام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط

روایت ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو مصر والے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہماری قدیم عادت ہے کہ اس مہینے میں دریائے نیل کی بھینٹ چڑھاتے ہیں اور اگر نہ چڑھائیں تو دریا میں پانی نہیں آتا۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس مہینے کی بارھویں تاریخ کو ایک باکرہ لڑکی کو لیتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی اکلوتی ہو، اس کے والدین کو دے دلا کر رضامند کر لیتے ہیں اور اسے بہت عمدہ کپڑے، بہت قیمتی زیور پہنا کر، بناؤ سنوار کر اس نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس کا پانی چڑھتا ہے ورنہ پانی چڑھتا نہیں۔ سپہ سالارِ اسلام حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتح مصر نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہلانہ اور احمقانہ رسم ہے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اسلام تو ایسی عادتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے تم ایسا نہیں کر سکتے، وہ باز رہے۔

دریائے نیل کا پانی نہ چڑھا، مہینہ پورا نکل گیا لیکن دریا خشک پڑا ہوا ہے لوگ تنگ آ کر ارادے کرنے لگے کہ مصر کو چھوڑ دیں، یہاں کی بود و باش ترک کر دیں۔ اب فاتح مصر کو خیال گزرتا ہے اور دربار خلافت کو اس سے مطلع فرماتے ہیں اسی وقت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ آپ نے جو کیا اچھا کیا، اب میں اپنے اس خط میں ایک پرچہ دریائے نیل کے نام بھیج رہا ہوں تم اسے لے کر دریائے نیل میں ڈال دو۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پرچے کو نکال کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ: خط ہے اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المومنین عمر کی طرف سے اہل مصر کے دریائے نیل کی طرف، بعد حمد و صلوٰۃ کے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اپنی طرف سے اور اپنی مرضی سے بہہ رہا ہے تو خیر نہ بہہ، اور اگر اللہ تعالیٰ واحد و قہار تجھے جاری رکھتا ہے تو ہم اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ تجھے رواں کر دے۔ یہ پرچہ لے کر حضرت امیر عسکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریائے نیل میں ڈال دیا، ابھی ایک رات بھی گزرنے نہ پائی تھی کہ دریائے نیل میں سولہ ہاتھ گہرائی کا پانی چلنے لگا اور اسی وقت مصر کی خشک سالی تر سالی سے، گرانی ارزانی سے بدل گئی۔ خط کے ساتھ ہی خطہ کا خطہ سرسبز ہو گیا اور دریا پوری روانی سے بہتا رہا، اس کے بعد سے ہر سال جو جان چڑھائی جاتی تھی وہ بچ گئی اور مصر سے اس ناپاک رسم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی حفاظت سانپ کے ذریعے

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ! حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما گم ہوگئے ہیں، اس وقت دن چڑھ چکا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اٹھو اور میرے دونوں بیٹوں کو تلاش کرو، چنانچہ ہر آدمی نے اپنا راستہ لیا اور چل پڑا۔ اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ لے کر چل پڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے تو دیکھا کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے کھڑے ہیں، اور پاس ہی ایک کالا ناگ اپنی دم پر کھڑا ہے جس کے منہ سے آگ کی چنگاریاں نکل رہی ہیں (غالباً اللہ نے ناگ بھیجا تھا کہ بچوں کو آگے جانے سے روکے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے ناگ کی طرف بڑھے اس ناگ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مڑ کر دیکھا اور چل پڑا اور ایک سوراخ میں داخل ہوگیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے پاس گئے۔ اور دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا اور دونوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: میرے ماں باپ تم دونوں پر قربان ہوں تم دونوں اللہ کے ہاں کتنے قابل احترام ہو، پھر ایک کو دائیں کندھے پر اور دوسرے کو بائیں کندھے پر بٹھالیا...... میں نے کہا تم دونوں کو خوشخبری ہو کہ تمہاری سواری بہت ہی عمدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں بہت عمدہ سوار ہیں اور ان کے والدین دونوں سے بہتر ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۲ صفحہ ۸۶۹)

دشمن کے شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

اگر کسی شخص کو دشمن سے تکلیف یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا تکلیف پہنچاتا ہو تو اس آیت کو روزانہ سات دفعہ پڑھے ان شاء اللہ اس کی اذیت سے محفوظ رہے گا۔

اللہ اپنے بندے کی رہائی کا سامان کرتا ہے

حضرت حکم بن عمرو غفاریؓ حضرت معاویہؓ کی خلافت میں خراسان کے گورنر تھے۔ یہ حکومت کے انتہائی وفادار تھے۔ نہایت ہی سچائی اور ایمانداری سے اس خدمت کو انجام دیتے تھے لیکن دین کے معاملہ میں بہت محتاط تھے۔ اگر کبھی حکومت کے قانون اور شریعت کے قانون میں فرق دیکھتے تھے تو حکومت کی بات کو ماننے سے صاف انکار کر دیتے تھے۔

ایک جنگ میں اسلامی فوج کے ہاتھ بہت سا مال غنیمت آیا جس میں سونے چاندی اور ہیرے جواہرات بھی کافی تھے۔ اسلامی قانون کے مطابق مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال کا ہوتا ہے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کرنے کے لئے لیکن زیاد نے انہیں لکھا۔

''امیر المومنین کا فرمان آیا ہے کہ سونا چاندی روک کر مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے''۔

حضرت حکم بن عمرو غفاریؓ نے اس کے جواب میں لکھا:

''امابعد! تمہارا خط جس میں تم نے امیر المومنین کے فرمان کا حوالہ دیا ہے ملا لیکن امیر المومنین کے مکتوب سے پہلے مجھے اللہ کی کتاب مل چکی ہے۔ میں اس فرمان کی پرواہ نہیں کرتا۔ اللہ کی قسم اگر کسی بندے کو آسمان اور زمین گھیر لیں اور وہ اللہ سے ڈرتا ہو تو وہ اپنے بندے کی رہائی کا ضرور کوئی نہ کوئی سامان کر دے گا۔''

یہ جواب لکھ کر انہوں نے مال غنیمت مع سونے چاندی کے مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور صرف پانچواں حصہ مرکز کے لئے محفوظ کر لیا۔ (طبقات ابن سعد جز اول ص ۱۸)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے مجرب عمل

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونے کا یا ان کی زیارت کا خواہش مند ہو وہ رات کو سوتے وقت اس کی تسبیح پڑھے۔ ان شاء اللہ جلد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لقمہ کی برکت سے بے حیا عورت باحیا بن گئی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مردوں سے بے حیائی کی باتیں کیا کرتی تھی اور بہت بے باک اور بدکلام تھی، ایک مرتبہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے ثرید کھا رہے تھے، اس پر اس عورت نے کہا انہیں دیکھو ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے غلام بیٹھتا ہے، ایسے کھا رہے ہیں جیسے غلام کھاتا ہے، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سا بندہ مجھ سے زیادہ بندگی اختیار کرنے والا ہوگا۔

پھر اس عورت نے کہا یہ خود کھا رہے ہیں اور مجھے نہیں کھلا رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو بھی کھالے اس نے کہا مجھے اپنے ہاتھ سے عطا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا تو اس نے کہا جو آپ کے منہ میں ہے اس میں سے دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے دیا جسے اس نے کھالیا (اس کھانے کی برکت سے) اس پر شرم وحیا غالب آ گئی اور اس کے بعد اپنے انتقال تک کسی سے بے حیائی کی کوئی بات نہ کی۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۷)

باغی، ڈاکو اور ماں باپ کے قاتل کی نماز جنازہ نہیں

سوال: قاتل کو سزا کے طور پر قتل کیا جائے یا پھانسی دی جائے اس کی نماز جنازہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر والدین کا قاتل ہو اس صورت میں کیا حکم ہے؟ فاسق، فاجر اور زانی کی موت پر اس کی نماز جنازہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: نماز جنازہ ہر گنہگار مسلمان کی ہے، البتہ باغی اور ڈاکو اگر مقابلہ میں مارے جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، نہ ان کو غسل دیا جائے، اسی طرح جس شخص نے اپنے ماں باپ میں سے کسی کو قتل کر دیا ہو اور اسے قصاصاً قتل کیا جائے تو اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی اور اگر وہ اپنی موت مرے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ تاہم سربرآوردہ، مقتدا (یعنی دین میں باحیثیت) لوگ اس میں شرکت نہ کریں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۱۳۲)

بیت المال کا سرمایہ کسی کے باپ کی کمائی نہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ ایسا تھا جب بہت سی باتیں خلافت راشدہ کے زمانے سے بدل چکی تھیں۔ وہ بہت سے ایسے کام کرتے تھے جن کی مثال پہلے پانچوں خلفاء کے یہاں نہیں ملتی۔ ان تبدیلیوں پر بہت سے حق گو صحابہؓ اور تابعینؒ بلاخوف اعتراض کر دیتے تھے ایک مرتبہ حضرت ابومریم ازدی نے کہا "امیر المومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ جس شخص کو مسلمانوں کا حاکم بنائے اگر وہ ان کی حاجتوں سے آنکھ بند کر کے پردہ میں بیٹھ جائے تو اللہ بھی قیامت کے دن اس کی حاجتوں کے سامنے پردہ ڈال دے گا"۔

حضرت امام ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے حق گو تابعی تھے۔ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے معاملات پر نظر رکھتے تھے۔ اگر ان کا کوئی فعل قابل اعتراض سمجھتے تو فوراً ٹوک دیتے تھے۔ ایک مرتبہ کچھ خاص وجوہات سے انہوں نے کچھ لوگوں کے وظیفے روک دیئے۔ لوگوں کی حضرت معاویہؓ کے جلال کے سامنے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں کے وظیفے بغیر معقول سبب بتائے روک دئے گئے ہیں تو بہت ناراض ہوئے سیدھے حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے اور سر دربار دریافت کیا۔ "کیوں معاویہؓ بیت المال کا یہ سرمایہ تمہاری یا تمہارے باپ کی کمائی ہے جو تم نے لوگوں کو ناحق اس طرح وظیفے معطل کر دیئے"۔ حضرت معاویہؓ کے مزاج میں تحمل اور بردباری بہت زیادہ تھی اس لئے انہوں نے حضرت ابومسلم خولانی کی بات پر کوئی غصہ ظاہر نہیں کیا بلکہ ان لوگوں کے وظیفے جاری کر دیئے۔ (سیر الصحابہؓ جلد ۶ بحوالہ ابوداؤد الغزالی)

پڑوسی کے یہاں کھانا بھیجنا

مسلم میں ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور وصیت کے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب کھانے کی ہنڈیا تیار کرو تو اس میں ذرا شوربہ زیادہ کر دیا کرو تاکہ تم اپنے پڑوسیوں کے پاس بھی کچھ بھیج سکو۔ (مسلم شریف ۲۹/۲)

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ

سوال: خودکشی کرنے والے مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بے شک خودکشی گناہ کبیرہ ہے مگر شریعت مطہرہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے، اگر بعض مذہبی مقتداز جراًلوگوں کی عبرت کے لئے نماز جنازہ میں شرکت نہ کریں تو اس کی گنجائش ہے مگر عوام پر ضروری ہے کہ نماز جنازہ پڑھیں، نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن نہ کریں۔ حدیث میں ہے کہ مسلمان کی نماز جنازہ تم پر لازم ہے وہ نیک ہو یا بد۔ اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ درمختار میں ہے ''جو آدمی خود کو عمداً قتل کرے تو اس کو غسل دیا جائے اور اسکی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے اسی پر فتویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔'' (فتاویٰ رحیمیہ جلد ا صفحہ ۳۶۷)

جمعہ کے دن وفات پانے کی فضیلت

سوال: جمعہ کے دن موت کی فضیلت وارد ہوئی ہے یہ فضیلت کب سے ہے، اور کہاں تک ہے؟

جواب: حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو وفات پانے والا مسلمان منکر نکیر کے سوال وجواب سے محفوظ رہتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنے (یعنی سوال وجواب یا عذاب قبر) سے بچا لیتے ہیں۔'' (فتاویٰ شامی)

انبیاء علیہم السلام کے ناموں کی وجہ تسمیہ

۱۔ آدم: کے معنی گندم گوں ہیں، ابوالبشر کا یہ نام ان کے جسمانی رنگ کو ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ نوح: کے معنی آرام ہیں، باپ نے ان کو آرام وراحت کا موجب قرار دیا۔

۳۔ اسحاق: کے معنی ضاحک یعنی ہنسنے والا ہیں، اسحاق علیہ السلام ہشاش بشاش چہرہ والے تھے۔

۴۔ یعقوب: پیچھے آنے والا، یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے۔

۵۔ موسیٰ: پانی سے نکالا ہوا، جب ان کا صندوق پانی سے نکالا گیا تب یہ نام رکھا گیا۔

۶۔ یحییٰ: عمر دراز، بڈھے ماں باپ کی بہترین آرزوؤں کا ترجمان ہے۔

۷۔ عیسیٰ: سرخ رنگ، چہرہ گل گوں کی وجہ سے یہ نام تجویز ہوا۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۳ صفحہ ۱۴)

عشق رسالت اور علامہ اقبالؒ

حضرت سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرماتے تھے جب کبھی میں علامہ اقبال کے ہاں حاضر ہوتا وہ چارپائی پر گاؤ تکیہ کا سہارا لے کر بیٹھے ہوتے' حقہ سامنے ہوتا' دو چار کرسیاں بچھی ہوتیں' صدا دیتا' یا مرشد! فرماتے آ بھئی پیرا' بہت دناں بعد آیاں ایں (بہت دنوں کے بعد آئے ہو) علی بخش سے کہتے حقہ لے جاؤ اور کلی کیلئے پانی لاؤ' کلی فرماتے پھر ارشاد ہوتا' ایک رکوع سناؤ' میں پوچھتا حضرت! کوئی تازہ کلام؟ فرماتے' ہوتا ہی رہتا ہے۔ عرض کرتا' لائیے' کاپی منگواتے' پہلے رکوع سنتے' پھر وہ اشعار جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوتے سنتے۔ قرآن پاک سنتے وقت کانپنے لگتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوتا یا ان سے متعلق کلام پڑھا جاتا تو چہرہ اشکبار ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہمیشہ باوضو شخص سے سنتے اور خود ان کا نام بھی باوضو ہو کر لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر اس طرح روتے جس طرح ایک معصوم بچہ ماں کے بغیر روتا ہے۔ (نقیب ختم نبوت)

انمول آنسو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو وہاں کوئی شخص خوف خدا سے رو رہا تھا جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کے تمام اعمال کا وزن ہوگا مگر خدا اور آخرت کے خوف سے رونا ایسا عمل ہے جس کو تولا نہ جائیگا بلکہ ایک آنسو ہی جہنم کی بڑی سے بڑی آگ کو بجھا دے گا۔ (معارف القرآن)

نیک بیوی کا درجہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو اُس کیلئے پرندے ہوا میں۔ مچھلیاں دریا میں۔ فرشتے آسمانوں میں درندے جنگلوں میں استغفار کرتے ہیں۔ (تفسیر بحر محیط)

پانچ آدمی اللہ کی ذمہ داری میں ہیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

ا۔ جو آدمی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔
۲۔ اور جو کسی بیمار کی عیادت کرنے جاتا ہے وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔
۳۔ اور جو صبح یا شام کو مسجد میں جاتا ہے وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔
۴۔ اور جو مدد کرنے کے لئے امام کے پاس جاتا ہے وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔
۵۔ اور جو گھر بیٹھ جاتا ہے اور کسی کی برائی اور غیبت نہیں کرتا وہ بھی اللہ کی ذمہ داری میں ہوتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۸۱۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق ہو وہ جمعہ کی رات میں دو رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ آیۃ الکرسی اور گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ ۣالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ.** اگر کوئی شخص چند مرتبہ یہ عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب فرمادیتے ہیں بشرطیکہ شوق اور طلب کامل ہو اور گناہوں سے بھی بچتا ہو۔ (اصلاحی خطبات جلد ۶ صفحہ ۱۰۴)

انمول آنسو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ جبرائیل امین تشریف لائے تو وہاں کوئی شخص خوف خدا سے رو رہا تھا تو جبرائیل نے فرمایا کہ انسان کے تمام اعمال کا تو وزن ہوگا مگر خدا اور آخرت کے خوف سے رونا ایسا عمل ہے جس کو تولا نہ جائے گا۔ بلکہ ایک آنسو بھی جہنم کی بڑی سے بڑی آگ کو بجھادے گا۔ (معارف القرآن)

حضرت عبداللہ بن عمر کی حجاج کو پھٹکار

بے خوف باپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی بڑے بے خوف و بے باک تھے۔ اللہ کے سوا انہیں کسی کا خوف نہیں تھا۔ بنی امیہ کے دور خلافت میں جبر و زیادتی کی حکمرانی عام ہوگئی تھی۔ خاص طور سے حجاج بن یوسف ثقفی کے مظالم اور ستم آرائیوں سے دنیائے اسلام تنگ آ گئی تھی لیکن مارے خوف کے کسی کو اف کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی مگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بلا خوف و جھجک حق بات منہ پر کہہ دیتے تھے۔

ایک دن جب حجاج بن یوسف خطبہ دے رہا تھا تو آپ نے بلا خوف فرمایا "یہ اللہ کا دشمن ہے اس نے حرم الٰہی کو رسوا کیا۔ بیت اللہ کو تباہ کیا اور اللہ کے نیک بندوں کا قتل کیا"۔

ایک دن جب حجاج نے اپنی تقریر میں کہا "عبداللہ بن زبیرؓ نے قرآن میں تغیر و تبدل کیا ہے" تو انہوں نے درمیان تقریر ہی بلا خوف کہا "حجاج تو جھوٹ بول رہا ہے نہ ابن زبیرؓ کی یہ طاقت ہے اور نہ تیرے بس کی یہ بات ہے کہ اللہ کے کلام میں ذرہ برابر بھی تبدیلی کر سکے"۔

ایک دن وہ مسجد میں خطبہ دے رہا تھا۔ اس نے خطبہ کو اتنا طول دیا کہ عصر کا وقت ختم ہونے کو ہوگیا۔ آپ نے بلند آواز سے پکارا "نماز کا وقت ختم ہونے کو ہے تقریر ختم کرو"۔ حجاج نے پرواہ نہیں کی تو انہوں نے دو تین مرتبہ اپنی بات کو دہرایا۔ لیکن جب حجاج نے ان کی بات کی طرف دھیان نہیں دیا تو انہوں نے حاضرین سے کہا "لوگو اٹھو نماز پڑھو۔ ہمارے والی کو شاید نماز کی ضرورت نہیں ہے۔" اتنا سن کر سب نمازی کھڑے ہوگئے۔ مجبوراً حجاج کو تقریر بند کرنا پڑی۔ وہ منبر سے اتر آیا۔ نماز کے بعد ابن عمرؓ سے پوچھا "تم نے ایسا کیوں کیا؟" حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے بڑی بے باکی سے فرمایا "ہم نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں نماز کے بعد جتنا تمہارے دل میں آئے تقریر کیا کرو" (تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۳۲ طبقات ابن سعد قسم اول جز ۴ ص ۱۱۷)

داڑھ اور کان کے درد کا علاج

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص چھینک آنے پر یہ دعاء پڑھ لے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَا كَانَ۔ (مرقاۃ۔ بحوالہ جواہر پارے)

ایک نیکی پر جنت میں داخلہ

قیامت کے دن ایک ایسے شخص کو حاضر کیا جائے گا جس کے میزان کے دونوں پلڑے نیکی اور بدی کے برابر ہوں گے اور ایسی کوئی نیکی نہیں ہوگی جس سے نیکی کا پلڑا جھک جائے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے فرمائیں گے کہ لوگوں میں جا کر تلاش کرو کہ تمہیں کوئی نیکی مل جائے جس سے تم کو جنت میں پہنچاؤں۔ وہ شخص بہت حیران و پریشان لوگوں میں تلاش کرتا رہے گا لیکن ہر شخص یہی کہے گا: مجھے اپنے بارے میں ڈر ہے کہ میری نیکی کا پلڑا ہلکا نہ ہو جائے، اور میں تجھ سے نیکی کا زیادہ محتاج ہوں، وہ شخص بہت مایوس ہوگا، اتنے میں ایک شخص پوچھے گا تجھے کیا چاہئے؟ وہ کہے گا: مجھے ایک نیکی چاہئے اور میں بہت لوگوں سے مل چکا ہوں جن کی ہزاروں نیکیاں ہیں لیکن ہر ایک نے مجھ سے بخیلی کی...... وہ شخص کہے گا میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تھی اور میرے صحیفے میں صرف ایک ہی نیکی ہے، اور مجھے یہ گمان ہے کہ اس سے میرا کوئی فائدہ نہیں ہوگا لہٰذا تو ہی اس کو میری طرف سے ہدیہ لے جا۔ (اور اپنی جان بچا)

وہ شخص اس کی نیکی کو لے کر بہت مسرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے گا، اللہ تعالیٰ اپنے علم کے باوجود اس سے پوچھیں گے کہ تیری کیا خبر ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے رب! اس نے اپنا کام اس طریقہ سے پورا کیا (وہ شخص اپنی پوری حالت وہاں بیان کرے گا)...... پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو حاضر کرے گا جس نے اس کو نیکی دی تھی، اور اس سے اللہ تعالیٰ کہے گا آج کے دن میری سخاوت تیری سخاوت سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور تم دونوں جنت میں چلے جاؤ۔ (زرقانی جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۰)

اولاد کے لئے مجرب عمل

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ
اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ۝

جس کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو وہ یہ آیت ایک سو سینتیس مرتبہ پانی پر دم کر کے فجر کی نماز کے بعد میاں بیوی دونوں پئیں۔

والد کے ساتھ خیر خواہی پر جنت میں داخلہ

ایسا ہی ایک دوسرا واقعہ ہے کہ ایک شخص کے میزان کے دونوں پلڑے برابر ہوں گے اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تو نہ جنتی ہے اور نہ جہنمی ہے، اتنے میں ایک فرشتہ ایک صحیفہ لاکر اس کے میزان کے ایک پلڑے میں رکھے گا جس میں ''اُف'' (والدین کی تکلیف و صدمہ کی آواز) لکھا ہوا ہوگا، جو بدی کے پلڑے کو وزنی کر دے گا، اس لئے کہ وہ (اُف) ایسا کلمہ ہے جو دنیا کے پہاڑوں کے مقابلہ میں بھاری ہے۔ چنانچہ اس کے لئے جہنم کا فیصلہ ہوگا، وہ شخص اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نجات کی درخواست کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے اس کو واپس لاؤ، پھر اللہ تعالیٰ اسے کہیں گے اے ماں باپ کے نافرمان! تو کس بنا پر جہنم سے چھٹکارے کی درخواست کرتا ہے؟ وہ شخص کہے گا:

اے رب! میں جہنم میں جانے والا ہوں مجھے وہاں سے چھٹکارا نہیں کیونکہ میں والد کا نافرمان تھا، اور میں ابھی دیکھ رہا ہوں کہ میرا باپ بھی میری طرح جہنم میں جانے والا ہے لہٰذا میرے باپ کے بدلہ میرا عذاب دوگنا کر دیا جائے اور ان کو جہنم سے چھٹکارا دیا جائے۔

یہ بات سن کر اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے اور فرمائیں گے۔ دنیا میں تو اس کا نافرمان تھا اور آخرت میں تو نے اس کو بچا دیا، پکڑ اپنے باپ کے ہاتھ اور دونوں جنت میں چلے جاؤ۔

(زرقانی جلد۱۲صفحہ ۳۱۹)

ایک حدیث قدسی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! میں نے تجھ کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تو تو لہو ولعب میں نہ لگ اور میں نے تیرے رزق کو مقدر کر دیا ہے تو تو (اس کے حصول میں) مت تھک اگر تو میری تقسیم پر راضی ہوگیا تو میری عزت وجلال کی قسم میں تیرے دل اور جسم کو راحت دوں گا اور تو میرے نزدیک پسندیدہ بن جائے گا اور اگر تو میرے تقسیم کردہ رزق پر راضی نہ ہوا تو میں تجھ پر دنیا کو مسلط کر دوں گا پھر تو ایسا مارا مارا پھرے گا جیسا کہ وحشی جانور پھرتے ہیں اور میری تقسیم سے زیادہ تو تجھے ملے گا نہیں اور تو میرے نزدیک ناپسندیدہ بن جائے گا۔

آٹھ قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا

شامی میں لکھا ہے کہ جن لوگوں سے سوال نہیں کیا جائے گا وہ آٹھ قسم کے لوگ ہیں:
۱۔شہید ۲۔اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا۔
۳۔مرض طاعون سے فوت ہونے والا۔ ۴۔طاعون کے زمانہ میں طاعون کے علاوہ کسی مرض سے فوت ہونے والا جب کہ وہ اس پر صابر اور ثواب کی امید رکھنے والا ہو۔
۵۔صدیق ۶۔بچے ۷۔جمعہ کے دن یا رات میں مرنے والا۔
۸۔ہر رات سورۂ تبارک (سورۂ ملک) پڑھنے والا۔

اور بعض حضرات نے اس سورت کے ساتھ سورۂ سجدہ کو بھی ملایا ہے اور اپنے مرض موت میں قل ہو اللہ احد پڑھنے والا، اور شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ ان میں انبیاء علیہم السلام کا اضافہ کیا جائے گا اس لئے کہ وہ صدیقین سے درجہ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ (شامی جلد ا صفحہ ۵۷۲)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا غصہ پی جانا

عبداللہ بن محمد صیادفی رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا، اندر سے آپ کی کنیز آئی اور تیزی سے نکل گئی، پاؤں کی ٹھوکر سے راستہ میں رکھی ہوئی روشنائی کی شیشی الٹ گئی، امام صاحب نے ذرا غصے سے فرمایا کیسے چلتی ہے؟ کنیز بولی: جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلیں!

امام صاحب یہ جواب سن کر انتہائی تحمل اور بردباری سے فرماتے ہیں: جا میں نے تجھے آزاد کیا۔ صیادفی کہتے ہیں میں نے کہا: اس نے تو آپ کو غصہ دلانے والی بات کہی تھی، آپ نے آزاد کر دیا؟ فرمایا: اس نے جو کچھ کہا اور کیا میں نے اپنی طبیعت کو اسی پر آمادہ کر لیا۔ (صحیح بخاری)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اے ابن آدم! جب تجھے غصہ آئے تو اسے پی جا۔ جب مجھے تجھ پر غصہ آئے گا تو میں پی جاؤں گا۔ بعض روایتوں میں ہے اے ابن آدم! اگر غصے کے وقت تو مجھے یاد رکھے گا۔ یعنی میرا حکم مان کر غصہ پی جائے گا تو میں بھی اپنے غصے کے وقت تجھے یاد رکھوں گا یعنی ہلاکت کے وقت تجھے ہلاکت سے بچالوں گا۔ (تفسیر ابن کثیر اردو: ۱/ ۴۵۷)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں تھا

یحیٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے افریقہ میں زکوٰۃ کی تحصیل پر مقرر کیا، میں نے زکوٰۃ وصول کی، جب میں نے اس کے مستحق تلاش کئے جن کو وہ رقم دی جائے تو مجھے ایک بھی محتاج نہیں ملا، اور ایک شخص بھی ایسا دستیاب نہیں ہوا جس کو زکوٰۃ دی جاسکے، عمر بن عبدالعزیز نے سب کو غنی بنادیا، بالآخر میں نے کچھ غلام خرید کر آزاد کئے اور ان کے حقوق کا مالک مسلمانوں کو بنادیا۔

ایک دوسرے قریشی کہتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر مدت خلافت میں یہ حال ہوگیا تھا کہ لوگ بڑی بڑی رقمیں زکوٰۃ کی لے کر آتے تھے کہ جس کو مناسب سمجھا جائے دے دیا جائے لیکن مجبوراً واپس کرنی پڑتی تھی کہ کوئی لینے والا نہیں ملتا، عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں سب مسلمان غنی ہوگئے، اور زکوٰۃ کا کوئی مستحق نہیں رہا۔

ان ظاہری برکات کے علاوہ...... جو صحیح اسلامی حکومت کا ثانوی نتیجہ ہے...... بڑا انقلاب یہ ہوا کہ لوگوں کے رجحانات بدلنے لگے، اور قوم کے مزاج و مذاق میں تبدیلی ہونے لگی، ان کے معاصر کہتے ہیں کہ ہم جب ولید کے زمانہ میں جمع ہوتے تھے، تو عمارتوں اور طرز تعمیر کی بات چیت کرتے تھے، اس لئے کہ ولید کا یہی اصل ذوق تھا، اور اس کا تمام اہل مملکت پر اثر پڑ رہا تھا، سلیمان کھانوں اور عورتوں کا بڑا شائق تھا، اس کے زمانہ میں مجلسوں کا موضوع سخن یہی تھی، لیکن عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں نوافل و طاعات، ذکر و تذکرہ، گفتگو اور مجلسوں کا موضوع بن گیا، جہاں چار آدمی جمع ہوتے، تو ایک دوسرے سے پوچھتے کہ رات کو تمہارا کیا پڑھنے کا معمول ہے؟ تم نے کتنا قرآن یاد کیا ہے؟ تم قرآن کب ختم کروگے؟ اور کب ختم کیا تھا؟ مہینے میں کتنے روزے رکھتے ہو؟ (تاریخ دعوت و عزیمت: ۱/۵۰)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر

حافظ ذھبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ کی عمر کے بارے میں جس قدر اقوال ہیں وہ سب اس پر متفق ہیں کہ آپ کی عمر ڈھائی سو سال سے متجاوز ہے۔

حضرت موسیٰ بن نصیرؒ اور خلیفہ سلیمان

حضرت موسیٰ بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ بنوامیہ کے دور میں بڑے فاتح ہوئے ہیں ۸۹ھ ۷۰۷ء میں وہ افریقہ اور مغرب (مراکش) کے والی بنائے گئے۔ انہوں نے اپنے لڑکوں عبداللہؒ اور عبدالعزیزؒ کی سرکردگی میں افریقہ، مغرب ادنیٰ اور مغرب اقصیٰ کے بہت بڑے علاقہ کو فتح کیا۔ پھر انہوں نے اندلس کی فتح کو مکمل کیا۔ ان کے حوصلہ کا اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یورپ کے ایک بڑے علاقہ کو فتح کرنے کا منصوبہ بنایا ان کا پروگرام تھا کہ اندلس (اسپین) کے بعد فرانس سوئزرلینڈ، اٹلی اور روم وغیرہ کو فتح کر کے قسطنطنیہ ہوتے ہوئے اسلامی دارالخلافت دمشق تک خشکی کا راستہ تیار کیا جائے۔ اس منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے انہوں نے پورے اسپین اور جنوبی فرانس کو فتح کرلیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے ۹۶ھ ۱۴ء میں سلیمان بن عبدالملک نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی اسلام کے نامور جرنلوں محمدؒ بن قاسم، موسیٰؒ بن نصیر اور قتیبہؒ بن مسلم وغیرہ کو قتل کر کے اسلامی فتوحات کو روک دیا۔

۹۴ھ ۱۲ء میں یورپ کی بڑی فتوحات کے بعد یہ بھاری مال غنیمت لے کر دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مال غنیمت میں بیس ہزار غلام اور لونڈیاں اور سونے چاندی کا بڑا انبار تھا۔ صرف ۷۰ تاج سونے اور عمدہ جواہرات سے جڑے ہوئے تھے ایک ہزار تلواریں سونے اور جواہرات سے جڑی ہوئی تھیں اسی طرح یاقوت موتی سونے کے ڈلے اور چاندی کی بے شمار اینٹیں تھیں۔

یہ اطلاع پا کر ولی عہد سلیمان بن عبدالملک نے پیغام بھیجا کہ موسیٰ اپنے سفر کی رفتار سست کردے تا کہ اس کے دمشق پہنچنے سے پہلے ولید کا انتقال ہو جائے۔ (کیونکہ وہ بستر مرگ پر تھا) اور یہ مال غنیمت سلیمان کو ملے۔ حضرت موسیٰؒ نے فرمایا: ''میں اپنے محسن کی نافرمانی نہیں کرسکتا''۔ اور وہ مقررہ وقت پر دمشق پہنچ گئے۔ (تاریخ اندلس جلد اوّل)

چند مجرب عملیات

جب گھر سے روانہ ہو تو نکلتے وقت آیۃ الکرسی اور سورۂ قریش پڑھنے سے گھر واپسی تک گھر پر کوئی آفت نہیں آئے گی۔ ☆ جمعہ کے دن بعد نماز عصر پوری آیت آیۃ الکرسی ستر مرتبہ پڑھنے کے بعد جس مقصد کیلئے بھی دعا کی جائے وہ قبول ہوگی۔ ☆ جو شخص کسی غم میں مبتلا ہو وہ ایک ہزار مرتبہ الباقی کا ورد کرے۔ (گنجینۂ اسرار)

غموں سے نجات پانے کا آسان نسخہ

حضرت شاہ پھولپوری قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ کتنا ہی شدید قبض طاری ہو، قلب میں انتہائی ظلمت اور جمود پیدا ہو گیا ہو اور سالہا سال سے دل کی یہ کیفیت نہ جاتی ہو تو ہر روز وضو کر کے پہلے دو رکعت نفل توبہ کی نیت سے پڑھے، پھر سجدہ میں جا کر بارگاہ رب العزت میں عجز و ندامت کے ساتھ خوب گریہ وزاری کرے اور خوب استغفار کرے، پھر اس وظیفہ کو تین سو ساٹھ مرتبہ پڑھے: ﴿یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ وظیفہ مذکورہ میں ﴿یَاحَیُّ یَا قَیُّومُ﴾ دو اسماء الٰہیہ ایسے ہیں جن کے اسم اعظم ہونے کی روایت ہے، اور آگے وہ خاص آیت ہے جس کی برکت سے حضرت یونس علیہ السلام نے تین تاریکیوں سے نجات پائی...... پہلی تاریکی اندھیری رات کی...... دوسری پانی کے اندر کی...... تیسری مچھلی کے شکم (پیٹ) کی...... ان تین تاریکیوں میں حضرت یونس علیہ السلام کی کیا کیفیت تھی اس کو خود حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَهُوَ مَکْظُوْمٌ﴾ ''اور وہ گھٹ رہے تھے۔'' (سورہ قلم: آیت ۴۸)

کظم عربی لغت میں اس کرب و بے چینی کو کہتے ہیں جس میں خاموشی ہو۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اسی آیت کریمہ کی برکت سے حق تعالیٰ شانہ نے غم سے نجات عطا فرمائی اور آگے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: ﴿وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (سورۂ انبیاء: آیت ۹۹)

ترجمہ: ''اور اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات عطا فرماتے رہتے ہیں۔''

پس معلوم ہوا کہ قیامت تک کے لئے غموں سے نجات پانے کے لئے یہ نسخہ نازل فرما دیا گیا۔ جو کلمہ گو بھی کسی اضطراب و بلا میں کثرت سے اس آیت کریمہ کا ورد رکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ نجات پائے گا۔ (شرح مثنوی مولانا روم اردو)

سعادت مندی کی چار علامتیں

۱- بیوی نیک ہو۔ ۲- روزی اُسکے شہر میں ہو۔ ۳- ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں۔
۴- اُس کا گھر وسیع ہو یعنی اپنے کام سے فارغ ہو کر سیدھا گھر آ جائے۔

مثالی ماں کی مثالی تربیت

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ دین کے بہت بڑے عالم اور اللہ کے ولی تھے، ان کی زندگی کو آپ دیکھئے ان کے پیچھے ان کی ماں کا کردار نظر آئے گا۔

محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اور احمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ دو بھائی تھے، یہ اپنے لڑکپن کے زمانے میں یتیم ہوگئے تھے، ان دونوں کی تربیت ان کی والدہ نے کی، ان کے بارے میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ماں ان کی اتنی اچھی تربیت کرنے والی تھیں کہ وہ ان کو نیکی پر لائیں حتیٰ کہ عالم بن گئے۔

مگر دونوں بھائیوں کی طبیعتوں میں فرق تھا...... امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے بڑے واعظ اور خطیب تھے اور مسجد میں نماز پڑھاتے تھے...... ان کے بھائی عالم بھی تھے اور نیک بھی تھے لیکن وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے بجائے اپنی الگ نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ سے کہا امی! لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ تو اتنا بڑا خطیب اور واعظ ہے اور مسجد کا امام بھی ہے مگر تیرا بھائی تیرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا...... امی! آپ بھائی سے کہئے کہ وہ میرے پیچھے نماز پڑھا کرے...... ماں نے بلا کر نصیحت کی، چنانچہ اگلی نماز کا وقت آیا تو امام غزلی رحمہ اللہ تعالیٰ نماز پڑھانے لگے، اوران کے بھائی نے پیچھے نیت باندھ لی، لیکن عجیب بات ہے کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو ان کے بھائی نے نماز توڑ دی، اور جماعت میں سے باہر نکل آئے، جب امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نماز مکمل کی ان کو بڑی سبکی محسوس ہوئی، وہ بہت زیادہ پریشان ہوئے اور مغموم دل کے ساتھ گھر واپس لوٹے۔

ماں نے پوچھا: بیٹا! بڑے پریشان نظر آتے ہو! کہنے لگے امی! بھائی نہ جاتا تو زیادہ بہتر رہتا۔ یہ گیا اور ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں واپس آگیا اور اس نے آکر الگ نماز پڑھی...... ماں نے اس کو بلا کر پوچھا: بیٹا! ایسا کیوں کیا؟ چھوٹا بھائی کہنے لگا امی! میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگا پہلی رکعت تو انہوں نے ٹھیک پڑھائی مگر دوسری رکعت

میں اللہ کی طرف دھیان کے بجائے ان کا دھیان کسی اور جگہ تھا اس لئے میں نے ان کے پیچھے نماز چھوڑ دی اور آ کر الگ پڑھ لی۔

ماں نے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہنے لگے کہ امی! بالکل ٹھیک بات ہے، میں نماز سے پہلے فقہ کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا اور نفاس کے کچھ مسائل تھے جن پر غور وخوض کر رہا تھا، جب نماز شروع ہوئی تو پہلی رکعت میری توجہ الی اللہ میں گزری لیکن دوسری رکعت میں وہی نفاس کے مسائل میرے ذہن میں آنے لگ گئے، ان میں تھوڑی دیر کے لئے ذہن دوسری طرف متوجہ ہوگیا اس لئے مجھ سے یہ غلطی ہوئی...... ماں نے اس وقت ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا: افسوس ہے کہ تم دونوں میں سے کوئی بھی میرے کام کا نہ بنا...... اس جواب کو جب سنا دونوں بھائی پریشان ہوئے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تو معافی مانگ لی، امی! مجھ سے غلطی ہوئی مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، مگر دوسرا بھائی پوچھنے لگا امی! مجھے تو کشف ہوا تھا اس کشف کی وجہ سے میں نے نماز توڑ دی تو میں آپ کے کام کا کیوں نہ بنا؟ ماں نے جواب دیا کہ:

''تم میں سے ایک نفاس کے مسائل کھڑا سوچ رہا تھا، اور دوسرا پیچھے کھڑا اس کے دل کو دیکھ رہا تھا، تم دونوں میں سے اللہ کی طرف تو ایک بھی متوجہ نہ تھا، لہٰذا تم دونوں میرے کام کے نہ بنے۔'' (دوائے دل: ص ۲۱۱)

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی دعوت پر ہندوستانی راجاؤں کا اسلام قبول کرنا

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کے راجاؤں کو سات خطوط لکھے، اور ان کو اسلام اور اطاعت کی دعوت دی اور وعدہ کیا کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کو اپنی سلطنتوں پر باقی رکھا جائے گا اور ان کے حقوق وفرائض وہی ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں۔ ان کے اخلاق وکردار کی خبریں وہاں پہلے ہی پہنچ چکی تھیں اس لئے انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے نام عربوں ہی کے نام پر رکھے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت: ۱/۴۹)

سلیمان اعمش رحمہ اللہ اور خلیفہ ہشام

حضرت سلیمان اعمشؒ ابن مہران فقہ اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ دولت سے بڑے بے نیاز تھے لیکن انتہائی فقر و احتیاج کے باوجود نہ تو کبھی امراء و سلاطین سے خوف کھایا اور نہ ان کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ موقع پڑنے پر حق بات کو بڑی بیباکی سے بیان کر دیتے تھے۔ انہوں نے اموی خلفاء کا شان و شوکت کا زمانہ پایا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل و قصاص کی بات کو لے کر حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو شدید اختلافات ہوئے اس نے ہاشمیوں اور امویوں کو ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ بنوامیہ کے لوگوں نے حضرت عثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی غلو آمیز تعریف اور حضرت علیؓ کی برائی کو ایک مشغلہ بنالیا تھا۔

اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک حضرت اعمشؒ کے علم سے بہت متاثر تھا۔ وہ ان کے اعجاز کا قائل تھا۔ ایک دن اس نے اپنے ایک قاصد کو اپنا خط دے کر ان کے پاس بھیجا جس میں لکھا تھا ''اعمش تم میرے لئے عثمان رضی اللہ عنہ کی خوبیاں اور علی رضی اللہ عنہ کی برائیاں جامع الفاظ میں لکھ کر قاصد کو دیدو''۔

حضرت اعمشؒ نے خط کو پڑھ کر شاہی قاصد کے سامنے ہی بکری کو کھلا دیا اور قاصد سے کہا ''یہی تمہارے خط کا جواب ہے خلیفہ کو بتا دینا''۔

قاصد نے جب لکھنے کیلئے بہت اصرار کیا تو انہوں نے لکھا:

''امیر المومنین! اگر عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات میں دنیا بھر کی خوبیاں جمع ہو جائیں تو اس سے تمہاری ذات کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا اور اگر علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں دنیا کی تمام برائیاں اکٹھی ہو جائیں تو وہ تمہاری ذات کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ تم بس اپنے نفس کی خبر رکھو''۔ (شذرات الذہب جلد اول)

۹۹ بیماریوں کی دواء

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلا بِاللہِ پڑھتا ہے۔ تو یہ اس کے لئے ۹۹ بیماریوں کی دواء بن جاتا ہے۔ جن میں سب سے کم درجہ کی بیماری ''غم'' ہے۔ (معجم طبرانی)

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور خلیفہ سلیمان

اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک ۹۶ھ ۱۴ء ۹۹ھ ۱۷ء بڑا صاحب جلال تھا اس نے خلافت کو بالکل بادشاہت بنادیا تھا تکبر اور غرور کا یہ حال تھا کہ اپنی انا کی خاطر اسلام کے بڑے بڑے فاتح جرنلوں موسیٰ بن نصیر قتیبہ بن مسلم محمد بن قاسم وغیرہ کو قید وقتل کی آزمائش سے گزارا۔

خلیفہ سلیمان جب سفر کرتا تھا تو بہت بڑا لاؤ لشکر اور خدم وحشم ساتھ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ جب وہ حج کے لئے روانہ ہوا تو حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز بھی شریک تھے۔ یہ سلیمان کو دین اور تقویٰ کی باتیں بتاتے رہتے تھے اور اس کی کوتاہیوں پر بلا خوف اعتراض کرتے تھے۔ جب خلیفہ کا قافلہ مقام عسقلان کے قریب پہنچا تو وہ اپنا یہ لاؤ لشکر اور اپنی یہ شان سفر دیکھ کر پھولا نہ سمایا۔ بڑے تکبر کے انداز میں حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز سے پوچھا "تم کو یہ چیزیں کیسی لگتی ہیں؟"

انہوں نے جواب دیا "مجھے ایسا لگتا ہے کہ دنیا دنیا کو کھا رہی ہے۔ اے خلیفہ ایک دن تم سے یہ سوال ضرور کیا جائے گا کہ لاؤ لشکر کے اکٹھا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تم سے اس کا مواخذہ ضرور کیا جائے گا"۔ جب ان کا قیام عرفات میں تھا تو بادل آیا اور زور سے بجلی کڑکنے لگی۔ سلیمان بہت پریشان ہوا۔ ڈر کے مارے سر کو نیچے کر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے کہا "امیر المومنین! یہ بادل تو رحمت لے کر آیا ہے جب عذاب لے کر آئے گا تب آپ کا کیا حال ہوگا؟" سلیمان نے میدان عرفات میں حاجیوں کی بڑی بھیڑ دیکھ کر کہا "کتنے لوگ جمع ہیں؟" حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے کہا جلدی ہی وہ دن آنے والا ہے جب (حشر کے دن) ایک بار پھر یہ سب لوگ ایسے ہی میدان میں جمع ہوں گے اس دن جو مقدمہ اللہ کی عدالت میں پیش ہوگا اس میں یہ سب تمہارے خلاف فریق ہوں گے جس میں ان کے حقوق کا دعویٰ ہوگا۔" (سیرت عمرؒ بن عبدالعزیز)

مغفرت کیلئے آسان وظیفہ

جو آدمی جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھے گا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکے پڑھنے والے کے ایک لاکھ گناہ معاف ہونگے اور اسکے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہونگے (عمل الیوم واللیلۃ)

خلیفہ ہشام سے ایک نوجوان کی جرح

اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں ایک مرتبہ عرب کے ایک علاقہ میں سخت قحط پڑا قحط کا یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا۔ ہزاروں لاکھوں لوگ بھوک سے مرنے لگے۔ خلافت کی طرف سے قحط زدہ لوگوں کو کوئی امداد نہیں ملی، اس لئے اس علاقہ کے لوگوں نے اپنا ایک وفد خلیفہ ہشام سے امداد کی درخواست کرنے کے لئے دمشق بھیجا۔ اس وفد میں ایک نوجوان دروس بن حبیب بھی تھا یہ بڑا بیباک نوجوان تھا۔

وفد دمشق پہنچا اور ہشام کے سامنے پیش ہوا تو کسی کی جرأت خلیفہ سے بات کرنے کی نہیں ہوئی۔

دروس بن حبیب بھیڑ کو چیرتا ہوا خلیفہ ہشام کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا اور بادشاہ سے بات کرنے کی اجازت طلب کی۔ اس کی شخصیت میں بہت جاذبیت تھی جو دیکھتا تھا متاثر ہوتا تھا اس لئے بادشاہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوا۔

دروس نے کہنا شروع کیا: امیر المومنین! ہم لوگ تین سال سے شدید قحط کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ اللہ کا عذاب ہم پر قحط کی صورت میں ٹوٹ پڑا ہے۔ حالت یہ ہے کہ پہلے سال ہمارے جسموں کی چربی گھلی۔ دوسرے سال گوشت پگھلا اور اب جبکہ یہ تیسرا سال چل رہا ہے ہماری ہڈیوں کی باری آ چکی ہے۔

ہم لوگ یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ہم نے سنا ہے آپ کے خزانے میں بہت مال و دولت جمع ہے اس دولت کی صرف تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہو، دوسرے یہ کہ عوام کی ملکیت ہو اور تیسرے یہ کہ آپ کی ذاتی ملکیت ہو۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے تو جناب کا اس کو دانتوں سے پکڑ کر رکھنا سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر یہ عام لوگوں کی ملکیت ہے تو اس کے خرچ کئے جانے کے لئے سب سے پہلے وہی حقدار ہیں۔ اور یہ دولت اگر سب آپ کی ذاتی ملکیت ہے تو ایسے نازک وقت میں جب لوگ قحط اور فاقوں سے مر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور حکم کے مطابق اس کو خیرات وزکوٰۃ کے طور پر خرچ کرنے کا اس سے اچھا وقت نہیں ملے گا۔ اس کے باعث حضور والا کو اجر عظیم اور ثواب دارین حاصل ہوگا۔ اور آپ کے مال میں خیر و برکت ہوگی"۔

دروس بن حبیب کے یہ فقرے ایسے چست اور دانشمندانہ تھے کہ ہشام بن عبدالملک دنگ رہ گیا نوجوان کی ایسی بیباکانہ اور جرات مندانہ باتوں پر یہ بھی اندیشہ تھا کہ امیر المومنین کا عتاب نازل ہو جائے اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے لیکن وہ اس بات سے ڈرا نہیں۔اس لئے کہ

بندۂ مومن کا دل بیم وریا سے پاک ہے   قوت فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

(اقبالؒ)

ہشام بن عبدالملک حالانکہ بڑا عظمت وجلال والا خلیفہ تھا مگر اس نوجوان کی پکڑ ایسی تھی کہ وہ اس سے بچ کر نہیں نکل سکتا تھا۔نوجوان کی بات نے اس کے دل پر گہرا اثر کیا۔

خلیفہ نے مسکراتے ہوئے کہا''اس نوجوان نے تینوں میں سے کوئی راستہ فرار کا نہیں چھوڑا۔خازن اس وفد کو دس ہزار دینار قحط زدہ علاقہ میں تقسیم کرنے کے لئے دے دیں اور ایک ہزار دینار تنہا اس نوجوان کو دیدیئے جائیں۔''

پیر کے دن کی چھ خصوصیتیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیر کے دن کو آقائے نامدار تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ساتھ ایک خاص مناسبت اور خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ:

۱۔پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت وباسعادت ہوئی۔

۲۔پیر ہی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔

۳۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر کے دن حجر اسود کو اپنی جگہ رکھا۔

۴۔پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے غار ثور سے سفر کی ابتداء فرمائی۔

۵۔پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ پہنچے۔

۶۔پیر ہی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔

(مسند احمد:۱/۲۷۷،رقم حدیث ۲۵۰۶)

حضرت رابعہ بصریہ کا بچپن اوران کا زہد وتقویٰ

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا سے جو اولیائے کاملین میں سے تھیں...... کسی شخص نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی طلب کا راستہ آپ کے ہاتھ کیسے لگا؟ یعنی خدا کی طلب کی ابتدا کیونکر ہوئی؟ فرمایا کہ میں سات برس کی تھی کہ بصرہ میں قحط پڑا، میرے ماں باپ کی وفات ہوگئی، اور میری بہنیں متفرق ہوگئیں اور مجھے رابعہ (چوتھی) اس لئے کہتے ہیں کہ میری تین بہنیں اور تھیں، چوتھی میں تھی، پس میں ایک ظالم کے ہاتھ پڑی اس نے مجھ کو چھ درہم میں بیچ ڈالا۔ جس شخص نے مجھ کو خریدا تھا وہ مجھ سے سخت سے سخت کام لیتا تھا...... ایک روز میں کوٹھے سے گر پڑی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا میں نے اپنا چہرہ زمین پر رکھا اور عرض کیا: بار خدایا! میں ایک غریب یتیم لڑکی ہوں، ایک شخص کی قیدی پڑی ہوں، مجھ پر رحم فرما، میں تیری رضا چاہتی ہوں، اگر تو راضی ہے تو پھر مجھے کوئی فکر نہیں۔

اس کے جواب میں میں نے ایک آواز سنی کہ اے ضعیفہ! غم مت کھا کہ کل کو تجھے ایک ایسا مرتبہ حاصل ہوگا کہ مقربان آسمان تجھ کو اچھا جاننے لگیں گے۔

اسکے بعد میں اپنے مالک کے گھر آئی تو میں نے روزہ رکھنا شروع کیا اور شب کو ایک گوشہ میں جا کر عبادت میں مشغول ہو جاتی۔ ایک مرتبہ میں آدھی رات کو حق تعالیٰ سے مناجات کر رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی: الٰہی! تو جانتا ہے کہ میرے دل کی خواہش تیرے فرمان کی موافقت میں ہے، اور میری آنکھ کی روشنی تیری خدمت کرنے میں ہے، اور تو میری نیت کو جانتا ہے کہ اگر میرے ذمہ مخلوق کی خدمت نہ ہوتی تو گھڑی بھر کے لئے بھی تیری عبادت سے آسودہ نہ ہوتی۔ لیکن تو نے مجھ کو ایک مخلوق کے ہاتھ قید کر دیا ہے...... میں یہ دعا کر رہی تھی کہ میرے مالک نے میرے سر پر ایک قندیل نور کی بغیر زنجیر کے لٹکی ہوئی دیکھی جس کے سبب سارا گھر روشن ہو گیا تھا۔ دوسرے دن مالک نے مجھے بلایا اور بہت خاطر کی، اور آزاد کر دیا۔ بس میں نے اس سے اجازت لی اور آبادی سے باہر نکلی اور ویرانہ کی راہ لی جہاں کوئی آدمی نہ تھا، اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوگئی۔ چنانچہ ہر رات ہزار رکعت نماز پڑھتی تھی۔ (مثالی خواتین)

یزیدؒ بن حبیب کا جواب مصر کے گورنر کو

حضرت یزیدؒ بن حبیب بنو مروان کے اس دور میں ہوئے جب امراء و سلاطین تقویٰ اور پرہیزگاری سے بہت دور ہو چکے تھے۔ ان کو خدا کا خوف مطلق نہیں رہا تھا۔ اس کی جگہ امراء و خلفاء میں ظلم و زیادتی نے لے لی تھی۔ اپنے سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مسلمانوں کا خون بہانے میں بھی ان کو کوئی دریغ نہ ہوتا تھا۔ حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ ایسے بے خوف مرد مجاہد تھے کہ وہ امراء و سلاطین کی اس روش سے بالکل خوفزدہ نہیں ہوتے تھے بڑے سے بڑے حاکم کے سامنے اور بے روک ٹوک اظہار حق کر دیتے تھے۔

حضرت یزیدؒ بن حبیب علم کا بڑا وقار قائم رکھتے تھے۔ کسی امیر کے آستانے پر جانا گوارہ نہیں تھا۔ جن کو کوئی ضرورت ہوتی تھی اس کو اپنے یہاں بلاتے تھے ایک مرتبہ ایک سردار ریان بن عبدالعزیز نے آپ سے کچھ معلومات کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا ''تم خود میرے پاس آ جاؤ میرے پاس تمہارا آنا تمہارے لئے زینت اور میرا تمہارے پاس جانا تمہارے لئے عیب ہے۔''

ایک مرتبہ یزیدؒ بن حبیب بیمار پڑے تو مصر کا گورنر حوثرہ بن سہیل ان کی عیادت کو آیا بات چیت کے دروان حوثرہ نے پوچھا ''کیوں ابورجاء! جس کپڑے پر مچھر کا خون لگا ہو کیا اس سے نماز ہو سکتی ہے؟ اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟''

یہ سوال سن کر حضرت یزید رحمۃ اللہ علیہ نے حوثرہ کی طرف سے منہ پھیر کر جواب دیا واہ! واہ! کیا خوب، جو لوگ اللہ کے بے گناہ بندوں کا خون بہانے میں دریغ نہ کرتے ہوں وہ مجھ سے مچھر کے خون کے متعلق سوال کرتے ہیں''۔ (تذکرۃ الحفاظ، جلد اول)

بیٹا یا بیٹی کے نکاح کے لئے بہترین عمل

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ○

اگر آپ کے بیٹے یا بیٹی کا عقد نہ ہوتا ہو تو آپ اپنی اس مراد کے لئے یہ آیت اکیس دن تک تین سو تیرہ دفعہ پڑھیں۔

جنات کی دعوت پر حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس وقت میں شام میں تھا۔ اپنی کسی ضرورت سے سفر میں نکلا تو راستے میں رات ہوگئی، میں نے کہا: میں آج رات اس وادی کے بڑے سردار (جن) کی پناہ میں ہوں...... زمانہ جاہلیت میں عربوں کا خیال تھا کہ ہر جنگل اور ہر وادی پر کسی جن کی حکومت ہوتی ہے...... جب میں بستر پر لیٹا تو ایک منادی نے آواز لگائی، وہ مجھے نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے کہا: تم اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ جنات اللہ کے مقابلہ میں کسی کو پناہ نہیں دے سکتے، میں نے کہا اللہ کی قسم! تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا ان پڑھ ہوں میں اللہ کی طرف سے آنے والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو چکے ہیں، ہم نے (مکہ میں) "حجون" مقام پر ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے، اور ہم مسلمان ہوگئے ہیں، اور ہم نے اتباع اختیار کرلی ہے، اور اب جنات کے تمام مکر و فریب ختم ہوگئے ہیں۔ اب (وہ آسمان پر جانا چاہتے ہیں تو) ان کو ستارے مارے جاتے ہیں، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جو رب العالمین کے رسول ہیں، اور مسلمان ہوجاؤ۔

حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں صبح کو "دیرایوب" بستی میں گیا اور وہاں ایک پادری کو سارا قصہ سنا کر اس سے اس کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا: جنات نے تم سے سچ کہا ہے، وہ نبی حرم (مکہ) میں ظاہر ہوں گے اور ہجرت کر کے حرم (مدینہ) جائیں گے۔ وہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بہتر ہیں، کوئی اور تم سے پہلے ان تک نہ پہنچ جائے۔ اس لئے جلدی جاؤ، حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ہمت کر کے چل پڑا، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگیا۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳/ ۶۴۹)

ہر مشکل کی آسانی کے لئے مجرب عمل

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۗ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

ہر جائز مراد کیلئے اور ہر مشکل کی آسانی کے لئے ان آیتوں کو ایک سو تیرہ دفعہ پڑھیں۔

فضل برمکی اور شاعر ابوالہول حمیری

فضل برمکی کا خاندان خلافت عباسیہ کے ابتدائی دور میں بڑے اقتدار کا مالک تھا۔ اس کے باپ اور دادا نے بڑا مرتبہ حاصل کیا۔ فضل برمکی خود بھی بڑا صاحب اقتدار شخص تھا یہ ہارون رشید کا وزیر اور امین کا اتالیق تھا۔ یہ جود و سخا اور عفو و درگزر کے لئے اپنے زمانے میں ممتاز تھا۔

ابوالہول حمیری ہارون رشید کے زمانے میں ایک شاعر تھا۔ اس نے فضل برمکی کی ہجو لکھی تھی۔ جس سے فضل کو ملال ہونا قدرتی بات تھی لیکن ابوالہول حمیری اس کی عفو اور فیاضی کے قصے سن چکا تھا۔ اس لئے وہ یہ بھول کر کہ اس نے فضل جیسے عظمت وجلال والے وزیر کی شان میں گستاخانہ اشعار موزوں کیے ہیں۔ ایک دن سائل کی حیثیت سے فضل کے پاس جا پہنچا۔

فضل نے ابوالہول حمیری کو دیکھا تو حیرت ہوئی۔ بولا ''ابوالہول! تم کو یہاں آتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ تم نے میری ہجو لکھی تم کس منہ سے مجھ سے ملنے آئے جبکہ تم ایک خطا کے مرتکب ہو۔

ابوالہول حمیری نے کہا ''میں اسی منہ سے آپ سے ملنے آیا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ سے ملوں گا۔ حالانکہ آپ کے حضور میں تو معمولی سی خطا کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں بڑے بڑے گناہ کر چکا ہوں''۔ فضل برمکی اس بیباکانہ جواب سے بہت خوش ہوا اور ابوالہول حمیری کو بہت سے انعام واکرام دے کر واپس کر دیا۔ (تاریخ اسلام جلد ۳)

ایک دن خلیفہ منصور کے منہ پر ایک مکھی بار بار آ کر بیٹھتی رہی۔ اس نے امام جعفر صادق سے پوچھا: ''اللہ نے مکھی کیوں بنائی ہے؟'' جواب دیا: ''جابروں کو ذلیل کرنے کیلئے۔'' (صفوۃ الصفوۃ)

مرتے دم تک صحیح سلامت رہنے کا نسخہ

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

جو شخص چاہے کہ مرتے دم تک اس کے تمام اعضاء درست رہیں، اور وہ تندرست رہے تو یہ آیت روزانہ تین مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے۔

عبداللہ بن عمرؒ کی خلیفہ ہارون کو تنبیہ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہمارے اسلاف کا شعار رہا ہے وہ امراء اور سلاطین وقت کی شوکت و جبروت کے سامنے بھی اپنی حق گوئی اور بیباکی کے آئین میں کوئی تبدیلی گوارہ نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بھی ایسے ہی لوگوں میں تھے یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے اپنے جدامجد کی طرح بلاخوف حق بات کہنے کے قائل تھے۔ بڑی سے بڑی طاقت بھی ان کو اعلان حق سے نہیں روک سکتی تھی۔

ایک مرتبہ حج کے دوران ان کی ملاقات خلیفہ وقت ہارون رشید سے ہوگئی۔ انہوں نے صفا ومروہ کی سعی کے دوران اس کو روک کر اس کی بدعنوانیوں پر سخت نکتہ چینی کی۔ انہوں نے ہارون رشید کو پکڑ کر کہا ''اے ہارون! کیا تم حاجیوں کی اس بھیڑ کو دیکھ رہے ہو؟''

ہارون رشید نے جواب دیا ''ہاں شیخ دیکھ رہا ہوں''۔

''کیا تم ان حاجیوں کی تعداد شمار کر سکتے ہو''۔ شیخ نے حاجیوں کی بھیڑ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔ ''بھلا ان کو کون شمار کر سکتا ہے؟'' خلیفہ نے جواب دیا۔

شیخ نے فرمایا ''تم کان کھول کر سن لو ان میں ہر شخص اپنے ہی اعمال کا جواب دہ ہے۔ مگر تم اللہ کے نزدیک ان سب کے جواب دہ اور ذمہ دار ہو۔ جو شخص اپنے ہی مال میں فضول خرچی کرے گا اس کی بھی سزا اللہ کے یہاں ملے گی۔ پھر تم کیسے بچ سکتے ہو جبکہ تم دوسروں کے مال میں فضول خرچی کرنے کے قصوروار ہو ذرا سوچو تمہاری سزا کتنی بڑی ہوگی''۔ (تبع تابعین جلد دوم بحوالہ علامہ یافعی)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بہت بلند مرتبہ فقیہ اور محدث تھے ان کی کتاب ''مؤطا امام مالک'' اپنے دور سے آج تک بہت شہرت یافتہ کتاب ہے۔ یہ کتاب بڑی معتبر احادیث کا مجموعہ ہے۔ ایک مرتبہ خلیفہ مہدی مدینہ گیا تو اس نے یہ کتاب سنی۔ وہ اس سے بہت متاثر ہوا اس نے اپنے بیٹے شہزادے موسیٰ اور شہزادے ہارون رشید کو حکم دیا کہ وہ بھی امام صاحب سے موطا سنیں۔

شہزادوں نے امام مالک کے پاس حکم بھجوایا کہ وہ دربار میں آ کر ان کو موطا کا درس دیا کریں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ علم کی عظمت کو بخوبی سمجھتے تھے۔ انہوں نے شہزادوں سے دو ٹوک کہلا بھیجا ''علم ایک بیش قیمت چیز ہے وہ خود کسی کے پاس نہیں جاتا بلکہ طلبگار خود اس

کے پاس جایا کرتے ہیں، اگر آپ علم کے شائقین ہیں تو میرے پاس آ کر درس لیں"۔

شہزادوں کو شیخ کی یہ بات اچھی نہ لگی۔ انہوں نے خلیفہ مہدی سے شکایت کی کہ شیخ نے ان کے مرتبہ کا خیال نہ کرتے ہوئے جواب دیا ہے۔ مگر خلیفہ شیخ کی عظمت سے واقف تھا اس نے شہزادوں کو حکم دیا کہ وہ شیخ کے پاس موطا سننے جایا کریں۔

شہزادوں کا اتالیق ان کو لے کر شیخ کی مجلس میں پہنچا اس نے امام صاحب سے کہا "خلیفہ کا حکم ہے کہ ان کو موطا پڑھ کر سنائیں"۔

امام صاحب نے فرمایا "ہمارے علماء اور محدثین کا یہ دستور رہا ہے کہ طلباء پڑھتے ہیں اور شیوخ سنتے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ مؤطا پڑھیں ہم سنیں گے"۔

اتالیق نے کہا "لیکن یہ تو شہزادے ہیں، عام طلباء سے ان میں کچھ امتیاز ہونا چاہئے"۔

فرمایا "علم کی نظر میں سب لوگ ایک ہیں"۔

پڑوسیوں کے بارے میں دو حدیثیں اور پڑھ لیجئے

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلانی عورت کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ کثرت سے روزہ نماز اور صدقہ خیرات کرنے والی ہے (لیکن) اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے یعنی برا بھلا کہتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دوزخ میں ہے۔

۲۔ پھر اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلانی عورت کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ نفلی روزہ، صدقہ خیرات اور نماز تو کم کرتی ہے بلکہ اس کا صدقہ و خیرات پنیر کے چند ٹکڑوں سے آگے نہیں بڑھتا لیکن اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے کوئی تکلیف نہیں دیتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جنت میں ہے۔ (مسند احمد)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ! مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں نے یہ کام اچھا کیا ہے اور یہ کام برا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے اچھا کیا تو یقیناً تم نے اچھا کیا اور جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ تم نے برا کیا تو یقیناً تم نے برا کیا۔ (رواہ ابن ماجہ، مشکوٰۃ: ص ۴۲۴)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ

تابعین اور تبع تابعین علماء نے حدیث کی روایت میں بڑی احتیاط کو ملحوظ رکھا۔ حدیث کو ہر سیاسی اثر سے آزاد رکھنے کے لئے انہوں نے خود کو سیاسی بکھیڑوں سے دور رکھا۔ اس لئے حکمراں طبقہ حدیث کو اپنے مفاد میں استعمال کرنے کے لئے اس کی روایت میں کوئی تحریف نہ کرا سکے۔ اس خیال سے یہ علماء کوئی عہدہ قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ اگر ان میں کوئی عالم ایسا کرنے کو تیار بھی ہو جاتا تھا تو دوسرے علماء اس کو ایسا نہ کرنے پر مجبور کرتے تھے۔

خلیفہ ہارون رشید نے اسماعیل بن علیہ کو بغداد کا قاضی مقرر کیا۔ جب عبداللہ بن مبارکؒ کو اس بات کا علم ہوا کہ انہوں نے یہ عہدہ قبول کر لیا ہے تو انہوں نے ابن علیہ کو ایک خط میں کچھ اشعار لکھ کر بھیجے جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے دین کے ذریعہ غیروں کے مال کو شکار کرنے والے باز! تو نے دنیا اور اس کی لذتوں کو حاصل کرنے کے لئے ایسا حلیہ اختیار کیا ہے جو دین کو تباہ کر کے رہے گا۔ پہلے تم دنیا کے مجنوؤں کا علاج کرتے تھے، اب تم خود دنیا کے مجنوں ہو گئے۔ اب بادشاہوں کے دروازے سے بے نیاز ہو کر تمہارا روایت حدیث کا عہد کیا ہوا؟ تم یہ کہو گے کہ تمہیں یہ عہدہ قبول کرنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گدھا کیچڑ میں گر گیا ہے''۔

جب ابن علیہ کے پاس عبداللہ بن مبارک کا یہ خط پہنچا تو ان پر رقت طاری ہو گئی وہ خط پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے خط پڑھ کر وہ فوراً مجلس قضا سے اٹھے اور ہارون رشید کے پاس جا کر اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔ (تہذیب التہذیب جلد اول ص ۲۷۸ تاریخ بغداد جلد ۶ ص ۲۳۵)

حصول نعمت کے لئے مجرب عمل

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚ
يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

اگر آپ کو اللہ کی ہر نعمت حاصل کرنی ہے تو یہ دعا صبح و شام روزانہ سات مرتبہ پڑھیں اور ہر حال میں اللہ کا شکر کرتے رہیں۔

فریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کا خط بادشاہ بلبن کو

شیخ فریدالدین گنج شکر (۵۶۹ھ ۱۱۷۳ء ۶۶۴ھ ۱۲۶۵ء) اپنی فقیری پر دنیا کی ہر دولت قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ ان کے زمانے میں سلطان ناصرالدین محمود دہلی کا بادشاہ تھا۔ وہ ان کا بڑا معتقد تھا۔ اس نے ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر اپنے وزیر الغ خاں (غیاث الدین بلبن) کے ہاتھ چار گاؤں کا فرمان اور کثیر رقم لے کر ان کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے بڑے صاف لفظوں میں اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ ان کو دیا جائے جن کو ضرورت ہو بعد کو جب غیاث الدین بلبن دہلی کی گدی پر بیٹھا تو اس نے بھی یہ کوشش کی کہ ان کو گزر بسر کے لئے کچھ گاؤں اور نقد دیدیا جائے لیکن انہوں نے بڑی حقارت سے اس کو ٹھکرا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے کا یقین ہوتا ہے ان کا بھی یقین تھا کہ انسان کو جو کچھ بھی ملتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ملتا ہے۔ اور جو تنگی بھی اس پر مسلط کی جاتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے۔ وہ یہ بات بادشاہ وقت سے کہنے میں بھی نہیں ڈرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے بادشاہ بھی مجبور محض ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ایک ضرورت مند نے شیخ فریدالدین گنج شکر کو مجبور کیا کہ وہ انہیں ایک سفارشی خط غیاث الدین بلبن کے نام دے دیں تاکہ اس کو شاہی دربار سے کچھ حاصل ہو جائے۔ آپ نے سفارشی خط تو لکھ دیا لیکن وہ خط ایسا تھا جس میں بادشاہ کو بڑی صداقت کے ساتھ اس کی حیثیت کا اندازہ کرانے کی بھی کوشش کی گئی تھی۔ آپ نے لکھا۔ ”میں اس شخص کا معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بعد آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اگر آپ اس کو کچھ دے دیں گے تو اس کا حقیقی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہوگا اور آپ اس کے مشکور ہوں گے اور اگر اس کو کچھ نہ دیں گے تو آپ کو اس سے روکنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہوگا اور آپ معذور ہوں گے“۔ (اخبار الاخیار، بزم صوفیہ)

ہر بلا سے حفاظت کا نبوی نسخہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شروع دن میں آیت الکرسی اور سورۂ مومن کی پہلی تین آیتیں پڑھ لے وہ اس دن ہر برائی سے اور تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ (ابن کثیر: ۴/۴۴۹)

فقیر کا شیوہ گمنامی ہے

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے ایک خلیفہ شیخ بدرالدین غزنویؒ تھے ان کا ایک معتقد ملک نظام الدین خریطہ دار تھا۔ اس نے دہلی میں ان کی خانقاہ بنوائی تھی۔ یہ شیخ کی راحت و آرام کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا کرتا تھا اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوتا تھا۔

یہ سلسلہ جاری تھا کہ شاہی افسروں نے ملک نظام الدین کو بھاری رقم غبن کرنے کے جرم میں ماخوذ کر لیا۔ اس سے شیخ بدرالدین غزنوی کے راحت و آرام میں بھی خلل پڑا۔ ملک نظام الدین کے چھٹکارے کی فکر ہوئی۔ انہوں نے بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا:

''......شاہی عہدیداروں میں میرا ایک معتقد ہے اس نے میرے واسطے خانقاہ تعمیر کرائی تھی۔ وہ فقیروں کی عمدہ طریقہ سے خاطر کرتا تھا۔ مگر اب وہ غبن کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے میری طبیعت سخت پریشان ہے۔ آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ دعا سے مدد فرمائیں کہ اس کی رہائی ہو اور درویشوں کا کاروبار سرانجام پائے''۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے یہ خط پڑھا تو سر ہلایا پھر یہ بیباکانہ جواب تحریر فرمایا:

''عزیز الوجود کا رقعہ پہنچا اس کو پڑھ کر خوشی ہوئی جو کچھ اس میں درج تھا اس سے آگاہی ہوئی جو کوئی غلط روش پر چلے گا وہ ضرور ایسی حالت میں گرفتار ہو گا جس سے ہمیشہ بے چین رہے گا آپ تو پیران پاک کے معتقدوں میں ہیں پھر ان کی روش کے خلاف خانقاہ کیوں بنوائی اور کیوں اس میں بیٹھے حضرت خواجہ قطب الدینؒ اور آپ کے پیر بے نظیر خواجہ معین الدینؒ کی روش اور عادت تو یہ نہیں رہی کہ اپنے لئے خانقاہ بنوا کر دوکانداری کریں۔ ان کا شیوہ تو گمنامی اور بے نشانی کا رہا''۔ (سیر العارفین، بزم صوفیہ، جواہر فریدی)

سرطان، طاعون اور پھوڑے پھنسی سے بچنے کیلئے مجرب عمل

یَا مَالِکُ.... یَا قُدُّوسُ.... یَا سَلَامُ

ہر شخص کو چاہئے کہ سرطان یا طاعون یا پھوڑے پھنسی کی بیماری سے بچنے کے لئے اس دعا کو صبح و شام گیارہ مرتبہ پڑھے۔ ان شاء اللہ آپ محفوظ رہیں گے۔

امیر خسرو کا بادشاہ کو جواب

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء۔ (۷۲۵ھ ۱۳۲۵ء) نہ تو بادشاہوں کے دربار میں جانا پسند کرتے تھے اور نہ ان کو یہ گوارا تھا کہ کوئی بادشاہ ان کی خانقاہ میں آئے وہ ہمیشہ ان سے دور ہی رہتے تھے۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح حضرت نظام الدین اولیاء سے شرف ملاقات حاصل ہو۔

حضرت امیر خسرو سلطان کے دربار سے وابستہ تھے۔ ان کے سلطان سے اچھے معاملات تھے۔ یہ نظام الدین اولیاء کے بڑے محبوب مریدوں میں تھے۔ ان کو اپنے مرشد کے معاملات میں بڑا دخل تھا۔ اس لئے ایک دن بادشاہ نے حضرت امیر خسرو سے مشورہ کیا کہ نظام الدین ان کو ملاقات کی اجازت نہیں دیں گے اس لئے وہ کسی دن اچانک بغیر اطلاع کے ان کے پاس پہنچنا چاہتا ہے، جس دن وہ خواجہ سے ملنے جائے گا۔ امیر خسرو کو بھی ساتھ لے جائے گا۔

حضرت امیر خسرو نے اس بات کی اطلاع پہلے ہی حضرت نظام الدین اولیاء کو پہنچا دی کہ سلطان اچانک ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتا ہے۔ حضرت خواجہ اسی وقت دہلی چھوڑ کر اپنے مرشد خواجہ فرید الدین گنج شکر کے مزار پر اجودھن پہنچ گئے۔ سلطان کو خبر ملی کہ خواجہ دہلی چھوڑ گئے تو اس کو بہت ملال ہوا کہ ناحق ایک اللہ کے ولی کو تکلیف دی۔ اس نے امیر خسرو کو بلا کر کہا ''میں نے تم سے ایک مشورہ کیا تھا تم نے اس راز کو فاش کر دیا یہ اچھی بات نہیں کی۔ تم نے کیا سوچ کر ایسا کیا' کیا تمہیں شاہی سزا کا خوف نہیں ہوا''؟ حضرت امیر خسرو نے کسی شاہانہ عتاب کی پرواہ کئے بغیر کہا ''میں جانتا تھا کہ اگر حضور والا ناراض ہوں گے تو میری جان کا خطرہ ہوسکتا ہے لیکن اگر مرشد کو تکلیف پہنچی تو ایمان کا خطرہ ہے اور میری نظر میں ایمان کے خطرہ کے مقابلہ میں جان کے خطرہ کی کوئی اہمیت نہیں''۔ سلطان کو امیر خسرو کا یہ جواب بہت پسند آیا۔ (سیر الاولیاء ص ۱۳۰)

امراض سے شفاء

سورۃ لقمان: اس کو لکھ کر پینے سے پیٹ کی سب بیماریاں' بخار' تجاری اور چوتھیہ جاتا رہتا ہے اور اس کو پڑھنے سے غرق سے مامون رہے۔

حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی نظر کیمیا

حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں

جب سید احمد شہید رحمہ اللہ ہفتے میں ایک دن جنگل میں سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ تو بڑے بڑے لوگ یہ حسرت کرتے تھے۔ کہ ہمیں بھی سید صاحب کے ساتھ جانے کا موقع مل جائے۔ حضرت میاں جی فرماتے ہیں۔ ایک روز موقع مل گیا اور میں سید صاحبؒ کے ساتھ چل پڑا۔ سید صاحب گھوڑے پر تشریف فرما تھے۔ خانم بازار دہلی سے گزرے۔ وہاں سے آگے ایک گلی سے گزرے۔ اس گلی میں ایک رنڈی کا مکان تھا۔ وہ نہایت حسین اور پڑھی لکھی تھی۔ اور اس گلی میں سے معمولی آدمی کا گزرنا ناممکن تھا۔ گلی میں اس کا بڑا بنگلہ تھا۔ بڑے بڑے شہزادے اور امیر زادے اس کے بنگلے پر جاتے تھے۔ جب سید احمد شہیدؒ اس کے بنگلے سے گزرے۔ تو وہ حسن اتفاق سے اپنے دروازے پر کھڑی تھی۔ زرق برق لباس میں ملبوس تھی۔ سید صاحب نے اس کی طرف نظر اٹھائی۔ پھر کیا تھا۔ وہ چیخ پڑی اور سید صاحب کے گھوڑے کے پیچھے دوڑ پڑی۔ اور پیچھے یہ آواز بھی لگا رہی تھی۔ اے شاہسوار! خدا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے۔ آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے تحاشا گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں کو لپٹ گئی۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ سید صاحب بار بار فرماتے تھے۔ کہ بی بی سن تو سہی۔ بات تو بتلاؤ تو کون ہے اور کیوں روتی ہے؟ گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دے اور اپنا مطلب بتا۔ وہ برابر روتی رہی اور گھوڑے کے پاؤں پکڑے ہوئے تھی۔ جب اسے رونے سے افاقہ ہوا تو اس نے کہا۔ کہ جی میں توبہ کرنا چاہتی ہوں اور کچھ نہیں چاہتی۔ سید صاحب نے فرمایا اس وقت تمہارے مکان میں بندے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ سید صاحب نے فرمایا توبہ کے بعد نکاح کرے گی؟ اس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ جو آپ فرمائیں گے وہ کروں گی۔ اس وقت اس رنڈی کے گھر میں کل دس آدمی تھے۔ فرمایا سب کو بلاؤ۔ نو تو آ گئے۔ جس شان سے (رونے کے ساتھ) وہ رنڈی آئی تھی اس شان سے یہ لوگ بھی آ گئے۔ اور رو رو کر سب توبہ تائب ہو گئے۔ سید صاحب نے فرمایا آپ سارے اکبری مسجد میں چلیں۔ میں آ رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد سید صاحب پہنچ

گئے۔ اور نو بندوں میں سے ایک کے ساتھ اس کی شادی ہوگئی۔ نکاح بھی ہوگیا۔ سید صاحب نے مسکرا کر پوچھا۔ بی بی اب کہاں جاؤ گی؟ بڑا پیارا جواب دیا۔ کہا کہ خاوند کے ساتھ ان کے گھر میں جاؤں گی۔ کسی نے کہا اپنے بنگلے پر نہیں جائے گی؟ کہا اس بنگلے پر لعنت بھیجتی ہوں۔ گناہ کے کاروبار سے اس کو بنایا تھا۔ اب اس سے نفرت ہو رہی ہے۔ یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ بالاکوٹ کے جہاد میں بھی گئی تھی۔ اکبری مسجد میں جو نو بندے سید صاحب سے بیعت ہوئے تھے۔ وہ سارے شہید ہوگئے۔ اور وہ خود مجاہدین کے گھوڑوں کی خدمت کرتی تھی۔ ان کے لئے چارہ وغیرہ بناتی۔ حتیٰ کہ اس کے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے۔ ایک مجاہد نے از راہ تعجب پوچھا۔ کہ بی بی اس وقت آپ خوش تھی کہ جب تمہاری خدمت کیلئے شہزادے موجود ہوتے تھے۔ یا اب اس حالت میں خوش ہو۔ کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتی ہیں؟ وہ مسکرائی اور فرمایا سامنے جو پہاڑی کھڑی ہے۔ خدا کی قسم۔ اب میرے پاس ایمان ویقین الحمدللہ اتنا زیادہ ہے کہ اگر سامنے پہاڑی پر اپنا ایمان ویقین رکھ دوں۔ تو ان شاءاللہ یہ پہاڑی بھی نیچے دب جائے گی۔ اور میرے ایمان ویقین کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی۔ فرمایا الحمدللہ اب سکون ہی سکون ہے پہلے تو میں مصیبت میں ہوتی تھی۔ (ارواح ثلاثہ)

زبور اور تورات میں امت محمدیہ کی صفات

۱۔ زبور میں تحریر ہے کہ امت محمدیہ کو قیامت کے دن انبیائے کرام علیہم السلام کا نور دیا جائے گا۔

۲۔ تورات میں ہے کہ امت محمدیہ کی اذانیں آسمانی فضا میں گونجیں گی (یعنی میناروں اور بلند جگہوں پر اذانیں دیں گے) ۳۔ پانچوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھیں گے اور وسط بدن یعنی کمر پر لنگی باندھیں گے اور وضو میں اعضاء کو دھوئیں گے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ا صفحہ ۴۶)

نامعلوم اور لاعلاج بیماری سے شفا کیلئے مجرب عمل

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ

اگر آپ ایسی بیماری میں مبتلا ہیں جو سمجھ میں آنے والی نہیں ہے۔ یا لاعلاج ہے تو مریض بذات خود اس آیت کا کثرت سے ورد کرے۔

شیخ بوعلی قلندر رحمہ اللہ کی نظر میں بادشاہ کی حیثیت

حضرت شیخ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ ۶۰۵ھ ۱۲۰۹ء ۲۴ ۷ھ ۱۳۲۴ء) نے خلجی خاندان کی عظمت وجلال کا زمانہ پایا تھا۔لیکن سلطان علاء الدین خلجی جیسے بادشاہ کے دبدبہ کا ان پر کوئی اثر نہ تھا۔ اکثر بادشاہ سلطنت کے گھمنڈ میں یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ اللہ کی قدرت کے سامنے کم مایہ اور معذور ہیں وہ طاقت کے زعم میں راہ راست سے ہٹ جاتے ہیں لیکن اللہ کے نیک بندے' اولیاء اللہ اور بزرگان دین اپنی حق گوئی اور بیباکی سے ہمیشہ ان کو ان کی حیثیت کا اندازہ کراتے رہتے ہیں۔

ایک مرتبہ دہلی کے سلطان علاء الدین خلجی نے حضرت شیخ بوعلی قلندرؒ کے پاس حضرت امیر خسرو کے ہاتھ کچھ نذر بھیجی۔ حضرت بوعلی قلندرؒ نذر قبول نہیں کرتے تھے لیکن چونکہ بادشاہ نے یہ نذر قبول کرنے کے لئے حضرت نظام الدین دہلویؒ سے سفارش بھی کرائی تھی اس لئے انہوں نے اس کو قبول کر کے فقراء میں تقسیم کرادیا۔ پھر بادشاہ کو ایک خط لکھا جس میں بادشاہ کو فوطہ دار[1] کے عنوان سے یاد کیا۔ جو کہ بادشاہ کا ایک ادنیٰ ملازم ہوتا ہے۔ آپ نے لکھا: ''اے علاء الدین! فوطہ دار دہلی! اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نیکی سے پیش آ' اس کو تاکید جان''۔

جب یہ خط سلطان علاء الدین کے دربار میں پڑھا گیا تو کچھ امراء کو بہت ناگوار ہوا کہ بادشاہ کو فوطہ دار لکھ کر اس کی توہین کی گئی ہے۔ انہوں نے بادشاہ کو حضرت بوعلی قلندرؒ کے خلاف بھڑکانا چاہا کہ وہ ان کو ایسی توہین کی سزا دے لیکن بادشاہ شیخ کا معتقد تھا اس نے کہا ''غنیمت ہے کہ اس ذرۂ بے قدر کو فوطہ دار لکھا ہے۔ ایک مرتبہ تو شحنہ دہلی تحریر فرمایا تھا۔ اب فوطہ دار جو فرمایا تو میں شکرادا کرتا ہوں۔ (بزم صوفیہ بحوالہ مراۃ الکونین)

نافرمان اولاد کی اصلاح کے لئے مجرب عمل

إِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىْ وَرَبِّكُمْ ۚ مَا مِنْ دَآبَّةٍ إِلَّا هُوَ اٰخِذٌ ۢ بِنَاصِيَتِهَا ۚ إِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اگر آپ کی اولاد نافرمان ہے تو ان کی پیشانی کے بال پکڑ کر گیارہ مرتبہ یہ دعا پڑھیں اور ان پر دم کریں۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا جذبۂ شہادت

حضرت صفیہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک ہوئیں۔ غزوۂ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مستورات کو ایک قلعہ میں بند کر دیا تھا اور حضرت حسان بن ثابتؓ کو بطور محافظ کے چھوڑ دیا تھا۔ یہود کی ایک جماعت نے عورتوں پر حملہ کا ارادہ کیا اور ایک یہودی حالات معلوم کرنے کے لئے قلعہ پر پہنچا۔

حضرت صفیہؓ نے دیکھ لیا۔ حضرت حسانؓ سے کہا کہ یہ یہودی موقع دیکھنے آیا ہے تم قلعہ سے باہر نکلو اور اس کو ماردو۔ وہ ضعیف تھے۔ ضعف کی وجہ سے اُن کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہؓ نے ایک خیمہ کا کھونٹا اپنے ہاتھ میں لیا اور خود نکل کر اس کا سر کاٹ لائیں اور دیوار پر سے یہود کے مجمع میں پھینک دیا۔ وہ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عورتوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ ضرور ان کے محافظ مرد اندر موجود ہیں (اسد الغابہ)

فائدہ: ۲۰ھ میں حضرت صفیہؓ کا وصال ہوا۔ اس وقت ان کی عمر تہتر (۷۳) سال کی تھی۔ اس لحاظ سے خندق کو لڑائی میں جو ۵ھ میں ہوئی اُس کی عمر اٹھاون (۵۸) سال کی ہوئی۔ آجکل اس عمر کی عورتوں کو گھر کا کام کاج بھی دوبھر ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک مرد کا اس طرح تنہا قتل کر دینا اور ایسی حالت میں کہ یہ تنہا عورتیں اور دوسری جانب یہود کا مجمع۔

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا جذبۂ شہادت

حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں حضرت خنساءؓ اپنے چاروں بیٹوں سمیت شریک ہوئیں۔ لڑکوں کو ایک دن پہلے بہت نصیحت کی اور لڑائی کی شرکت پر بہت اُبھارا' کہنے لگیں کہ میرے بیٹو! تم اپنے خوشی سے مسلمان ہوئے ہو۔ اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو اسی طرح ایک باپ کی اولاد ہو۔ میں نے نہ تمہارے باپ سے خیانت کی نہ

تمہارے ماموں کو رسوا کیا، نہ میں نے تمہاری شرافت میں کوئی دھبہ لگایا۔ نہ تمہارے نسب کو میں نے خراب کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ جل شانہ، نے مسلمانوں کیلئے کافروں سے لڑائی میں کیا کیا ثواب رکھا ہے۔ تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کے فنا ہو جانیوالی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

لہٰذا کل صبح کو جب تم صحیح وسالم اُٹھو تو بہت ہوشیاری سے لڑائی میں شریک ہو، اور اللہ تعالیٰ سے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہوئے بڑھو اور جب تم دیکھو کہ لڑائی زور پر آ گئی اور اس کے شعلے بھڑکنے لگے تو اس کی گرم آگ میں گھس جانا اور کافروں کے سردار کا مقابلہ کرنا۔ ان شاء اللہ جنت میں اکرام کے ساتھ کامیاب ہو کر رہو گے۔

بیٹوں کی شہادت پر شکرِ الٰہی

چنانچہ جب صبح کو لڑائی زوروں پر ہوئی تو چاروں لڑکوں میں سے ایک ایک نمبر وار آگے بڑھتا تھا اور اپنی ماں کی نصیحت کو اشعار میں پڑھ کر اُمنگ پیدا کرتا تھا جب ایک شہید ہو جاتا تھا۔ تو اسی طرح دوسرا بڑھتا تھا اور شہید ہونے تک لڑتا رہتا تھا۔ بالآخر چاروں شہید ہوئے اور جب ماں کو چاروں کے مرنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے اُن کی شہادت سے مجھے شرف بخشا۔ مجھے اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ اس کی رحمت کے سایہ میں ان چاروں کے ساتھ میں بھی رہوں گی۔ (اسد الغابہ)

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کا جذبۂ شہادت

حضرت ام عمارہ انصاریہ بَیْعَۃُ الْعُقَبَہ میں شریک ہوئیں۔ عقبہ کے معنی گھاٹی کے ہیں۔

اُحد کی لڑائی کا قصہ خود ہی سناتی ہیں کہ میں مشکیزہ پانی کا بھر کر احد کی طرف چلی کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گذری اور کوئی پیاسا زخمی ملا تو پانی پلا دوں گی۔ اس وقت ان کی عمر تینتالیس ۴۳ برس کی تھی۔ ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی لڑائی میں شریک تھے۔ مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہو رہا تھا۔ مگر تھوڑی دیر میں جب کافروں کو غلبہ ظاہر ہونے لگا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئی اور جو کافر ادھر کا رخ کرتا تھا اس کو ہٹاتی تھی۔ ابتداء میں ان کے پاس

ڈھال بھی نہ تھی بعد میں ملی۔ جس پر کافروں کا حملہ روکتی تھیں۔ کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے۔ جب کوئی زخمی ہو جاتا تو ایک چیتھڑا نکال کر جلا کر اس زخم میں بھر دیتیں۔ خود بھی کئی جگہ سے زخمی ہوئیں۔ بارہ تیرہ جگہ زخم آئے جن میں ایک بہت سخت تھا۔ اُم سعیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے مونڈھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کس طرح پڑا تھا۔ کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ ادھر ادھر پریشان پھر رہے تھے تو ابن قمیہ یہ کہتا ہوا بڑھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں۔ مجھے کوئی بتا دو کہ کدھر ہیں۔ اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔ مصعبؓ بن عمیر اور چند آدمی اس کے سامنے آ گئے۔ ان میں میں بھی تھی اس نے میرے مونڈھے پر وار کیا۔ میں نے بھی اس پر کئی وار کئے مگر اس پر دوہری زرہ تھی اس لئے زرہ سے حملہ رک جاتا تھا۔ یہ زخم ایسا سخت تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔

زخمی ہونے کے باوجود جنگ کیلئے تیار ہو گئیں:

اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمراُ الاسد کی لڑائی کا اعلان فرما دیا۔ اُم عمارہؓ بھی کمر باندھ کر تیار ہو گئیں مگر چونکہ پہلا زخم بالکل ہرا تھا۔ اسلیئے شریک نہ ہو سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حمر الاسد سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے ام عمارہ کی خیریت معلوم کی اور جب معلوم ہوا کہ افاقہ ہے تو بہت خوش ہوئے۔ اس زخم کے علاوہ اور بھی بہت سے زخم احد کی لڑائی میں آپکو آئے تھے۔

بے مثال ہمت

ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ اصل میں وہ لوگ گھوڑوں پر سوار تھے اور ہم پیدل تھے اگر وہ بھی ہماری طرح پیدل ہوتے جب بات تھی اس وقت اصل مقابلہ کا پتہ چلتا۔ جب گھوڑے پر کوئی آتا اور مجھے مارتا تو اس کے حملوں کو میں ڈھال پر روکتی رہتی اور جب وہ مجھ سے منہ موڑ کر دوسری طرف چلتا تو میں اس کے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کرتی اور وہ کٹ جاتی جس سے گھوڑا بھی گرتا اور سوار بھی گرتا اور جب وہ گرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لڑکے کو آواز دے کر

میری مدد کو بھیجتے۔ میں اور وہ دونوں مل کر اس کو نمٹا دیتے۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں، کہ میرے بائیں بازو میں زخم آیا اور خون تھمتا نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر پٹی باندھ لو۔ میری والدہ آئیں اپنی کمر میں سے کچھ کپڑا نکالا پٹی باندھی اور باندھ کر کہنے لگیں کہ جا کافروں سے مقابلہ کر۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ فرمانے لگے ام عمارہؓ اتنی ہمت کون رکھتا ہوگا جتنی تو رکھتی ہے۔

جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوران میں ان کو اور ان کے گھرانے کو کئی بار دعائیں بھی دیں اور تعریف بھی فرمائی۔ ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ اسی وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔ میں بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوا اور ایک دم بیٹھ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھے اور اس کو نمٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو دعائیں دیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ حق تعالیٰ شانہٗ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دعا فرما دی تو کہنے لگیں کہ اب مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ دنیا میں مجھ پر کیا مصیبت گذری۔

جنگ یمامہ کا کارنامہ

اُحد کے علاوہ اور بھی کئی لڑائیوں میں ان کی شرکت اور کارنامے ظاہر ہوئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ارتداد کا زور شور ہوا اور یمامہ میں زبردست لڑائی ہوئی اس میں ام عمارہؓ شریک تھیں۔ ان کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا تھا اور اس کے علاوہ گیارہ زخم بدن پر آئے تھے۔ انہیں زخموں کی حالت میں مدینہ طیبہ پہنچیں (طبقات)

حضرت ام حکیم رضی اللہ عنہا کا جذبۂ شہادت

اُمِ حکیمؓ بنت حارث جو عکرمہؓ بن ابی جہل کی بیوی تھیں اور کفار کی طرف سے احد کی لڑائی میں بھی شریک ہوئی تھیں۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو مسلمان ہوگئیں۔

خاوند کی ہدایت کی جدوجہد

خاوند سے بہت زیادہ محبت تھی مگر وہ اپنے باپ کے اثر کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوئے تھے اور جب مکہ فتح ہو گیا تو یمن بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کے لئے امن چاہا اور خود یمن پہنچیں۔ خاوند کو بڑی مشکل سے واپس آنے پر راضی کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے ان کے دامن ہی میں پناہ مل سکتی ہے تم میرے ساتھ چلو۔ وہ مدینہ طیبہ واپس آ کر مسلمان ہوئے اور دونوں میاں بیوی خوش وخرم رہے۔

میران جنگ میں نکاح

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب روم کی لڑائی ہوئی تو اس میں عکرمہؓ بھی شریک ہوئے اور یہ بھی ساتھ تھیں۔ حضرت عکرمہؓ اس میں شہید ہو گئے تو خالد بن سعیدؓ نے ان سے نکاح کر لیا اور اسی سفر میں مرج الصفر ایک جگہ کا نام ہے۔ وہاں رخصتی کا ارادہ کیا۔ بیوی نے کہا کہ ابھی دشمنوں کا جمگھٹا ہے اس کو نمٹنے دیجئے۔ خاوند نے کہا مجھے اس معرکہ میں اپنے شہید ہونے کا یقین ہے وہ بھی چپ ہو گئیں اور وہیں ایک منزل پر خیمہ میں رخصتی ہوئی۔ صبح کو ولیمے کا انتظام ہو ہی رہا تھا کہ رومیوں کی فوج چڑھ آئی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں خالد بن سعیدؓ شہید ہوئے ام حکیم نے اس خیمہ کو اکھاڑا جس میں رات گذری تھی اور اپنا سب سامان باندھا اور خیمہ کا کھونٹا لیکر خود بھی مقابلہ کیا۔ اور سات آدمیوں کا تن تنہا قتل کیا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُنَّ (اسد الغابہ)

انسان کے تین دوست

علم... دولت اور عزت تینوں دوست تھے۔

ایک مرتبہ ان کے بچھڑنے کا وقت آ گیا علم نے کہا مجھے درسگاہوں میں تلاش کیا جا سکتا ہے، دولت کہنے لگی مجھے امراء اور بادشاہوں کے محلات میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ عزت خاموش رہی، علم اور دولت نے عزت سے خاموشی کی وجہ پوچھی تو عزت ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہنے لگی کہ جب میں کسی سے بچھڑ جاتی ہوں تو دوبارہ نہیں ملتی۔

فقر......اللہ کے خزانوں میں سے ہے

ایک مرتبہ جون پور کے حاکم سلطان ابراہیم (متوفی ۸۴۰ھ ۱۴۳۶ء) نے ردولی کے چار گاؤں اور ایک ہزار بیگھہ زمین کا فرمان اور سند لکھ کر اور کچھ نقدی لے کر اپنے مقرب قاضی رضی کو حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ قاضی رضی نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "حضرت مخدوم! آج سلطان ابراہیم نے آپ کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے جو وہ کسی دوسرے کے ساتھ کم کرتا ہے"۔

قاضی رضی نے عرض کیا "قصبہ ردولی کے اطراف میں چار گاؤں اور ایک ہزار بیگھہ زمین کا فرمان اور سند آپ کے فرزندوں کے نام بھیجا ہے تاکہ ان لوگوں کی زندگی راحت و آرام سے بسر ہو سکے"۔ پھر وہ سامان اور نقدی حضرت کی خدمت میں پیش کی۔

شیخ احمد عبدالحق نے فرمایا: "قاضی فوراً کلمہ پڑھو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تم کافر ہو گئے ہو۔

قاضی نے کلمہ پڑھ کر پوچھا: "حضرت مخدوم مجھ سے کفر کا کون سا فعل سرزد ہوا ہے جو اس کی ضرورت پیش آئی؟" حضرت شیخ احمد عبدالحق نے فرمایا "یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے کہ تم سلطان ابراہیم کے رزاق ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ وہ اللہ جو رب العٰلمین ہے۔ جو سلطان ابراہیم کے خدم و حشم کو اسکے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو خود قاضی کو رزق دیتا ہے۔ وہ رب العالمین کیا اس گدائے بے نوا اور اس کے فرزندوں کو رزق نہ دے گا جو تم کو اور سلطان ابراہیم کو بیچ میں پڑنے کی ضرورت پیش آئے"۔ قاضی رضی نے بہت کوشش کی حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ اس فرمان کو سند اور نقدی کو قبول کر لیں لیکن انہوں نے کسی صورت اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا:

"میری اولاد فقر کی قدر نہ پہچانے گی کہ الفقر من کنوز الله تعالی"

غرض حضرت شیخ احمد عبدالحقؒ نے قاضی رضی کو اور سلطان ابراہیم کو الٹا لعن طعن کر کے اس فرمان و سند کو اور نقد و زر کو ایسے ہی واپس کر دیا۔ (انوار العیون ص ۳۳-۳۱)

قلم کی روشنائی اور خون کا وزن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی جس سے انہوں نے علم دین اور احکام دین لکھے ہیں اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن جلد نمبر ۳)

ظالم قوم کے ظلم سے بچنے کے لئے نبوی نسخہ

حضرت حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی، حضرت حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میری قوم ہے میرا خاندان ہے، اگر اسلام لاؤں گا تو ان سے مجھے خطرہ ہے اس لئے میں کیا کہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

"اَللّٰھُمَّ اسْتَھْدِیْکَ لَا رَشَدَ اَمْرِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا یَنْفَعُنِیْ."

ترجمہ: "اے اللہ! میں اپنے معاملہ میں زیادہ رشد وہدایت والے راستے کی آپ سے رہنمائی چاہتا ہوں اور مجھے علم نافع اور زیادہ عطا فرما۔"

چنانچہ حضرت حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا پڑھی اور اسی مجلس میں اٹھنے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۹۳)

صبر کرنے کا وقت

صبر اپنے وقت پر ہوتا ہے...... مدت گزر جانے کے بعد تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے وہ باعث اجر نہیں ہوتا، صبر وہی باعث اجر ہوتا ہے جو ارادہ اور اختیار سے مصیبت کو دبانے کیلئے کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بڑھیا کا جوان بیٹا مر گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے بڑھیا واویلا فریاد اور خوبیاں بیان کر کے رو رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کرو! وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتی نہ تھی، جواب دیا کہ ہاں! تمہارا جوان بیٹا مر گیا ہوتا تو پتہ چلتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل دیئے کسی نے کہا: اللہ کے رسول تھے، دوڑی دوڑی آئی اور کہا اب میں صبر کروں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الصبر عند الصدمة الاولی" صدمہ اور رنج پہنچتے ہی آدمی صبر کرے تو موجب اجر ہوتا ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام: ۳۸۰/۵)

بدنامی سے بچنے کا عمدہ نسخہ

وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۝

اگر کوئی کسی کو بدنام کرنے پر تلا ہے اور اس کو اپنی عزت کا خطرہ ہے تو وہ اس دعا کو صبح و شام اکتالیس مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونک دے۔

دو جھگڑنے والوں کو دیوار کی نصیحت (ایک عجیب واقعہ)

بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوگیا، اس کے دو بیٹے تھے، ان دونوں کے مابین ایک دیوار کی تقسیم کے سلسلے میں جھگڑا ہوگیا، جب دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے تو انہوں نے دیوار سے ایک غیبی آواز سنی کہ تم دونوں جھگڑا مت کرو کیونکہ میری حقیقت یہ ہے کہ میں ایک مدت تک اس دنیا میں بادشاہ اور صاحب مملکت رہا...... پھر میرا انتقال ہوگیا اور میرے بدن کے اجزا مٹی کے ساتھ مل گئے...... پھر اس مٹی سے کمہار نے مجھے گھڑے کی ٹھیکری بنا دیا، ایک طویل مدت تک ٹھیکری کی صورت میں رہنے کے بعد مجھے توڑ دیا گیا...... پھر ایک لمبی مدت تک ٹکڑوں کی صورت میں رہنے کے بعد، میں مٹی اور ریت کی صورت میں تبدیل ہوگیا...... پھر کچھ مدت کے بعد لوگوں نے میرے اجزائے بدن کی اس مٹی سے اینٹیں بنا ڈالیں۔ اور آج تک مجھے اینٹوں کی شکل میں دیکھ رہے ہو، لہٰذا تم ایسی مذموم و قبیح دنیا پر کیوں جھگڑتے ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

غرور تھا نمود تھی، ہٹو بچو کی تھی صدا   اور آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتہ نہیں

آہ! آہ! یہ دنیا بڑی فریب دہندہ ہے فانی ہونے کے باوجود یہ لوگوں کی محبوب بنی ہوئی ہے۔ یہ اپنی ظاہری رنگینی اور رعنائی سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہوئے آخرت سے غافل کرتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں کو جنسی مسرات کے شوق سے ہم آغوش فرمائیں۔ (گلستان قناعت)

دو بیویوں میں انصاف:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے حتیٰ کہ پانی بھی نہ پیتے۔

پھر دونوں بیویاں آپؓ کے ساتھ ملک شام گئیں اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہوئیں اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا لوگ اس دن بہت مشغول تھے اس لئے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔ (حیاۃ الصحابہ)

اولاد کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں

اولاد کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں ہیں، ارشاد باری ہے:

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا، وَيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ. اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ﴾ (سورۂ شوریٰ: آیت ۴۹۔۵۰)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں، پیدا کرتا ہے جو چاہے، بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں، اور بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹے، یا ان کو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں، اور کردیتا ہے جس کو چاہے بانجھ، وہ سب کچھ جانتا کرسکتا ہے۔''

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں:

۱۔ وہ جن کو صرف بیٹے دیئے۔ ۲۔ وہ جن کو صرف بیٹیاں دیں۔

۳۔ وہ جن کو بیٹے، بیٹیاں دونوں دیئے۔ ۴۔ وہ جن کو بیٹا دیا نہ بیٹی دی۔

لوگوں کے درمیان یہ فرق و تفاوت اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے، اس تفاوت الٰہی کو دنیا کی کوئی طاقت بدلنے پر قادر نہیں...... یہ تقسیم اولاد کے اعتبار سے ہے۔

ہر مشکل اور پریشانی کے لئے:

اول آخر درود شریف **41** بار اور یہ آیت

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ

بارہ ہزار مرتبہ پڑھے نہایت مجرب ہے۔

دوسرا عمل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کبھی مجھ کو کوئی رنج وغم پیش آیا فوراً جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا اے محمد! پڑھو

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا

(تفسیر میرٹھی و گلدستہ تفاسیر)

والدین کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں

والدین کے اعتبار سے بھی انسانوں کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا، ان کا باپ ہے نہ ماں۔

۲۔ حضرت حوا علیہا السلام کو صرف مرد سے پیدا کیا، ان کی ماں نہیں ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف عورت سے پیدا کیا، ان کا باپ نہیں ہے۔

۴۔ اور باقی تمام انسانوں کو مرد و عورت دونوں کے ملاپ سے پیدا کیا گیا، ان کے باپ بھی ہیں اور مائیں بھی۔ **فسبحان اللہ العلیم القدیر.**

امت گنہگار اور رب بخشنے والا ہے

جنت کے دونوں طرف سونے کے پانی سے تین سطریں تحریر ہیں:

پہلی سطر: **"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"**

دوسری سطر: جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ خیرات وغیرہ کر دیا اس کا ثواب مل گیا، اور جو دنیا میں ہم نے کھا پی لیا اس کا ہم نے نفع اٹھالیا، اور جو کچھ ہم چھوڑ آئے اس میں ہمیں نقصان ہوا۔ تیسری سطر: امت گنہگار ہے اور رب بخشنے والا ہے۔ (منتخب احادیث: ص ۴۷)

شفقت کی انتہاء

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رمضان کے مہینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ نے کھڑے ہو کر غسل فرمایا تو میں نے آپ کے لئے پردہ کیا۔ (غسل کے بعد) برتن میں کچھ پانی بچ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو اسی سے غسل کر لو اور چاہو تو اس میں اور پانی ملا لو میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کا بچا ہوا یہ پانی مجھے اور پانی سے زیادہ محبوب ہے۔ چنانچہ میں نے اسی سے غسل کیا اور حضور میرے لئے پردہ کرنے لگے تو میں نے کہا کہ آپ میرے لئے پردہ نہ کریں۔ حضور نے فرمایا نہیں جس طرح تم نے میرے لئے پردہ کیا اسی طرح میں بھی تمہارے لئے ضرور پردہ کروں گا۔ (حیاۃ الصحابہ)

ایمان کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں

ایمان کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بنی آدم مختلف اقسام پر پیدا کئے گئے ہیں:

۱۔ کچھ لوگ مومن پیدا ہوتے ہیں (یعنی مومن ماں باپ کے یہاں پیدا ہوتے ہیں) اور مومن زندہ رہتے ہیں (یعنی زندگی بھر ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں) اور مومن مرتے ہیں۔

۲۔ کچھ لوگ کافر پیدا ہوتے ہیں (یعنی کافروں کے یہاں پیدا ہوتے ہیں) اور کافر زندہ رہتے ہیں (یعنی پوری زندگی کافر رہتے ہیں) اور کافر مرتے ہیں۔

۳۔ کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن زندہ رہتے ہیں (یعنی زندگی بھر مومن رہتے ہیں) اور کافر مرتے ہیں (یعنی مرنے سے کچھ پہلے کافر ہو جاتے ہیں)

۴۔ کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں اور زندگی بھر کافر رہتے ہیں، اور مومن مرتے ہیں (یعنی وفات سے کچھ پہلے ایمان لے آتے ہیں اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔) (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۷)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر جینا اور مرنا نصیب فرمائیں! آمین یارب العالمین!

ستر رحمتیں

جب دو بھائی مصافحہ کرتے ہیں۔ تو اُن میں 70 رحمتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ 69 رحمتیں اُسکو ملتی ہیں۔ جو اِن دونوں میں زیادہ خندہ رو کشادہ پیشانی سے ملتا ہے اور ایک رحمت دوسرے کو ملتی ہے۔ (حدیث)

دولت آرزو کیساتھ حاصل نہیں ہوتی جوانی خضاب کیساتھ.... صحت دواؤں کیساتھ (حضرت صدیق اکبرؓ)

تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ سلام کرنا دوسروں کیلئے مجلس میں جگہ خالی کرنا ....اور مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ)

گناہ معاف کروانیکا نبوی نسخہ

جو آدمی جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھیگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اُسکے پڑھنے والے کے ایک لاکھ گناہ معاف ہونگے اور اُسکے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف ہونگے۔

شیخ سماء الدین ملتانی رحمہ اللہ اور بہلول لودھی

شیخ سماء الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ' ملتان سے بیانہ پھر دہلی آ کر مقیم ہو گئے۔ اس وقت دہلی کا بادشاہ بہلول لودھی تھا۔ وہ فقراء و صوفیا کا بڑا احترام کرتا تھا۔ اکثر فقراء کی خانقاہوں پر حاضری دیتا تھا اور ان سے عاجزی وانکساری سے پیش آتا تھا۔

ایک دن سلطان شیخ سماء الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ان سے بڑی عاجزی انکساری اور احترام سے پیش آیا اور عرض کیا ''کوئی سلطان درویشوں کے اعمال واحوال کی متابعت تو نہیں کرسکتا لیکن ان کی صحبت میں حاضر ہوکر اپنے معاش کی اصلاح اور قلب کی صفائی کرسکتا ہے۔ میں اس غرض سے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

شیخ سماء الدینؒ نے ان کو بڑے بیباکانہ انداز سے اس طرح نصیحت فرمائی:

''تین آدمی اللہ کے انعام واکرام سے محروم رہیں گے۔ ایک وہ بوڑھا جو اپنے بڑھاپے میں بھی گناہوں سے باز نہ آتا ہو۔ دوسرے وہ جوان جو اپنی جوانی میں گناہ اس امید سے کرتا جاتا ہو کہ وہ اپنے بڑھاپے میں توبہ کرلے گا۔ تیسرے وہ بادشاہ جس کی تمام دینی ودنیوی مرادیں پوری ہوتی رہیں پھر بھی وہ اپنی سلطنت کے چراغ کو ظلم کی آندھی سے بجھائے۔ بوڑھے کو اس کے دل کی سیاہی کی وجہ سے سزا ملے گی۔ جوان کو اس کے موت سے غافل ہوکر بڑھاپے کا انتظار کرنے کی وجہ سے اور ظالم بادشاہ کو اس لئے کہ اس نے دنیائے فانی کی خاطر عاقبت کی کچھ فکر نہ کی اور خوف الٰہی چھوڑ کر ظلم اور گناہ میں مبتلا رہا''۔

سلطان آپ اپنے نفس کو گناہ اور جھوٹ سے باز رکھنا اور اس حقیقی منعم کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں اپنی زبان کو تر رکھنا اس لئے کہ شکر ادا کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور ناشکری کرنے سے شدید عذاب ہوتا ہے''۔ ایسی صاف صاف اور حق باتیں سن کر سلطان بہلول لودھی زاروقطار رونے لگا۔ (سیر العارفین ص ۱۷۹۔۱۷۷)

گناہوں میں مبتلا اور غافل کو راہ راست پر لانیکا نسخہ

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى۝

جو سیدھی راہ سے بھٹک گیا ہو یا برے افعال میں پڑ گیا ہو' یا اللہ کی یاد سے غافل ہو گیا ہو تو اس آیت کو روزانہ ایک سو ایک مرتبہ پانی پر دم کرکے اسے پلائیں۔

ظالم بادشاہ کے لئے کامیابی کی دعا سے انکار

سہروردیہ سلسلہ کے ایک بزرگ شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ ملتان سے آ کر بیانہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ اس وقت جون پور کا سلطان حسین شرقی تھا۔ یہ ملک گیری کے لئے بڑا حریص تھا۔ دھوکہ دے کر علاء الدین کے بیٹوں سے بدایوں کا علاقہ چھین لیا۔ پھر سنبھل جا پہنچا اور مبارک خاں کو قید کر کے مال واسباب لوٹ لیا پھر ۸۸۳ھ/۱۴۷۸ء میں دہلی کا رخ کیا۔ اس وقت دہلی کا سلطان بہلول لودھی تھا۔ یہ بڑا نیک دیندار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھا۔

سلطان حسین شاہ شرقی نے بھاری فوج اور جدید وکثیر اسلحہ کے ساتھ بہلول لودھی پر حملہ کر دیا۔ دونوں فوجوں میں بڑی بہادری سے جنگ ہوئی۔ اسی دوران حسین شرقی نے اپنے ایک حامی سلطان احمد جلوانی کو کچھ ساتھیوں کے ساتھ شیخ سماء الدینؒ کی خدمت میں بیانہ بھیجا۔ احمد جلوائی نے شیخ سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ یہ درخواست کی کہ وہ حسین شرقی کی فتح وکامرانی کی دعا کریں۔ سلطان احمد جلوائی کی یہ بات سن کر شیخ کا چہرہ سرخ ہو گیا انہوں نے فرمایا: ''مجھے ایسی کیا ضرورت ہے کہ ایک ظالم کے حق میں دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کامیابی عطا کرے۔ اور ایک ایسے شخص کی خیر خواہی کا ارادہ کروں جو اپنی تخریب کاری سے ایک ایسے نیک اور صالح سلطان کی دشمنی پر آمادہ ہے جس کے دل ونگاہ اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہیں اور جس کا سر اس کی نیازمندی کے سجدہ سے نہیں اٹھتا''۔

شیخ کا یہ تلخ جواب سن کر سلطان احمد جلوائی کو بڑی ندامت ہوئی۔ اس کو یقین ہو گیا کہ ضرور سلطان حسین شرقی کو اس جنگ میں شکست ہو گی آخر ہوا بھی یہی سلطان حسین شرقی بری طرح ہارا۔ اس کا بہت سامال ومتاع لودھیوں کے ہاتھ آیا۔ (سیر العارفین، تاریخ فرشتہ جلد اول)

مصائب سے نجات کا بہترین نسخہ

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

اگر کسی شخص کو حوادث روزگار نے ستا رکھا ہو یا کسی شخص سے دکھ پہنچتا ہو تو وہ اس دعا کو پڑھے۔ ان شاء اللہ اس کے لئے دین ودنیا میں فتوحات کے دروازے کھل جائیں گے۔

غصہ کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں

غصہ کے اعتبار سے بھی انسانوں کی چار قسمیں ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: (۱) کچھ لوگوں کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی زائل ہو جاتا ہے..... یہ لوگ نہ قابل تعریف ہیں نہ قابل مذمت۔ (۲) کچھ لوگوں کو دیر سے غصہ آتا ہے، اور دیر سے زائل ہوتا ہے..... یہ بھی نہ قابل تعریف نہ قابل مذمت۔ (۳) تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کو دیر سے غصہ آتا ہے، اور جلدی زائل ہو جاتا ہے..... رب کریم! ہمیں بہترین انسان بنادے! آمین! (۴) اور تم میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جن کو جلدی غصہ آتا ہے، اور دیر سے زائل ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف: ص ۴۳۷)

قرض کے اعتبار سے انسانوں کی چار قسمیں

قرض کے اعتبار سے بھی انسانوں کی چار قسمیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

(۱) کچھ لوگ قرض ادا کرنے میں اچھے ہوتے ہیں لیکن قرض وصول کرنے میں سختی کرتے ہیں..... یہ لوگ نہ قابل تعریف ہیں نہ قابل مذمت۔ (۲) کچھ لوگ قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہیں لیکن قرض وصول کرنے میں نرمی برتتے ہیں..... یہ بھی نا قابل تعریف ہیں نہ قابل مذمت۔ (۳) تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جو قرض ادا کرنے میں بھی اچھے ہوں، اور قرض وصول کرنے میں بھی اچھے ہوں۔ (۴) اور تم میں بدترین وہ لوگ ہیں جو نہ قرض ادا کرنے میں اچھے ہیں نہ وصول کرنے میں اچھے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف: ص ۴۳۸)

عبادت کی لذت

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ فرمایا انسان کے اس نفس کو لذت اور مزہ چاہئے۔ اس کی خوراک لذت اور مزہ ہے' لیکن لذت اور مزہ کی کوئی خاص شکل اس کو مطلوب نہیں کہ فلاں قسم کا مزہ چاہئے اور فلاں قسم کا نہیں چاہئے۔ بس اس کو تو مزہ چاہئے۔ اب تم نے اس کو خراب قسم کے مزے کا عادی بنادیا ہے۔ خراب قسم کی لذتوں کا عادی بنادیا ہے' ایک مرتبہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت کی لذت سے آشنا کردو.... اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کی لذت سے آشنا کردو.... پھر یہ نفس اسی میں لذت اور مزہ لینے لگے گا۔

سلام کی ابتداء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کے اندر روح پھونک دی تو ان کو چھینک آئی، انہوں نے "الحمدللہ" کہا، ان کے رب نے "یرحمک اللہ" فرمایا...... اور فرمایا کہ اے آدم! ان فرشتوں کی طرف جاؤ جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو جاکر "السلام علیکم" کہو، حضرت آدم علیہ السلام نے وہاں پہنچ کر "السلام علیکم" کہا تو فرشتوں نے اس کے جواب میں "وعلیک السلام ورحمته اللہ" کہا پھر واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ تحیہ ہے تمہارا، اور آپس میں تمہارے بیٹوں کا۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۰۰) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسانوں میں سلام کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرشتوں کو جاکر سلام کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مشورہ

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ میں اپنا مالِ تجارت شام اور مصر لے جایا کرتا تھا، ایک مرتبہ عراق لے جانے کا ارادہ کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مشورہ لینے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کے رزق کا کوئی سبب کسی طریقہ پر بنادے تو اس کو نہ چھوڑے جب تک کہ وہ خود ہی نہ بدل جائے۔

مطلب یہ ہے کہ جس سبب سے روزی ملتی ہے اسے مت چھوڑو، ہاں اگر وہ خود ہی بدل جائے مثلاً حالات سازگار نہ رہیں، مال میں نقصان ہونے لگے یا کوئی مجبوری پیش آجائے تو اور بات ہے۔ (تبلیغی اور اصلاحی مضامین: ص ۲۴۶)

غم اور پریشانی کو دور کرنے اور مالی حالت کو درست کرنیکا نسخہ

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ○

اگر کوئی شخص غم میں یا اور کسی پریشانی میں ہو یا اس کی مالی حالت بگڑتی جارہی ہو تو اٹھتے بیٹھتے اس آیت کا ورد جاری رکھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا خاص سبب

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں پہنچ گئے ہیں، میں بھی گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے سورۂ حاقہ شروع کی جسے سن کر مجھے اس کی پیاری نشست الفاظ اور بندش مضامین اور فصاحت و بلاغت پر تعجب آنے لگا...... آخر میں میرے دل میں خیال آیا کہ قریش ٹھیک کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے، ابھی میں اسی خیال میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت کیں۔

﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ﴾ (سورۂ حاقہ: ۴۰)

ترجمہ: ''یہ قول رسول کریم کا ہے شاعر کا نہیں ہے تم میں ایمان ہی کم ہے۔''

تو میں نے خیال کیا کہ اچھا! شاعر نہ سہی، کاہن تو ضرور ہے، ادھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت میں یہ آیت آئی:

﴿وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (سورۂ حاقہ: آیت ۴۲)

ترجمہ: ''یہ کاہن کا قول بھی نہیں ہے۔ تم نے نصیحت ہی کم لی ہے۔''

اب آپ پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ پوری سورت ختم کر لی۔ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ میرے دل میں اسلام پوری طرح گھر کر گیا، اور رونگھٹے رونگھٹے میں اسلام کی سچائی گھس گئی۔ پس یہ بھی منجملہ ان اسباب کے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا باعث ہوئے ایک خاص سبب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۵ صفحہ ۴۲۵)

استخارہ میں درست بات معلوم کرنے کا نسخہ

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۝
اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ۝

عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں اس کے بعد ان آیتوں کو ایک سو ایک بار پڑھ کر بغیر بات کئے سو جائیں۔ ان شاء اللہ درست بات معلوم ہو جائے گی۔

کسی قدیم عبادت گاہ کو تباہ کرنا جائز نہیں

سلطان سکندر لودھی (متوفی ۹۲۳ھ ۱۵۱۶ء) کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ دہلی کے بہت سے ہندو کرکشیتر کے کنڈ میں آ کر اشنان کیا کرتے تھے۔ یہ بڑی تعداد میں آتے تھے کہ ایک مذہبی میلہ لگتا تھا۔ سکندر لودھی سے لوگوں نے اس بات کی شکایت کی کہ کسی اسلامی سلطنت میں ایسی رسمیں نہیں ہونی چاہئیں۔ سکندر لودھی نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن پہلے اس نے علماء کا مشورہ طلب کیا۔ مشاورت میں ملک العلماء مولانا عبداللہ اجودھنی بھی شریک ہوئے۔ تمام علماء نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو ان کی رائے ہے وہی حرف آخر ہے، ہم سب کا وہی فیصلہ ہے۔ سکندر لودھی چاہتا تھا کہ مولانا عبداللہ اس میلے کو روکنے کا فیصلہ دیں گے۔

مولانا عبداللہ نے پوچھا "کرکشیتر کیا چیز ہے؟

بتایا کہ "یہ ایک بڑا حوض ہے جہاں ہندو دہلی اور قرب و جوار سے آ کر غسل کرتے ہیں"۔

مولانا نے پوچھا "یہ رسم کب سے جاری ہے؟" لوگوں نے بتایا "یہ قدیم زمانے سے جاری ہے"۔ مولانا عبداللہ نے فتویٰ دیا کہ "کسی قدیم عبادت گاہ کو چاہے وہ کسی بھی مذہب کی ہو اسلام کی رو سے تباہ کرنا جائز نہیں ہے"۔

سکندر لودھی نے جب اپنی مرضی کے خلاف فیصلہ سنا تو خنجر پر ہاتھ رکھ کر بولا:

تمہارا یہ فتویٰ ہندوؤں کی طرف داری کا ہے۔ میں پہلے تمہیں قتل کروں گا پھر کرکشیتر کو تباہ کروں گا"۔ مولانا عبداللہ نے بڑی دلیری اور جرأت سے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نہیں مرتا میں جب کسی ظالم کے پاس جاتا ہوں تو پہلے ہی اپنی موت کے لئے تیار ہو کر جاتا ہوں۔ آپ نے مجھ سے شرعی مسئلہ معلوم کیا وہ میں نے بیان کر دیا اگر آپ کو شریعت کی پرواہ نہیں ہے تو پھر پوچھنے ہی کی کیا ضرورت تھی" یہ سخت جواب سن کر سکندر چپ ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور مجلس برخاست ہوئی تو مولانا سے کہا "میاں عبداللہ! آپ مجھ سے ملتے رہا کریں"۔ (واقعات مشتاق ص ۱۶)

موت کے سوا ہر چیز سے حفاظت کا نبوی نسخہ

مسند بزار میں حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر تم بستر پر لیٹتے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۃ قل ھو اللہ پڑھ لو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں رہو گے۔

نماز اللہ کے لئے ہے بادشاہ کے لئے نہیں

ایک مرتبہ سلطان سکندر لودھی (متوفی ۹۲۳ھ) اپنی سلطنت کے مشرقی اضلاع کے دورے پر گیا تو بہار کے شہر بہار شریف میں کچھ دن قیام کیا۔ یہ جمعہ کی نماز پابندی سے بہار شریف کی جامع مسجد میں پڑھتا تھا۔اس وقت یہاں کے امام میاں بدی حقانی تھے۔ یہ بڑے دیندار اور اسلامی اصولوں کے پابند تھے۔ شاہانہ رعب ودبدبہ سے بالکل مرعوب نہ ہوتے تھے۔

ایک دن سلطان سکندر لودھی کو جمعہ کی نماز میں پہنچنے میں کچھ تاخیر ہوگئی۔میاں بدی حقانی کو یہ قطعاً گوارہ نہیں تھا کہ وقت مقررہ سے ایک لمحہ بھی نماز میں تاخیر کی جائے۔ چنانچہ انہوں نے بغیر سلطان کا انتظار کئے نماز پڑھادی۔ جس وقت سلطان جامع مسجد پہنچا تو نماز ہوچکی تھی۔ بادشاہ کے ساتھ اس وقت مولانا جمالی بھی تھے انہیں یہ بات بہت ناگوار ہوئی انہوں نے کہا ''سلطان کا انتظار کئے بغیر نماز کیسے پڑھ لی گئی۔تم لوگوں کو سلطان کا انتظار کرنا چاہئے تھا''۔

امام میاں بدی حقانی نے جو محبوب حقیقی کے سوا کسی سے مرعوب نہ ہوتے تھے یہ سن کر کہا ''ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نماز ادا کرنی تھی اس لئے ادا کردی اگر سلطان کی نماز پڑھنی ہوتی تو اس کا انتظار کرتے نہ ہمیں ان کی احتیاج تھی اور نہ انتظار کیا''۔

سلطان سکندر لودھی امام صاحب کی ایسی جرأت مندانہ بات سن کر بہت متاثر ہوا۔اس نے کہا ''آپ لوگوں نے ٹھیک کیا کوتاہی تو میری ہی تھی''۔ (سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات پروفیسر خلیق احمد نظامی)

بے خوابی کا بہترین علاج

طبرانی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ راتوں کو میری نیند اچاٹ ہوجایا کرتی تھی تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو:

''اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَاَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ الْقَیُّوْمُ یَا حَیُّ ! یَا قَیُّوْمُ ! اَنِمْ عَیْنِیْ وَاھْدِئْ لَیْلِیْ.''

میں نے جب اس دعاء کو پڑھا تو نیند نہ آنے کی بیماری بفضل اللہ دور ہوگئی۔

(تفسیر ابن کثیر ۴/ ۱۶۸)

جھاڑ پھونک کر کے رقم لینا جائز ہے

صحیح بخاری شریف فضائل قرآن میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر میں تھے، ایک جگہ اترے ہوئے تھے، ناگاہ ایک لونڈی آئی اور کہا کہ یہاں کے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے، ہمارے آدمی یہاں موجود نہیں۔ آپ میں سے کوئی ایسا ہے کہ جھاڑ پھونک کر دے؟

ہم میں سے ایک شخص اٹھ کر اس کے ساتھ ہولیا، ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کچھ دم جھاڑا بھی جانتا ہے، اس نے وہاں جا کر کچھ پڑھ کر دم کیا، خدا کے فضل سے وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ تیس بکریاں اس نے دی، اور ہماری مہمانی کے لئے دودھ بھی بہت سارا بھیجا...... جب وہ واپس آئے تو ہم نے کہا کہ کیا تم کو اس کا علم تھا؟ اس نے کہا میں نے تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے، ہم نے کہا: اس آئے ہوئے مال کو نہ چھیڑو، پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھ لو، مدینہ منورہ میں آ کر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ پڑھ کر دم کرنے کی سورت ہے؟ اس مال کے حصے کر لو میرا بھی ایک حصہ لگانا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۰)

اللہ تعالیٰ کی مؤمن بندے سے عجیب سرگوشی

حضرت صفوان فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مؤمن کی جو سرگوشی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ہوگی اس کے بارے میں کیا سنا ہے؟ آپ نے فرمایا: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کو اپنے قریب بلائے گا، اور اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور لوگوں سے اسے پردے میں کر لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا، اور پوچھے گا: یاد ہے فلاں گناہ تو نے کیا تھا؟ فلاں کیا تھا؟...... یہ اقرار کرتا جائے گا، اور دل دھڑک رہا ہوگا کہ اب ہلاک ہوا...... اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دیکھ دنیا میں، میں نے ان گناہوں کی پردہ پوشی کی، اور آج ان گناہوں کو معاف کرتا ہوں...... پھر اسے اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۸۲)

سلطان سکندر لودھی کی فراخ دلی

سلطان سکندر لودھی حق پسندی کے معاملہ میں اپنے ذاتی مفاد کے خلاف بھی حق بات کہہ دیتا تھا۔ بہلول لودھی کی موت کے بعد تخت سلطنت کے لئے اس کی اپنے بھائی باربک سے جنگ ہوئی۔ جب وہ جنگ میں مصروف تھا تو میدان جنگ میں ایک قلندر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے کہا ''سکندر فتح تیری ہوگی''۔ سکندر نے غصہ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر کہا ''تم غلط کہتے ہو، جب دو مسلم جماعتیں آپس میں برسر پیکار ہوں تو کبھی یکطرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ کرے جس میں اسلام کی بھلائی ہو''۔

ایک مرتبہ سنبھل کے علاقہ میں ایک شخص کو پندرہ ہزار اشرفیوں کا ایک دفینہ مل گیا۔ سنبھل کے حاکم میاں قاسم نے اس شخص سے یہ اشرفیاں وصول کرلیں اور سلطان کے پاس ایک درخواست بھیج کر پوچھا کہ ''اس دفینہ کا کیا کیا جائے؟''

سلطان نے حکم دیا ''دفینہ پانے والے کو واپس کردیا جائے''۔ سنبھل کے حاکم نے پھر لکھ کر پوچھا ''اتنی بڑی رقم ایک ادنیٰ شخص کو کس طرح دیدی جائے۔ وہ اس کا مستحق کس طرح ہوسکتا ہے؟''

سلطان نے کچھ خفگی کے ساتھ لکھا ''اے بے وقوف جس نے اس کو یہ دفینہ عطا کیا ہے وہ ہی بہتر جاننے والا ہے کہ یہ کس طرح اس کا مستحق ہے۔ اگر یہ شخص اس کا مستحق نہ ہوتا تو وہ کیوں اس کو یہ دفینہ دیتا۔ ہم سب لوگ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں وہی بہتر جانتا ہے کہ ہم میں کون کس چیز کا مستحق ہے اور کون نہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ (البقرہ) ''اور اللہ وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے''۔

مجبور ہوکر حاکم کو یہ دفینہ اس کے مالک کے سپرد کردینا پڑا۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول)

وضو کے وقت کی خاص دعاء

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص وضو کرتے وقت مندرجہ ذیل دعا کو پڑھتا ہے اس کے لئے مغفرت کا ایک پرچہ لکھ کر اور پھر اس پر مہر لگا کر رکھ دیا جاتا ہے۔ قیامت کے دن تک اس کی مہر نہ توڑی جائے گی اور وہ مغفرت کا حکم برقرار رہے گا۔

''سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ'' (حصن حصین صفحہ ۱۰۰)

شیر شاہ سوری اور ایک طالب علم

شیر شاہ سوری (متوفی ۱۵۴۵ء ۹۵۲ھ) ایک مرتبہ پنجاب گیا۔ اس نے کچھ دن وہاں قیام کیا۔ اس بات کا جائزہ لیا کہ پنجاب کے لوگوں کی معاشی حالت کیسی ہے۔ پھر اس نے اعلان کرایا کہ جو لوگ معاشی طور پر کمزور ہیں ان کو سرکاری امداد دی جائیگی بہت سے لوگوں نے جمع ہو کر امداد حاصل کی۔

ایک دن فجر کی نماز کے بعد شیر شاہ دربار میں بیٹھا تو میر سردر ایک نوجوان کو لے کر پہنچے۔ شیر شاہ نے قاضی سردر سے پوچھا ''آپ کا یہ قرابت دار کیا کرتا ہے؟'' قاضی صاحب نے بتایا ''یہ طالب علم ہے'' شیر شاہ نے طالب علم سے مخاطب ہو کر پوچھا ''برخوردار تم کیا پڑھتے ہو؟'' طالب علم نے جواب دیا ''میں کافیہ پڑھتا ہوں۔

شیر شاہ کو کافیہ حواشی کے ساتھ یاد تھی۔ اس نے طالب علم سے پوچھا ''تم کافیہ پڑھتے ہو تو بتاؤ عمر متصرف ہے یا غیر متصرف''۔ طالب نے بتایا ''غیر متصرف'' شیر شاہ نے کہا ''اس کی دلیل پیش کرو'، طالب علم نے بڑی ہوشمندی سے بہت سے دلائل پیش کیے۔ اس کی معلومات سے شیر شاہ بہت خوش ہوا۔ اس نے حکم دیا ''اس کو پانچ سو بیگھہ زمین اور پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے''۔ طالب علم نے عرض کیا ''حضور والا آپ نے میرے کافیہ پڑھنے پر اتنا انعام دیا ہے میں تو کافیہ سے بھی اچھی چیز کلام ربانی قرآن مجید کا حافظ بھی ہوں''۔ شیر شاہ نے یہ سن کر حکم دیا ''اس کو پانچ سو بیگھہ زمین اور پانچ سو روپیہ اور دیدیئے جائیں''۔ جب اس کی زمین کی سند اور نقدی دیدی گئی تو شیر شاہ نے کہا ''دیکھو ہم نے تمہاری قابلیت کے مطابق زمین اور نقدی دلوادی ہے''۔ طالب علم نے عرض کیا ''جی ہاں حضور والا! اپنی قابلیت کے مطابق تو پالیا لیکن بادشاہ کے کرم کے مطابق نہیں پا سکا''۔ یہ بات سن کر شیر شاہ مسکرایا اور پانچ سو بیگھہ زمین اور پانچ سو روپیہ اور دینے کا حکم دیا۔ اس طرح اس نوجوان نے اپنی بیباکی سے ڈیڑھ ہزار بیگھہ زمین اور ڈیڑھ ہزار روپیہ کا انعام حاصل کیا۔ (تاریخ داؤدی ص ۱۳۲)

شیخ علائی کی حق گوئی اور شہادت

سلیم شاہ سوری کا دور اسلام کی زبوں حالی کا تھا۔ بادشاہ بے عمل اور مغرور تھا۔ عوام میں بدعت و خام اعتقادی کا عام دور دورہ تھا۔ اسی زمانے میں ایک بزرگ شیخ علائی پیدا ہوئے۔ یہ بنگال کے پیرزادے تھے۔ انہوں نے دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا اور تجدید و اصلاح میں سرگرم ہوئے۔ سلیم شاہ ایک جاہ پرست اور خود غرض عالم مخدوم الملک کے ہاتھوں میں کھیلتا تھا۔ وہ بادشاہ کے یہاں کسی دوسرے عالم کی دال نہیں گلنے دیتا تھا۔

ایک حق گو بزرگ عبداللہ خاں نیازی کی پٹائی اور ملک بدر کرائے جانے کے بعد وہ شیخ علائی کے پیچھے پڑا۔ اس نے سلیم شاہ کے کان بھر کر شیخ علائی کو دربار میں طلب کرایا۔ شیخ علائی دربار میں آئے تو وہی شان بے نیازی تھی۔ جو ایک حق پرست کی ہونی چاہئے نہ آپ نے دربار کی غیر اسلامی رسوم کا لحاظ کیا اور نہ ہی بادشاہ کو غیر معمولی اہمیت دی۔ جب شیخ کے سامنے عمدہ ولذیذ کھانا شاہی خوان سے پیش ہوا تو انہوں نے اظہار ملامت کیا۔

انہوں نے دربار میں ایک تقریر کی جس میں تمام برے رسوم اور بدعات کو بیان کیا۔ بادشاہ کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ آخرت کا عبرتناک نقشہ کھینچا اور صالح اعمال کی دعوت دی اور علمائے سو کی پول کھولی لیکن مخدوم الملک جیسے دنیا پرست عالم پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس نے چالاکی اور منطقی باتوں سے شیخ کو ملحد ثابت کرنے کی کوشش کی، سلیم شاہ نے ان کی جانچ کا کام مخدوم الملک کے ہی سپرد کر دیا۔ اس کو ان سے دشمنی نکالنے کا اچھا موقع ہاتھ آ گیا۔ اس نے اللہ کے اس بے باک مجاہد کو اتنے کوڑے لگوائے کہ وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کی نعش کو ہاتھی کے پیر میں باندھ کر تمام شہر میں تشہیر کرائی۔ یہاں تک کہ نعش کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ (آئینہ تاریخ جلد دوم ص ۲۷)

دشمن سے حفاظت کا نسخہ

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ؀

اگر کسی شخص کو ہر وقت دشمن سے خوف رہتا ہو یا اس کی دشمنی بڑھتی جا رہی ہو تو دشمن سے حفاظت کے لئے اس آیت کو گیارہ دفعہ روزانہ پڑھے۔

فتنوں سے نہیں بلکہ گمراہ کرنیوالے فتنوں سے پناہ مانگنی چاہیے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو سنا کہ فتنہ سے پناہ مانگ رہا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اس کی دعا کے الفاظ سے تیری پناہ چاہتا ہوں پھر اس آدمی سے کہا: کیا تم اللہ سے یہ مانگ رہے ہو کہ وہ تمہیں بیوی بچے اور مال نہ دے؟ (کیونکہ قرآن میں مال اور اولاد کو فتنہ کہا گیا ہے) تم میں سے جو بھی فتنہ سے پناہ مانگنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ ۳۶۰)

شہباز خاں کنبوہ اور بادشاہ اکبر

اکبر کا دین الٰہی (دین الحادی) شروع ہوا تو اس سے متقی اور نیک لوگوں کو بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑا موقع پرست مسلمان تو وقت کے ساتھ ساتھ ڈھل گئے مگر صالح لوگوں کو بڑی آزمائش سے گزرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے کسی حال میں بھی اکبر کے الحاد کے سامنے گردن نہیں جھکائی۔

شہباز خاں کنبوہ اکبری دربار میں بڑی ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ یہ بڑے نیک اور دیندار امیر تھے۔ جب اکبر نے اپنا دین الحادی شروع کیا تو لوگوں کو داڑھی منڈوانے انگوٹھی کے نگینہ پر لفظ مرید کھدوانے، ہندو رسومات اور تہواروں کو منانے اور تلک لگانے پر مجبور کیا جاتا۔ روزہ، نماز، حج زکوٰۃ جیسے ارکان کا مذاق اڑایا جاتا تھا۔ ختنہ، پردہ، نکاح، غسل جنابت کی اہمیت ختم کر دی گئی تھی۔

اکبر کے ابن الوقت درباری شہباز خاں کی دینداری کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن اکبر فتحپور کے تالاب کی سیر کو گیا تو اپنے اس سردار شہباز خاں کنبوہ کو ساتھ لے گیا۔ ان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بڑے اشتیاق سے باتیں کر رہا تھا عصر کا وقت جا رہا تھا۔ شہباز خاں کنبوہ بار بار سورج کو دیکھتے تھے۔ جب وقت تنگ ہونے لگا تو انہوں نے اکبر سے مہلت چاہی کہ وہ نماز پڑھ لیں۔ اکبر نے کہا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ما بدولت تنہا ہیں ہم ابھی نماز کی اجازت نہیں دیتے۔

شہباز خاں کنبوہ نے کہا ''نماز میں کسی کی اجازت نہیں''۔ انہوں نے وہیں اپنا دوپٹہ بچھا کر نماز شروع کر دی۔ نماز کے بعد حسب معمول وظیفہ شروع کر دیا۔ اکبر دیر تک تلملاہٹ میں ٹہلتا رہا۔ جب انہوں نے بہت دیر کی تو اکبر نے ایک مرتبہ قریب جا کر سر پر ہاتھ رکھ کر کہا بس اٹھو بھی بہت ہو چکا مگر انہوں نے اکبر کی بات پر کوئی توجہ نہیں کی۔ اور بدستور وظیفہ میں مشغول رہے۔ (مآثر الامراء جلد دوم)

شکر کرنیوالے سائل پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازش

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک سائل گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک کھجور دی، وہ بہت بگڑا اور کھجور نہ لی، پھر دوسرا سائل گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی وہی کھجور دی، اس نے اسے بخوشی لے لیا، اور کہنے لگا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (مزید) بیس درہم دینے کا حکم دیا......
اور یہ بھی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خادمہ سے فرمایا: اسے لے جاؤ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس چالیس درہم ہیں وہ اسے دلوادو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد۳ صفحہ ۵۷)

ریاکاری والے اعمال پھینک دیئے جائیں گے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کے نیک اعمال کے مہر شدہ صحیفے خدا کے سامنے پیش ہوں گے۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا: اسے پھینک دو، اسے قبول کرو، اسے قبول کرو، اسے پھینک دو۔ اس وقت فرشتے عرض کریں گے کہ اے خداوند قدوس! جہاں تک ہمارا علم ہے، ہم تو اس شخص کے نیک اعمال ہی جانتے ہیں۔ جواب ملے گا جن کو میں پھنکوا رہا ہوں یہ وہ اعمال ہیں جن میں صرف میری ہی رضامندی مطلوب نہ تھی بلکہ ان میں ریاکاری تھی، آج میں صرف ان اعمال کو قبول فرماؤں گا جو صرف میرے ہی لئے کئے گئے ہوں۔ (بزار، ابن کثیر: ۳/۲۸۲)

عظیم نور حاصل کرنے کا نبوی نسخہ

حافظ ابوبکر بزار رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص رات کے وقت یہ آیت پڑھے گا:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (سورۂ کہف: آیت ۱۱۰) ''جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔''

اللہ تعالیٰ اسے اتنا بڑا نور عطا فرمائیں گے جو عدن سے مکہ تک (کی مسافت کے بقدر) ہوگا۔'' (ابن کثیر: ۳/۲۸۶)

شیخ عبدالنبی رحمہ اللہ نے بادشاہ اکبر کو چھڑی سے پیٹا

صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے تھے۔ جس طرح ان کے دادا نے بادشاہوں اور سلاطین کے یہاں حق کا پرچم بلند رکھا اسی طرح انہوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ اکبر تخت حکومت پر بیٹھا تو اس کی عمر صرف تیرہ سال تھی۔ ابھی اس کو دنیا کی ہوا اچھی طرح نہ لگی تھی کہ ہندوستان جیسی عظیم سلطنت کا بادشاہ بن گیا۔ خوش قسمتی سے اس وقت اکبر کی تربیت کا کام صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ کے ہاتھ میں رہا۔ انہوں نے اس کو دین کی اصل راہ سے وابستہ رکھا۔ اکبر کے دل میں ان کا اتنا احترام پیدا ہو گیا تھا کہ حدیث سننے ان کے گھر جاتا۔ ان کی جوتیاں سیدھی کر کے رکھتا۔ شیخ صاحب تقویٰ و پرہیزگاری میں یکتا تھے۔ ان کے فیض صحبت نے اکبر کے دل و دماغ میں اسلام اور شریعت محمدی کا احترام پیدا کر دیا تھا۔ جماعت کی پابندی کرتا تھا۔ بلکہ اکثر اذان بھی خود دیتا تھا اور امامت بھی کرتا تھا۔ مسجد میں جھاڑو خود لگاتا تھا شیخ اکبر کی چھوٹی سے چھوٹی باتوں پر نظر رکھتے تھے۔ اگر وہ کوئی فعل دین کے خلاف کرتا تو اس کو سخت تنبیہ کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے دیکھا اپنی سالگرہ کے جشن پر اکبر زعفرانی لباس پہنے محل سرائے سے باہر نکلا صدر الصدور شیخ عبدالنبیؒ صرف اتنی سی غلطی پر ناراض ہو گئے کہ اس نے غیر شرعی لباس پہنا۔ شیخ نے اس کو سر دربار ملامت کی اور اتنا غصہ ہوئے کہ اس کو چھڑی کھینچ ماری۔

اکبر خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو رہا لیکن اندر جا کر ماں سے شکایت کی کہ "اگر اس کی اس طرح سر دربار توہین کرنے والے کا سر قلم نہ کیا گیا تو حکومت کا نظم نہیں چل سکتا"۔ ماں نے کہا "بیٹا یہ رنج کا مقام نہیں ہے بلکہ باعث نجات ہے۔ کتابوں میں لکھا جائے گا کہ اتنے عظیم بادشاہ کو ایک بوڑھے عالم نے چھڑی سے مارا تھا اور اس نے شریعت کے احترام میں اس کو صبر کے ساتھ برداشت کیا تھا"۔ (رود کوثر، شیخ محمد اکرام)

اپنے رب کی رحمتوں سے مواقع تلاش کرتے رہو

حضرت محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے بعد ان کی تلوار کی میان میں سے ایک پرچہ نکلا جس میں تحریر تھا کہ تم اپنے رب کی رحمتوں کے مواقع تلاش کرتے رہو، بہت ممکن ہے کہ کسی ایسے وقت تم دعائے خیر کرو کہ اس وقت رب کی رحمت جوش میں ہو، اور تمہیں وہ سعادت مل جائے جس کے بعد کبھی حسرت و افسوس نہ کرنا پڑے۔ (ابن کثیر)

صوبیدار کا اورنگزیب رحمہ اللہ کی بات ماننے سے انکار

عالمگیر اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دکن کا صوبیدار امانت خاں تھا۔ یہ نہایت دیانتدار اور انصاف پسند شخص تھا۔ کسی کے سامنے بھی حق بات کہنے سے نہیں چوکتا تھا۔ جس زمانہ میں عالمگیرؒ اورنگ آباد میں مقیم تھے تو ایک تیموری شہزادہ معزالدین بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی ''جہاں پناہ میں تیمور کی اولاد ہوں اور شاہانہ مراعات حاصل کرنے کا حق دار ہوں۔ میرے کارخانوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی۔ برسات آ رہی ہے۔ میرا تمام مال واسباب خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ سنجر بیگ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کے مکانات خالی پڑے ہیں' اگر وہ مکان مجھے دیدیئے جائیں تو میرا مال واسباب محفوظ ہو سکے گا۔ یہ عالم پناہ کی مجھ پر عنایت ہوگی''۔ بادشاہ کی سمجھ میں معزالدین کی بات آ گئی۔ انہوں نے دکن کے صوبیدار امانت خاں کو حکم نامہ لکھا ''متوفی سنجر بیگ کی حویلیاں شہزادہ معزالدین کو دیدی جائیں''۔ امانت خاں نے اس حکم نامہ کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ شہزادہ نے بادشاہ سے اس کی شکایت کر کے دوسرا پھر تیسرا حکم نامہ جاری کروایا۔ مگر امانت خاں اس کو ٹالتا رہا۔ اس حکم عدولی پر عالمگیر کو غصہ آیا اور انہوں نے امانت خاں کو طلب کر کے پوچھا ''ہم نے تم کو حکم دیا کہ سنجر بیگ کی حویلیاں شہزادہ معزالدین کو دیدی جائیں لیکن تم ہمارے احکام کی خلاف ورزی کرتے رہے جواب دو کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟'' امانت خاں نے جواب دیا ''حضور والا! جب سنجر بیگ کی وارث اس کی اولاد زندہ ہے تو میں اس کا مال کسی دوسرے کو کس طرح دے سکتا ہوں۔ یہ ایمانداری اور دیانت کے خلاف ہے کہ آپ کے خاندان کے کسی فرد کی خاطر کسی کے وارثوں کو اس کے مال سے محروم کر کے خانماں برباد کر دیا جائے اور کسی تیموری شہزادہ کو آباد کر دیا جائے''۔ بادشاہ امانت خاں کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور اپنا حکم واپس لے لیا۔ (ہندوستان پر مغلیہ حکومت)

انکساری کرنے، اور تکبر کرنے والوں کا انجام

بیہقی کی شعب الایمان میں ہے کہ فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! تواضع اور انکساری کرو، اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”جو اللہ کے لئے انکساری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمائیں گے، پس وہ اپنی نظر میں حقیر ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں بزرگ ہے...... اور جو تکبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو پست کریں گے، پس وہ لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہے اور اپنی نظر میں بزرگ ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہے۔“ (مشکوٰۃ)

وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: مجھے بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے، جس کے پتے جھڑتے نہیں، نہ جاڑوں میں نہ گرمیوں میں، جو اپنا پھل ہر موسم میں لاتا رہتا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ درخت کھجور کا ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ مجلس میں حضرت ابوبکر ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اور وہ خاموش ہیں تو میں بھی چپ رہا۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب یہاں سے اٹھ کر چلے تو میں نے اپنے والد (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیارے بیٹے! اگر تم یہ جواب دے دیتے تو مجھے تمام چیزوں کے مل جانے سے بھی زیادہ محبوب تھا۔ (ابن کثیر: ۳/۶۶)

حسد، بدگمانی اور شگونِ بد سے بچنے کا نبوی فارمولہ

طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں میری امت میں رہ جائیں گی: ۱۔ شگون لینا۔ ۲۔ حسد کرنا۔ ۳۔ بدگمانی کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا حضور پھر ان کا تدارک کیا ہے؟ فرمایا جب حسد کرے تو استغفار کر لے۔ جب گمان پیدا ہو تو اسے چھوڑ دے اور یقین نہ کر۔ اور جب شگون لے خواہ نیک نکلے خواہ بد اپنے کام سے نہ رک، اسے پورا کر۔ (ابن کثیر، سورۂ حجرات: آیت ۱۲)

نجات دینے والی تین چیزیں

۱۔ اللہ سے ڈرنا خلوت وجلوت میں۔ ۲۔ حق بات کہنا خوشی وناخوشی میں۔

۳۔ اور (خرچ میں) میانہ روی اختیار کرنا مالداری اور غریبی میں۔

تباہ کرنے والی تین چیزیں

۱۔ خواہش نفس کی پیروی کرنا۔ ۲۔ حرص وبخل کرنا۔

۳۔ گھمنڈ کرنا، اور یہ تینوں میں سخت تر ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۳۴)

امت محمد یہ چار جاہلیت کے کام نہ چھوڑے گی

ابو یعلی میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں چار کام جاہلیت کے ہیں جنہیں وہ نہ چھوڑے گی۔

۱۔ حسب نسب پر فخر کرنا۔ ۲۔ انسان کو اس کے نسب کا طعنہ دینا

۳۔ ستاروں سے بارش طلب کرنا۔ ۴۔ اور میت پر نوحہ کرنا۔

اور فرمایا نوحہ کرنے والی عورت اگر بے توبہ کئے مرجائے تو اسے قیامت کے دن گندھک کا پیراہن پہنایا جائے گا اور کھجلی کی چادر اڑھائی جائے گی۔

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والیوں اور نوحہ کو کان لگا کر سننے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابن کثیر)

قرآن کریم کی برکات سے شوگر کا علاج

اوّل آخر تین مرتبہ درود شریف، درمیان میں یہ آیات تین مرتبہ روزانہ پڑھ کر پانی پر پھونک کر پئیں۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل)

اللہ کے کرم سے مندرجہ بالا آیات کے عمل سے شوگر کے ہزاروں مریض شفایاب ہو چکے ہیں۔

نوٹ: اگر درج ذیل باتوں کا خیال رکھا جائے تو نفع زیادہ ہوگا۔ سابقہ گناہوں کی سچے دل سے توبہ اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا پکا ارادہ اور استغفار کی کثرت اور نماز باجماعت کی پابندی۔

ان شاء اللہ اس سے بہت جلد فائدہ محسوس ہوگا۔ اس عمل کی عام اجازت ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفن

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بنی ہے، اور اسے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی ہوں تاکہ آپ اسے زیب تن فرمالیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت شوق سے وہ چادر قبول فرمالی۔ پھر اسی چادر کو ازار کی جگہ پہن کر مجمع میں تشریف لائے۔ اسی وقت ایک صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی کہ حضرت! یہ چادر مجھے عنایت فرمادیں، یہ تو بہت عمدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ پھر کچھ دیر تشریف رکھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے، اور دوسری ازار بدل کر وہ چادر سوال کرنے والے کو بھجوادی...... یہ ماجرا دیکھ کر صحابہ کرام نے ان صحابی پر نکیر کی کہ جب تمہیں معلوم تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو رد نہیں فرماتے تو تم نے یہ چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ''میں نے تو اپنے کفن میں استعمال کرنے کے لئے یہ درخواست پیش کی تھی'' حضرت سہل فرماتے ہیں کہ واقعی ایسا ہی ہوا جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی چادر میں کفن دیا گیا۔ (بخاری شریف: ۱/۱۷۰)

بیماری یا کمزوری کو دور کرنے کا نسخہ

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

اگر کوئی بچہ یا شخص بیمار ہو یا کمزور ہو یا سوکھتا چلا جا رہا ہو اور بظاہر کوئی بیماری نظر نہ آتی ہو تو اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھے اور اکیس دن تک ایک سو اکتالیس دفعہ یہ آیت پڑھے اور مریض پر دم کرے۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حاضر جوابی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بڑے زندہ دل اور حاضر جواب تھے۔ طنز و مزاح میں ان کا جواب نہیں تھا۔ بہت سے مسائل لطیفوں میں حل کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک پادری شاہ صاحب کی خدمت میں آ کر کہنے لگے "کیا آپ کے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے حبیب ہیں؟" آپ نے فرمایا "بیشک ہیں" وہ کہنے لگا "تو پھر انہوں نے قتل کے وقت امام حسینؓ کی فریاد نہیں کی یا ان کی فریاد سنی نہ گئی؟" شاہ صاحب نے کہا "فریاد کی تو تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ تمہارے نواسے کو قوم نے ظلم سے شہید کر دیا لیکن ہمیں اس وقت اپنے بیٹے عیسیٰؑ کا صلیب پر چڑھنا یاد آ رہا ہے"۔

ایک شخص شاہ عبدالعزیزؒ کے پاس رنگوں کی بنی ہوئی تصویر لایا اور کہا "یہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصویر ہے۔ اس کا کیا کرنا چاہئے؟" آپ نے فرمایا "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باقاعدہ غسل کرتے تھے۔ بس اس تصویر کو بھی غسل دے ڈالو"۔

ایک دفعہ ایک ہندو نے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے پوچھا "بتلاؤ کہ خدا ہندو ہے یا مسلمان؟" فرمایا "اگر خدا ہندو ہوتا تو گئو ہتیا کیسے ہو سکتی تھی؟"

ایک شخص نے کہا کیا طوائف کے جنازے کی نماز ہو سکتی ہے" فرمایا جب ان کے گناہ میں شریک مردوں کی ہو سکتی ہے تو ان کی کیوں نہیں ہو سکتی؟" (رود کوثر شیخ محمد اسلام)

اولاد سے محروم حضرات کیلئے بہترین ورد

الَّذِيٓ اَحۡسَنَ كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِيۡنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِيۡنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـئِدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ۝

اگر آپ اولاد کی نعمت سے محروم ہیں تو اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے کثرت سے ان آیات کا ورد کریں۔

اورنگزیبؒ کی نظر میں استاد کی اہمیت

کسی انسان کے عادات واطوار اور اخلاق وکردار پر اس کے استاد کا بڑا اثر پڑتا ہے۔ اگر استاد نیک وصالح ہے اور اچھے علم کا حامل ہے تو یقیناً وہ اپنے شاگرد کو بھی ایک اچھا انسان بنانے میں کامیاب ہوگا۔ ایک استاذ کا واقعہ ہے جو بچپن میں عالمگیر اورنگ زیبؒ کو درس دیا کرتے تھے مگر اپنے علم میں کوئی وسعت نہ تھی۔ مسلم سلاطین کو خوش کرنے کا اور ان سے انعام واکرام حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ لوگ کوئی قصیدہ جس میں زمین کے قلابے آسمان سے ملائے گئے ہوں لکھ کر سلطان کو سناتے تھے۔ اس جھوٹی سچی تعریف پر یہ ایسے خوش ہوتے تھے کہ ان کو بڑی بڑی جاگیروں، عہدوں اور مال ودولت سے نوازتے تھے۔

جب اورنگزیب (۱۰۶۹ھ ۱۶۵۸ء ۱۱۲۰ھ ۱۷۰۷ء) ہندوستان کی گدی پر بیٹھے تو ایک دن ان کے استاد ملا محمد صالح ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر لائے تاکہ کچھ انعام واکرام پائیں لیکن عالمگیر جیسے متقی اور پرہیزگار شخص اپنی مدح وستائش سے خوش ہونے والے نہیں تھے"۔

استاد نے کہا: "جہاں پناہ میں کچھ لکھ کر لایا ہوں"۔

"غالباً کوئی قصیدہ لکھ کر لائے ہوں گے"۔ عالمگیرؒ نے قیاس سے کہا۔

"جی ہاں میں ایک قصیدے پر آپ سے داد تحسین کا طلب گار ہوں"۔

"اس قصیدے میں میری تعریف ہوگی" اورنگزیبؒ نے پوچھا۔

ملا صالح نے مسکرا کر کہا: "آپ کی تعریف کون بیان کرسکتا ہے ہاں کچھ کہنے کی کوشش کی ہے"۔

عالمگیرؒ نے کہا: "استاد محترم! شاید آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ہم اپنی تعریف کو پسند نہیں کرتے۔ آپ ہمارے استاد ہیں آپ کا ہم پر حق ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی مدد کریں۔ آپ کے لئے یہ زیب نہیں دیتا کہ آپ ہماری جھوٹی سچی تعریف کرکے کچھ حاصل کریں"۔

اولاد سے محروم افراد کیلئے بہترین تحفہ

اگر آپ اولاد سے محروم ہیں تو روزانہ ایک سو ایک دفعہ سورۃ الکوثر بسم اللہ کے ساتھ پڑھیں۔ ان شاء اللہ آپ کی مراد ضرور پوری ہوگی۔

چغل خوری کی تباہی

چغل خوری کے مفاسد بیان کرتے ہوئے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص بازار میں غلام خریدنے گیا۔ ایک غلام اسے پسند آ گیا۔ بیچنے والے نے کہا کہ اس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے، بس یہ ہے کہ اس میں چغلی کی عادت ہے۔ خریدار راضی ہو گیا اور غلام خرید کر گھر لے آیا۔ ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ غلام کی چغل خوری کی عادت نے یہ گل کھلایا کہ اس نے اس شخص کی بیوی سے تنہائی میں جا کر کہا کہ تمہارا شوہر تمہیں پسند نہیں کرتا اور اب اس کا ارادہ باندی رکھنے کا ہے۔ لہٰذا رات کو جب وہ سونے آئے تو استرے سے اس کے کچھ بال کاٹ کر مجھے دے دو۔ تا کہ میں اس پر عمل سحر کرا کر تم دونوں میں دوبارہ محبت کا انتظام کر سکوں۔ بیوی اس پر تیار ہو گئی اور اس نے استرے کا انتظام کر دیا۔ ادھر غلام نے اپنے آقا سے جا کر یوں بات بنائی کہ تمہاری بیوی نے کسی غیر مرد سے تعلقات قائم کر لئے ہیں اور اب وہ تمہیں راستہ سے ہٹا دینا چاہتی ہے۔ اس لئے ہوشیار رہنا...... رات کو جب وہ بیوی کے پاس گیا تو دیکھا کہ بیوی استرہ لا رہی ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ غلام نے جو خبر دی تھی وہ سچی تھی۔ اس لئے قبل اس کے کہ بیوی کچھ کہتی اس نے اسی استرے سے بیوی کا کام تمام کر دیا۔ جب بیوی کے گھر والوں کو اس واقعے کا علم ہوا تو انہوں نے آ کر شوہر کو قتل کر دیا۔ اس طرح اچھے خاصے خاندانوں میں خونریزی کی نوبت آ گئی۔ (احیاء العلوم: ۳/۹۰)

الغرض چغلی ایسی بری بیماری ہے جس سے معاشرہ فساد کی آماجگاہ بن جاتا ہے، اسی لئے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ **"لایدخل الجنة نمام"** (چغل خور آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا) (رواہ مسلم، مشکوۃ: ص ۴۱۱)

کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھ کر دھوکہ نہ کھاؤ

بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب وغریب مقولہ اور نصیحت ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اعلیٰ درجے کی کرامتوں کا مظاہرہ کر کے ہوا میں اڑ رہا ہے، تب بھی اس کے دھوکے میں نہ آؤ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ احکام شریعت اور حفظ حدود کے معاملے میں اس کا کیا حال ہے۔ (البدایہ والنہایہ: ۱۱/۳۵)

بہترین بندے اور بدترین بندے

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آئے، اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس بات کے طالب اور کوشاں رہتے ہیں کہ پاک دامن بندوں کو کسی گناہ کے ساتھ ملوث کردیں۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۱۵)

عذاب قبر کا ایک عجیب واقعہ

عبدالحمید بن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم ذات الصفاح (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا، چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ کیا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے، اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ سانپ اس کا وہ بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اسے اسی قبر میں دفن کردو، اللہ کی قسم! اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے، بہرحال اسے اسی طرح دفن کردیا گیا، سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس شخص کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی کے بقدر بھس ملا دیتا تھا۔ گویا دھوکہ سے بھس کو غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا تھا۔ (بیہقی فی شعب الایمان، بحوالہ شرح الصدور: ص ۲۳۹)

امت محمدیہ کے بدترین افراد

شوقین مزاج اور فیشن کے دلدادہ لوگ اللہ کی نظر میں پسندیدہ نہیں ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو امت کے بدترین افراد میں شمار کیا ہے، ارشاد نبوی ہے: ''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو ناز ونعم میں پیدا ہوئے اور اسی میں پلے اور بڑھے، جن کو ہر وقت بس انواع واقسام کے کھانوں اور طرح طرح کے لباس زیب تن کرنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور جو (تکبر کی وجہ سے) مٹھار مٹھار (چباچبا کر) بات چیت کرتے ہیں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم (زیب وزینت کے لئے) بار بار غسل خانوں کے چکر لگانے، اور بالوں کی بار بار صفائی سے بچتے رہو اور عمدہ عمدہ قالینوں کے استعمال سے بھی بچو، اس لئے کہ اللہ کے خاص بندے عیش وعشرت کے دلدادہ نہیں ہوتے۔ (کتاب الزہد: ص ۲۶۳)

سب سے بڑی دولت سکون اور عافیت ہے

دنیا میں رہ کر دنیا میں مدہوش نہ رہنا انسان کے لئے سب سے بڑا سکون کا ذریعہ ہے، ایسا شخص ظاہری طور پر کتنا ہی خستہ حال کیوں نہ ہو مگر اسے اندرونی طور پر وہ قلبی اطمینان نصیب ہوتا ہے جو بڑے بڑے سرمایہ داروں کو بھی میسر نہیں آتا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الزهد في الدنيا يريح القلب والجسد.'' (دنیا سے بے رغبتی دل اور بدن دونوں کے لئے راحت بخش ہے)

دنیا میں سب سے بڑی دولت سکون اور عافیت ہے، اگر سکون نہ ہو تو سب دولتیں بے کار ہیں، اور یہ سکون جبھی مل سکتا ہے جب ہم دنیا سے صرف بقدر ضرورت اور برائے ضرورت تعلق رکھیں، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر گزار رہ کر اس کی رضا پر راضی رہیں، حضرت لقمان حکیم نے ارشاد فرمایا:

دین پر سب سے زیادہ مددگار صفت دنیا سے بے رغبتی ہے کیونکہ جو شخص دنیا سے بے رغبت ہوتا ہے وہ خالص رضائے خداوندی کے لئے عمل کرتا ہے، اور جو شخص اخلاص سے عمل

کرے اس کو اللہ تعالیٰ اجر وثواب سے سرفراز فرماتا ہے (کتاب الزہد: ص ۲۷۴)

نہ خدا ہی ملا، نہ وصالِ صنم

مصر میں ایک شخص مسجد کے برابر رہتا تھا، پابندی سے اذان دیتا، اور جماعت میں شرکت کرتا، چہرے پر عبادت اور اطاعت کی رونق بھی تھی، اتفاق سے جب ایک دن اذان دینے کے لئے مسجد کے مینار پر چڑھا، تو قریب میں ایک عیسائی شخص کی خوبصورت لڑکی پر نظر پڑی، جسے دیکھ کر وہ اس پر دل و جان سے فریفتہ ہوگیا، اور اذان چھوڑ کر وہیں سے سیدھا اس مکان میں پہنچا، لڑکی نے اسے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ میرے گھر میں کیوں آیا؟ اس نے جواب دیا میں تجھے اپنا بنانے آیا ہوں، اس لئے کہ تیرے حسن و جمال نے میری عقل کو ماؤف کردیا ہے۔ لڑکی نے جواب دیا: میں کوئی تہمت والا کام نہیں کرنا چاہتی ہوں، تو اس نے پیشکش کی کہ میں تجھ سے نکاح کروں گا۔ لڑکی نے کہا کہ تو مسلمان اور میں عیسائی ہوں، میرا باپ اس رشتے پر تیار نہ ہوگا۔ اس شخص نے کہا کہ میں خود ہی عیسائی بن جاتا ہوں، چنانچہ اس نے محض اس لڑکی سے نکاح کی خاطر عیسوی مذہب قبول کرلیا ''نعوذ باللہ من ذلک''، لیکن ابھی وہ دن بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ یہ شخص اس گھر میں رہتے ہوئے کسی کام کے لئے چھت پر چڑھا، اور کسی طرح سے وہاں سے گر پڑا، جس سے اس کی موت واقع ہوگئی...... افسوس! صد افسوس! دین بھی گیا اور لڑکی بھی ہاتھ نہ آئی۔ (التذکرۃ: ص ۴۳)

سب سے زیادہ عظمت والا گھونٹ اور اس کا عظیم اجر وثواب

ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص باوجود غصہ کے تقاضے پر عمل کرنے کی قدرت کے، غصہ کو پی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا، اور اسے اختیار دے گا کہ جنت کی جس حور کو چاہے پسند کرلے۔'' (شعب الایمان: ۶/۳۱۳)

اور ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے نزدیک اجر وثواب کے اعتبار سے سب سے زیادہ عظمت والا گھونٹ وہ غصہ کا گھونٹ ہے

جسے محض رضائے خداوندی کی نیت سے انسان پی جائے گا۔'' (شعب الایمان:۶/۳۱۴)

حقیقت یہ ہے کہ غصہ کو پی جانا، اور مخاطب کو معاف کر دینا اعلیٰ درجہ کا کمال ہے۔
حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک انتہائی پسندیدہ اعمال میں سے یہ تین اعمال ہیں: ۱۔قدرت کے باوجود معاف کر دینا۔

۲۔تیزی اور شدت کے ساتھ غصہ کو قابو میں رکھنا۔

۳۔اور اللہ کے بندوں کے ساتھ نرمی اختیار کرنا۔ (شعب الایمان:۶/ ۳۱۸)

شیطان انسان کی ناک میں رات گزارتا ہے

ایک حدیث میں اس کی تاکید آئی ہے کہ جب سویرے بیدار ہوکر وضو کرو تو تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر ضرور جھاڑ لیا کرو، اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان، انسان کی ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے اس میں پیشاب اور غلاظت کرتا ہے، اور جب سونے کے بعد انسان اٹھتا ہے تو ناک کے اندر میل کچیل بھرے ہوئے ملتے ہیں، اس میں شیطان کی غلاظت کے اثرات ہوتے ہیں، جب وضو میں ناک اچھی طرح جھاڑ لی جائے گی تو شیطان کے اثرات صاف ہوجاتے ہیں۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہوکر وضو کرے تو ضرور تین مرتبہ ناک جھاڑ لے اس لئے کہ شیطان اس کی ناک کے بانسے میں رات گزارتا ہے۔'' (بخاری ص ۱/ ۴۶۵)

درج ذیل کلمات پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جائے قبول ہوگی

حدیث شریف میں ہے کہ مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔

''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَـهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ. لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (طبرانی)

پانچواں نہ بن

ارشادنبوی ہے۔''۱۔ عالم بن، ۲۔ یا متعلم یعنی علم حاصل کرنیوالا بن، ۳۔ یا غور سے سننے والا بن، ۴۔ یا (علم اور اہل علم سے) محبت کرنے والا بن، ۵۔ اور پانچواں نہ بن، ورنہ ہلاک ہوجائے گا، اور پانچواں یہ ہے کہ تو علم اور اہل علم سے بغض رکھے۔'' (منتخب احادیث: ص ۳۰۹)

مصیبتوں سے نجات اور حصولِ مقاصد کے لئے خاص ورد

اوّل اور آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں: پھر ﴿حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ﴾ درج ذیل گنتی کے مطابق پڑھیں۔

۱۔ شرور وفتن سے حفاظت کے لئے تین سو اکتالیس مرتبہ۔

۲۔ وسعت رزق اور ادائے قرض کے لئے تین سو آٹھ مرتبہ۔

۳۔ خاص کام کی تکمیل کے لئے ایک سو گیارہ مرتبہ۔

۴۔ مصائب و پریشانی سے نجات حاصل کرنے کے لئے ایک سو چالیس مرتبہ۔

(بیان فرمودہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

سات برائیوں سے بچو، محبت عام ہوجائے گی

حدیث شریف میں ہے:

۱۔ بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے۔

۲۔ کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔ ۳۔ جاسوسی نہ کیا کرو۔

۴۔ ایک دوسرے پر بے جا بڑھنے کی ہوس نہ کرو۔ ۵۔ حسد نہ کرو۔

۶۔ بغض نہ رکھو۔ ۷۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔

یہ سات زہریلے رذائل ہیں جو امت کی صفوں کو منتشر کرتے ہیں، اجتماعیت پارہ پارہ ہوجاتی ہے، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے...... اور اچھی صفت جس کو اپنانے سے محبت عام ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ: ''کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا'' (بخاری ومسلم) (اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو) (معارف الحدیث: ۲/۲۱۲)

روزانہ سورج اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو یہ سورج غروب ہوکر کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عرش تلے جاکر خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، پھر (طلوع ہونے کی) اجازت طلب کرتا ہے، تو اس کو اجازت دی جاتی ہے، اور قریب ہے کہ سورج سجدہ کرے اور قبول نہ کیا جائے، اجازت طلب کرے اور اجازت نہ دی جائے، اور سورج سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہاں سے لوٹ جا، پس آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا...... یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ (سورۂ یٰس: آیت ۳۸)

ترجمہ: ''اور آفتاب اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قرارگاہ عرش کے نیچے ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ: ص ۴۷۲)

ہوائیں آٹھ قسم کی ہوتی ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں: چار رحمت کی، چار زحمت کی۔

۱-ناشرات......۲-مبشرات......۳-مرسلات......۴-ذاریات رحمت کی۔

اور ۵-عقیم......۶-صرصر......۷-عاصف......۸-قاصف عذاب کی۔

ان میں سے پہلی دو خشکیوں کی اور آخری دو تری کی۔

جب اللہ تعالیٰ نے عادوالوں کی ہلاکت کا ارادہ کیا، اور ہواؤں کے داروغہ کو اس کا حکم دیا تو اس نے دریافت کیا کہ جناب باری تعالیٰ! کیا میں ہواؤں کے خزانوں میں اتنا سوراخ کروں جتنا بیل کا نتھنا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں نہیں، اگر ایسا ہوا تو زمین اور زمین کی کل چیزیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی، اتنا نہیں بلکہ اتنا سوراخ کرو جتنا انگوٹھی میں ہوتا ہے، اب صرف اتنے سے سوراخ سے ہوا چلی جہاں پہنچی وہاں بھس اڑا دیا، جس چیز پر سے گزری اسے بے نشان کر دیا...... یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ (ابن کثیر)

عمل کی توفیق سلب ہونے کا سبب

عمل کی توفیق سلب ہونے کے اسباب میں سے مشتبہ اور حرام کمائی ہے کہ آدمی احتیاط سے نہ کمائے، حلال وحرام کا کوئی امتیاز نہ کرے، مشتبہ اور غیر مشتبہ کو نہ دیکھے۔ پیسہ مقصود ہو جائے کہ جس طرح ہو پیسہ بٹورلو، ڈکیتی سے ہو، چوری سے ہو، رشوت سے ہو، سود سے ہو، دھوکے سے ہو، جھوٹ سے ہو کسی بھی انداز سے پیسہ آنا چاہئے، ایسے پیسے کا اثر تو یہی ہوتا ہے کہ توفیق جاتی رہتی ہے۔

بہر حال حاصل یہ نکلا کہ عبادت کی توفیق اس وقت ہوتی ہے جب قلب میں نور ہو، اور نور قلب میں جب ہوتا ہے جب کمائی ٹھیک ہو، حلال کی ہو اور حلال کا لقمہ میسر ہو۔ رزق حلال میں قلت و برکت ہوتی ہے۔ نیز حلال کی کمائی ہمیشہ تھوڑی ہوتی ہے زیادہ نہیں ہوا کرتی، حرام کی کمائی تو ہوسکتا ہے کہ زیادہ ہو لیکن عادۃً حلال کی کمائی کم ہوتی ہے الا ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ کسی کو بڑھادے، مگر عادۃً لازمی بات یہ ہے کہ ضرورت کے موافق ملتا ہے مگر برکت اس میں زیادہ ہوتی ہے اس کی خیر زیادہ نمایاں ہوتی ہے۔ والسلام۔ (از: محمد یونس پالن پوری)

بمبئی میں ایک خاتون نے سوال کیا تھا کہ نماز، روزہ، ذکر، تلاوت کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ قرآن کھول کر بیٹھوں پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ہے، اس سوال پر مذکورہ جواب تحریر فرمایا گیا ہے۔

جھوٹ کی بدبو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو (انسان کی حفاظت کرنیوالے) فرشتے ایک میل دور چلے جاتے ہیں اس بات کی بدبو کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ: ص ۴۱۳)

تشریح: جس طرح مادی چیزوں میں خوشبو اور بدبو ہوتی ہے اسی طرح اچھے اور برے کلمات میں بھی خوشبو اور بدبو ہوتی ہے، جس کو اللہ کے فرشتے اسی طرح محسوس کرتے ہیں، جس طرح ہم مادی چیزوں کی خوشبو اور بدبو کا احساس کرتے ہیں، اور کبھی کبھی اللہ کے وہ بندے بھی اس کو محسوس کرتے ہیں جن کی روحانیت ان کی مادیت پر غالب آجاتی ہے۔ (اصلاح معاشرہ: ص ۵۵)

عزت کا معیار نسب نہیں بلکہ تقویٰ ہے

اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا، یا معزز و حقیر ہونا ذات پات، خاندان اور نسب سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت، مؤدب اور پرہیزگار ہو اسی قدر اللہ کے یہاں معزز و مکرم ہے، نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم اور حوا علیہما السلام پر منتہی ہوتے ہیں۔ یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالیٰ نے محض تعارف اور شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ بلاشبہ جس کو اللہ تعالیٰ کسی شریف اور معزز گھرانے میں پیدا کر دے وہ ایک موہوب شرف ہے، جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے لیکن یہ چیز ناز و فخر کرنے کے لائق نہیں ہے کہ اسی کو معیار کمال اور فضیلت ٹھہرا لیا جائے، اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔ ہاں شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے بلا اختیار و کسب ہم کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے، اور اس نعمت کو کمینہ اخلاق اور بری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے۔ عزت کا اصلی معیار نسب نہیں ہے، تقویٰ اور طہارت ہے، اور متقی آدمی دوسروں کو حقیر کب سمجھے گا؟

مؤمن حقیقی

حارث بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: حارث! صبح کیسے گزری؟ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ایک حقیقی مؤمن کی حیثیت سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوب سمجھ کر کہو، کیونکہ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے، تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ بتاؤ تو سہی، تو حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ دنیا کی محبت سے میں نے روگردانی کر لی ہے۔ راتوں کو جاگ کر عبادت کرتا ہوں، دن کو روزے کے سبب پیاسا رہتا ہوں، اور اپنے کو یوں پاتا ہوں گویا میرے سامنے عرش رب کھلا ہوا ہے، اور گویا میں اہل جنت کو باہم ملاقاتیں کرتا دیکھتا ہوں، اور اہل دوزخ کو گرفتار بلا دیکھتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اے حارث! تم ایمان کی حقیقت تک پہنچ چکے ہو اس پر قائم رہنے کی کوشش کرنا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا۔ (ابن کثیر)

جنت کے سارے دروازوں کی کنجی

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک سلسلہ کلام میں) فرمایا: جو کوئی تم میں سے وضو کرے (اور پورے آداب کے ساتھ خوب اچھی طرح) اور مکمل وضو کرے پھر وضو کے بعد کہے: **اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** تو لازمی طور پر اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے، وہ جس دروازے سے بھی چاہے گا جنت میں جا سکے گا۔''

تشریح: وضو کرنے سے بظاہر صرف اعضاء وضو کی صفائی ہوتی ہے اس لئے مؤمن بندہ وضو کرنے کے بعد محسوس کرتا ہے کہ میں نے حکم کی تعمیل میں اعضاء وضو تو دھو لئے اور ظاہری طہارت اور صفائی کر لی لیکن اصل گندگی تو ایمان کی کمزوری، اخلاص کی کمی، اور اعمال کی خرابی کی گندگی ہے، اس احساس کے تحت وہ کلمہ شہادت پڑھ کے، ایمان کی تجدید اور اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پیروی کا گویا نئے سرے سے عہد کرتا ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی کامل مغفرت کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اس کے لئے جنت کے سارے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (معارف الحدیث: ۳/ ۴۷، ۴۸)

اولاد میں بھی برابری کرنی چاہیے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو میری والدہ نے کہا: اس عطیے پر آپ جب تک اللہ تعالیٰ کے رسول کو گواہ نہیں بنائیں گے میں راضی نہیں ہوں گی، چنانچہ میرے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح کا عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرو! اور اولاد کے درمیان انصاف کرو اور فرمایا کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

جھوٹے خواب بیان کرنیوالوں کے بارے میں پکڑ

جھوٹا خواب بیان کرنے سے بہت احتراز کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص جھوٹا خواب بیان کرے گا قیامت میں اللہ تبارک وتعالیٰ اسے دو جو کے دانے دیں گے اور فرمائیں گے اس میں گانٹھ لگا۔ (مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ مولانا عاشق الٰہی بلند شہری)

یک طرفہ بات سن کر کوئی رائے قائم نہ کی جائے

امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میں قاضی شُریح کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک عورت اپنے خاوند کے خلاف شکایت لے کر آئی، جب عدالت میں حاضر ہوئی اپنا بیان دیتے وقت زار وقطار رونا شروع کر دیا، مجھ پر اس کی آہ و بکا کا بہت اثر ہوا، اور میں نے قاضی شریح سے کہا: "ابو امیہ!...... اس عورت کے رونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً مظلوم اور بے کس ہے اس کی ضرور دادرسی کرنی چاہئے"...... میری یہ بات سن کر قاضی شریح نے کہا۔ اے شعبی! یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی انہیں کنویں میں ڈالنے کے بعد اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے ہی آئے تھے۔

تشریح: یعنی یک طرفہ بات سن کر کبھی رائے قائم نہ کرنی چاہئے، دونوں کی بات سنو، دونوں سے خوب حالات معلوم کرو، پھر فیصلہ کرو۔ (تفسیر ابن کثیر)

بات کرنے میں اختصار سے کام لیجئے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن جب ایک شخص نے (ان کی موجودگی میں) کھڑے ہو کر (وعظ وتقریر کے طور پر) بات کی، اور بہت لمبی بات کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: "اگر یہ شخص بات مختصر کرتا تو اس کے لئے زیادہ بہتر ہوتا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں...... یا آپ نے فرمایا کہ: مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لوں کیونکہ بات میں اختصار بہتر ہوتا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

تجربہ شاہد ہے کہ بہت لمبی بات سے سننے والے اکتا جاتے ہیں، اور دیکھا ہے کہ بعض اوقات کسی تقریر و وعظ سے سامعین شروع میں بہت اچھا اثر لیتے ہیں، لیکن جب بات حد سے زیادہ لمبی ہو جاتی ہے تو لوگ اکتا جاتے ہیں اور وہ اثر بھی زائل ہو جاتا ہے اس لئے بات مختصر اور عام فہم ہونی چاہئے۔

دو شریکوں کا عجیب قصہ

دو شخص آپس میں شریک تھے ان کے پاس آٹھ ہزار اشرفیاں جمع ہو گئیں ایک چونکہ پیشے سے واقف تھا اور دوسرا ناواقف تھا، اس لئے اس واقف کار نے ناواقف سے کہا کہ اب ہمارا نباہ مشکل ہے، آپ اپنا حق لے کر الگ ہو جائیے، آپ کام کاج سے ناواقف ہیں، چنانچہ دونوں نے اپنے اپنے حصے الگ کر لئے اور جدا ہو گئے۔

پھر پیشے سے واقف کار نے بادشاہ کے مرجانے کے بعد اس کا شاہی محل ایک ہزار دینار میں خریدا، اور اپنے ساتھی کو بلا کر اسے دکھایا اور کہا: بتلاؤ! میں نے کیسی چیز خریدی؟ اس کے ساتھی نے بڑی تعریف کی، اور یہاں سے باہر چلا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا: خدایا! اس میرے ساتھی نے تو ایک ہزار دینار کا قصر دنیوی خرید لیا ہے، اور میں تجھ سے جنت کا محل چاہتا ہوں۔ میں تیرے نام پر تیرے مسکین بندوں پر ایک ہزار دینار خرچ کرتا ہوں، چنانچہ اس نے ایک ہزار دینار راہِ خدا میں خرچ کر دیئے۔

پھر اس دنیادار شخص نے ایک زمانے کے بعد ایک ہزار دینار خرچ کر کے اپنا نکاح کیا، دعوت میں اس پرانے شریک کو بھی بلایا، اور اس سے ذکر کیا کہ میں نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے اس عورت سے شادی کی ہے۔ اسکے ساتھی نے اس کی بھی تعریف کی۔ باہر آ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی نیت سے ایک ہزار دینار نکالے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ بارالٰہی! میرے ساتھی نے اتنی ہی رقم خرچ کر کے یہاں کی ایک عورت حاصل کی ہے اور میں اس رقم سے تجھ سے حورعین کا طالب ہوں، اور پھر وہ رقم راہِ خدا میں صدقہ کر دی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اس دنیادار نے اس کو بلا کر کہا کہ دو ہزار کے دو باغ میں نے خرید کئے ہیں دیکھو کیسے ہیں؟ اس نے دیکھ کر بہت تعریف کی اور باہر آ کر اپنی عادت کے مطابق جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا! میرے ساتھی نے دو ہزار کے دو باغ یہاں کے خرید کئے ہیں میں تجھ سے جنت کے دو باغ چاہتا ہوں اور یہ دو ہزار دینار تیرے نام پر صدقہ ہیں۔ چنانچہ اس رقم کو مستحقوں میں تقسیم کر دیا۔

پھر جب فرشتہ ان دونوں کو فوت کر کے لے گیا، اس صدقہ کرنے والے کو جنت کے محل میں پہنچا دیا گیا، جہاں پر ایک حسین عورت بھی اسے ملی، اور اسے دو باغ بھی دیئے گئے اور وہ وہ نعمتیں ملیں جنہیں بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، تو اسے اس وقت اپنا وہ ساتھی یاد آ گیا، فرشتے نے بتلایا کہ وہ تو جہنم میں ہے، تم اگر چاہو تو جھانک کر اسے دیکھ سکتے ہو، اس نے جب اسے جہنم کے اندر جلتا دیکھا تو اس سے کہا کہ قریب تھا کہ تو مجھے بھی چکمہ دے جاتا، اور یہ تو رب تعالیٰ کی مہربانی ہوئی کہ میں بچ گیا! (تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۳۶۷، ۳۶۸)

نماز کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم نماز میں ہوتے ہو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہو، اور جو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لئے دروازہ ضرور کھلتا ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اپنی ضرورتیں فرض نمازوں پر اٹھا رکھو یعنی فرض نمازوں کے بعد اپنی ضرورتیں اللہ سے مانگو۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے گا اس وقت تک ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک کے درمیان جتنے گناہ کئے ہوں گے وہ سارے گناہ نماز سے معاف ہو جائیں گے۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نمازیں بعد والے گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/ ۱۰۷)

وقت کا ضائع کرنا خودکشی ہے

سچ یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کردیتی ہے اور تضییع اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنادیتی ہے، یہی منٹ گھنٹہ اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گزر جاتا ہے، اگر انسان حساب کرے تو ان کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے، اگر کسی سے کہا جائے کہ آپ کی عمر میں سے دس پانچ سال کم کردیئے گئے تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا، لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو ضائع کررہا ہے، مگر اس کے زوال پر اس کو کچھ افسوس نہیں ہوتا۔

اگرچہ وقت کا بیکار رکھنا عمر کا کم کرنا ہے، لیکن اگر یہی ایک نقصان ہوتا تو چنداں غم نہ تھا لیکن بہت بڑا نقصان اور خسارہ یہ ہے کہ بیکار آدمی طرح طرح کے جسمانی و روحانی عوارض میں مبتلا ہوجاتا ہے حرص وطمع، ظلم وستم، قمار بازی، زنا کاری اور شراب نوشی عموماً وہی لوگ کرتے ہیں جو معطل اور بیکار رہتے ہیں، جب تک انسان کی طبیعت دل و دماغ نیک اور مفید کام میں مشغول نہ ہوگا اس کا میلان ضرور بدی اور معصیت کی طرف رہے گا پس انسان اسی وقت صحیح انسان بن سکتا ہے، جب وہ اپنے وقت پر نگران رہے ایک لمحہ بھی فضول نہ کھوئے ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر کردے۔

وقت خام مسالحے کی مانند ہے جس سے آپ جو کچھ چاہیں بنا سکتے ہیں، وقت وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یکساں عطا کیا گیا ہے جو حضرات اس سرمایہ کو مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں۔ ان ہی کو جسمانی راحت اور روحانی مسرت ان ہی کو نصیب ہوتی ہے، وقت ہی کے صحیح استعمال سے ایک وحشی مہذب بن جاتا ہے، اس کی برکت سے جاہل، عالم، مفلس، تونگر، نادان، دانا بنتے ہیں۔

وقت ایسی دولت ہے جو شاہ و گدا، امیر وغریب، طاقتور اور کمزور سب کو یکساں ملتی ہے۔ جو اس کی قدر کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے' جو ناقدری کرتا ہے وہ رسوا ہوتا ہے۔

اگر آپ غور کریں گے تو نوے فیصد لوگ صحیح طور پر یہ نہیں جانتے کہ وہ اپنے وقت کا

زیادہ حصہ کہاں اور کیوں صرف کرتے ہیں، جو شخص دونوں ہاتھ اپنی جیبوں میں ڈال کر وقت ضائع کرتا ہے تو وہ بہت جلد اپنے ہاتھ دوسروں کی جیب میں ڈالے گا۔

آپ کی کامیابی کا واحد علاج یہ ہے کہ آپ کا وقت کبھی فارغ نہیں ہونا چاہئے، سستی نام کی کوئی چیز نہ ہو اس لئے کیونکہ سستی نسوں (رگوں) کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح لوہے کو زنگ۔ زندہ آدمی کے لئے بے کاری زندہ درگور ہونا ہے۔

کاپی میں اپنے گناہ بھی تحریر کیجئے پھر توبہ کیجئے

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الترغیب والترہیب'' میں ایک واقعہ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ایک نوجوان نہایت بدکار تھا لیکن وہ جب بھی کسی معصیت کا ارتکاب کرتا اس کو ایک کاپی میں نوٹ کر لیتا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت نہایت غریب اس کے بچے تین دن سے بھوکے تھے بچوں کی پریشانی نہیں برداشت کر سکی تو اس نے اپنے پڑوسی سے ایک عمدہ ریشم کا جوڑا عاریت پر لے کر اسے پہن کر نکلی تو اس نوجوان نے دیکھ کر اپنے پاس بلایا، اور جب اس کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کیا تو عورت روتی ہوئی تڑپنے لگی، اور کہا میں فاحشہ زانیہ نہیں ہوں، میں بچوں کی پریشانی کی وجہ سے اس طرح نکلی ہوں، اور جب تم نے مجھے بلایا تو مجھے خیر کی امید ہوئی تو اس نوجوان نے اسے کچھ درہم وروپے دے کر چھوڑ دیا اور خود رونے لگا اور اپنی والدہ سے آ کر پورا واقعہ سنا دیا، اور اس کی والدہ اس کو ہمیشہ معصیت سے روکتی اور منع کرتی تھی۔ آج یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئی۔ اور کہا بیٹا تو نے زندگی میں یہی ایک نیکی کی ہے اس کو بھی اپنی کاپی میں نوٹ کر لے۔ بیٹے نے کہا کہ کاپی میں اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے، تو والدہ نے کہا کہ کاپی کے حاشیہ میں نوٹ کر لے۔ چنانچہ حاشیہ پر نوٹ کر لیا، اور نہایت غمگین ہو کر سویا اور جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ پوری کاپی سفید اور صاف کاغذوں کی ہے، کوئی چیز لکھی ہوئی باقی نہیں رہی صرف حاشیہ میں جو آج کا واقعہ نوٹ کیا تھا وہی باقی ہے اور کاپی کے اوپر کے حصہ میں یہ آیت لکھی ہوئی تھی۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ. (پارہ نمبر ۱۲ سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴) اس کے بعد اس نے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی اور اسی پر قائم رہ کر مرا۔

ایک ہزار برس تک جہنم میں یَا حَنّان یَا مَنّان کہنے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک جہنمی ایک ہزار سال تک جہنم میں چلاتا رہے گا: یا حنان یا منان! تب اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا: جاؤ! دیکھو! یہ کیا کہہ رہا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام آ کر دیکھیں گے کہ سب جہنمی برے حال میں سر جھکائے آہ وزاری کررہے ہیں، جا کر جناب باری تعالیٰ میں خبر کریں گے، اللہ فرمائے گا، پھر جاؤ! فلاں فلاں جگہ یہ شخص ہے جاؤ، اسے لے آ ؤ! حضرت جبرائیل علیہ السلام بحکم خدا تعالیٰ جائیں گے، اور اسے لا کر خدا کے سامنے کھڑا کریں گے، اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا کہ تو کیسی جگہ ہے؟ یہ جواب دے گا کہ خدایا! ٹھہرنے کی بھی بری جگہ، اور سونے بیٹھنے کی بھی بدترین جگہ ہے۔

خدا تعالیٰ فرمائے گا: اچھا اب اسے اس کی جگہ واپس کر آ ؤ، تو یہ گڑگڑائے گا، عرض کرے گا کہ اے میرے ارحم الراحمین خدا! جب تو نے مجھے اس سے باہر نکالا تو تیری ذات ایسی نہیں کہ تو پھر مجھے اس میں داخل کر دے، مجھے تجھ سے رحم و کرم ہی کی امید ہے، خدایا! بس اب مجھ پر کرم فرما! جب تو نے مجھے جہنم سے نکالا تو میں خوش ہو گیا تھا کہ اب تو اس میں نہیں ڈالے گا، اس مالک و رحمان و رحیم خدا کو بھی رحم آ جائے گا اور فرمائے گا: اچھا میرے بندے کو چھوڑ دو۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۱۹)

پانچ چیزوں کی محبت پانچ چیزوں کو بھلا دے گی

ایک زمانہ ایسا آنیوالا ہے، جس میں لوگوں کو پانچ چیزوں سے محبت ہوگی اور پانچ چیزوں کو بھلا دیں گے۔

۱۔ دنیا سے محبت کریں گے اور آخرت کو بھلا دیں گے۔

۲۔ مال سے محبت کریں گے اور حساب و کتاب کو بھلا دیں گے۔

۳۔ مخلوق سے محبت کریں گے اور خالق کو بھلا دیں گے۔

۴۔ گناہ کی چیزوں سے محبت کریں گے تو بہ کو بھلا دیں گے۔

۵۔ بڑے بڑے محل اور کوٹھیوں سے محبت کریں گے، اور قبر کو بھلا دیں گے۔ (مکاشفۃ القلوب: ص ۳۴)

اندھیری رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سوئی مل گئی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کنز العمال میں ایک حدیث مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ بنت رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عاریت پر ایک سوئی لے رکھی تھی، اس سے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا سیا کرتی تھی۔ اندھیری رات میں وہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ بہت تلاش کی نہیں ملی، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کے نور کی شعاؤں سے سوئی دکھائی دینے لگی۔ میں نے ہنس کر سوئی اٹھالی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لنا شمس وللآفاق شمس وشمسی افضل من شمس السماء

ترجمہ: ''ہمارا ایک سورج ہے اور دنیا والوں کا بھی ایک سورج ہے۔ اور میرا سورج آسمان کے سورج سے افضل ہے۔'' (منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد: ۳/۲۹)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ہزار قسم کی مخلوقات پیدا کی ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک سال ٹڈیاں کم ہوگئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹڈیوں کے بارے میں بہت پوچھا لیکن کہیں سے کوئی خبر نہ ملی، وہ اس سے بہت پریشان ہوئے، چنانچہ انہوں نے ایک سوار یمن بھیجا، دوسرا شام اور تیسرا عراق بھیجا تاکہ یہ سوار پوچھ کر آئیں کہ کہیں ٹڈی نظر آئی ہے یا نہیں۔ جو سوار یمن گیا تھا وہ وہاں سے ٹڈیوں کی ایک مٹھی لے کر آیا، اور لاکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ڈال دیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ٹڈیوں کو دیکھا تو تین دفعہ اللہ اکبر کہا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار مخلوق پیدا کی ہے، چھ سو سمندر میں اور چار سو خشکی میں، اور ان میں سے سب سے پہلے ٹڈی ختم ہوگی، جب ٹڈیاں ختم ہوجائیں گی تو پھر اور مخلوقات بھی ایسے آگے پیچھے ہلاک ہونی شروع ہوجائیں گی جیسے موتیوں کی لڑی کا دھاگہ ٹوٹ گیا ہو۔ (مشکوۃ: ص ۴۷۱، حیاۃ الصحابہ: ۳/۸۲)

دل کو اتنا مانجھو کہ آئینہ کی طرح صاف شفاف ہو جائے

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حکایت بیان کی ہے جس کو مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دفعہ رومیوں اور چینیوں کے درمیان جھگڑا ہوا، رومیوں نے کہا کہ ہم اچھے صناع اور کاری گر ہیں۔ چینیوں نے کہا ہم ہیں، بادشاہ کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہوا۔ بادشاہ نے کہا: تم دونوں اپنی صفائی دکھلاؤ! اس وقت دونوں صناعیوں کا موازنہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔

اور اسکی صورت یہ تجویز کی گئی کہ بادشاہ نے ایک مکان بنوایا اور اس کے درمیان پردے کی ایک دیوار کھڑی کردی۔ چینیوں سے کہا کہ نصف مکان میں تم اپنی کاری گری دکھلاؤ! اور رومیوں سے کہا کہ دوسرے نصف میں تم اپنی صناعی کا نمونہ پیش کرو! چینیوں نے تو دیوار پر پلاستر کر کے قسم قسم کے بیل بوٹے اور پھول پتے رنگ برنگ کے بنائے اور اپنے حصے کے کمرے کو مختلف نقش و نگار اور رنگا رنگ بیل بوٹوں سے گل وگلزار بنادیا...... ادھر رومیوں نے دیوار پر پلاستر کر کے ایک بھی پھول پتہ نہیں بنایا، اور نہ ہی کوئی ایک بھی رنگ لگایا بلکہ دیوار کے پلاستر کو صیقل کرنا شروع کر دیا، اور اتنا شفاف اور چمکدار کر دیا کہ اس میں آئینہ کی طرح صورت نظر آنے لگی۔

جب دونوں نے اپنی اپنی کاریگری اور صناعی ختم کر لی تو بادشاہ کو اطلاع دی۔ بادشاہ آیا اور حکم دیا کہ درمیان سے دیوار نکالدی جائے، جونہی دیوار بیچ میں سے ہٹی چینیوں کی وہ تمام نقاشی اور گلکاری رومیوں کی دیوار میں نظر آنے لگی، اور وہ تمام بیل بوٹے، رومیوں کی دیوار میں منعکس ہو گئے جسے رومیوں نے صیقل کر کے آئینہ بنادیا تھا۔ بادشاہ سخت حیران ہوا کہ کس کے حق میں فیصلہ دے، کیونکہ ایک ہی قسم کے نقش و نگار دونوں طرف نظر آرہے تھے۔ آخر کار اس نے رومیوں کے حق میں فیصلہ دیا کہ ان کی صناعی اعلیٰ ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی صناعی بھی دکھلائی اور ساتھ ہی چینیوں کی کاری گری بھی چھین لی۔

مولانا روم نے اس قصے کو نقل کر کے آخر میں بطور نصیحت کے فرمایا ہے: اے عزیز! تو

اپنے دل پر رومیوں کی صناعی جاری کر، یعنی اپنے قلب کو ریاضت و مجاہدہ سے مانجھ کر اتنا صاف کرلے کہ تجھے گھر بیٹھے ہی دنیا کے سارے نقش ونگار اپنے دل میں نظر آنے لگیں۔

یعنی تو اپنے دل سے ہر قسم کا مادی میل کچیل نکال پھینک، اور اسے علم الٰہی کی روشنی سے منور کردے، تجھے دنیا و آخرت کے حقائق و معارف گھر بیٹھے ہی نظر آنے لگیں گے، ایسے قلب صافی پر بے استاد و کتاب براہ راست علومِ خداوندی کا فیضان ہوتا ہے اور وہ روشن سے روشن تر ہوجاتا ہے۔

حضرت معاذ اور ان کی اہلیہ میں نوک جھونک

حضرت سعید بن میسّب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبیلہ بنو کلاب میں صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے وہاں جا کر صدقات وصول کر کے ان میں ہی تقسیم کردیئے۔ اور اپنے لئے کوئی چیز نہ چھوڑی۔ اور اپنا جوٹاٹ لے کر گئے تھے اسے ہی اپنی گردن میں رکھے ہوئے واپس آئے تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا کہ صدقات وصول کرنے والے اپنے گھر والوں کے لئے جو ہدیہ لایا کرتے ہیں وہ کہاں ہیں؟

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرے ساتھ مجھے دبا کر رکھنے والا ایک نگران تھا۔ اس لئے ہدیے نہیں لاسکا۔ ان کی بیوی نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تو آپ امین تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ساتھ دبا کر رکھنے والا ایک نگران بھیج دیا۔ وہ آپ کو امین نہیں سمجھتے۔ ان کی بیوی نے اپنے خاندان کی عورتوں میں اس کا بڑا شور مچایا، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر پوچھا: کیا میں نے تمہارے ساتھ کوئی نگراں بھیجا تھا؟ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: مجھے اپنی بیوی سے معذرت کرنے کے لئے اور کوئی بہانہ نہ ملا...... یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے اور انہیں کوئی چیز دی، اور فرمایا: یہ دے کر اسے راضی کرلو۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ نگران سے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد اللہ تعالیٰ ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ: ٣/٤٢)

جس مسلمان کی بھلائی کی شہادت دو آدمی دیں وہ جنتی ہے

مسند احمد میں ہے ابوالاسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا یہاں بیماری تھی ۔لوگ بکثرت مر رہے تھے۔ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ایک جنازہ نکلا اور لوگوں نے مرحوم کی نیکیاں بیان کرنی شروع کیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہوگئی اتنے میں دوسرا جنازہ نکلا لوگوں نے اس کی برائیاں بیان کیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کے لئے واجب ہوگئی۔ میں نے کہا امیر المؤمنین کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا میں نے وہی کہا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کی بھلائی کی شہادت چار شخص دیں اللہ اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔ہم نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم! اگر تین دیں؟ آپ نے فرمایا تین بھی، ہم نے کہا اگر دو ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کی بابت سوال نہ کیا۔ابن مردویہ کی ایک حدیث میں ہے قریب ہے کہ تم اپنے بھلوں اور بروں کو پہچان لیا کرو۔لوگوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تعریف اور بری شہادت سے تم زمین پر خدا کے گواہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۲۲۰)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے زیادہ مہربان ہے

صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قیدی عورت کو دیکھا جس سے اس کا بچہ چھوٹ گیا تھا وہ اپنے بچے کو باؤلوں کی طرح تلاش کر رہی تھی اور جب وہ نہیں ملا تو قیدیوں میں سے جس بچہ کو دیکھتی اسی کو گلے لگا لیتی یہاں تک کہ اس کا اپنا بچہ مل گیا، خوشی خوشی لے کر اسے گود میں اٹھا لیا، سینے سے لگا کر پیار کیا اور اس کے منہ میں دودھ دیا۔ یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا بتلاؤ تو یہ اپنا بس چلتے ہوئے اس بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہرگز نہیں۔آپ نے فرمایا اللہ کی قسم جس قدر یہ ماں اپنے بچہ پر مہربان ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رؤف ورحیم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۲۲۱)

حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ دعا قبول کرے گا

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پروردگار عالم فرماتا ہے میں نے جو مال اپنے بندوں کو دیا ہے اسے ان کے لئے حلال کر دیا ہے میں نے اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا مگر شیطان نے دین حنیف سے انہیں ہٹا دیا اور میری حلال کردہ چیزوں کو ان پر حرام کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس وقت اس آیت کی تلاوت ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا حضور میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو قبول فرمایا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاک چیزیں اور حلال لقمہ کھاتے رہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرماتا رہے گا۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اس کی نحوست کی وجہ سے چالیس دن کی اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی جو گوشت پوست حرام سے پلا وہ جہنمی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۲۳۵)

عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے اپنے خطبہ میں فرمایا لوگو! عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ تم نے اللہ کی امانت سے انہیں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال کیا ہے۔ عورتوں پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی ایسے کو نہ آنے دیں جس سے تم ناراض ہو اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مارو لیکن ایسی مار نہ مارو کہ ظاہر ہو۔ ان کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اپنی بساط کے مطابق کھلاؤ پلاؤ اڑھاؤ۔

نماز کی برکت سے آدم علیہ السلام کا پھوڑا ٹھیک ہو گیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی گردن میں پھوڑا نکل آیا، انہوں نے نماز پڑھی تو وہ پھوڑا نیچے اتر کر سینے پر آ گیا، حضرت آدم علیہ السلام نے پھر نماز پڑھی تو وہ کوکھ میں آ گیا، انہوں نے پھر نماز پڑھی تو ٹخنے میں آ گیا، انہوں نے پھر نماز پڑھی تو انگوٹھے میں آ گیا، انہوں نے پھر نماز پڑھی تو وہ چلا گیا۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/ ۱۰۷)

حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ

شمائل ترمذی میں ایک صحابی حضرت زاہر بن حرام اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ بہت خوبصورت انداز سے نقل کیا گیا ہے۔ یہ دیہات کے رہنے والے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیہاتی تحفہ لایا کرتے تھے، سبزی ترکاری وغیرہ جو بھی دیہات میں ان کو میسر ہوتا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ لایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تحفہ بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمالیا کرتے تھے اور یہ صورت وشکل کے اعتبار سے قبول صورت نہیں تھے لیکن ان کی سیرت اور کمال ایمان اعلیٰ درجہ کا تھا، جب یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دیہات واپس جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو کچھ تحفہ دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ مدینہ کے بازار میں حضرت زاہر اپنا سامان فروخت فرما رہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے سے پیچھے کی طرف سے آ کر اچانک ان کی آنکھوں کو بند کر کے دبالیا، اب ان کو تو نظر نہیں آیا، اور معلوم بھی نہیں کہ کون ہے...... ان کے ذہن میں یہ بات ہے کہ عام لوگوں میں سے کوئی ہے...... زور زور سے شور مچا کر کہنے لگے کہ یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو، پھر کن انکھیوں سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پہچان لیا۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو بجائے چھوڑ دو کہنے کے اپنی پیٹھ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے چپکا دیا کہ محبوب حقیقی کے سینے سے میرے بدن کا لگ جانا خیر وبرکت ہے۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے اس بندے کو کون خریدے گا؟ حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے بیچیں گے تو نہایت گھاٹا ہوگا اس لئے کہ مجھ جیسے بدصورت کو بیچنے سے کیا پیسہ مل سکے گا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آپ اللہ کے یہاں کم قیمت اور سستے نہیں ہیں بلکہ اللہ کے نزدیک آپ بڑے قیمتی ہیں۔ (شمائل ترمذی: ص ۱۶)

اس واقعہ سے ہر شخص کو عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا مدار انسانوں کے دلوں پر ہے جس نے تقویٰ کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیا ہے اس نے حب خدا اور حب رسول کا بھی اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کالے تھے مگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت اسامہ کی محبت سب سے زیادہ تھی۔

مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالنا شیطانی حرکت ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں (اپنے آقا) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے، اتنے میں ہم لوگ مسجد میں داخل ہو گئے، تو ہم نے دیکھا کہ مسجد کے بیچ میں ایک آدمی پیٹھ اور ٹانگوں کو کپڑے سے باندھ کر بیٹھا ہوا ہے، اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال رکھی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اشارے سے سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ سمجھ نہ سکا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں ہو تو اپنی انگلیاں ہرگز ایک دوسرے میں نہ ڈالے، کیونکہ یہ شیطانی حرکت ہے، اور جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں ہوتا ہے تو وہ مسجد سے باہر جانے تک نماز ہی میں ہوتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/۱۳۳)

بیوی کو خوش کرنے کیلئے شوہر کو بھی زینت کرنی چاہئے

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہماری عورتوں کے ہم پر کیا حق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو اسے گالیاں نہ دو اس سے روٹھ کر اور کہیں نہ بھیج دو، ہاں گھر میں ہی رکھو۔

اسی آیت کو پڑھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے میں بھی اپنی زینت کروں جس طرح وہ مجھے خوش کرنے کے لئے اپنا بناؤ سنگھار کرتی ہے۔

نوٹ: جو آنکھ کو نہ لگے وہ دل کو کیا لگے یعنی جسے آنکھ قبول نہ کرے اسے دل کیسے قبول کرے گا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۳۱۳)

سب سے آخر میں جہنم سے نکلنے والے کیساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ یہ ایک گناہ گار بندہ ہوگا جسے خدا کے سامنے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اس کے بڑے بڑے گناہ چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے گناہوں کی نسبت اس سے باز پرس کرو، چنانچہ اس سے سوال ہوگا کہ فلاں دن تو نے فلاں کام کیا تھا؟ فلاں دن فلاں گناہ کیا تھا؟ یہ ایک کا بھی انکار نہ کر سکے گا اقرار کرے گا، آخر میں کہا جائے گا کہ تجھے ہم نے ہر گناہ کے بدلے نیکی دی، اب تو اس کی باچھیں کھل جائیں گی، اور کہے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اور بھی بہت سے اعمال کئے تھے جنہیں یہاں پا نہیں رہا۔ یہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کے مسوڑھے دیکھے جانے لگے۔ (مسلم، بحوالہ ابن کثیر: ۴/۲۱)

جب انسان سوتا ہے تو فرشتہ ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس گناہ مٹا دیتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب انسان سوتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے کہ مجھے اپنا صحیفہ جس میں اس کے گناہ لکھے ہوئے ہیں دے۔ وہ دے دیتا ہے تو ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس گناہ وہ اس کے صحیفے سے مٹا دیتا ہے اور انہیں نیکیاں لکھ دیتا ہے، پس تم میں سے جو بھی سونے کا ارادہ کرے تو وہ تینتیس دفعہ ''سبحان اللہ'' تینتیس دفعہ ''الحمد للہ'' اور چونتیس دفعہ ''اللہ اکبر'' کہے یہ مل کر سو مرتبہ ہو گئے۔ (ابن کثیر: ۴/۲۱)

مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے

پھر فرمایا کہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے، جسمانی حیثیت سے بھی، اخلاقی حیثیت سے بھی، مرتبہ کی حیثیت سے بھی، حکمرانی کی حیثیت سے بھی، خرچ اخراجات کی حیثیت سے بھی، دیکھ بھال اور نگرانی کی حیثیت سے بھی، غرض دنیوی اور اخروی فضیلت کے ہر اعتبار سے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں سے بدلہ لینے پر غالب ہے اور اپنے احکام میں حکمت والا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۳۱۳)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا ایک واقعہ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اولیاء اللہ میں اونچا مقام رکھتے ہیں۔ ان کے زمانے میں ایک بڑے عالم اور فقیہ اور مفتی مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب بھی موجود تھے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء بحیثیت ''صوفی'' کے مشہور تھے اور یہ بڑے عالم ''مفتی اور فقیہ'' کی حیثیت سے مشہور تھے۔ حضرت خواجہ نظام الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ ''سماع'' کو جائز کہتے تھے۔ بہت سے صوفیا کے یہاں سماع کا رواج تھا۔ سماع کا مطلب ہے کہ موسیقی کے آلات کے بغیر حمد و نعت وغیرہ کے مضامین کے اشعار ترنم سے یا بغیر ترنم کے محض خوش آواز سے کسی کا پڑھنا اور دوسروں کا اسے خوش عقیدگی اور محبت سے سننا بعض صوفیاء اس کی اجازت دیتے تھے اور بہت سے فقہاء اور مفتی حضرات اس سماع کو بھی جائز نہیں کہتے تھے بلکہ ''بدعت'' قرار دیتے تھے۔ چنانچہ ان کے زمانے کے مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب نے بھی ''سماع'' کے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ''سماع'' سنتے تھے۔

جب مولانا حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور اطلاع کروائی کہ جا کر حکیم ضیاء الدین صاحب سے عرض کیا جائے کہ نظام الدین مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوا ہے اندر سے حکیم ضیاء الدین صاحب نے جواب دیا کہ ان کو باہر روک دیں۔ میں کسی بدعتی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جواب بھجوایا کہ ان سے عرض کر دو کہ بدعتی بدعت سے توبہ کرنے کے لئے حاضر ہوا ہے اسی وقت مولانا حکیم ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پگڑی بھیجی کہ اسے بچھا کر خواجہ صاحب اس کے اوپر قدم رکھتے ہوئے آئیں اور جوتے سے قدم رکھیں ننگے پاؤں نہ آئیں خواجہ صاحب نے پگڑی کو اٹھا کر سر پر رکھا اور کہا کہ یہ میرے لئے دستار فضیلت ہے۔ اس شان سے اندر تشریف لے گئے آ کر مصافحہ کیا اور بیٹھ گئے اور حکیم ضیاء الدینؒ کی طرف متوجہ رہے۔ پھر خواجہ صاحب کی موجودگی میں حکیم ضیاء الدین کی وفات کا وقت آ گیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ حکیم ضیاء الدین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا کہ ترقی مدارج کے ساتھ ان کا انتقال ہوا۔ (اصلاحی خطبات از مولانا محمد تقی عثمانی جلد نمبر ۹)

حکیم الامت رحمہ اللہ خود اپنی نظر میں

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تھانہ بھون میں متعینہ ایک پولیس افسر نے بیعت کی درخواست کی تھی جس کے جواب میں آپ نے انہیں اپنا تعارف کراتے ہوئے لکھا:

''میں ایک خشک طالب علم ہوں اس زمانے میں جن چیزوں کو لوازم درویشی سمجھا جاتا ہے جیسے میلاد شریف' گیارہویں' عرس' نیاز' فاتحہ' قوالی وتصرف ومثل ذالک میں ان سب سے محروم ہوں اور اپنے دوستوں کو بھی اس خشک طریقہ پر رکھنا پسند کرتا ہوں''۔

میں نہ صاحب کرامت ہوں اور نہ صاحب کشف نہ صاحب تعریف ہوں اور نہ عامل صرف اللہ اور رسول کے احکام پر مطلع کرتا رہتا ہوں اپنے دوستوں سے کسی قسم کا تکلف نہیں کرتا۔ نہ اپنی حالت نہ اپنی کوئی تعلیم نہ امور دینیہ کے متعلق کوئی مشورہ چھپانا چاہتا ہوں۔ عمل کرنے پر کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ البتہ عمل کرتا ہوا دیکھ کر خوش اور عمل سے دور دیکھ کر رنجیدہ ضرور ہوتا ہوں۔

میں کسی سے نہ کوئی فرمائش کرتا ہوں نہ کسی کی سفارش۔ اس لئے بعض اہل الرائے مجھ کو خشک کہتے ہیں۔ میرا مذاق یہ ہے کہ ایک کو دوسرے کی رعایت سے کوئی اذیت نہ دوں خواہ حرفی ہی اذیت ہو۔

سب سے زیادہ اہتمام مجھ کو اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے اس امر کا ہے کہ کسی کو کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائی جائے۔ خواہ بدنی ہو جیسے مار پیٹ خواہ مالی ہو جیسے کسی کا حق مار لینا یا ناحق کوئی چیز لے لینا۔ خواہ آبرو کے متعلق ہو جیسے کسی کی تحقیر کسی کی غیبت خواہ نفسانی ہو جیسے کسی کو کسی تشویش میں ڈالنا یا کوئی ناگوار رنجیدہ معاملہ کرنا اور اگر اپنی غلطی سے ایسی بات ہو جائے تو معافی چاہنے سے عار نہ کرنا۔

مجھے ان کا اس قدر اہتمام ہے کہ کسی کی وضع خلاف شرع دیکھ کر تو صرف شکایت ہوتی ہے مگر ان امور میں کوتاہی دیکھ کر بے حد صدمہ ہوتا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس سے نجات دے یہ ہے کچا چٹھا ورنہ لوگوں نے تو

منش کردہ ام رستم داستاں وگرنہ یلے بود در سیستاں

(سیرت اشرف)

حضرت عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حکمت سے دین پھیلایا

عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے کا واقعہ لکھا ہے کہ عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں علماء۔ اس قدر کس مپرسی میں مبتلا ہو گئے کہ انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ خود عالم تھے اہل علم کی عظمت کو جانتے تھے انہوں نے کوئی بیان وغیرہ اخبارات میں شائع نہیں کرایا کہ علماء کی قدر کرنی چاہئے۔

بلکہ یہ تدبیر اختیار کی کہ جب نماز کا وقت آ گیا تو عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آج فلاں والی ملک جودکن کے نواب ہیں وہ ہمیں وضو کرائیں چنانچہ جودکن کے والی تھے انہوں نے سات سلام کئے کہ بڑی عزت افزائی ہوئی کہ بادشاہ سلامت نے مجھے حکم دیا کہ میں وضو کراؤں، وہ سمجھے کہ اب کوئی جاگیر ملے گی بادشاہ بہت راضی ہے، نواب صاحب فوراً پانی کا لوٹا بھر لائے اور آ کر وضو کرانا شروع کر دیا۔

عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ وضو میں فرض کتنے ہیں؟ انہوں نے ساری عمر کبھی وضو کیا ہوتا تو انہیں خبر ہوتی۔ اب وہ حیران! کیا جواب دیں، پوچھا واجبات کتنے ہیں؟ کچھ پتہ نہیں، پوچھا سنتیں کتنی ہیں؟ جواب ندارد۔

عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ لاکھوں کی رعیت کے اوپر تم حاکم ہو، لاکھوں کی گردنوں پر حکومت کرتے ہو اور مسلم تمہارا نام ہے، تمہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ وضو میں فرض، واجب، سنتیں کتنی ہیں، مجھے امید ہے کہ میں آئندہ ایسی صورت نہ دیکھوں۔

ایک کے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ان سے کہا: آپ ہمارے ساتھ افطار کریں اس نے کہا جہاں پناہ یہ تو عزت افزائی ہے۔ ورنہ فقیر کی ایسی کہاں قسمت کہ بادشاہ سلامت یاد کریں، جب افطار کا وقت ہوا تو عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ مفسدات صوم جن سے روزہ فاسد ہوتا ہے کتنے ہیں؟

انہوں نے اتفاق سے روزہ ہی نہیں رکھا تھا۔ انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ روزے کے مفسدات کیا ہیں، اب چپ ہیں، کیا جواب دیں!!

عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ تم مسلمانوں کے امیر والی ملک اور نواب کہلاتے ہو، ہزاروں آدمی تمہارے حکم پر چلتے ہیں، تم مسلمان، ریاست اسلامی اور تمہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ روزہ فاسد کن کن چیزوں سے ہوتا ہے؟!

اسی طرح کسی سے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا تو زکوٰۃ کا مسئلہ نہ آیا، کسی سے حج وغیرہ کا غرض سارے فیل ہوئے اور عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے سب کو یہ کہا کہ آئندہ میں ایسا نہ دیکھوں۔

بس جب یہاں سے امراء واپس ہوئے اب انہیں مسائل معلوم کرنے کی ضرورت پڑی تو مولویوں کی تلاش شروع ہوئی اب مولویوں نے نخرے شروع کئے کسی نے کہا ہم پانچ سو روپے تنخواہ لیں گے انہوں نے کہا حضور! ہم ایک ہزار روپیہ تنخواہ دیں گے اس لئے کہ جاگیریں جانے کا اندیشہ تھا ریاست چھین جاتی، پھر بھی مولوی نہ ملے تمام ملک کے اندر مولویوں کی تلاش شروع ہوئی جتنے علماء طلباء تھے سب ٹھکانے لگ گئے بڑی بڑی تنخواہیں جاری ہو گئیں اور ساتھ ہی یہ کہ جتنے امراء تھے انہیں مسائل معلوم ہو گئے اور دین پر انہوں نے عمل شروع کر دیا۔

پڑوسیوں کی دل شکنی سے بچتے رہو

حضرت امام ابو حامد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم میں نقل فرمایا ہے کہ تم اپنے گھر کی عمارت کو اتنی اونچی نہ کرو جس سے پڑوسی کا گھر ڈھک جائے اور اس کے گھر میں ہوا پہنچنے سے رکاوٹ بن جائے البتہ پڑوسی تمہارے گھر کے اونچا کرنے پر راضی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اپنی اونچی اونچی عمارتوں کے ذریعہ غریب پڑوسی کو مت ستایا کرو کہ اس کا گھر بیکار نہ ہو جائے اور اس کے گھر میں دھوپ اور ہوا داخل نہ ہو اور جب تم بازار سے پھل فروٹ خرید کر لاؤ تو پڑوسی کے یہاں بھی اس میں سے بھیج دو ورنہ اس کو اپنے گھر میں خفیہ طور پر داخل کر لو اور تمہارے بچے پھل لے کر باہر نہ نکلیں کہ اس سے پڑوسی کے بچے کبیدہ خاطر ہوں گے اور اپنی پکی ہوئی ہانڈی سے اور اپنے پکوان کی خوشبو سے پڑوسی کو مت ستاؤ۔ ہاں البتہ پڑوسی کے یہاں اس میں سے کچھ بھیجنے کا ارادہ ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (احیاء العلوم: ۲/ ۱۱۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی عجیب وغریب فضیلت

ابن مردویہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت اتری ہے کہ کسی نبی پر سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایسی آیت نہیں اتری وہ آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری:

۱۔ بادل مشرق کی طرف چھٹ گئے۔ ۲۔ ہوائیں ساکن ہوگئیں۔

۳۔ سمندر ٹھہر گیا۔ ۴۔ جانوروں نے کان لگا لئے۔

۵۔ شیاطین پر آسمان سے شعلے گرے۔ ۶۔ پروردگار عالم نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا یہ نام لیا جائے گا اس میں ضرور برکت ہوگی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم کے انیس داروغوں سے جو بچنا چاہے وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے اس کے بھی انیس حروف ہیں ہر حرف ہر فرشتہ سے بچاؤ بن جائے گا اسے ابن عطیہ نے بیان کیا ہے اور اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ میں نے تیس سے اوپر اوپر فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے تھے یہ حضور نے اس وقت فرمایا تھا جب ایک شخص نے رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ پڑھا تھا۔ اس میں بھی تیس سے اوپر اوپر حروف ہیں اتنے ہی فرشتے اترے، اسی طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں بھی انیس حروف ہیں اور وہاں فرشتوں کی تعداد بھی انیس ہے۔

مسند احمد میں ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے جو صحابی سوار تھے ان کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ذرا پھسلی تو میں نے کہا کہ شیطان کا ستیاناس ہو۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہو، اس سے شیطان پھولتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ گویا اس نے اپنی قوت سے گرایا ہاں بسم اللہ کہنے سے وہ مکھی کی طرح ذلیل وپست ہو جاتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کام کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ (ابن کثیر:۱/ ۳۸)

ساتھیوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کہیں کوئی لشکر روانہ فرماتے تو اس لشکر کے امیر کو تاکید سے یہ ہدایت فرماتے تھے کہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، ان کو تنگی میں مبتلا نہ کرنا۔ ان کو بشارت اور خوشخبری دیتے رہنا۔ اسی طرح جب کسی کو کسی علاقہ یا قوم کا گورنر اور امین بنا کر بھیجتے تو ان کو ہدایت فرما دیتے کہ قوم کے ساتھ عدل و انصاف اور ہمدردی کا معاملہ کرنا، اور ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا، انہیں تنگی اور سختی میں مبتلا نہ کرنا ان کو دنیا وآخرت میں کامیابی کی بشارت دینا اور آخرت کی رغبت دلاتے رہنا اور ان میں نفرت نہ پھیلانا۔ اور ان کے درمیان موافقت اور اتحاد پیدا کرانا ور اختلاف نہ پھیلانا۔ حدیث شریف کے الفاظ کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی موسیٰ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ فرمایا، اور روانگی کے وقت یہ ہدایت فرمائی کہ تم دونوں نرمی اور آسانی کا معاملہ کرتے رہنا اور لوگوں کے ساتھ تنگی اور سختی کا معاملہ نہ کرنا اور لوگوں کو دنیا وآخرت کی کامیابی کی بشارت دیتے رہنا، اور لوگوں میں تنفر نہ پیدا کرنا کہ جس سے لوگ فرار کا راستہ اختیار کریں اور آپس میں محبت وشفقت کا معاملہ کرتے رہنا اور اختلاف و پھوٹ کی باتیں نہ کرنا۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۲۶ حدیث نمبر ۲۹۴۲)

نوٹ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کلام میں نرمی اختیار کیجئے، کیونکہ الفاظ کی بنسبت لہجہ کا اثر زیادہ پڑتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ حرام کتنا ہی تھوڑا ہو حلال پر ہمیشہ غالب رہے گا صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی اے اللہ جو میری امت کا والی ہو اگر وہ امت پر سختی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ سختی کا معاملہ کرنا اور اگر وہ نرمی کرے تو تو بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا۔ اس لئے ہر جگہ ذمہ دار اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں۔ (سیرۃ عائشہ سید سلیمان ندوی صفحہ ۱۲۲)

ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت سنت کا پڑھنا تہجد کے برابر ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ظہر سے پہلے نماز پڑھ رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون سی نماز ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ نماز تہجد کی نماز کی طرح شمار ہوتی ہے۔

حضرت اسود، حضرت مرّہ اور حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا دن کی نمازوں میں سے صرف ظہر کی نماز سے پہلے کی چار رکعتیں رات کی تہجد کے برابر ہیں اور دن کی تمام نمازوں پر ان چار رکعتوں کو ایسی فضیلت ہے جیسے نماز با جماعت کو اکیلے کی نماز پر۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۱۶۴)

ہر شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کی رات اور سخت اندھیرے میں تلاش کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم پا گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بار: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور تین بار: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور تین مرتبہ: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ صبح شام پڑھ لیا کرو، یہ تمہارے لئے ہر شے سے کافی ہو جائے گا۔ (مشکوۃ شریف: ص ۱۸۸)

یہ وظیفہ ہر شر سے بچانے کے لئے کافی ہے یعنی نفس و شیطان اور جنات و آسیب، جادو، حاسد و دشمنوں کے ہر شر اور بری نظر کے شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ ہے، نیز یہ وظیفہ ہر وظیفہ کی طرف سے بھی کافی ہے۔

اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا سورۂ بقرہ، سورۂ نسا، سورۂ مائدہ، سورۂ حج اور سورۂ نور ضرور سیکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو اعمال فرض کئے ہیں وہ سب ان سورتوں میں مذکور ہیں۔

حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خط میں یہ لکھا کہ سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور سیکھو...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سورۂ براءت سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ اور انہیں چاندی کے زیور پہناؤ۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۲۶۰)

گناہ سے بچنے والے نوجوان کے بدن سے مشک وعنبر کی خوشبو

حضرت علامہ عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ نے فن تصوف میں ایک کتاب لکھی اس کا نام ''الترغیب والترہیب'' ہے اس میں انہوں نے ایک نوجوان کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک نوجوان سے ہمیشہ مشک۔ اور عنبر کی خوشبو مہکتی تھی تو اس کے کسی متعلق نے اس سے کہا کہ آپ ہمیشہ اتنی عمدہ ترین خوشبو میں معطر رہتے ہیں، اسمیں کتنا پیسہ بلاوجہ خرچ کرتے رہتے ہیں؟ تو اس پر نوجوان نے جواب دیا کہ میں نے زندگی میں کوئی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی کوئی خوشبو لگائی، تو سائل نے کہا، تو پھر یہ خوشبو کہاں سے اور کیسے مہکتی ہے تو نوجوان نے کہا کہ یہ ایک راز ہے جو بتلانے کا نہیں، سائل نے کہا کہ آپ بتلا دیجئے شاید اس سے ہم کو بھی فائدہ ہوگا۔

نوجوان نے اپنا واقعہ سنایا کہ میرے باپ تاجر تھے، گھریلو سامان فروخت کیا کرتے تھے میں ان کے ساتھ دکان میں بیٹھا تھا، ایک بوڑھی عورت نے آکر کچھ سامان خریدا اور والد صاحب سے کہا کہ آپ لڑکے کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ تا کہ میں اس کے ساتھ سامان کی قیمت بھیج دوں۔ میں اس بوڑھی عورت کے ساتھ گیا تو ایک نہایت خوبصورت گھر میں پہنچا، اور اس میں ایک نہایت خوبصورت کمرے میں ایک مسہری پر ایک نہایت خوبصورت لڑکی موجود تھی، وہ مجھ کو دیکھتے ہی میری طرف متوجہ ہوئی، کیوں کہ میں بھی نہایت حسین ہوں۔ میں نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کیا، تو اس نے مجھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا فوراً اللہ پاک نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی۔ میں نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء جانے کی ضرورت ہے۔ اس نے فوراً اپنی باندیوں اور خادموں سے کہا کہ جلدی سے بیت الخلاء ان کے لئے صاف کردو۔ میں نے بیت الخلاء میں داخل ہو کر خود اجابت کر کے نجاست کو اپنے بدن اور کپڑوں پر مل لیا۔ اور اسی حالت میں باہر آیا۔ جب مجھے اس حالت میں دیکھا تو اس نے کہا کہ اسے فوراً یہاں سے باہر نکال دو یہ مجنون ہے۔ میرے پاس ایک درہم تھا، میں نے اس سے ایک صابن خرید کر ایک نہر میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے بھی دھو کر پہن لئے اور میں نے یہ راز کسی کو بتلایا نہیں۔ جب میں اسی رات میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے آکر

مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو جنت کی بشارت ہے۔ اور معصیت سے بچنے کے لئے جو تدبیر تم نے اختیار کی تھی اس کے بدلہ میں تم کو یہ خوشبو پیش کی جارہی ہے۔ چنانچہ میرے پورے بدن پر وہ خوشبو لگائی گئی جو میرے بدن اور کپڑوں سے ہر وقت مہکتی رہتی ہے۔ جو آج تک لوگ محسوس کرتے ہیں۔ (والحمدللہ رب العالمین)

انگریز افسر کی صورت دیکھنے سے انکار

۱۸۵۷ء ۱۲۷۴ھ میں ہندوستان کے مسلمانوں نے ملک گیر پیمانے پر انقلاب برپا کر کے ملک سے انگریزوں کو کھدیڑنے کا پروگرام بنایا۔ کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ہندوستان کے غیر مسلموں پر بھی بھروسہ کرنا پڑا۔ اپنی فطرت کے مطابق ان میں سے اکثر نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جس کے نتیجہ میں یہ تحریک ناکام ہوگئی۔ اس کا ردعمل یہ ہوا کہ مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو ان پر نہ توڑا گیا ہو بس مسلمان ہونے کے جرم میں ہزاروں لوگ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ گھوڑوں کے پیچھے زندہ باندھ کر گھسیٹے گئے۔ ہاتھیوں کے پیروں میں کچلے گئے اقتصادی اور معاشی اعتبار سے مفلس کر دیئے گئے اور جبراً عیسائی بنائے گئے۔

ان تمام مظالم کے باوجود بھی ہندوستان میں ایسے مسلمانوں کی کمی نہ تھی جنہوں نے حق گوئی، بیباکی اور بے خوفی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ مولانا محمد اسماعیل کاندھلویؒ ایسے ہی بزرگ تھے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے چند دن بعد کاندھلہ میں ایک اراضی پر کچھ ہندوؤں اور مسلمانوں میں تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا اس کے نتیجہ میں دونوں فرقوں میں لڑائی ٹھن گئی۔ اس تنازعہ میں مصالحت کرانے کے لئے ضلع کے صدر مقام سہارنپور سے ایک انگریز افسر آیا اس نے کہا ''مولانا جو فیصلہ کریں گے وہی قابل قبول ہوگا''۔ چنانچہ ان کو بلانے کے لئے آدمی بھی بھیجا گیا تو انہوں نے کہا ''میں اس شرط پر وہاں آسکتا ہوں کہ انگریز افسر کی صورت نہیں دیکھوں گا''۔ غرض ایسا ہی ہوا۔

موقع پر پہنچ کر وہ انگریز افسر کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو گئے اور یہ فیصلہ دیا کہ ''متنازعہ اراضی ہندوؤں کی ہے اور اس پر مسلمانوں کا دعویٰ غلط ہے''۔

اس فیصلے سے علاقہ کے ہندو اتنے متاثر ہوئے کہ اسی شام تک چوبیس خاندانوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (احسان دانش نے بیان کیا)

احمد بن بیلہ کی حق گوئی

احمد بن بیلہ ایک جوشیلے مسلمان تھے۔ یہ ایک غریب کسان کے بیٹے تھے ذہین اور ہوشیار ہونے کی وجہ سے اچھی تعلیم کا موقع ملا۔ جس کالج میں یہ تعلیم پاتے تھے اس میں اکثر اعلیٰ طبقہ کے طلباء پڑھتے تھے۔ ایک دن ان کے کلاس میں ایک فرانسیسی استاد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک رکیک حملہ کیا۔ اس نے آپ ﷺ کی شان میں کچھ گستاخانہ اور نازیبا الفاظ کہے۔ کلاس میں تقریباً سب ہی طلباء مسلمان تھے۔ ان میں اکثر اعلیٰ افسروں کے لڑکے تھے۔ استاد کی بات کے مقابلہ پر کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی سب کو سانپ سونگھ گیا اور کسی نے دم نہیں مارا۔

احمد بن بیلہ کا دل جوش عقیدت سے سرشار تھا۔ ان سے نہ رہا گیا۔ جوش اور غصہ میں کھڑے ہوئے اور کہا ''یہ الگ بات ہے کہ ایک استاد کی حیثیت میں میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن ایک مسلمان کی حیثیت میں میں یہ گستاخی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ جو زبان ہمارے محبوب نبی ﷺ کی توہین کرے گی اس کو میں تالو سے کھینچ لوں گا اور جو منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے لئے کھلے گا میں اس میں خاک جھونک دوں گا۔ میں آپ کی اس گستاخی کے خلاف سخت احتجاج کرتا ہوں۔ آپ کو معافی مانگنی ہوگی اور یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ آئندہ نہ صرف ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ کہیں بلکہ ہمارے کسی بھی بزرگ یا پیشوا کے خلاف زبان نہیں کھولیں گے''۔ مرینہ کے اس دہقان زادہ کی بات سن کر وہ فرانسیسی استاد حیران و دم بخود رہ گیا۔ اس نے بھری کلاس میں معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ آئندہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں کوئی نامناسب بات نہیں کہے گا۔ (روزنامہ دعوت دہلی)

ہر غم سے نجات کا بہترین نسخہ

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ (توبہ:۱۲۹)

''کافی ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔'' ابوداؤد شریف میں ہے کہ جو شخص اس کو سات مرتبہ صبح اور سات مرتبہ شام پڑھ لیا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم اور فکر کے لئے کافی ہوجائیگا۔

ایک نواب کا اقرار بدتہذیبی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک خاندانی مقتدر ذی وجاہت رئیس اور نواب نے مبلغ دوسو روپیہ مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون کی امداد کے لئے بھیجے۔ جو بلا کسی چندہ کے توکلاً علی اللہ حضرت کی سرپرستی اور نگرانی میں خاص خانقاہ کے اندر قائم تھا۔ اس عطیہ کے ساتھ انہوں نے تشریف آوری کی درخواست بھی بھیج دی۔ حضرت نے یہ لکھ کر روپے واپس کر دیئے کہ: ''اگر اس رقم کے ساتھ بلانے کی درخواست نہ ہوتی تو مدرسہ کے لئے روپیہ لے لیا جاتا اب اس اقتران سے یہ احتمال پیدا ہوتا ہے کہ شاید مجھ کو متاثر کرنے کے لئے یہ رقم بھیجی گئی ہو۔ آپ کی یہ غرض نہ سہی لیکن میرے اوپر تو طبعی طور پر اس کا یہی اثر ہوگا کہ میں آزادی کے ساتھ اپنے آنے کے متعلق رائے نہ قائم کر سکوں گا کیونکہ انکار کرتے ہوئے شرم آئے گی۔''

نواب صاحب بھی بڑے فہمیدہ اور جہاں دیدہ تھے فوراً سمجھ گئے کہ عطیہ اور درخواست اکٹھی نہ بھیجنی تھی فوراً معذرت نامہ لکھا کہ: ''آپ کے متنبہ کرنے سے اب یہ معلوم ہوا کہ واقع یہ مجھ سے سخت بدتہذیبی ہوئی۔ میں اب اپنی درخواست تشریف آوری واپس لیتا ہوں اور روپیہ مکرر ارسال خدمت کرتا ہوں۔ براہ کرم مدرسہ کیلئے قبول فرمالیا جاوے''۔

حضرت نے پھر بخوشی قبول فرماتے ہوئے نواب صاحب کو لکھا:

''ابھی تک تو آپ میری ملاقات کے مشتاق تھے۔ اور اب آپ کی تہذیب اور شرافت نے خود مجھ کو آپ کی ملاقات کا مشتاق بنا دیا ہے''۔ کچھ مدت کے بعد نواب صاحب نے پھر تشریف آوری کے لئے درخواست بھیجی حضرت بخوشی اس شرط پر تشریف لے گئے کہ کسی قسم کا ہدیہ پیش نہ کیا جائے گا۔ (''حکیم الامتؒ کے حیرت انگیز واقعات'')

اَقوال.... حضرت بشر حافی رحمہ اللہ

فرمایا: برے لوگوں کی صحبت' نیک لوگوں کے ساتھ بدگمانی پیدا کر دیتی ہے' اور نیک لوگوں کی صحبت بدوں کے ساتھ (بھی) حسنِ ظن پیدا کر دیتی ہے۔

فرمایا: صوفی وہ ہے جس کا دل اللہ کے ساتھ صاف ہو۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز

جناب احسان قریشی حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ (خلیفہ حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) کی مجلس میں نیلا گنبد پہنچتے ہیں۔ شفاء الملک حکیم محمد حسن قریشی پاس بیٹھے ہیں۔ مفتی صاحب کے صاحبزادے مولانا قاری محمد عبید اللہ مجلس کو مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات سنا رہے ہیں کہ ایک طالب علم آ کر اطلاع دیتا ہے کہ گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر نیچے آئے ہوئے ہیں اور اوپر آنے کی اجازت چاہتے ہیں مفتی صاحب نے فرمایا کہ سردار صاحب کو آنے دو سردار نشتر جب اوپر تشریف لاتے ہیں تو احسان قریشی صابری پرنسپل کمرشل کالج سیالکوٹ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ شفاء الملک حکیم محمد حسن قریشی نے بھی اٹھ کر سردار صاحب کو ملنا چاہا مگر مفتی صاحب کے سامنے وہ یہ جرات نہ کر سکے اور تمام حاضرین مجلس بھی گورنر کا استقبال کئے بغیر جامد و ساکت رہے۔ مفتی صاحب نے گورنر کے سامنے احسان قریشی کو ڈانٹا اور سختی سے کہا کہ: ''تم کیوں اٹھے ہو جب تمام حاضرین مجلس بیٹھے ہوئے ہیں میں بھی بیٹھا ہوا ہوں تو تمہارا اٹھنا آداب کے خلاف ہے۔ آئندہ سے محتاط رہو۔ یہ فقیر کی مجلس ہے اس مجلس میں شاہ و گدا برابر ہیں۔ سردار صاحب گورنر ہیں اور تم ایک مدرس ہو اس مجلس میں تم دونوں برابر ہو۔ احسان قریشی نے معافی چاہی تو مفتی صاحب نے اس کے جواب میں یہ حدیث نبوی سنائی۔ ''شاباش ہے اس امیر پر جو فقیر کے دروازے پر چل کر جائے وہ بہترین امیر ہوگا افسوس ہے اس فقیر پر جو امیر کے دروازے پر جائے''۔

سردار صاحب کے ماتھے پر یہ کلمۂ حق سن کر تیوڑی نہیں آئی۔ انہوں نے آمروں کی طرح مفتی صاحب کو ٹھکانے لگانے کا حکم نہ دیا بلکہ جب مجلس ختم ہوئی تو گورنر صاحب واپسی کے وقت حضرت مفتی صاحب سے مصافحہ کرتے ہیں۔ مفتی صاحب کے ہاتھ چومتے ہیں اور آنسوؤں کی لڑیاں پروتے ہوئے الٹے پاؤں باادب واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ ہیبت حق تھی کہاں وہ مونچھ جس کے ہلنے سے بھارت کے مرد آہن کا دل خوف کھانے لگتا تھا اور کہاں یہ ایک مرد حق کا دربار جس میں گورنر آتے ہوئے سرنگوں ہو جاتے تھے جب تک یہ مردان حق رہے پاکستان سالم و یکتا رہا اور جب انہوں نے پیٹھ پھیر لی اور امراء ورؤساء علماء و مخادیم اور سجادہ نشین اقتدار کی چوکھٹ اور آمریت کی دہلیز پر سجدہ کرنے لگے تو پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا۔ (چند ناقابل فراموش شخصیات)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (تمہیں سکھانے والے) عالم کا یہ حق ہے کہ:

۱۔ تم اس سے سوال زیادہ نہ کرو اور اسے جواب دینے کی مشقت میں نہ ڈالو، یعنی اسے مجبور نہ کرو۔ ۲۔ اور جب وہ تم سے منہ دوسری طرف پھیر لے تو پھر اس پر اصرار نہ کرو۔

۳۔ اور جب وہ تھک جائے تو اس کے کپڑے نہ پکڑو۔

۴۔ اور نہ ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرو، اور نہ آنکھوں سے۔

۵۔ اور اس کی مجلس میں کچھ نہ پوچھو۔

۶۔ اور اس کی لغزش تلاش نہ کرو۔

۷۔ اور اگر اس سے کوئی لغزش ہو جائے تو تم لغزش سے رجوع کا انتظار کرو۔

۸۔ اور جب وہ رجوع کر لے تو تم اسے قبول کر لو۔

۹۔ اور یہ بھی نہ کہو کہ فلاں نے آپ کی بات کیخلاف بات کہی۔

۱۰۔ اور اس کے کسی راز کا افشاء نہ کرو۔

۱۱۔ اور اس کے پاس کسی کی غیبت نہ کرو۔

۱۲۔ اس کے سامنے اور اس کی پیٹھ پیچھے دونوں حالتوں میں اس کے حق کا خیال کرو۔

۱۳۔ اور تمام لوگوں کو سلام کرو، لیکن اسے بھی خاص طور سے کرو۔

۱۴۔ اور اس کے سامنے بیٹھو۔

۱۵۔ اگر اسے کوئی ضرورت ہو تو دوسرے سے آگے بڑھ کر اس کی خدمت کرو۔

۱۶۔ اور اس کے پاس جتنا وقت بھی تمہارا گزر جائے تنگدل نہ ہونا...... کیونکہ یہ عالم کھجور کے درخت کی طرح ہے جس سے ہر وقت کسی نہ کسی فائدے کے حاصل ہونے کا انتظار رہتا ہے...... اور عالم اس روزہ دار کے درجہ میں ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کر رہا ہو۔ جب ایسا عالم مر جاتا ہے تو اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے جو قیامت تک پر نہیں ہو سکتا۔

اور آسمان کے ستر ہزار مقرب فرشتے طالب علم کے ساتھ اکرام کے لیے چلتے ہیں۔

(حیاۃ الصحابہ: ۳/۲۴۲)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی جرأت و بیباکی

غازی امان اللہ شاہ افغانستان ملکہ ثریا کے ہمراہ جب یورپ کی سیر کو گئے تو وہاں ملکہ ثریا نے پردہ اتار دیا جس پر افغانستان میں اس اسلامی شعار کے ترک کر دینے پر غیظ و غضب کا ایسا طوفان آیا جو غازی امان اللہ خان کو خس وخاشاک کی طرح بہالے گیا اور تخت و تاج سے محروم ہو کر جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے لگے اخبارات میں جب پردہ موضوع بحث بن گیا تو آپ نے بھی پردہ کے موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کی حقیقت اور شرعی اہمیت واضح کرتے ہوئے شاہ افغانستان کو یہ پیغام بھیجا۔

''کاش کوئی صاحب ہمت' دولت علیہ افغانستان کے امیر غازی اور ان کی ملکہ معظمہ ثریا جاہ کے سمع ہمایوں تک صحابی رسول کے یہ الفاظ پہنچا دے کہ اے ابوعبیدہ تم دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل حقیر اور کمتر تھے اللہ نے اسلام کے ذریعہ سے تمہاری عزت بڑھائی پس جب کبھی تم غیر اللہ کے ذریعہ عزت حاصل کرو گے تو خدا تمہیں ذلیل کر دے گا۔''

ترک موالات کے خطبہ میں بھی حق گوئی کا یہی رنگ نمایاں نظر آتا ہے کہ'

''مسلمانوں کی فلاح سے متعلق شرعی حیثیت سے جو میری معلومات ہیں ان کو بلاکم و کاست آپ کے سامنے رکھ دوں اور اس کی بالکل پروانہ کروں کہ حق کی آواز سننے سے حضور وائسرائے بہادر مجھ سے برہم ہو جائیں گے یا مسٹر گاندھی یا علی برادران یا اور کوئی ہندو یا مسلمان ناراض ہو جائے گا''۔ (''چند نا قابل فراموش شخصیات'')

حضرت علامہ عثمانی پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رکن تھے اور وہاں شب و روز اسلامی دستور کے سلسلہ میں دوسرے ارکان سے بحث و مباحثہ رہتا تھا ایک مرتبہ مولانا کی کسی تجویز پر غالباً (سابق گورنر جنرل) غلام محمد صاحب نے یہ طعنہ دیا کہ ''مولانا یہ امور مملکت ہیں علماء کو ان باتوں کی کیا خبر؟ لہذا ان معاملات میں علماء کو دخل اندازی نہ کرنی چاہئے۔ اس موقع پر حضرت علامہ نے جو تقریر فرمائی اس کا ایک بلیغ جملہ یہ تھا۔

''ہمارے اور آپ کے درمیان صرف اے بی سی ڈی کے پردے حائل ہیں۔ ان مصنوعی پردوں کو اٹھا کر دیکھئے تو پتہ چلے گا کہ علم کس کے پاس ہے اور جاہل کون ہے۔''

(اکابر علماء دیوبند کیا تھے؟ از مفتی محمد تقی عثمانی)

حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب وغریب سوال

حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پڑوسن تھی میں نے (ان کے گھر میں جا کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ذرا یہ بتائیں کہ جب عورت خواب میں یہ دیکھے کہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کی ہے تو کیا اسے غسل کرنا پڑے گا؟ یہ سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: اے ام سلیم! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، تم نے اللہ کے رسول کے سامنے عورتوں کو رسوا کر دیا۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے حیا نہیں کرتے، ہمیں جب کسی مسئلہ میں مشکل پیش آئے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لینا اس سے بہتر ہے کہ ہم ایسے ہی اندھیرے میں رہیں۔

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلیم! تمہارے ہاتھ خاک آلود ہوں، اگر اسے (کپڑوں پر یا جسم پر) پانی نظر آئے تو غسل کرنا پڑے گا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: کیا عورت کا بھی پانی ہوتا ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر بچہ ماں کے کیسے مشابہ ہو جاتا ہے؟ عورتیں مزاج اور طبیعت میں مردوں جیسی ہیں۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/۲۵۴)

قیامت کے دن نیک لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جائیگا

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کو قیامت کے دن نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اس میں اس کی برائیاں درج ہوں گی، جنہیں پڑھ کر یہ کچھ ناامید سا ہونے لگے گا۔ اس وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی، اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھے گا تو وہاں کی برائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلا ہوا پائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ خدا کے سامنے آئیں گے جن کے پاس بہت کچھ گناہ ہوں گے، پوچھا گیا وہ کون سے لوگ ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۲۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحمدل تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحمدل تھے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا (اور سوال کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ ہوتا) تو اس سے آپ وعدہ کر لیتے (کہ جب کچھ آئے گا تو تمہیں ضرور دوں گا) اور اگر کچھ پاس ہوتا تو اسی وقت اسے دے دیتے ایک مرتبہ نماز کی اقامت ہوگئی ایک دیہاتی نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو پکڑ لیا اور کہا کہ میری تھوڑی سی ضرورت باقی رہ گئی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ میں اسے بھول جاؤں گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کھڑے ہوگئے جب اس کی ضرورت سے فارغ ہوئے تو پھر آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ (حیاۃ الصحابہ جلد۳ صفحہ ۱۵۰)

ماحول کا اثر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر انسان کو سلیم الفطرت بنایا ہے لیکن ماحول انسان کو خراب کر دیتا ہے اور سلامت روی سے محروم کر دیتا ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے بروں کی صحبت سے بچنا چاہیے اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے خصوصاً بچوں کو بری صحبت سے بچانا بہت ہی ضروری ہے ورنہ لاابالی پن کی وجہ سے وہ اپنی عاقبت خراب کر بیٹھیں گے اور معاشرے کے لیے مصیبت بن جائیں گے۔ آج معاشرے میں جو خرابیاں پھیل رہی ہیں اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ماں باپ شروع میں بچوں کو بہت ہی پیار ومحبت سے رکھتے ہیں اور ان کو کسی حرکت پر کوئی روک ٹوک نہیں کرتے، پھر جب وہ بگڑ جاتے ہیں اور ماں باپ کے لیے مصیبت بن جاتے ہیں تو روتے پھرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''ہر بچہ صحیح اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں یا پارسی بنا دیتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ)

یعنی بچہ جس ماحول میں پلتا بڑھتا ہے وہی رنگ اس پر چڑھتا ہے اس لیے بچوں کو بری صحبت سے بچانا سب سے زیادہ ضروری ہے صرف بڑوں کا نیک اور اچھا ہونا معاشرے کو ہمیشہ صالح اور پاکیزہ نہیں رکھ سکتا، بڑے آج ہیں کل نہیں ہوں گے اور یہی بچے دنیا کے مالک ہوں گے اگر یہ نیک اور صالح نہیں ہوں گے تو معاشرہ کبھی صالح اور پاکیزہ نہیں رہ سکتا۔

مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا استغناء اور جرأت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ جب پاکستان تشریف لائے تو اس وقت حکومت نے دستور ساز اسمبلی کے ساتھ ایک ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' بنایا تھا۔ حضرت کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا۔ یہ بورڈ حکومت ہی کا ایک شعبہ تھا ایک مرتبہ حکومت نے کوئی کام گڑ بڑ کر دیا تو حضرت صاحب نے اخبار میں حکومت کے خلاف بیان دے دیا کہ حکومت نے یہ کام غلط کیا ہے بعد میں حکومت کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ حضرت آپ تو حکومت کا حصہ ہیں۔ آپ نے حکومت کے خلاف یہ بیان دیدیا؟ حالانکہ آپ ''تعلیمات اسلامی بورڈ'' کے رکن ہیں اور یہ بورڈ ''دستور ساز اسمبلی'' کا حصہ ہے حکومت کے خلاف آپ کا یہ بیان دینا مناسب بات نہیں ہے۔

جواب میں حضرت نے فرمایا کہ میں نے یہ رکنیت کسی اور مقصد کے لئے قبول نہیں کی تھی صرف دین کی خاطر قبول کی تھی اور دین کے ایک خادم کی حیثیت سے یہ میرا فرض ہے کہ جو بات میں حق سمجھوں کہہ دوں چاہے وہ بات حکومت کے موافق پڑے یا مخالف پڑے۔ میں اس کا مکلّف نہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو بات حق ہے وہ واضح کروں۔ رہا رکنیت کا مسئلہ یہ رکنیت کا مسئلہ میری ملازمت نہیں ہے۔ آپ حکومت کیخلاف بات کہتے ہوئے ڈریں کیونکہ آپ حکومت کے ایک ملازم افسر ہیں۔ آپ کی تنخواہ دو ہزار روپے ہے اگر یہ ملازمت چھوٹ گئی تو پھر آپ نے زندگی گزارنے کا جو نظام بنا رکھا ہے وہ نہیں چل سکے گا میرا یہ حال ہے کہ جس دن میں نے رکنیت قبول کی تھی اسی دن استعفیٰ لکھ کر جیب میں ڈال لیا تھا کہ جب کبھی موقع آئے گا پیش کر دوں گا۔ جہاں تک ملازمت کا معاملہ ہے تو مجھ میں آپ میں یہ فرق ہے کہ میرا سر سے پاؤں تک زندگی کا جو خرچہ ہے وہ دو روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لئے اللہ کے فضل و کرم سے میں اس تنخواہ اور اس الاؤنس کا محتاج نہیں ہوں۔ یہ دو روپے اگر یہاں سے نہیں ملیں گے تو کہیں بھی مزدوری کر کے کما لوں گا اور اپنے ان دو روپے کا خرچہ پورا کر لوں گا اور آپ نے اپنی زندگی کو ایسا بنایا ہے کہ دو سو روپے سے کم میں آپ کا سوٹ نہیں بنتا۔ اسوجہ سے آپ حکومت سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ملازمت نہ چھوٹ جائے۔ مجھے الحمد للہ اس کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ (اصلاحی خطبات جلد نمبر ۸)

بیوی کیسی ہونی چاہئے

عورت میں درج ذیل عمدہ خصلتوں کا ہونا ضروری ہے اس سے نکاح میں مداومت اور خیر و برکت ہوتی ہے۔

۱۔ عورت نیک بخت اور دیندار ہو، یہ خصلت بہت ہی ضروری ہے، اگر عورت اپنی ذات میں اور شرم گاہ کی حفاظت میں کچی ہوگی تو معاملہ بگڑ جائے گا، اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ.**" (بخاری و مسلم، بروایت ابو ہریرہ، مشکوۃ: ص ۲۶۷)

ترجمہ: "عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کے مال کی وجہ سے (۲) اس کے خاندان کی وجہ سے (۳) اس کے جمال کی وجہ سے (۴) اور اس کے دین کی وجہ سے، پس تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، تو دیندار کو اختیار کر۔"

۲۔ عورت خوش خلق ہو، جو شخص فارغ البال رہنے کا طالب اور دین پر مدد کا خواہاں ہو اس کے لیے خوش خلق عورت کا ہونا ضروری ہے، مل جائے تو بسا غنیمت !!

کسی عرب نے کہا ہے: چھ قسم کی عورتوں سے نکاح نہ کرو۔

۱۔ انانة: وہ عورت ہے جو ہر وقت کراہتی رہے تھوڑی سی پریشانی پر واویلا شروع کر دے۔

۲۔ منانة: وہ عورت ہے جو خاوند پر ہر وقت احسان جتلائے کہ میں نے تیری خاطر یہ کیا اور وہ کیا۔

۳۔ حنانة: وہ عورت ہے جو پہلے شوہر پر یا پہلے شوہر کی اولاد پر فریفتہ ہو۔

۴۔ حداقة: وہ عورت ہے جو ہر چیز کی خواہش رکھے اور اپنے شوہر سے مانگے۔

۵۔ براقة: وہ عورت ہے جو ہر وقت بناؤ سنگھار میں لگی رہے۔

۶۔ شداقة: وہ عورت جو زیادہ بکتی رہے۔

ان چھ قسم کی عورتوں سے نکاح نہ کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"**اِنَّ اللّٰهَ يَبْغَضُ الثَّرْثَارِيْنَ الْمُتَشَدِّقِيْنَ.**" (ترمذی بروایت جابر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ بغض رکھتے ہیں زیادہ بکنے والوں اور منہ پھلا پھلا کر باتیں کرنے والوں سے"

۳۔ خوب صورت عورت سے نکاح کرے، عورت خوبصورت ہوگی تو کسی اور طرف نگاہ نہیں جائے گی اس لیے نکاح سے پہلے دیکھ لینا مستحب ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کی حوروں کی تعریف میں

فرمایا ہے: **خیرات حسان** (یعنی خوش خلق اور خوبصورت عورتیں) اور **قاصرات الطرف** (نیچی نگاہ رکھنے والی عورتیں) لہٰذا جس عورت میں یہ خوبیاں ہوں گی وہ جنت کی حور ہے۔

۴۔ مہر تھوڑا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ بیبیاں وہ ہیں جو خوبصورت ہوں اور ان کا مہر تھوڑا ہو اور فرمایا کہ عورت میں زیادہ برکت والی عورت وہ ہے جس کا مہر کم ہے۔ جس طرح عورت کی جانب سے مہر میں زیادتی کا ہونا مکروہ ہے اسی طرح مرد کا عورت کے مال کا حال دریافت کرنا اور اس سے مال حاصل کرنا بھی برا ہے مال کی خاطر عورت سے نکاح نہ کرنا چاہیے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی آدمی نکاح کرے اور یہ پوچھے کہ عورت کے پاس کیا ہے؟ کتنا مال ہے؟ تو جان لو کہ وہ چور ہے، اور جب مرد کچھ تحفہ سسرال میں بھیجے تو یہ نیت نہ کرے ان کے یہاں سے اس کے بدلہ میں زیادہ ملے اسی طرح لڑکی والے یہ نیت نہ کریں کہ لڑکے والوں کے وہاں سے زیادہ ملے یہ نیت خراب ہے، باقی رہا ہدیہ بھیجنا تو یہ دوستی کا سبب ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "**تھادوا تحابوا**" یعنی ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے رہو باہم محبت ہوگی۔

۵۔ عورت بانجھ نہ ہو، اگر اس کو بانجھ ہونا معلوم ہو جائے تو اس سے نکاح نہ کرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: "**علیکم بالولود الودود**" یعنی نکاح ایسی عورت سے کرو جس سے اولاد ہوتی ہو اور شوہر سے محبت رکھتی ہو۔

۶۔ عورت کنواری ہو، کنواری ہونے سے شوہر کو عورت کے ساتھ محبت کامل ہو جاتی ہے۔

۷۔ عورت حسب نسب والی ہو، یعنی ایسے خاندان والی ہو جس میں دیانت اور نیک بختی پائی جائے کیونکہ ایسے خاندان کی عورت اپنے اولاد کی اچھی تربیت کر سکتی ہے، کم ظرف خاندان کی عورت نہیں کر سکتی۔ (مختصر مذاق العارفین: جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

کام کاج سویرے شروع کرو ان شاء اللہ برکت ہوگی

صخر الغامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! سویرے میں میری امت کے لیے برکت عطا فرما چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر جہاد کے لیے روانہ فرماتے تو صبح سویرے روانہ کرتے کہتے ہیں کہ حضرت صخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک تاجر آدمی تھے، وہ اپنا تجارتی مال ہمیشہ صبح سویرے بھیجا کرتے تھے اس کی برکت سے وہ خوشحال اور سرمایہ دار ہو گئے۔ (ابن ماجہ، ترجمان السنۃ: جلد ۴ صفحہ ۴۷۸)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاص
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حضر موت میں زمین کا ایک ٹکڑا بطور جاگیر عطا فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ زمین ان کے حوالے کر دیں۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''حضر موت'' کے بڑے نواب اور بڑے سردار تھے، واقعہ لکھا ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ ''حضر موت'' کی طرف روانہ کیا تو حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر سوار تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی سواری نہیں تھی اس لیے وہ پیدل ان کے ساتھ روانہ ہوئے راستے میں جب صحر (ریگستان) میں دھوپ تیز ہوگئی اور گرمی بڑھ گئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں جلنے لگے انہوں نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ گرمی بہت ہے اور میرے پاؤں جل رہے ہیں تم مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے سوار کرلو تاکہ میں گرمی سے بچ جاؤں تو انہوں نے جواب میں کہا :''**لست من ارداف الملوک.**'' (تم بادشاہوں کے ساتھ ان کے پیچھے بیٹھنے کے قابل نہیں ہو)

لہٰذا ایسا کرو کہ میرے اونٹ کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہے تم اس سایہ میں چلتے ہوئے میرے ساتھ آجاؤ۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے یمن تک پورا راستہ اسی طرح قطع کیا اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا چنانچہ وہاں پہنچ کر ان کو زمین دی پھر واپس تشریف لے آئے۔

بعد میں اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ بن گئے اس وقت یہ حضرت وائل بن حجر، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لیے یمن سے دمشق تشریف لائے تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا اور ان کا بڑا اکرام کیا اور حسن سلوک فرمایا۔ (درس ترمذی: جلد ۴ صفحہ ۳۴۷)

خودکشی کرنے والا کافر نہیں ہے اس کی بھی مغفرت ہوسکتی ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمر والدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے قبیلہ کی طرف ہجرت کرنے کی درخواست لے کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مضبوط قلعہ اور محافظ جماعت کی طرف ہجرت کرنا منظور فرما سکتے ہیں؟ راوی کہتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ دوس کے پاس ایک قلعہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوش نصیبی کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے انصار کے لیے مقدر فرمادی تھی ان کے ساتھ جانے سے انکار کردیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہجرت کی تو طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی قوم کے ایک اور شخص نے بھی ساتھ ساتھ ہجرت کی اتفاق یہ کہ مدینہ کی آب وہوا انہیں موافق نہ آئی، ان کا رفیق بیمار پڑ گیا اور تکلیف برداشت نہ کرسکا اس نے اپنے تیر کا پیکان (بھالا) نکال کر اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے اس کے ہاتھوں سے خون بہہ نکلا یہاں تک کہ اس کی وفات ہوگئی۔

طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خواب میں دیکھا تو صورت ان کی بہت اچھی تھی مگر ہاتھ ڈھکے ہوئے تھے دریافت کیا کہ تمہارے پروردگار نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنے کی برکت سے مجھے بخش دیا گیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم اپنے ہاتھ ڈھانکے ہوئے کیوں نظر آرہے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھ سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ تم نے جو خود بگاڑا ہم اسے نہیں سنواریں گے طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے اللہ اس کے ہاتھوں کی بھی بخشش فرمادے!

توضیح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغفرت میں بھی تجزیہ (تقسیم و بٹوارہ) ہوسکتا ہے یہاں مغفرت نے طفیل کے رفیق کے سارے جسم کو تو گھیر لیا تھا مگر امانت الٰہیہ میں بیجا دست اندازی کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کو چھوڑ دیا تھا یہ شخص کیا ہی خوش نصیب تھا کہ اس کا مقدمہ رحمۃ للعالمین کے سامنے آگیا اور آپ کے مبارک ہاتھ اس کی سفارش کے لیے اٹھ گئے، پھر کیا تھا رحمت نے اس کی رگ رگ کو گھیر لیا۔ (مسلم، ترجمان السنہ: جلد۲ صفحہ ۱۲۴)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی عجیب وغریب فضیلت

۱۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جو شخص ان دونوں آیتوں کو رات کو پڑھ لے اسے یہ دونوں کافی ہیں۔

۲۔ مسند احمد میں ہے کہ میں سورۂ بقرہ کے خاتمہ کی آیتیں عرش تلے کے خزانہ سے دیا گیا ہوں مجھ سے پہلے کوئی نبی یہ نہیں دیا گیا۔

۳۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی تک پہنچے جو ساتویں آسمان میں ہے جو چیزیں آسمان کی طرف چڑھتی ہیں وہ یہیں تک پہنچتی ہے پھر یہاں سے لے لی جاتی ہے اسے سونے کی ٹڈیاں ڈھکے ہوئے تھیں، وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں (۱) پانچوں وقت کی نمازیں (۲) سورۂ بقرہ کی خاتمہ کی آیتیں (۳) اور توحید والوں کے تمام گناہوں کی بخشش۔

۴۔ مسند (احمد) میں ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ بقرہ کی ان دونوں آخری آیتوں کو پڑھتے رہا کرو، میں انہیں عرش کے نیچے خزانوں سے دیا گیا ہوں۔

۵۔ ابن مردویہ میں ہے کہ ہمیں لوگوں پر تین فضیلتیں دی گئی ہیں، میں سورۂ بقرہ کی یہ آخری آیتیں عرش تلے کے خزانوں سے دیا گیا ہوں جو نہ مجھ سے پہلے کسی کو دی گئیں نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی۔

۶۔ ابن مردویہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اسلام کے جاننے والوں میں سے کوئی شخص آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخر کی آیتیں پڑھے بغیر سو جائے۔ یہ وہ خزانہ ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرش تلے کے خزانہ سے دیئے گئے ہیں۔

۷۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی جس میں سے دو آیتیں اتار کر سورۂ بقرہ ختم کی جس گھر میں یہ تین راتوں تک پڑھی جائیں اس کے گھر کے قریب بھی شیطان نہیں جاسکتا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے غریب بتلاتے ہیں لیکن حاکم اپنی مستدرک میں اسے صحیح کہتے ہیں۔

۸۔ ابن مردویہ میں ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ بقرہ کا خاتمہ اور آیت الکرسی پڑھتے تو ہنس دیتے اور فرماتے کہ یہ دونوں رحمٰن کے عرش تلے کا خزانہ ہیں اور

جب آیت ﴿مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً یُّجْزَبِہٖ﴾ (سورۂ نساء، آیت ۱۲۳) اور آیت ﴿ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی﴾ (سورۂ النجم: آیت ۳۹ تا ۴۱) پڑھتے زبان سے انااللہ الخ نکل جاتا اور سست ہو جاتے۔

۹۔ ابن مردویہ میں ہے کہ مجھے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں عرش کے نیچے سے دی گئی ہیں اور مفصل کی سورتیں اور زیادہ ہے۔

۱۰۔ حدیث میں ہے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بھی تھے کہ اچانک ایک دہشت ناک بہت بڑے دھماکہ کی آواز آسمان سے آئی حضرت جبرئیل امین نے اوپر کو آنکھیں اٹھائیں اور فرمایا کہ آسمان کا یہ وہ دروازہ کھلا ہے جو آج تک کبھی نہیں کھلا تھا اس سے ایک فرشتہ اترا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ خوش ہو جایئے! آپ کو وہ دو نور دیئے جاتے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں، ان میں سے ایک ایک حرف پر آپ کو نور دیا جائے گا۔ (مسلم)

پس یہ دس حدیثیں ان مبارک آیتوں کی فضیلت میں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ۱ صفحہ ۳۸۳)

پریشانیوں کا نفسیاتی علاج

فرمایا حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دنیا کی تمام پریشانیوں سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ پریشانیوں کو پریشانیاں نہ سمجھو۔ تو کوئی پریشانی نہیں رہتی۔ نفسیات کو علاج میں بڑا دخل ہے۔ آج کل ہر بیماری کا نفسیات سے علاج ہو رہا ہے۔ نفسیات کیا ہے کہ دماغ کو اس تکلیف سے ہٹالو تو تکلیف جاتی رہتی ہے۔ یعنی اگر کسی کو بخار ہے اور دوسرے نے کہہ دیا کہ یہ بخار بہت خطرناک ہے۔ تو اب تک کو خطرناک نہ تھا۔ ہاں اب خطرناک بن گیا۔ اسی طرح اگر پریشانی کو یہ سمجھا جائے کہ یہ پریشانی کچھ بھی نہیں ہے تو وہ پریشانی نہیں رہتی۔ (مجالس مفتی اعظم پاکستان)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کا لقب کیوں ملا؟

ابن ابی حاتم میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عادت تھی کہ مہمانوں کے ساتھ کھائیں، ایک دن آپ مہمان کی جستجو میں نکلے کوئی نہ ملا واپس آئے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا ہوا ہے پوچھا اے اللہ کے بندے تجھے میرے گھر میں آنے کی اجازت کس نے دی؟ اس نے کہا اس مکان کے حقیقی مالک نے، پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ملک الموت ہوں! مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ میں اسے یہ بشارت سنا دوں کہ خدا نے اسے اپنا خلیل کرلیا ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا پھر تو مجھے ضرور بتایئے کہ وہ بزرگ کون ہے؟ خدا کی قسم وہ زمین کے کسی دور کے گوشے میں ہوں، میں ضرور ان سے جا کر ملاقات کروں گا۔ پھر اپنی باقی زندگی ان کے قدموں میں ہی گزاروں گا یہ سن کر حضرت ملک الموت نے کہا: وہ شخص خود آپ ہیں آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا سچ مچ میں ہی ہوں؟ فرشتے نے کہا: ہاں آپ ہی ہیں آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا آپ مجھے یہ بھی بتائیں گے کہ کس بنا پر کن امور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا؟ فرشتے نے فرمایا اس لیے کہ تم ہر ایک کو دیتے رہتے ہو اور کسی سے خود کچھ طلب نہیں کرتے۔

اور روایت میں ہے کہ جب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل خدا کے ممتاز اور مبارک لقب سے خدا نے ملقب کیا تب سے ان کے دل میں اس قدر خوف خدا اور ہیبت رب سما گئی کہ ان کے دل کا اچھلنا دور سے اس طرح سنا جاتا تھا جس طرح فضا میں پرندہ کی پرواز کی آواز۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ا صفحہ ۶۴۴)

مختلف امراض میں مرنے کے فضائل

(۱) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں قتل کے علاوہ شہادت کی سات قسمیں اور بھی ہیں (۱) پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔ (۲) ڈوب کر مرنے والا شہید ہے۔ (۳) نمونیا والا شہید ہے۔ (۴) طاعون میں مرنے والا شہید ہے۔ (۵) آگ میں جل کر مرنے والا شہید ہے (۶) جو کسی چیز کے نیچے دب کر مر جائے وہ شہید ہے (۷) عورت حالت حمل یا حالت نفاس میں مر جائے تو شہید ہے۔

مسلمان کے دل کو اچانک خوش کرو اللہ آپکے گناہ بخش دے گا

ایک شخص سات سو درہم کا مقروض تھا کچھ لوگوں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ آپ اس کا قرض ادا کر دیں انہوں نے منشی کو لکھا کہ فلاں شخص کو سات ہزار درہم دے دیئے جائیں یہ تحریر لے کر مقروض ان کے منشی کے پاس پہنچا اس نے خط پڑھ کر حامل رقعہ سے پوچھا کہ تم کو کتنی رقم چاہیے اس نے کہا میں سات سو کا مقروض ہوں اور اسی رقم کے لیے لوگوں نے ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کی ہے منشی کو خیال ہوا کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے سبقت قلم ہوگئی ہے اور وہ سات سو کے بجائے سات ہزار لکھ گئے ہیں، منشی نے حامل رقعہ سے کہا کہ خط میں کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے تم بیٹھو! میں ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے دوبارہ دریافت کر کے تم کو رقم دیتا ہوں اس نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھا کہ خط لانے والا تو صرف سات سو درہم کا طالب ہے اور آپ نے سات ہزار دینے کی ہدایت کی ہے سبقت قلم تو نہیں ہوگئی ہے؟ انہوں نے جواب میں لکھا کہ جس وقت تم کو یہ خط ملے اسی وقت اس شخص کو تم چودہ ہزار درہم دے دو منشی نے ازراہ ہمدردی ان کو دوبارہ لکھا کہ اسی طرح آپ اپنی دولت لٹاتے رہے تو جلد ہی سارا سرمایہ ختم ہو جائے گا منشی کی یہ ہمدردی اور خیر خواہی ان کو ناپسند ہوئی اور انہوں نے ذرا سخت لہجہ میں لکھا کہ اگر تم میرے ماتحت و مامور ہو تو میں جو حکم دیتا ہوں اس پر عمل کرو اور اگر تم مجھے اپنا مامور و محکوم سمجھتے ہو تو پھر تم آ کر میری جگہ پر بیٹھو، اس کے بعد جو تم حکم دو گے میں اس پر عمل کروں گا میرے سامنے مادی دولت و ثروت سے زیادہ قیمتی سرمایہ آخرت کا ثواب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد گرامی ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ:

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو اچانک اور غیر متوقع طور پر خوش کر دے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔

اس نے مجھ سے سات سو درہم کا مطالبہ کیا تھا، میں نے سوچا کہ اس کو سات ہزار ملیں گے تو یہ غیر متوقع رقم پا کر بہت زیادہ خوش ہوگا اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق میں ثواب کا مستحق ہوں گا دوبارہ رقعہ میں چودہ ہزار انہوں نے اس لیے کرایا کہ غالباً لینے والے کو سات ہزار کا علم ہو چکا تھا اس لیے اب زائد ہی رقم اس کے لیے غیر متوقع ہو سکتی تھی۔ (سیر صحابہ: جلد ۸ صفحہ ۳۲۲)

باخبر ہوکر بےخبر ہونا، عبداللہ مبارک رحمہ اللہ کی چھپی ہوئی نیکی

محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ طرطوس (شام) اکثر آیا کرتے تھے راستہ میں رقہ پڑتا تھا (خلفائے عباسیہ عموماً رقہ میں گرمی گزارتے تھے۔ یہ مقام نہایت ہی سرسبز اور شاداب ہے۔)

یہاں جس سرائے میں وہ قیام کرتے تھے اس میں ایک نوجوان بھی رہا کرتا تھا جب تک ان کا قیام رہتا یہ نوجوان ان سے سماع حدیث کرتا اور ان کی خدمت میں لگا رہتا تھا ایک بار یہ پہنچے تو اس کو نہیں پایا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ قرض کے سلسلہ میں قید کر دیا گیا ہے، انہوں نے قرض کی مقدار اور صاحب قرض کے بارے میں معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ فلاں شخص کا دس درہم کا مقروض تھا اس نے دعویٰ کیا تھا اور عدم ادائیگی کی صورت میں وہ قید کر دیا گیا...... عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرض خواہ کو تنہائی میں بلایا اور اس سے کہا کہ بھائی اپنے قرض کی رقم مجھ سے لے لو اور اس نوجوان کو رہا کر دو یہ کہہ کر اس سے یہ قسم بھی لی کہ وہ اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرے گا، اس نے اسے منظور کر لیا ادھر آپ نے اس کی رہائی کا انتظام کیا اور اسی رات رخت سفر باندھ کر وہاں سے روانہ ہوگئے نوجوان رہا ہو کر سرائے میں پہنچا تو اس کو آپ کی آمد و رفت کی اطلاع ملی اس کو ملاقات نہ ہونے کا اتنا رنج ہوا کہ اسی وقت طرطوس کی طرف روانہ ہوگیا کئی منزل کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے اس کا حال دریافت کیا اس نے اپنے قید ہونے اور رہا ہونے کا ذکر کیا آپ نے پوچھا رہائی کیسے ہوئی بولا کہ کوئی اللہ کا بندہ سرائے میں آ کر ٹھہرا تھا اسی نے اپنی طرف سے قرض ادا کر کے مجھے رہا کر دیا گیا مگر میں اسے جانتا نہیں فرمایا کہ خدا کا شکر ادا کرو اس مصیبت سے تمہیں نجات ملی محمد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ ان کی وفات کے بعد قرض خواہ نے اس واقعہ کو لوگوں سے بیان کیا۔ (سیر صحابہ: جلد ۸ صفحہ ۳۳)

کہ تم خود مجنون ہو گئے جبکہ تم مجنونوں کے معالج تھے

ابن علیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس وقت کے ممتاز محدث اور امام تھے وہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے خاص احباب میں تھے تجارت میں بھی وہ ان کے شریک تھے اٹھنا، بیٹھنا بھی ساتھ تھا مگر انہوں نے بعض امراء کی مجالس میں جانا شروع کر دیا تھا، عبداللہ بن مبارک کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا اور ایک روز مجلس میں آئے تو ان سے مخاطب نہیں ہوئے ابن علیہ رحمہ اللہ تعالیٰ بہت پریشان ہوئے، مجلس میں کچھ نہ کہہ سکے گھر پہنچے تو بڑے اضطراب کی حالت میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ خط لکھا:

اے میرے سردار! مدتوں سے آپ کے احسانات میں ڈوبا ہوا ہوں قسم ہے خدا کی ان حسانات کو اپنے متعلقین کے حق میں برکت شمار کرتا تھا آپ نے مجھ کو نہ جانے کیوں اپنے سے جدا کر دیا؟ اور مجھ کو میرے ہم نشینوں میں کم رتبہ بنا دیا، میں آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ لیکن آپ نے میری طرف توجہ تک نہ کی اس عدم توجہی سے مجھے آپ کی ناراضگی کا علم ہوا اور مجھے اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ میری کون سی غلطی آپ کے غضب وغصہ کا سبب بنی ہے۔

اے میرے محترم! میری آنکھوں کے نور! میرے استاد! خدا کی قسم! آپ نے کیوں نہیں بتلایا کہ وہ کیا خطا ہوئی جس کی بنا پر میں آپ کی ان تمام نوازشوں اور کرم فرمائیوں سے جو میری غایت تمنا تھیں محروم ہو گیا۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ پر اثر خط پڑھا مگر ان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

چند اشعار جواباً ان کے پاس لکھ کر بھیج دیئے: ان اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

۱۔ اے علم کو ایک ایسا باز بنانے والے جو غریبوں کا مال سمیٹ کر کھا جاتا ہے۔

۲۔ تم نے دنیا اور اس کی لذتوں کے لیے ایسی تدبیر کی ہے جو دین کو مٹا کر رکھ دے گی۔

۳۔ تم خود مجنون ہو گئے جب کہ تم مجنونوں کا علاج تھے۔

۴۔ وہ تمام روایتیں آپ کی کیا ہوئیں جو ابن عون اور ابن سیرین رحمہم اللہ تعالیٰ سے آپ بیان کرتے ہیں۔ ۵۔ وہ روایتیں کہاں گئیں جن میں سلاطین سے ربط وضبط رکھنے کی وعید آئی ہے اگر تم کہو میں اس پر مجبور کیا گیا تو ایسا کیوں ہوا؟!

ابن علیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس قاصد یہ اشعار لے کر پہنچا اور انہوں نے پڑھا تو ان پر رقت طاری ہو گئی اور اسی وقت اپنے عہدہ سے استعفیٰ لکھ کر بھیج دیا۔ (سیر صحابہ: جلد ۸ صفحہ ۳۲۷)

فتنوں کے دور میں امت کو کیا کرنا چاہئے

کامیابی کا راز جوش کے ساتھ ہوش میں چھپا ہوا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ زمانہ قریب ہے جب کہ مسلمان کے لیے سب سے بہتر چند بکریاں ہوں گی جنہیں لے کر وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچانے کے لیے پہاڑوں کی چوٹیوں اور جنگلوں میں بھاگ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو فتنوں سے محفوظ رہا وہ بڑا خوش نصیب ہے تین بار فرمایا اور جو شخص ان میں پھنس گیا پھر اس نے ان پر صبر کیا اس کے تو کیا ہی کہنے!! (ابوداؤد)

تشریح: فتنوں کی ذات میں بڑی کشش ہوتی ہے بے دین ناسمجھی سے یا ان کو دین سمجھ کر ان کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اور جو دین دار ہیں وہ ان میں شرکت کے لیے مجبور ہو جاتے ہیں ان کی مثال ان متعدی امراض کی سی ہوتی ہے جو فضائے عالم میں دفعہ پھیل جائیں ایسی فضاء میں جا جا کر گھسنا صحت کی قوت کی علامت نہیں بلکہ اس سے لاپرواہی کی بات ہے عافیت اسی میں ہوتی ہے کہ اس فضاء ہی سے نکل بھاگے اس حقیقت پر امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مستقل باب قائم کر کے متنبہ کیا ہے اس کے بعد گزشتہ فتنوں کی تاریخ پر نظر ڈالو گے تو تم کو سلف صالح کا یہی طرز عمل نظر آئے گا کہ جب کبھی ان کے دور میں فتنوں نے منہ نکالا...... اگر وہ ان کو کچل نہیں سکے تو ان میں کودنے کے بجائے ہمیشہ ان سے کنارہ کش ہو گئے۔

اگر امت اسی ایک حدیث کو سمجھ لیتی تو کبھی فتنے زور نہ پکڑتے اور اگر بے دین اس میں مبتلا ہو بھی جاتے تو کم از کم دینداروں کا دین تو ان کی مضرتوں سے محفوظ رہ جاتا مگر جب اس حدیث کی رعایت نہ رہی تو بے دینوں نے فتنوں کو ہوا دی اور دینداروں نے اصلاح کی خاطر ان میں شرکت کی، پھر ان کی اصلاح کرنے کے بجائے خود اپنا دین بھی کھو بیٹھے۔" **واللہ المستعان**".

امت میں سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہے اس کے بارے میں یہ خاص طور پر تاکید کی

گئی ہے کہ کوئی شخص اس کو دیکھنے کے لیے نہ جائے کہ اس کے چہرے کی نحوست بھی مؤمن کے ایمان پر اثر انداز ہوگی۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ زبان اور تلوار دونوں کا جہاد اس امت کے فرائض میں سے ہے مگر یہاں وہ زمانہ مراد ہے جب کہ خود مسلمانوں میں انتشار پیدا ہو جائے حق و باطل کی تمیز باقی نہ رہے اور اصلاح کا قدم اٹھانا الٹا فساد کا باعث بن جائے۔

چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحابہ کے اندرونی مشاجرات میں جنگ کی شرکت کے لیے کہا گیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی:

﴿ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ ﴾ (سورۂ انفال: آیت ۳۹)

ترجمہ: ''کافروں سے اس وقت تک جنگ کرتے رہو جب تک کہ فتنہ نہ رہے''

توانہوں نے فرمایا: فتنوں کے فرو کے لیے جو جنگ تھی وہ ہم کر چکے اب تم اس جنگ کا آغاز کر رہے ہو جس سے اور فتنے پیدا ہوں گے۔

اپنی مادی اور روحانی طاقت کا اندازہ کئے بغیر فتنوں سے زور آزمائی کرنا صرف ایک جذبہ ہے اور فتنوں کو کچلنے کے لیے سامان مہیا کر لینا عقل اور شریعت کا حکم ہے جذبات جب انجام بینی سے یکسر خالی ہوں تو وہ بھی صرف دماغی فلسفہ میں مبتلا ہو کر رہ جاتے ہیں کامیابی کا راز جوش کے ساتھ ہوش میں چھپا ہوا ہے۔ (ترجمان السنہ: جلد۲ صفحہ ۲۴۰)

سمندر میں گم شدہ سوئی دعا کی برکت سے مل گئی

قبیلہ بنو سعد کے غلام حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعمیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سمندر کا سفر کر رہے تھے وہ اپنی کچھ کا پیاں سی رہے تھے اچانک ان کی سوئی سمندر میں گر گئی اور انہوں نے اسی وقت یوں دعا مانگی اے میرے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو میری سوئی ضرور واپس کر دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ سوئی سطح سمندر پر ظاہر ہوئی اور حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سوئی پکڑ لی۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ ۶۷۸)

توکل کی حقیقت

''اسلام اور تربیت اولاد'' کے نام سے ایک کتاب ہے اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی قوم سے ملے جو کچھ کام کاج نہ کرتے تھے تو آپ نے فرمایا تم لوگ کیا ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو متوکلین ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو متوکل تو درحقیقت وہ شخص ہے جو اپنا غلہ زمین میں ڈال کر اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص کام کاج سے ہاتھ کھینچ کر بیٹھ کر یہ دعا نہ کرے کہ اے اللہ! مجھے رزق عطا فرمادے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برسا کرتے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی وہ بزرگ ہیں جنہوں غرباء وفقراء کو اس بات سے روکا کہ وہ کام کاج چھوڑ کر لوگوں کے صدقات وخیرات پر تکیہ کر کے بیٹھ جائیں چنانچہ آپ نے فرمایا: اے غرباء وفقراء کی جماعت! اچھائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاؤ، اور مسلمانوں پر بوجھ نہ بنو۔ (اسلام اور تربیت اولاد: ۲/۳۴۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں کے ساتھ عجیب معاملہ

بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباس، عبیداللہ بن عباس اور کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور ان سے فرمایا بچو! تم میں سے جو دوڑ کر مجھ کو سب سے پہلے ہاتھ لگائے گا میں اس کو فلاں چیز دوں گا تینوں بھائی دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے چمٹ جاتا کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو سینہ سے لگاتے اور خوب پیار کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دعا دیتے تھے ''اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ'' اے اللہ اس کو کتاب اللہ کا علم اور دین کی سمجھ عطا فرما۔ (تذکرہ پچاس صحابہ)

مولانا روم کے والد اور بادشاہ کا واقعہ

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد اپنے زمانہ کے بڑے پایہ کے بزرگ تھے ان کی خدمت میں بادشاہ وقت بھی آتا تھا جب بادشاہ وقت نے دیکھا کہ مجلس کا عجیب حال ہے کہ وزیراعظم بھی وہاں موجود ہے اور دوسرے اور تیسرے نمبر کے وزراء بھی وہاں موجود ہیں اور سلطنت کے بڑے بڑے حکام وسرکردہ لوگ سارے وہاں موجود ہیں اور دوسری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو بڑے بڑے تاجر بھی وہاں موجود ہیں اور تیسری طرف دیکھتے ہیں تو علماء اور صلحاء بھی وہاں بیٹھے ہیں تو بادشاہ کو حیرت ہوئی کہ میرے دربار میں تو یہ لوگ آتے نہیں ہیں اور ان کے یہاں اس شان اور اتنی قدر کے ساتھ آکر بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہر ایک صورت سے سراپا محبت اور عظمت ٹپک رہی ہے اور ان کی بزرگی سب پر چھائی ہوئی ہے تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد بادشاہ کو بجائے حیرت کے غیرت پیدا ہونا شروع ہوگئی تو بادشاہ نے یہ تدبیر سوچی کہ ان کو مال اور خزانہ میں پھانس دیا جائے چنانچہ یہ کہہ کر ان بزرگ کے پاس خزانہ کی کنجیاں بھیج دیں کہ میرے پاس اور کچھ تو رہا نہیں سب آپ کے پاس ہے پس خزانہ کی کنجیاں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہیں رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد نے کنجیاں یہ کہہ کر واپس کر دیں کہ آج بدھ کا دن ہے اور کل تک مجھے مہلت دیجئے پرسوں جمعہ ہے میں جمعہ کی نماز پڑھ کر آپ کا شہر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سب چیزیں آپ کو مبارک ہوں۔ یہ خبر لوگوں کے درمیان اڑ گئی تو وزیروں کی طرف سے استعفیٰ کا سلسلہ شروع ہوگیا ایک وزیر کا استعفیٰ آیا پھر دوسرے کا آیا پھر تیسرے کا آیا کہ جب حضرت یہاں سے جارہے ہیں تو ہم بھی جارہے ہیں شہر کے جو بڑے معزز باوقار لوگ تھے وہ بھی چلے جانے کے لیے تیار ہوگئے جب بادشاہ نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا کہ اگر یہ سب چلے جائیں گے تو شہر کی جان اور شہر کی روح نکل جائے گی اور شہر کی جتنی رونق ہے سب ختم ہوجائے گی اس لیے خود حاضر ہوکر مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد سے معافی مانگی کہ مجھ سے گستاخی ہوگئی میں معافی چاہتا ہوں آپ یہاں سے تشریف نہ لے جائیں یہ سب اس لیے ہوا کہ مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد محترم نے ہر چیز کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلہ میں قربان کردیا تھا اس

کے نتیجہ میں اللہ نے ہر چیز کے دل میں ان کی محبت پیدا فرمادی تھی اور اللہ نے ان کو کامل ولایت عطاء فرمائی۔ "مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ" (جو میرے دوست سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں) کا پورا منظر نظر آ رہا تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل عبید اللہ بن زیاد کا حشر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اہل بیت کے قاتلوں کے سردار عبید اللہ بن زیاد کا حشر اس زمانہ کے لوگوں نے دیکھ لیا کہ ابراہیم بن اشتر نے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو کاٹ کر ایک مسجد کے صحن میں مولی، گاجر کی طرح ڈھیر لگا دیا۔ ترمذی شریف کے اندر حضرت عمارہ بن عمیر سے ایک روایت مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سروں کو مسجد کے صحن میں کاٹ کر ڈھیر لگا دیا گیا تو اس منظر کو دیکھنے کے لیے لوگوں کی ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی تو میں بھی گیا جس وقت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد لوگوں میں شور ہوتا رہا اور شور اس بات کا ہو رہا تھا کہ ان سروں میں ایک سانپ گشت کر رہا تھا اور گشت کرتا ہوا عبید اللہ بن زیاد کی ناک میں گھس جاتا تھا تھوڑی دیر اس کی ناک میں ٹھہرنے کے بعد پھر نکل کر غائب ہو جاتا تھا پھر تھوڑی دیر بعد آ کر اسی کی ناک میں گھستا تھا، میں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر مسلسل دو تین مرتبہ دیکھا ہے۔ (ترمذی شریف: ۲/ ۲۱۸، البدایہ والنہایہ: ۸/ ۲۸۱)

جس نے اللہ کے ولی کے ساتھ عداوت کی اس کا یہ حشر دنیا میں بھی لوگوں نے دیکھ لیا ہے اب آخرت میں کیا ہوگا وہ اللہ کو زیادہ معلوم ہے۔

اَقوال.... حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ

فرمایا: خلوص یہ ہے کہ ہر وقت اور ہر حال میں خالق کو دیکھے (نہ کہ مخلوق کو)

فرمایا: جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم میں وسعت دیتا ہے اور علم (لدنی) جو اس کو حاصل نہ تھا اس کو سکھاتا ہے۔

فرمایا: تصوف یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ صدق دل سے معاملہ کرے اور لوگوں کے ساتھ نیک خلق ہو۔

واعظ مدینہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تین اہم نصیحتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مدینہ والوں کے واعظ حضرت ابن ابی سائب رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا: تین کاموں میں میری بات مانو ورنہ میں تم سے سخت لڑائی کروں گی۔

حضرت ابن ابی سائب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا، وہ تین کام کیا ہیں؟ ام المومنین میں آپ کی بات ضرور مانوں گا..... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

پہلی بات: یہ ہے کہ تم دعاء میں بہ تکلیف قافیہ بندی سے بچو، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس طرح قصداً نہیں کیا کرتے تھے

دوسری بات: یہ ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ لوگوں میں بیان کیا کرو...... اور زیادہ کرنا چاہو تو دو دفعہ...... ورنہ زیادہ سے زیادہ تین دفعہ کیا کرو، اس سے زیادہ نہ کرو ورنہ لوگ (اللہ کی) اس کتاب سے اکتا جائیں گے۔

تیسری بات: یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہ کرنا کہ تم کسی جگہ جاؤ، اور وہاں والے آپس میں بات کر رہے ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر اپنا بیان شروع کر دو۔ بلکہ انہیں اپنی بات کرنے دو، اور جب وہ تمہیں موقع دیں اور کہیں تو پھر ان میں بیان کرو۔ (حیاۃ الصحابہ: ۳/۲۳۹)

زبان کی تیزی کا نبوی علاج

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی زبان کی تیزی کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم استغفار سے کہاں غفلت میں پڑے ہو؟ میں تو روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں..... ابونعیم کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میری زبان گھر والوں کے بارے میں تیز ہو جاتی ہے جس سے مجھے ڈر ہے کہ یہ مجھے آگ میں داخل کر دے گی آگے پچھلی حدیث جیسا مضمون ذکر کیا ہے کہ میں روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں، تم بھی استغفار کرو! استغفار کی کثرت سے زبان کی تیزی زائل ہو جائے گی۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۴۹)

مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمہ اللہ کی جرأت

۱۹۴۷ء کے ہنگاموں کے دوران حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی دہلی شہر کا گشت لگا رہے تھے اچانک دیکھا کہ کچھ نہتے مسلمان کسی مومن کی نماز جنازہ کی تیاریاں شروع کررہے ہیں۔ جنازہ سامنے رکھا ہوا ہے۔ مولانا تیزی سے اس مقام پر پہنچے تو صف بندی ہو چکی تھی مولانا کی نظر اچانک سامنے پڑی تو دیکھا کہ چند فوجی اسلحہ سے لیس چلے آرہے ہیں مسلمانوں کو صف باندھے دیکھ کر فوجیوں نے گولی چلانے کا ارادہ کرلیا اور بندوقیں سیدھی کرلیں۔ اگر چند لمحے اسی طرح بیت جاتے تو ان میں سے کوئی نہ بچتا۔ مولانا اس منظر کو دیکھ کر موٹر سے کود ے اور آناً فاناً ان درندہ صفت فوجیوں کے سامنے جادھمکے اور گرج کر پوچھا۔

''ان نہتے مسلمانوں پر گوی چلانے کا تمہیں کس نے اختیار دیا ہے''۔

فوجی مولانا کی اس بے باکی اور غیر معمولی جرأت پر حیران رہ گئے۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ: ''یہ سب مسلمان مل کر ہم پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں''۔

مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ نے فرمایا: ''کیا یہ نہتے مسلمان جن کے سامنے ایک بھائی کا جنازہ رکھا ہے تم پر حملہ کرسکتے ہیں؟ اگر تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں کے خون سے اس طرح ہولی کھیلو تو یہ حفظ الرحمٰن کی زندگی تک ممکن نہیں میں ہرگز یہ نہیں ہونے دوں گا''۔ (بیس بڑے مسلمان ص ۹۲۴)

پریشانیوں سے نجات کا نبوی نسخہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص کسی مصیبت یا پریشانی میں گرفتار ہو اسے چاہے کہ اذان کے وقت کا منتظر رہے اور اذان کا جواب دینے کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھے اور اس کے بعد اپنی حاجت اور خوش حالی کی دعا کرے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوگی دعائے مبارک یہ ہے: ''**اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الصَّادِقَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا دَعْوَۃِ الْحَقِّ وَکَلِمَۃِ التَّقْوٰی اَحْیِنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلَیْھَا وَابْعَثْنَا عَلَیْھَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِیَارِ اَھْلِھَا اَحْیَاءً وَاَمْوَاتًا**۔'' (حصن حصین ص ۱۱۸)

میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کا آسان نسخہ

میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کا آسان نسخہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے دعائیں کرتے رہیں انشاء اللہ چند دنوں میں ایسی عجیب محبت پیدا ہوجائے گی کہ جس کا دونوں کو وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔ یاد رکھیے: اینٹ کو اینٹ سے ملانے کے لیے سیمنٹ کی ضرورت ہے لکڑی کو لکڑی سے ملانے کے لیے کیل کی ضرورت ہے کاغذ کو کاغد سے ملانے کے لیے گوند کی ضرورت ہے۔ لیکن دو دلوں کو ملانے کیلئے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کی ضرورت ہے اس کے لیے ظاہری تدبیر بیوی کی طرف سے جائز کاموں میں شوہر کی پوری اطاعت اور درج ذیل الفاظ کہنا ہے:

۱۔ جی ہاں، جی ہاں، جی ہاں ۲۔ اچھا، اچھا، اچھا ۳۔ آئندہ نہیں ہوگا، آئندہ نہیں ہوگا۔ ۴۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی کروں گی، جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی کروں گی۔ ۵۔ معاف فرمادیجئے، معاف فرمادیجئے۔ ۶۔ آپ صحیح فرمارہے ہیں، آپ صحیح فرمارہے ہیں۔

اور باطنی تدبیر یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے دل سے دعائیں کریں۔ ایک دوسرے کو خوب معاف کرکے ایک دوسرے کو اپنے حالات سے مجبور سمجھ کر بے قصور سمجھیں اس کی غلطیوں پر دل میں اس کیخلاف اٹھنے والے غم وغصہ کے جذبات کو پیار ومحبت، شفقت اور رحمت کی تھپکی دے کر سلادیں۔

جنات کے شر سے حفاظت کا بہترین نسخہ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حمص سے چلا اور رات کو زمین کے ایک خاص ٹکڑے میں پہنچا تو اس علاقہ کے جنات میرے پاس آگئے اس پر میں نے سورۂ اعراف کی یہ آیت آخر تک پڑھی:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الاعراف: آیت ۵۴)

اس پر ان جنات نے ایک دوسرے سے کہا اب تو صبح تک اس کا پہرہ دو (چنانچہ انہوں نے ساری رات میرا پہرہ دیا) صبح کو میں سواری پر سوار ہوکر وہاں سے چل دیا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۳۶)

شادی سادی ہونی چاہئے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ طواف کررہے تھے میں نے طواف کے دوران حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوان کی بیٹی سے شادی کا پیغام دیا تو وہ خاموش رہے اور میرے پیغام کا کوئی جواب نہ دیا میں نے کہا اگر یہ راضی ہوتے کوئی نہ کوئی جواب ضرور دیتے اب اللہ کی قسم میں ان سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کروں گا اللہ کی شان وہ مجھ سے پہلے مدینہ واپس پہنچ گئے میں بعد میں مدینہ آیا چنانچہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں داخل ہوا اور جا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوسلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کرنے کی کوشش کی پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے خوش آمدید کہا اور فرمایا کب آئے ہو؟ میں نے کہا ابھی پہنچا ہوں انہوں نے فرمایا ہم لوگ طواف کررہے تھے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہونے کا دھیان جمارہے تھے اس وقت تم نے مجھ سے میری بیٹی سودہ بنت عبداللہ کا ذکر کیا تھا حالانکہ تم مجھ سے اس بارے میں کسی اور جگہ بھی مل سکتے تھے میں نے کہا ایسا ہونا مقدر تھا۔ اس لئے ایسا ہو گیا انہوں نے فرمایا: اب تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: اب تو پہلے سے بھی زیادہ تقاضا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت سالم اور حضرت عبداللہ کو بلا کر میری شادی کردی۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ۴۵۳)

حالات کی قسمیں

حالات دو قسم کے ہیں نعمت اور مصیبت۔ نعمت سے مسرت ہوتی ہے اور مسرت کی وجہ سے منعم کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے۔ بخلاف مصیبت کے کہ اس میں ناگواری ہوتی ہے اور صبر کا موقع مصیبت ہے اور مصیبت کہتے ہیں حالة غير ملا بسة للنفس (مصیبت وہ حالت ہے جو نفس کو ناگوار ہو) اس کی دو قسمیں ہیں ایک صورت مصیبت اور ایک حقیقت مصیبت جس مصیبت سے انقباض اور پریشانی بڑھے وہ تو گناہوں کی وجہ سے ہے۔ (اور حقیقت میں مصیبت یہی ہے) اور جس سے تعلق مع اللہ میں ترقی ہو۔ تسلیم ورضا زیادہ ہو وہ حقیقت میں مصیبت نہیں گو صورت مصیبت کی ہو۔

مصیبت کے بعض پہلوؤں میں منافع بھی ہوتے ہیں

دنیا کی ہر نوع اور اس کا ہر ہر فرد مصیبت بھی اپنے اندر رکھتا ہے اور نعمت بھی۔ اگر ایک وقت وہ مضر ہے تو دوسرے وقت نافع بھی ہے۔ اگر سانپ بچھو کا زہر ایک وقت سبب مصیبت ہے تو دوسرے وقت وہی زہر دواؤں کے سلسلے میں اعضاء انسانی کے لئے طاقت بخش اور ذریعہ حیات نفس ونسل بھی ہے۔ اگر دکھ اور بیماریاں اذیت کا باعث ہیں۔ تو بعد صحت وہی بیماریاں بدن کے تنقیہ اور اندرونی صفائی کا باعث بھی ثابت ہوتی ہیں۔ جس سے صحت اور زیادہ ترقی کر جاتی ہے۔

قصاص میں مقتول کا قتل خود اس کیلئے موت ہے۔ مگر ملت کے لئے حیات ہے۔ پیٹ کی آنتوں اور معدہ کا نجاسات سے پر ہونا ان اعضاء کیلئے باعث ننگ وعار ہے۔ مگر مجموعہ بدن کے لئے رونق بشرہ اور سبب عزووقار ہے۔

بہر حال ان متضاد اشیاء کے تزاحم اور تضاد سے اگر آفات آتی ہیں تو وہ ہر جہت سے آفت نہیں ہوتیں۔ کسی کے لئے اگر آفت ہوتی ہیں تو کسی کے لئے نعمت وراحت بھی ہوتی ہیں۔

مقتدائے دین اور مشائخ بیمار ہوتے ہیں تو وہ ضعفاء اور کم ہمت جو دین کے کنوئیں تک نہیں جاسکتے۔ تو بیماری کی راہ سے کنواں وہاں تک پہنچادیا جاتا ہے۔ میں حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے بارے میں کہا کرتا ہوں کہ مولانا جب بیمار ہو کر علاج کے لئے بمبئ تشریف لے گئے تو بمبئ کے کتنے لوگوں کو دینی نفع ہوا اور کتنے ڈاکٹروں کی اصلاح ہوئی۔ (مجالس ابرار)

جہنم کی آگ سے بچنے کا بہترین نسخہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص بیماری میں مندرجہ ذیل کلمات پڑھے پھر وہ مرجائے تو جہنم کی آگ اسے چکھے گی بھی نہیں۔

"لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (ترمذی شریف حدیث نمبر ۳۴۳۰)

حقیقت راحت

لوگ آج کل سامان راحت کو مقصود سمجھتے ہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر کسی پر پھانسی کا مقدمہ قائم ہو جائے اور سامان راحت اس کے پاس سب کچھ ہو تو کیا اسے کچھ راحت ہوگی ہر گز نہیں اور کچھ نہیں اور اگر ایک لنگوٹا بند بھی اس کے ساتھ قید ہوا ہو اور چند روز کے بعد وہ رہا ہو جائے تو گو اس کے گھر میں سامان راحت کچھ نہیں مگر دیکھ لیجئے کہ رہائی کی خبر سن کر اس کے یہاں کیسی عید آئے گی۔ اگر ایک امیر کبیر کو پھانسی کا حکم ہو جائے اور اس سے کہا جائے کہ تم اس پر راضی ہو کہ یہ تمام دولت اس غریب کو دے دو اور یہ تمہاری عوض پھانسی لے لے تو وہ یقیناً قبول کر لے گا۔ اب بتلائیے کہ یہ قبول کیوں ہوا اس لئے کہ دولت کے بدلے میں ایک مصیبت سے نجات ہوئی اور راحت نصیب ہوئی۔

معلوم ہوا کہ راحت اور چیز ہے اور سامان راحت اور چیز ہے یہ ضروری نہیں کہ جس کے پاس سامان راحت نہ ہو اس کو راحت حاصل نہ ہو اور میں فقط دلیل ہی سے نہیں بلکہ مشاہدہ سے دکھلاتا ہوں کہ آپ ایک تو کامل دیندار شخص کو لیں مگر ہم جیسا دیندار نہیں بلکہ واقع میں کامل دیندار ہو اور ایک نواب یا رئیس کو لے لیں پھر ان کی نجی حالت کا موازنہ کریں تو واللہ ثم واللہ وہ دیندار تو آپ کو سلطنت میں نظر آئے گا اور یہ نواب و رئیس مصیبت میں گرفتار نظر آئے گا مشاہدہ کے بعد تو آپ مانیں گے کہ راحت کا مدار سامان پر نہیں۔ باقی میں سامان سے منع نہیں کرتا بلکہ دین کے برباد کرنے سے منع کرتا ہوں اگر دین کے ساتھ یہ سامان دنیا بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ شریعت نے ضعفاء کو سامان راحت جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ (آداب انسانیت)

دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لیجئے گناہوں سے محفوظ رہو گے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو صبح کی نماز کے بعد دس مرتبہ قل هو الله احد (یعنی سورۂ اخلاص) پڑھے گا وہ سارا دن گناہوں سے محفوظ رہے گا چاہے شیطان کتنا ہی زور لگائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح اور شام تین مرتبہ قل هو الله احد (یعنی سورۂ اخلاص) اور معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ الناس) پڑھا کرو، ان کا پڑھنا ہر چیز سے کفایت کرے گا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۲۴)

قبر سے آواز آئی کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! خدا نے مجھے دونوں جنتیں بخشی ہیں

کہتے ہیں کہ ایک نوجوان ایک مسجد میں بیٹھا عبادت کرتا رہتا تھا ایک عورت اس کی دیوانی ہوگئی اس کو اپنی طرف مائل کرتی رہتی تھی حتیٰ کہ ایک دن وہ اس کے گھر آہی گیا اب فوراً اس کو یہ آیت یاد آ گئی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ﴾ (سورۂ اعراف: آیت ۲۰۱)

ترجمہ: ''جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف آ جاتا ہے تو وہ (فوراً خدا کی) یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

اور ساتھ ہی وہ غش کھا کر گر پڑا جب ہوش آیا تو پھر یہی آیت پڑھنے لگا، پڑھتے پڑھتے جان دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اس کے پاس سے تعزیت کی، وہ رات کو دفن کر دیا گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بعض ساتھیوں کو لے کر اس قبر پر گئے اس کی نماز مغفرت پڑھی پھر قبر سے مخاطب ہو کر یوں بولنے لگے:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ (سورۂ رحمٰن: آیت ۴۶)

ترجمہ: اے نوجوان! جو خدا تعالیٰ سے ڈر گیا اس کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے دو جنتیں ہیں۔''

اس آیت کریمہ کو سن کر قبر کے اندر سے آواز آئی اے عمر! خدا نے مجھے دونوں جنتیں بخشی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ۴ صفحہ ۲۶۲)

شب معراج میں فرشتوں نے پچھنا لگانے کی تاکید فرمائی تھی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں پیش آنے والی جو باتیں بیان فرمائیں ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ فرشتوں کی جس جماعت پر بھی گزرے انہوں نے کہا کہ آپ اپنی امت کو حجامت یعنی پچھنے لگانے کا حکم دیجئے۔ (مشکوۃ المصابیح: ص ۳۸۹) عرب میں پچھنے لگانے کا بہت رواج تھا اس سے زائد خون اور فاسد خون نکل جاتا ہے بلڈ پریشر کا مرض جو عام ہو گیا ہے اس کا بہت اچھا علاج ہے لوگوں نے اسے بالکل ہی چھوڑ دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر اور مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگوائے تھے (حوالہ بالا)

شیطان کی خطرناک چالیں

ایک عورت بکریاں چرایا کرتی تھی اور ایک راہب کی خانقاہ تلے رات گزارا کرتی تھی اس کے چار بھائی تھے ایک دن شیطان نے راہب کو گدگدایا وہ اس سے زنا کر بیٹھا، اسے حمل رہ گیا شیطان نے راہب کے دل مین (یہ بات) ڈالی کہ اب بڑی رسوائی ہوگی، اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے مار ڈال اور کہیں دفن کردے، تیرے تقدس کو دیکھتے ہوئے تیری طرف تو کسی کا خیال بھی نہ جائے گا اور اگر بالفرض پھر بھی کچھ پوچھ گچھ ہوتو جھوٹ موٹ کہہ دینا بھلا کون ہے جو تیری بات کو غلط جانے؟ اس کی سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی، ایک روز رات کے وقت موقعہ پر اس عورت کو جان سے مار ڈالا اور کسی اجڑی جگہ زمین میں دبا آیا۔

اب شیطان اس کے چاروں بھائیوں کے پاس پہنچا، اور ہر ایک کے خواب میں اسے سارا واقعہ کہہ سنایا، اور اس کے دفن کی جگہ بھی بتادی صبح جب یہ جاگے تو ایک نے کہا کہ آج کی رات تو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے، ہمت نہیں پڑتی کہ آپ سے بیان کروں، دوسرے نے کہا کہ نہیں کہو تو سہی، چنانچہ اس نے اپنا پورا خواب بیان کیا کہ اس طرح فلاں عابد نے اس (کی بہن) سے بدکاری کی، پھر جب حمل ٹھہر گیا تو اسے قتل کردیا اور فلاں جگہ اس کی لاش دبا آیا ان تینوں میں سے ہر ایک نے کہا مجھے بھی یہی خواب میں آیا ہے اب تو انہیں یقین ہوگیا کہ سچا خواب ہے۔

چنانچہ انہوں نے جا کر حکومت کو اطلاع دی اور بادشاہ کے حکم سے اس راہب کو خانقاہ سے ساتھ لیا اور اس جگہ پہنچ کر زمین کھود کر اس کی لاش برآمد کی کامل ثبوت کے بعد اسے شاہی دربار میں لے چلے اس وقت شیطان اس کے سامنے ظاہر ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب میرے کئے کوتک (کرتوت) ہیں اب بھی اگر تو مجھے راضی کرلے تو جان بچادوں گا اس نے کہا جو تو کہے! کہا مجھے سجدہ کرلے، اس نے یہ بھی کردیا، پس پورا بے ایمان بنا کر شیطان کہتا ہے میں تجھ سے بری ہوں، میں تو اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا رب ہے ڈرتا ہوں چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا اور پادری صاحب کو قتل کردیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ۵ صفحہ ۳۲۲، ۳۲۳)

پڑوسی کے شر سے بچنے کا نبوی نسخہ

حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا پڑوسی مجھے اتنا ستاتا ہے کہ اس نے میری زندگی تلخ کر دی میں نے خوشامدیں کر لیں سب کچھ کر لیا مگر ایسا موذی ہے کہ رات دن مجھے ایذا پہنچاتا ہے یا رسول اللہ! میں کیا کروں میں تو عاجز آ گیا فرمایا ''میں تدبیر بتلاتا ہوں، وہ یہ کہ سارا سامان گھر سے نکال کر سڑک پر رکھ دے اور سامان کے اوپر بیٹھ جا اور جو آ کے پوچھے کہ بھائی گھر کے ہوتے ہوئے سڑک پر کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ کہنا پڑوسی ستاتا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ بھائی گھر چھوڑ دو، اس واسطے میں نے چھوڑ دیا چنانچہ لوگ آئے پوچھا کہ بھئی! گھر کیوں چھوڑ دیا گھر موجود ہے سامان یہاں کیوں ہے؟ اس نے کہا جی کیا کروں، پڑوسی نے ستانے میں انتہا کر دی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ بھئی گھر چھوڑ دے تو جو سنے وہ کہے لعنت اس پڑوسی کے اوپر جو آ رہا ہے، واقعہ سن رہا ہے لعنت لعنت کرتا ہے مدینہ میں صبح سے شام تک ہزاروں لعنتیں اس پر ہوئیں۔ لعنتوں کی تسبیح پڑھی جانے لگی۔

وہ پڑوسی موذی عاجز آیا اس نے آگے ہاتھ جوڑے اور کہا خدا کے واسطے گھر چل میری زندگی تو تباہ و برباد ہو گئی اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ عمر بھر اب کبھی نہیں ستاؤں گا بلکہ تیری خدمت کروں گا اب انہوں نے نخرے کرنے شروع کر دیئے کہ بتا پھر تو نہیں ستائے گا؟ اس نے کہا حلف اٹھاتا ہوں کبھی نہیں ستاؤں گا الغرض اسے گھر میں لایا سارا سامان خود رکھا اور روزانہ ایذاء پہنچانے کے بجائے خدمت شروع کر دی۔

تو تدبیر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تدبیر عقل سے بتلائی تھی وحی کے ذریعہ سے نہیں تو پیغمبر عقلمند بھی اتنے ہوتے ہیں کہ انکی عقل کے سامنے دنیا کی عقل گرد ہوتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل اللہ سے تعلق قوی ہونے کا نام ہے اللہ سے تعلق ہو گا تو دل کا راستہ سیدھا ہو گا۔ عقلمندی یہی ہے کہ اخیر تک کی بات آدمی کو سیدھی نظر آ جائے وہ بغیر تعلق مع اللہ کے نہیں ہوتی تعلق اللہ سے نہ رہے پھر آدمی عقلمند بنے وہ عقل نہیں چالاکی وعیاری ہوتی ہے عیاری اور چیز ہے عقلمندی اور چیز ہے چالاکی میں دھوکہ دہی ہوتی ہے دھوکہ دہی سے اپنی غرض پوری کی جاتی ہے عقل میں کسی کو دھوکہ نہیں دیا جاتا سیدھی بات تدبیر سے انجام دی جاتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کی نسبت اللہ سے کس کا تعلق زیادہ مضبوط ہو سکتا ہے؟ تو ان سے زیادہ عقل بھی کس کی کامل ہو سکتی ہے؟ (اس حدیث کا مضمون دیکھئے تفسیر ابن کثیر: جلد ۱ صفحہ ۶۵۹)

ایک نوجوان صحابی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت پر جو دعا دی ہے کسی پر نہیں دی حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر کہا کہ حضور! آپ سے مجھے بہت محبت ہے جو حکم دیں کروں گا فرمایا اپنی ماں کا گلا کاٹ لا امتحان تھا فوراً تلوار اٹھا کر ماں کی طرف چلے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس بلا کر کہا کہ میں رشتے کاٹنے کے واسطے نہیں آیا تیری محبت کا امتحان تھا۔

اس واقعہ کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پوچھنے آئے تعلق والوں کی پوچھ ہوا کرتی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش تھے تھوڑی دیر کے بعد بیٹھنے کے بعد فرمایا کہ یہ چل دینے والا ہے اس کے مرنے کی اطلاع مجھے کرنا یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تشریف لے جاتے ہی انہیں ہوش آیا کہنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پوچھنے نہیں آئے؟ کہا گیا آئے تھے کہنے لگے جب مر جاؤں خود ہی دفن کر دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع نہ کرنا کہ میرے محلے میں یہودی رہتے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے رات یہاں تشریف لائیں تو ممکن ہے کسی یہودی سے انہیں تکلیف پہنچے میرے نام پر حبیب کو ایک ذرہ کی تکلیف برداشت نہیں ہے۔

چنانچہ انتقال ہوا۔ رشتے داروں نے نہلا دھلا کر کفن پہنا کر دفن کر دیا اس زمانہ میں مرنے والوں کے رشتہ دار دور دور سے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انتظار نہیں (کیونکہ آپ کا حکم ہے کہ تدفین میں جلدی کرو) مرنے اور دفن میں یوں وقت نہیں لگتا تھا ارے وہاں تو حکم ہے کہ میت کو جلدی سے لے کر چلو اگر اچھا آدمی ہے تو اسے تاخیر کر کے اس کی نعمتوں سے کیوں محروم کر رہے ہو؟ اور اگر برا آدمی ہے پھر اسے اپنے کندھوں پر کیوں اٹھا رکھا ہے؟ جلدی اس وجہ سے کروائی کہ اس کا عذاب گھر ہی میں شروع نہ ہو جائے تاریخ اس کی شاہد ہے عبید اللہ بن زیاد جس کے حکم پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے وہ قتل ہوا اس کا سر رکھا ہوا تھا ایک اژدھا آیا ناک میں گھس کر منہ سے نکل آیا دو مرتبہ ایسا ہی کیا سلیمان (عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے پہلے بادشاہ) کی

میت کو جب قبر میں رکھا جانے لگا میت ہلی لڑکے نے کہا میرا باپ زندہ ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جلدی کرو دفن میں خدا کی پکڑ نے آلیا ہے۔

الغرض صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر ملی سبب معلوم ہوا قبر پر گئے دعا میں یہ بھی کہا: اے اللہ تو اس سے ایسے مل کہ تو اسے دیکھ کر ہنس رہا ہو، یہ تجھے دیکھ کر ہنس رہا ہو، یہ محبت کا انعام ہے، جس میں انسان کو محبوب کے علاوہ اور کچھ نہیں بھاتا محبت اگر آگئی تو سارے عمل آجائیں گے اس محبت کے واسطے اعمال پر محنت مانگی جاتی ہے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۲ صفحہ ۴۱۳)

عافیت طلب کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کے فضائل بیان فرمائے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ ہر مرض کسی خاص محل یا عضو پر پڑتا ہے لیکن بخار ایسا مرض ہے کہ اندر سے لے کر باہر تک ناخن تک پر اس کا اثر ہوتا ہے تو پورے بدن کا کفارہ ہوتا ہے۔

جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سنا تو جا کر دعا کی کہ اے اللہ بخار ٹھہر جائے کسی وقت نہ اترے۔ مگر میں جمعہ اور نماز میں جاتا رہوں۔ معذور ہو کر نہ جاؤں۔ مگر بخار ہر وقت رہے۔ بخار ٹھہر گیا۔ بہر حال صحابہ ولی ہیں مستجاب الدعوات ہیں۔ مساجد میں تو حاضر ہوتے رہے مگر بخار تو بخار ہی ہے رنگ جلنا شروع ہوا۔ سوکھنے شروع ہوئے۔ یہ حالت دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو ہریرہؓ تمہارا کیا حال ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے بخار کے فضائل بیان فرمائے تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ بارہ مہینہ بخار مجھے رہا کرے فرمایا بندہ خدا! یہ مطلب تھوڑے ہی تھا کہ بخار کو خود مانگا کرو۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ آجائے تو صبر کرو۔ یہ مطلب نہیں کہ مانگ مانگ کر مصیبتیں مول لو۔

چنانچہ آپ نے پھر دعا کی تو بخار زائل ہو گیا۔ اور فرمایا اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگا کرو۔

آسمان کی طرف سر اٹھا کر استغفار کیجئے اللہ مسکرا کر معاف کر دیں گے

حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیچھے بٹھایا اور حرہ کی طرف لے گئے، پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، میں نے کہا: اے امیر المومنین! پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، یہ کیا بات ہے؟

انہوں نے فرمایا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے اپنے پیچھے بٹھایا تھا پھر مجھے ''حرہ'' کی طرف لے گئے تھے پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف فرما کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ پہلے آپ نے اپنے رب سے استغفار کیا پھر میری طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے، اس کی کیا وجہ ہے؟

فرمایا: میں اس وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ میرا رب اپنے بندے پر تعجب کر کے مسکراتا ہے (اور کہتا ہے) اس بندے کو معلوم ہے کہ میرے علاوہ اور کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳ صفحہ ۳۵۰)

بیماروں کی عیادت کی فضیلت

حدیث میں ہے کہ جو کوئی مریض کو صبح صبح جا کر پوچھے (یعنی مزاج پرسی کرے) تو اس کے لئے ستر ہزار فرشتے شام تک دعا کرتے ہیں اور شام کو پوچھے تو اتنے ہی فرشتے صبح تک دعا کرتے ہیں۔ مریض کی عیادت کرنا ایسا کام ہے کہ اس سے اپنے کو بھی آرام ملتا ہے تو اگر چہ یہ کام اپنی راحت کا بھی ہے مگر اس پر بھی کس قدر ثواب ہے۔

شریعت نے مریض کی مزاج پرسی کی کس قدر ترغیب دی ہے اور اس پر اتنا ثواب دیا جاتا ہے۔ اب اگر کوئی بیمار کی خدمت بھی کر دے تو سمجھئے کس قدر ثواب ہوگا۔

مصائب کی نوعیت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ امراض ومصائب کی تین حالتیں ہیں۔ بعض حالات میں وہ عذاب اور قہر خداوندی ہوتے ہیں اور بعض میں گناہوں کا کفارہ اور بعض میں رفع درجات اور یہی پہچان ہر ایک کی ہے کہ اگر امراض ومصائب کے ساتھ مصیبت زدہ کو تقدیر الٰہی پر غصہ اور اس سے شکایت پیدا ہوتو وہ علامت قہر خداوندی اور عذاب کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ اس پر صبر کرے تو یہ علامت کفارہ ذنوب ہونے کی ہے اور اگر صبر کے ساتھ رضا اور قلب میں انشراح محسوس کرے تو وہ علامت رفع درجات کی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء کے مصائب تیسری قسم میں داخل ہیں اور عام مومنین قسم دوم میں اور اول قسم اکثر کفار کا حال ہوتا ہے خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین (کشکول ص ۸۴)

جنات کے شر سے بچنے کا بہترین نسخہ

موطا امام مالک میں بروایت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مرسلاً) نقل کیا ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات میں سے ایک عفریت کو دیکھا جو آگ کا شعلہ لئے ہوئے آپ کا پیچھا کر رہا تھا آپ جب بھی (دائیں بائیں) التفات فرماتے وہ نظر پڑ جاتا تھا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتادوں کہ انکو آپ پڑھ لینگے تو اس کا شعلہ بجھ جائے گا اور یہ اپنے منہ کے بل گر پڑیگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں بتادو! اس پر جبرئیل امین نے کہا کہ یہ کلمات پڑھیں:

"اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ اللّٰاتِیْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّمَا يُنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَشَرِّمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَشَرِّمَا ذَرَاَ فِی الْاَرْضِ وَشَرِّمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يُطْرَقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَانُ!"

قرآن کی ایک دعا جس کے ہر جملے کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے قبول کیا، اچھا میں نے دیا''

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانیاں بخشنے کا خوب مشاہدہ کر چکا ہوں اگلی امتوں میں بڑی سختیاں تھیں اس امت پر وہ احکام ہلکے کر دیئے گئے ہیں اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت سے دل کے خیالات اور ارادوں پر گرفت نہیں کرتا جب تک وہ زبان سے بول نہ چکیں یا عمل نہ کر چکیں فرمایا کہ میری امت سے خطا اور نسیان معاف کر دیا گیا بھول چوک سے اگر کچھ ہو یا بہ حالت جبر کیا ہو تو اس کو قابل معافی سمجھا گیا ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس دعاء کے مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۚ (سورۂ بقرہ کی آخری آیت)

ترجمہ:۔ (۱) اے ہمارے رب! ہم پر داروگیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں (۲) اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے (۳) اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالئے جس (کے اٹھانے) کی ہم میں سکت نہ ہو (۴) اور درگزر کیجئے ہم سے (۵) اور بخش دیجئے ہم کو (۶) اور رحم کیجئے ہم پر (۷) اور آپ ہمارے کارساز ہیں، سو مدد کیجئے ہماری (اور غالب کیجئے ہم کو) کافر لوگوں پر۔''

صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ اس دعا کے ذریعے خدا سے مانگا جاتا ہے تو ہر سوال پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اچھا میں نے دیا، میں نے قبول کیا۔'' (تفسیر ابن کثیر: جلد ۲ صفحہ ۲۳۱)

بے نمازی کی نحوست

ایک بزرگ صاحب کشف تھے ایک بار کسی اکرام کرنے والے نے ان کی دعوت کی دستر خوان پر کھانا رکھا گیا جس میں روٹیاں بھی تھیں اور روٹیاں دو عورتوں نے بنائی تھیں جب بزرگ دستر خوان پر تشریف فرما ہوئے تو روٹی کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہاتھ روک لیے اور روٹیوں کو دو حصوں میں الگ کیا ایک حصہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ روٹی جس نے بھی بنائی ہے وہ بے نمازی ہے۔

مسلمان کو کپڑا پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سائل آیا (اور اس نے کچھ مانگا) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: رمضان کے روزے رکھتے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تم نے مانگا ہے اور مانگنے والے کا حق ہوتا ہے اور یہ ہم پر حق ہے کہ ہم تمہارے اوپر احسان کریں، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے کپڑا دیا اور فرمایا:

میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان بھی کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے تو جب تک اس کے جسم پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا رہے گا اس وقت تک وہ پہنانے والا اللہ کی حفاظت میں رہے گا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۲ صفحہ ۲۷۲)

اہم دعا اور اس کا ادب

حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی کو بیماری وغیرہ میں مبتلا دیکھو تو خدا کا شکر کرو کہ تم کو اس میں مبتلا نہ کیا اور ایک دعا بتلائی گئی ہے کہ اس کو پڑھا کرو وہ یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا.

اور یہ ضروری نہیں کہ عربی ہی میں پڑھی جائے اگر اردو ترجمہ کر کے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

ترجمہ: ''خدا کا شکر ہے اور اس کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس تکلیف سے محفوظ رکھا اور اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی''۔

مگر ساتھ ہی فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ دعا آہستہ سے پڑھے زور سے نہ پڑھے تاکہ اس کو رنج نہ ہو۔ (مذہب و سیاست)

پہلوان امام بخش کا قصہ

ایک بزرگ کا پڑوس میں ایک قبرستان میں جانا ہوا جہاں انہیں فاتحہ پڑھنی تھی وہ فاتحہ پڑھ کر آگے بڑھنے لگے اچانک ایک بوسیدہ قبر کو دیکھا گویا وہ کہہ رہی ہے حضرت ہمیں بھی کچھ عطیہ اور تحفہ دیتے جایئے ہم بھی محتاج ہیں وہ بزرگ اس قبر پر آئے اور جو اللہ نے توفیق دی آپ نے پڑھا اچانک ان کی نظر کتبہ پر پڑی جو قبر کے قریب پڑا ہوا تھا اس کتبہ کو اٹھا کر انہوں نے صاف کیا جس پر لکھا ہوا تھا رستم ہند امام بخش۔ یہ وہ پہلوان تھے جنہیں راجہ مہاراجہ ہاتھی بھیج کر گھر بلاتے تھے اور قالین پر بٹھاتے تھے آج ایک سبحان اللہ کے محتاج ہیں۔

چنگیز خان اور سکندر اعظم کی قبریں کہاں ہیں؟

تاریخ اسلام میں ہے جب چنگیز خاں کا انتقال ہونے لگا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے یہ وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو فلاں درخت کے نیچے مجھے دفنا دینا انتقال ہوا درخت کے نیچے دفنایا گیا اتفاق سے دوسرے روز بارش شروع ہوئی اور چھ ماہ تک بارش ہوتی رہی وہ جگہ جنگل میں تبدیل ہوگئی اور وہ درخت اس جنگل میں مل گیا لوگوں کو پتہ نہ رہا کہ چنگیز خاں کو کس درخت کے نیچے دفنایا گیا تھا وہ ظالم قوم جنہوں نے بیک وقت بیس بیس لاکھ انسانوں کو قتل کیا جو گھوڑے کی پشت سے تین تین روز تک اترتے نہیں تھے پیاس لگتی تو گھوڑے کی پشت پر خنجر مارتے کٹورا ساتھ ہوتا کٹورے کو خون سے بھرتے اور اسے پی جاتے یہ ان کا پانی تھا آج ان کے سردار کی قبر کا ٹھکانہ نہیں۔

خطبات حکیم الاسلام میں مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سکندر اعظم کی قبر عراق کے بابل کے کھنڈرات میں ہے لیکن قبرستان میں کوئی صحیح قبر نہیں بتا سکتا۔ جب کوئی سیاح سیر کو یا تفریح کو جاتا ہے تو وہاں کے گائیڈ کچھ قبروں کی طرف اشارہ کر کے بتاتے ہیں کہ انہیں قبروں میں ایک قبر سکندر اعظم کی ہے۔

فائدہ: جس انسان نے دنیا فتح کی آج اس کی قبر کی نشاندہی مشکل ہے اس لیے انسان اپنے ایمان اور اعمال بنانے کی فکر کرے اور اللہ کی بارگاہ میں اتنا مقبول ہو جائے کہ لوگ اس کے لیے دعا کریں۔

ماں کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب المفرد میں لکھا ہے کہ ایک قبرستان میں مغرب کے بعد ایک قبر پھٹتی تھی اس میں سے ایک شخص نکلتا جس کا سر گدھے کے مانند تھا گدھے کی آواز نکال کر چند لمحے بعد قبر میں چلا جاتا تھا کسی نے لوگوں سے پوچھا کہ آخر اس قبر والے کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہو رہا ہے؟ کیا وجہ ہے؟ بتانے والے نے بتایا کہ یہ آدمی شراب پیتا تھا جب اس کی ماں اسے ڈانٹتی تو کہتا کہ کیوں گدھے کی طرح چلاتی ہے؟

فائدہ: ماں کا ادب بہت ضروری ہے حدیث میں ہے کہ ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہے، اور باپ جنت کا دروازہ ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نورانی ارشادات

۱۔ علم کا تقاضا عمل ہے اگر تم علم پر عمل کرتے تو دنیا سے بھاگتے کیوں کہ علم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو حب دنیا پر دلالت کرتی ہو۔

۲۔ عالم اگر زاہد نہ ہو تو اپنے زمانے والوں پر عذاب ہے۔

۳۔ مومن اپنے اہل وعیال کو اللہ پر چھوڑتا ہے اور منافق زر و مال پر۔

۴۔ اپنی مصیبتوں کو چھپاؤ اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔

۵۔ بہترین عمل لوگوں کو دینا ہے، لوگوں سے لینا نہیں۔

۶۔ ظالم اپنے ظلم سے مظلوم کی دنیا خراب کرتا ہے اور اپنی آخرت۔

۷۔ وہ روزی جس پر شکر نہ ہو اور وہ تنگی جس پر صبر نہ ہو فتنہ ہے۔

۸۔ جسے کوئی ایذا نہ پہنچے اس میں کوئی خوبی نہیں۔

۹۔ مسکینوں کو ناخوش رکھ کر اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا ممکن نہیں۔

۱۰۔ میں ایسے مشائخ کی صحبت میں رہا ہوں کہ ان میں کسی ایک کی دانت کی سفیدی میں نے نہیں دیکھی۔

۱۱۔ دنیادار دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا پھل

جو انسان دین میں عقلی گھوڑے دوڑاتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال فرماتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنی رات گئے گھر سے کیوں نکلے؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بھوک نے گھر سے نکالا، نیند نہیں آ رہی تھی کچھ دور آگے بڑھے تو دیکھا کہ کچھ صحابہ بھی بیٹھے ہیں ان سے جب دریافت کیا تو انہوں نے بھی یہی عذر پیش کیا، سامنے ایک کھجور کا درخت تھا سردی کا موسم تھا حالانکہ سردی کے موسم میں کھجور نہیں ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''اے علی! اس درخت سے کہو کہ اللہ کا رسول کہتا ہے کہ ہمیں کھجوریں کھلاؤ۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ درخت کے قریب گئے اور فرمایا اے درخت اللہ کا رسول کہتا ہے کہ ہمیں کھجوریں کھلاؤ۔ حدیث میں ہے کہ درخت کے پتوں سے کھجوریں گرنے لگیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دامن بھرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقیر کو مال بھی دیتی تھیں اور دعا بھی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جب کوئی سائل آتا اور دعائیں دیتا جیسا کہ سائلین کا طریق ہے تو ام المومنین بھی اس فقیر کو دعائیں دیتیں اور بعد میں کچھ خیرات دیتیں کسی نے کہا اے ام المومنین آپ سائل کو صدقہ بھی دیتی ہو اور جس طرح وہ آپ کو دعا دیتا ہے اسی طرح آپ بھی دعا دیتی ہو فرمایا کہ اگر میں اس کو دعا نہ دوں اور فقط صدقہ دوں تو اس کا احسان مجھ پر زیادہ رہے اس لیے کہ دعا صدقے سے کہیں بہتر ہے اس لیے دعا کی مکافات دعا سے کرتی ہوں تاکہ میرا صدقہ خالص رہے کسی احسان کے مقابل میں نہ ہو۔

مرگی کی بیماری پرصبر کرنیوالی خاتون کوحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

کہتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کومرگی کی بیماری تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگی! یارسول اللہ! خدا تعالیٰ سے میری شفا کے لیے دعا فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہی تیری مرضی ہے تو میں خدا سے دعا کرتا ہوں وہ تجھے شفا دے گا اور اگر تو چاہے تو صبر کر اور بروز قیامت حساب تجھ سے اٹھ جائے وہ کہنے لگی اچھا میں بیماری پر صبر کرلوں گی جب کہ مجھے حساب سے آزاد کیا جاسکتا ہے وہ یہ کہہ رہی تھی کہ مجھے مرگی کی بیماری ہے ہوش وحواس رخصت ہوجاتے ہیں جسم پر سے کپڑا کھل جاتا ہے برہنہ ہوجاتی ہوں بیماری دور نہ ہوتو نہ ہو دعا کیجئے کم از کم میرا کپڑا نہ کھلنے پائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور پھر کبھی بحالت مرگی کپڑا اس کے جسم سے نہ ہٹا۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

بری صحبت کا انجام

بری صحبت زہر سے زیادہ مہلک ہوتی ہے جس کا انجام ذلت ورسوائی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اسی طرح نیک صحبت تریاق ہوتی ہے جو سینکڑوں برائیوں سے حفاظت کا ذریعہ بنتی ہے۔

عقل مند انسان کو جیسے نیکی کی تلاش رہتی ہے ویسے ہی بدی سے اجتناب (پرہیز) رہتا ہے انسان کو جس طرح نیکی کی ضرورت ہے اس سے کہیں زیادہ نیک صحبت کی ضرورت ہے اور جس طرح بدی سے بچنا ضروری ہے اس سے کہیں زیادہ بروں کی صحبت سے بچنا ضروری ہے حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا جس نے آغوش نبوت میں پرورش پائی، اور بیوی جو زندگی بھر رفیقۂ حیات رہی دونوں کا کافروں کی صحبت سے کفر پر خاتمہ ہوا۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو اپنی رباعی میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس طرح ادا کیا ہے:

پسر نوح بابداں بہ نشست　　　خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند　　　پئے نیکاں گرفت مردم شد
صحبت صالح ترا صالح کند　　　صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: ۱۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کے ساتھ بیٹھا تو اس سے نبوت کا خاندان چھوٹ گیا۔ ۲۔ اصحاب کہف کے کتے نے چند روز نیکوں کی صحبت اختیاری تو آدمی بن گیا۔ ۳۔ نیکوں کی صحبت تجھ کو نیک بنا دیتی ہے، بروں کی صحبت تجھے برا بنا دیتی ہے۔

زبان کا عالم دل کا جاہل اس امت کیلئے خطرناک ہے

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بصرہ کا وفد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا ان میں احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے سب کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانے دیا لیکن حضرت احنف بن قیس کو روک لیا اور انہیں ایک سال روکے رکھا اس کے بعد فرمایا: تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کیوں روکا تھا؟ میں نے اس وجہ سے روکا تھا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس منافق سے ڈرایا جو عالمانہ زبان والا ہو، مجھے ڈر ہوا کہ شاید تم بھی ان میں سے ہو، لیکن (میں نے ایک سال رکھ کر دیکھ لیا کہ) ان شاء اللہ تم ان میں سے نہیں۔ حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ اس منافق سے بچو جو عالم ہو، لوگوں نے پوچھا: منافق کیسے عالم ہوسکتا ہے؟ فرمایا بات تو حق کہے گا لیکن عمل منکرات پر کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم یہ بات کہا کرتے تھے کہ اس امت کو وہ منافق ہلاک کرے گا جو زبان کا عالم ہو۔ حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: ''اس امت پر سب سے زیادہ ڈر اس منافق سے ہے جو عالم ہو''، لوگوں نے پوچھا: اے امیر المومنین! منافق کیسے عالم ہوسکتا ہے؟ فرمایا وہ زبان کا تو عالم ہوگا لیکن دل اور عمل کا جاہل ہوگا۔'' (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۳۰۴)

ایک دعا جس کا ثواب اللہ نے چھپا رکھا ہے

ابن ماجہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے ایک مرتبہ کہا: ''یَا رَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ'' فرشتے گھبرا گئے کہ ہم اس کا کتنا اجر لکھیں آخر اللہ تعالیٰ سے انہوں نے عرض کی کہ تیرے ایک بندے نے ایک ایسا کلمہ کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اسے کس طرح لکھیں؟ پروردگار نے باوجود جاننے کے ان سے پوچھا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ انہوں بیان کیا کہ اس نے یہ کلمہ کہا ہے فرمایا: تم یونہی اسے لکھ لو میں آپ اسے اپنی ملاقات کے وقت اس کا اجر دے دوں گا۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد ۱ صفحہ ۴۶)

حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کا عجیب قصہ

قرآن پاک میں ہے: ﴿ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰهِ ﴾ (سورۂ لقمان:۱۲)
''اور ہم نے یقیناً لقمان کو حکمت دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کر''۔

حضرت لقمان علیہ السلام اللہ کے نیک بندے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت یعنی عقل وفہم اور دینی بصیرت میں ممتاز مقام عطا فرمایا تھا ان سے کسی نے پوچھا تمہیں یہ فہم وشعور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے فرمایا: راست بازی امانت داری اختیار کرنے اور بے فائدہ باتوں سے اجتناب کی وجہ سے۔

ان کی حکمت کا ایک واقعہ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ غلام تھے ان کے آقا نے کہا کہ بکری ذبح کرکے اس کے دو بہترین حصے لاؤ، چنانچہ وہ زبان اور دل نکال کر لے گئے ایک مدت کے بعد پھر آقا نے ان سے کہا کہ بکری ذبح کرکے اس کے سب سے بدترین حصے لاؤ، وہ پھر وہی زبان اور دل لے کر آئے۔ پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ زبان اور دل اگر صحیح ہوں تو یہ سب سے بہترین ہیں، اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان سے بدتر کوئی چیز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

دنیا قیامت کے دن خطرناک بڑھیا کی شکل میں لائی جائے گی

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: دنیا قیامت کے دن ایسی بڑھیا کی شکل میں لائی جائے گی جس کے سر کے بال کھچڑی ہو رہے ہوں گے جس کی آنکھیں نیلگوں ہوں گی جو دانت پھاڑ رہی ہوگی جو نہایت بدشکل ہوگی وہ مخلوقات کو جھانک کر دیکھے گی لوگوں سے دریافت کیا جائے گا اسے جانتے ہو؟ لوگ جواب دیں گے پناہ بخدا! جو ہم اسے جانیں، انہیں جتلایا جائے گا کہ یہ وہ دنیا ہے جس کی خاطر تم باہم جھگڑتے تھے رشتوں کو توڑتے تھے ایک دوسرے پر جیتے تھے اور باہم بغض ونفرت رکھتے تھے اور دھوکے میں رہتے تھے پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا وہ پکارے گی میرے رب! میرے پیرو اور میرے چیلے کہاں ہیں؟ اللہ عزوجل حکم دیں گے کہ: ''اس کے مریدوں اور چیلوں کو اس کے ساتھ ملا دو۔'' (رحمۃ اللہ الواسعہ: جلد اصفحہ ۸۲۱)

ابن مبارک رحمہ اللہ کئی لوگوں کو اپنے خرچ سے حج کراتے تھے

ان کی زندگی کا ایک خاص معمول زیارت حرمین شریف بھی تھا قریب قریب ہر سال اس سعادت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے، سفر حج کے موقع پر ان کا معمول تھا کہ سفر سے پہلے اپنے تمام رفقائے سفر سے کہتے کہ اپنی اپنی رقم سب لوگ میرے حوالہ کر دیں جب وہ لوگ حوالہ کر دیتے تو ہر ایک کی رقم کو الگ الگ ایک ایک تھیلی میں ہر ایک کا نام لکھ کر صندوق میں بند کر دیتے اور پورے سفر میں جو کچھ خرچ کرنا ہوتا وہ اپنی جیب سے کرتے ان کو اچھے سے اچھا کھانا کھلاتے ان کی دوسری ضروریات پوری کرتے جب فریضۂ حج ادا کر کے مدینہ منورہ پہنچتے تو رفقاء سے کہتے کہ اپنے اہل وعیال کے لیے جو چیزیں پسند ہوں خرید لیں۔ سفر حج ختم کر کے جب گھر واپس آتے تو تمام رفقائے سفر کی دعوت کرتے پھر وہ صندوق کھولتے جس میں لوگوں کی رقمیں رکھی ہوئی تھیں اور جس تھیلی پر جس کا نام ہوتا اس کے حوالہ کر دیتے راوی کا بیان ہے کہ زندگی بھر ان کا یہی معمول رہا۔ (سیر صحابہ: جلد ۸ صفحہ ۳۲۴)

ابن مبارک رحمہ اللہ کے استقبال کیلئے پورا شہر ٹوٹ پڑا

ایک بار عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ رقہ (خلفائے عباسیہ عموماً رقہ گرمی گزارتے تھے یہ مقام نہایت ہی سرسبز وشاداب ہے) آئے اس کا علم ہوا تو پورا شہر استقبال کے لیے ٹوٹ پڑا۔ ہارون رشید کی ایک لونڈی محل سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ خراسان کے ایک عالم عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ یہاں آئے ہیں انہی کے استقبال کے لیے یہ مجمع اُمڈ آیا ہے اس نے بے ساختہ کہا کہ:

''حقیقت میں خلیفۂ وقت یہ ہیں، ہارون نہیں، اس لیے کہ اس کے گرد کوئی مجمع بغیر پولیس، فوج اور اعوان وانصار اکٹھا نہیں ہوتا۔'' (سیر صحابہ: جلد ۸ صفحہ ۳۲۹)

کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے

حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سال قحط پڑا تو دیہاتی لوگ مدینہ منورہ آنے لگے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ہر صحابی ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کرلے جاتا اور اپنا مہمان بنالیتا اور اسے رات کا کھانا کھلاتا۔

چنانچہ ایک رات ایک دیہاتی آیا (اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاں لے آئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھوڑا سا کھانا اور کچھ دودھ تھا وہ دیہاتی یہ سب کچھ کھا پی گیا اور اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ نہ چھوڑا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یا دو راتیں اور اس کو ساتھ لاتے رہے اور وہ ہر روز سب کچھ کھا جاتا اس پر میں نے عرض کیا: اے اللہ! اس دیہاتی میں برکت نہ کر کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا کھانا کھا جاتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ نہیں چھوڑتا، پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اسے پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ساتھ لے کر آئے اس رات اس نے تھوڑا سا کھانا کھایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یہ وہی آدمی ہے؟ (جو پہلے سارا کھانا کھالیا کرتا تھا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں یہ وہی ہے لیکن پہلے کافر تھا اور اب مسلمان ہو گیا ہے) کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۲ صفحہ ۲۶۳)

لوگوں کے عیب نہ ٹٹولو ورنہ اللہ تعالیٰ رسوا کردے گا

حدیث شریف، میں ہے بندگان خدا کو ایذا نہ دو انہیں عار نہ دلاؤ ان کی پوشیدگیاں نہ ٹٹولو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ٹٹولے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کے پیچھے پڑ جائے گا اور اسے یہاں تک رسوا کرے گا کہ اس کے گھر والے بھی اسے بری نظر سے دیکھنے لگیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴۹۲/۳)

دو محبوب گھونٹ دو محبوب قطرے دو محبوب قدم

حضرت انس بن مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک نقل کرتے ہیں کہ کسی بندے نے کوئی دو گھونٹ ایسے نہیں پیے جو اللہ تعالیٰ کو ان دو گھونٹوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ ایک غصہ یا غضب کا گھونٹ۔ جو بردباری کی وجہ سے وہ نیچے اتار لیتا ہے۔ دوسرا مصیبت کا گھونٹ جسے آدمی صبر کے ساتھ نگل لیتا ہے۔ اور دو قطروں سے زیادہ محبوب کبھی دو قطرے نہیں بہائے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں خون کا قطرہ اور دوسرا رات کی تاریکی میں آنسو کا قطرہ جب کہ وہ اپنے رب کے حضور سر بسجود ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا۔ اور کسی بندے نے دو قدموں سے بڑھ کر کبھی قدم نہیں اٹھائے۔ جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہوں ایک فرض نماز کی ادائیگی کیلئے جو قدم اٹھاتا ہے اور دوسرا وہ قدم جو صلہ رحمی کے لئے اٹھاتا ہے۔

ایام بیماری میں تعریف کرنا

(۱) جب بندہ بیمار پڑ جاتا ہے تو اللہ پاک اس کے پاس دو فرشتوں کو یہ کہہ کر بھیجتے ہیں اس کو ذرا دیکھو اپنی عیادت کو آنے والوں سے یہ کیا کہتا ہے؟ پھر اگر وہ بیمار بندہ مزاج پرسی کے لئے آنے والوں کے سامنے اپنی اس حالت پر اللہ کی تعریف کرتا ہے تو فرشتے اس کے اس قول کو اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں حالانکہ اللہ پاک زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر ملائکہ سے ارشاد ہوتا ہے کہ اس کو اگر موت دے دی تو پھر اس کو جنت میں داخل کردوں گا۔ اور اگر شفاء دی تو پہلے گوشت سے بڑھیا گوشت اور پہلے خون سے بڑھیا خون اس کو دوں گا۔ اور اس کے گناہوں کو معاف کردوں گا۔

خلوت کے گناہوں کی وجہ سے مومنین کے دلوں میں نفرت ڈال دی جاتی ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آدمی کو اس سے بچتے رہنا چاہیے کہ مومنوں کے دل اس سے نفرت کرنے لگ جائیں اور اسے پتہ بھی نہ چلے، پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو ایسا کیوں ہوتا ہے؟ میں نے کہا نہیں: فرمایا: بندہ خلوت میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی نفرت مومنوں کے دل میں ڈال دیتے ہیں اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۲۷۶)

خواص کے بگاڑ سے عوام میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے

امت محمدیہ کے پانچ طبقے ہیں جب ان میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو سارا ماحول بگڑ جاتا ہے ایک روز میبّب بن واضح سے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ عام بگاڑ اور فساد کیسے پیدا ہوتا ہے؟ میبّب نے کہا کہ مجھے علم نہیں فرمایا کہ خواص کے بگاڑ سے عوام میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے پھر فرمایا کہ امت محمدیہ کے پانچ طبقے ہیں جب ان میں فساد اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو سارا ماحول بگڑ جاتا ہے۔

۱۔علماء: یہ انبیاء کے وارث ہیں مگر جب دنیا کی حرص وطمع میں پڑ جائیں تو پھر کس کو اپنا مقتدا بنایا جائے؟ ۲۔تجار: یہ اللہ کے امین ہیں جب یہ خیانت پر اتر آئیں تو پھر کس کو امین سمجھا جائے؟

۳۔مجاہدین: یہ اللہ کے مہمان ہیں جب یہ مال غنیمت کی چوری شروع کریں تو پھر دشمن پر فتح کس کے ذریعے حاصل کی جائے؟ ۴۔زہاد: یہ زمین کے اصل بادشاہ ہیں جب یہ لوگ برے ہو جائیں تو پھر کس کی پیروی کی جائے؟ ۵۔حکام: یہ مخلوق کے نگراں ہیں، جب یہ گلہ بان ہی بھیڑیا صفت ہو جائے تو گلہ کو کس کے ذریعہ بچایا جائے؟

کیا عورتیں مکر وفریب کی پیکر ہیں؟

سوال: بعد سلام یہ عرض ہے کہ بہت سے لوگ عورتوں کو طعنہ دیتے ہیں اور مکر وفریب کی پیکر بتلاتے ہین اور دلیل میں قرآن پاک کی آیت ﴿اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ﴾ (سورۂ یوسف: آیت ۲۸) (بے شک تمہاری چالبازی بہت بڑی ہے) پیش کرتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ برائے کرم مطلع فرمائیں (ایک دینی بہن)

جواب: یہ عزیز مصر کا قول ہے جو اس نے اپنی بیوی کی حرکت قبیحہ (بری حرکت) کو دیکھ کر عورتوں کی بابت کہا ہے اللہ نے سورۂ یوسف میں اس کو ذکر کیا ہے یہ نہ اللہ کا قول ہے اور نہ ہر عورت کے بارے میں صحیح ہے اس لیے اسے ہر عورت پر چسپاں کرنا اور اس بنیاد پر عورت کو مکر وفریب کا پتلا باور کرانا قرآن کا ہرگز منشا نہیں ہے۔ واللہ اعلم

جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے سمندر ہیں

جنت میں پانی کے چشمے ہیں جو کبھی بگڑتا نہیں متغیر نہیں ہوتا سڑتا نہیں نہ بدلو پیدا ہوتی ہے بہت صاف موتی جیسا ہے کوئی گدلا پن نہیں کوڑا کرکٹ نہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جنتی نہریں مشک کے پہاڑوں سے نکلتی ہیں۔

اس میں پانی کے علاوہ دودھ کی نہریں بھی ہیں جس کا مزہ کبھی بدلتا نہیں بہت سفید بہت میٹھا اور نہایت صاف وشفاف اور بامزہ پر ذائقہ۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ یہ دودھ جانوروں کے تھن سے نکلا ہوا نہیں بلکہ قدرتی ہے۔

اور نہریں ہوں گی شراب صاف کی جو پینے والے کا دل خوش کردیں دماغ کشادہ کریں جو شراب نہ تو بدبودار ہے نہ تلخی والی نہ بدمنظر ہے بلکہ دیکھنے میں بہت اچھی پینے میں لذیذ نہایت خوشبودار جس سے نہ عقل میں فتور آئے نہ دماغ میں چکر آئیں نہ بہکیں نہ بھٹکیں نہ نشہ چڑھے نہ عقل جائے حدیث میں ہے کہ یہ شراب بھی کسی کے ہاتھوں سے کشید کی ہوئی نہیں بلکہ خدا کے حکم سے تیار ہوئی ہے خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہے۔

جنت میں شہد کی نہریں بھی ہیں جو بہت صاف ہیں اور خوشبودار اور ذائقہ تو کہنا ہی کیا ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ یہ شہد بھی مکھیوں کے پیٹ سے نہیں۔ مسند احمد کی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے سمندر ہیں جن میں سے ان کی نہریں اور چشمے جاری ہوتے ہیں یہ حدیث ترمذی میں ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اسے حسن صحیح فرماتے ہیں۔ ابن مردویہ کی حدیث میں یہ ہے کہ نہریں جنت عدن سے نکلتی ہیں پھر ایک حوض میں آتی ہیں وہاں سے بذریعہ اور نہروں کے تمام جنتوں میں جاتی ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تم اللہ سے سوال کرو تو جنت الفردوس طلب کرو وہ سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ جنت ہے اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں اور اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔

طبرانی میں ہے حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وفد میں آئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جنت میں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صاف

شہد کی نہریں، اور بغیر نشے کے سر درد نہ کرنے والی شراب کی نہریں، اور نہ بگڑنے والی دودھ کی نہریں، اور خراب نہ ہونے والے شفاف پانی کی نہریں، اور طرح طرح کے میوہ جات عجیب وغریب بے مثل وبالکل تازہ اور پاک صاف بیویاں جو صالحین کو ملیں گی اور خود بھی صالحات ہوں گی دنیا کی لذتوں کی طرح ان سے لذتیں اٹھائیں گے ہاں وہاں بال بچے نہ ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال کرنا کہ جنت کی نہریں بھی دنیا کی نہروں کی طرح کھدی ہوئی زمین میں اور گڑھوں میں بہتی ہیں نہیں نہیں قسم خدا کی وہ صاف زمین پر یکساں جاری ہیں ان کے کنارے کنارے لؤلؤ اور موتیوں کے خیمے ہیں ان کی مٹی مشک خالص ہے وہاں ان کے لیے ہر طرح کے میوے اور پھول پھل ہیں جیسے اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِيْنَ ﴾ (سورۃ الدخان: آیت ۵۵) یعنی وہاں نہایت امن وامان کے ساتھ ہر قسم کے میوے وہ منگوائیں گے اور کھائیں گے اور آیت میں ہے ﴿ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴾ (سورۃ الرحمٰن: آیت ۵۲) دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میووں کے جوڑے ہیں ان تمام نعمتوں کے ساتھ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ رب خوش ہے وہ اپنی مغفرت ان کے لیے حلال کر چکا ہے انہیں نواز چکا ہے اور ان سے راضی ہو چکا ہے اب کوئی کھٹکا ہی نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵/۱۰۲،۱۰۳)

لایعنی باتوں سے پرہیز کیجئے

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے''

اگر کوئی اچھا مسلمان بننا چاہتا ہے تو وہ لایعنی اور فضول باتوں سے احتراز کرے اور لایعنی باتوں میں بکواس کرنا، خواہ مخواہ چوراہوں پر بھیڑ لگانا ہوٹل بازی کرنا یہ تمام باتیں شامل ہیں، مسلمان کو اس سے احتراز کرنا لازم ہے جو شخص لایعنی اور فضول باتوں میں پڑ جاتا ہے وہ اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سے لاپرواہ ہو جاتا ہے اور لوگوں کی نگاہوں سے گر جاتا ہے اس کی معاشرہ میں کوئی عزت نہیں ہوتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چند اہم نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے!

۱۔ تو اللہ کے حق کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت فرمائیں گے تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو ہر وقت اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔

۲۔ جب تو مانگے تو اللہ ہی سے مانگ۔

۳۔ جب مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کر۔

۴۔ اور اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ تمام امت اکٹھا ہو کر تجھے نفع پہنچانا چاہے تو اس کے علاوہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے۔

۵۔ اور تمام لوگ جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو اس کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ (ترمذی: ۲/۷۸)

سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا نبوی نسخہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حضور! جب میں آپ کو دیکھتا ہوں میرا جی خوش ہو جاتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں آپ ہمیں تمام چیزوں کی اصلیت سے خبردار کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ! تمام چیزیں پانی سے پیدا کی گئی ہیں۔

پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(۱) لوگوں کو سلام کیا کرو (۲) کھانا کھلایا کرو (۳) صلہ رحمی کرتے رہو (۴) اور رات کو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تم تہجد کی نماز پڑھا کرو تاکہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔" (تفسیر ابن کثیر: جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

جنت میں پردے گر گئے، شام ہوگئی جنت میں پردے ہٹ گئے، صبح ہوگئی

جنت میں صبح وشام باعتبار دنیا کے ہے وہاں رات نہیں بلکہ ہر وقت نور کا سماں ہے پردے گر جانے اور دروازے بند ہو جانے سے اہل جنت وقت شام کو اور اسی طرح پردوں کے ہٹ جانے اور دروازوں کے کھل جانے سے صبح کے وقت کو جان لیں گے ان دروازوں کا کھلنا اور بند ہونا بھی جنتیوں کے اشارے اور حکموں پر ہوگا یہ دروازے بھی اس قدر صاف شفاف آئینہ نما ہیں کہ باہر کی چیزیں اندر سے نظر آئیں چونکہ دنیا میں دن رات کی عادت تھی اس لیے جو وقت جب چاہیں گے پائیں گے چونکہ عرب صبح شام ہی کھانا کھانے کے عادی تھے اس لیے جنتی رزق کا وقت بھی وہی بتلایا گیا ہے ورنہ جنتی جو چاہیں جب چاہیں موجود پائیں گے۔

جنت میں نوجوان کنواری لڑکیوں کی بھی بارش ہوگی

جنت میں نیک لوگوں کے لیے خدا تعالیٰ کے ہاں جو نعمتیں ورحمتیں ہیں ان کا بیان ہورہا ہے کہ یہ کامیاب مقصد اور نصیب دار ہیں کہ جہنم سے نجات پائی اور جنت میں پہنچ گئے انہیں نوجوان کنواری حوریں بھی ملیں گی جو ابھرے ہوئے سینے والیاں اور ہم عمر ہوں گی ایک حدیث میں ہے کہ جنتیوں کے لباس ہی خدا کی رضامندی کے ہوں گے بادل ان پر آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ بتلاؤ ہم تم پر کیا برسائیں؟ پھر وہ جو فرمائیں گے بادل ان پر برسائیں گے یہاں تک کہ نوجوان کنواری لڑکیاں بھی ان پر برسیں گی۔ (ابن ابی حاتم)

انہیں شراب طہور کے چھلکتے ہوئے پاک صاف بھر پور جام پر جام ملیں گے جس میں نشہ نہ ہوگا کہ بے ہودہ گوئی اور لغو باتیں منہ سے نکلیں اور کان میں پڑیں جیسے اور جگہ ہے

﴿لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ﴾ (سورہ الطور: آیت ۲۳)

اس میں نہ لغو ہوگا نہ برائی اور نہ گناہ کی باتیں کوئی بات جھوٹ اور فضول نہ ہوگی وہ دارالسلام ہے جس میں کوئی عیب کی اور برائی کی بات ہی نہیں یہ جو کچھ بدلے ان پارسا لوگوں کو ملے ہیں یہ ان کے نیک اعمال کے نتیجے ہیں جو اللہ کے فضل وکرم سے اور اس کے احسان وانعام کی بنا پر انہیں ملے ہیں جو بے حد کافی وافی ہیں جو بکثرت اور بھر پور ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۴۹۹)

جنت کی عورتیں اپنے خاوند کا دل مٹھی میں رکھیں گی

جنت کی عورتیں اپنے خاوند کا دل مٹھی میں رکھیں گی جنت کی عورتیں خوش کلام ہیں اپنی باتوں سے اپنے خاوندوں کا دل موہ لیتی ہیں جب کچھ بولیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ پھول جھڑتے ہیں اور نور برستا ہے ابن ابی حاتم میں ہے کہ انہیں عرب اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کی بول چال عربی زبان میں ہوگی اتراب کے معنی ہیں ہم عمر یعنی تینتیس برس کی اور یہ معنی بھی ہیں کہ خاوند کی اور ان کی طبیعت خلق بالکل یکساں ہے جس سے وہ خوش یہ خوش، جو اسے ناپسند اسے بھی ناپسند۔ یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ آپس میں ان میں بیر بغض حسد اور رشک نہ ہوگا یہ سب آپس میں بھی ہم عمر ہوں گی تا کہ بے تکلفی سے ایک دوسری سے ملیں جلیں کھیلیں کودیں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ یہ جنتی حوریں ایک روح افزا باغ میں جمع ہوکر نہایت پیارے گلے سے گانا گائیں گی کہ ایسی سریلی اور رسیلی آواز مخلوق نے کبھی نہ سنی ہوگی۔ ابو یعلی میں ہے ان کے گانے میں یہ بھی ہوگا۔

نحن خیرات حسان خبئنا لازواج کرام

ترجمہ: ''ہم پاک صاف خوش وضع خوبصورت عورتیں ہیں جو بزرگ اور ذی عزت شوہروں کے لیے چھپا کر رکھی گئی تھیں۔''

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ میں نے ایک رات تہجد کی نماز کے بعد دعا مانگنی شروع کی چونکہ سخت سردی تھی بڑے زور کا پالا پڑ رہا تھا ہاتھ اٹھائے نہیں جاتے تھے اس لیے میں نے ایک ہاتھ سے دعا مانگی اور اسی حالت میں دعا مانگتے مانگتے مجھے نیند آ گئی خواب میں ایک حور کو دیکھا کہ اس جیسی خوب صورت نورانی شکل کبھی میری نگاہ سے نہیں گزری، اس نے مجھ سے کہا اے ابو سلیمان! ایک ہی ہاتھ سے دعا مانگنے لگے اور یہ خیال نہیں کہ پانچ سو سال سے اللہ تعالیٰ مجھے تمہارے لیے اپنی خاص نعمتوں میں پرورش کر رہا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۵/۲۵۷)

عبرت کی باتیں

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سب عبرت کی باتیں تھیں (مثلاً ان میں یہ مضمون بھی تھا کہ)

۱۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے اور وہ پھر خوش ہوتا ہے۔

۲۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے جہنم کا یقین ہے اور وہ پھر ہنستا ہے۔

۳۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے تقدیر کا یقین ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو بلا ضرورت تھکاتا ہے۔

۴۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جس نے دنیا کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ دنیا آنی جانی چیز ہے ایک جگہ رہتی نہیں اور پھر مطمئن ہو کر اس سے دل لگاتا ہے۔

۵۔ مجھے اس آدمی پر تعجب ہے جسے کل قیامت کے حساب کتاب پر یقین ہے اور پھر عمل نہیں کرتا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳: صفحہ ۵۵۶)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط میں یہ لکھا:

۱۔ امابعد تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ہر شر اور فتنے سے بچاتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کاموں کی کفایت کرتا ہے۔

۲۔ اور جو اللہ کو قرض دیتا ہے یعنی دوسروں پر اپنا مال اللہ کے لیے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔

۳۔ اور جو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نعمت بڑھاتا ہے۔

۴۔ اور تقویٰ ہر وقت تمہارا نصب العین اور تمہارے اعمال کا سہارا اور ستون اور تمہارے دل کی صفائی کرنے والا ہونا چاہئے۔

۵۔ جس کی کوئی نیت نہیں ہوگی اس کا کوئی عمل معتبر نہیں ہوگا۔

۶۔ جس نے ثواب لینے کی نیت سے عمل نہ کیا اسے کوئی اجر نہیں ملے گا۔

۷۔ جس میں نرمی نہیں ہوگی اسے اپنے مال سے بھی فائدہ نہیں ہوگا۔

۸۔ جب تک پہلا کپڑا پرانا نہ ہو جائے نیا نہیں پہننا چاہیے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳: صفحہ ۵۶۴)

حضرت عقبہ بن ابو الصہبا رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خنجر مارا تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! کیوں رو رہے ہو؟ عرض کیا کہ میں کیوں نہ روؤں جب کہ آج آپ کا آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا چار اور چار (کل آٹھ) چیزوں کو پلے باندھ لو، ان آٹھ چیزوں کو تم اختیار کرو گے تو پھر تمہارا کوئی عمل تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ابا جان! وہ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا:

۱۔ سب سے بڑی مالداری عقل مندی ہے یعنی مال سے بھی زیادہ کام آنے والی چیز عقل اور سمجھ ہے۔ ۲۔ اور سب سے بڑی فقیری حماقت اور بے وقوفی ہے۔

۳۔ سب سے زیادہ وحشت کی چیز اور سب سے بڑی تنہائی عجب اور خود پسندی ہے۔

۴۔ سب سے زیادہ بڑائی اچھے اخلاق ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا ابا جان! یہ چار چیزیں تو ہو گئیں باقی چار چیزیں بھی بتا دیں فرمایا:

۵۔ بے وقوف کی دوستی سے بچنا کیوں کہ وہ فائدہ پہنچاتے پہنچاتے تمہارا نقصان کر دیگا۔

۶۔ جھوٹے کی دوستی سے بچنا کیوں کہ جو تم سے دور ہے یعنی تمہارا دشمن ہے اسے تمہارے قریب کر دے گا اور جو تمہارے قریب ہے یعنی تمہارا دوست ہے اسے تم سے دور کر دیگا (یا وہ دور والی چیز کو نزدیک اور نزدیک والی چیز کو دور بتائے گا اور تمہارا نقصان کر دے گا)

۷۔ کنجوس کی دوستی سے بھی بچنا کیوں کہ جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی وہ اس وقت تم سے دور ہو جائے گا۔ ۸۔ بدکار کی دوستی سے بچنا کیوں کہ وہ تمہیں معمولی سی چیز کے بدلے میں بیچ دے گا۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد۳: صفحہ ۵۶۶)

سب حکمت و دانائی کی باتیں

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے لیے اٹھارہ باتیں مقرر کیں جو سب کی سب حکمت و دانائی کی باتیں تھی انہوں نے فرمایا:

۱۔ جو تمہارے بارے میں اللہ کی نافرمانی کرے تم اسے اس جیسی اور کوئی سزا نہیں دے سکتے کہ تم اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت کرو۔

۲۔ اور اپنے بھائی کی بات کو کسی اچھے رخ کی طرف لے جانے کی پوری کوشش کرو وہاں اگر وہ بات ایسی ہو کہ اسے اچھے رخ کی طرف لے جانے کی تم کوئی صورت نہ بنا سکو تو اور بات ہے۔

۳۔ اور مسلمان کی زبان سے جو بول بھی نکلا ہے اور تم اس کا کوئی بھی خیر کا مطلب نکال سکتے ہو تو اس سے برے مطلب کا گمان مت کرو۔

۴۔ جو آدمی خود ایسے کام کرتا ہے جس سے دوسروں کو بدگمانی کا موقع ملے تو وہ اپنے سے بدگمانی کرنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرے۔

۵۔ جو اپنے راز کو چھپائے گا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔

۶۔ سچے بھائیوں کے ساتھ رہنے کو لازم پکڑو ان کے سایۂ خیر میں زندگی گزارو کیونکہ وسعت اور اچھے حالات میں وہ لوگ تمہارے لئے زینت کا ذریعہ اور مصیبت میں حفاظت کا سامان ہوں گے۔ ۷۔ ہمیشہ سچ بولو چاہے سچ بولنے سے جان ہی چلی جائے۔

۸۔ بے فائدہ اور بے کار کاموں میں نہ لگو۔

۹۔ جو بات ابھی پیش نہیں آئی اس کے بارے میں مت پوچھو کیوں کہ جو پیش آ چکا ہے اس کے تقاضوں سے ہی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔

۱۰۔ اپنی حاجت اس کے پاس نہ لے جاؤ جو یہ نہیں چاہتا کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔

۱۱۔ جھوٹی قسم کو ہلکا نہ سمجھو ورنہ اللہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔

۱۲۔ بدکاروں کے ساتھ نہ رہو ورنہ تم بھی ان سے بدکاری سیکھ لو گے۔

۱۳۔ اپنے دشمن سے الگ رہو۔

۱۴۔ اپنے دوست سے بھی چوکنے رہو، لیکن اگر وہ امانت دار ہے تو پھر اس کی ضرورت نہیں اور امانت دار صرف وہی ہو سکتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہو۔

۱۵۔ قبرستان میں جا کر خشوع اختیار کرو۔

۱۶۔ اور جب اللہ کی فرماں برداری کا کام کرو تو عاجزی اور انکساری اختیار کرو۔

۱۷۔ اور جب اللہ کی نافرمانی ہو جائے تو اللہ کی پناہ چاہو۔

۱۸۔ اور اپنے تمام امور میں ان لوگوں سے مشورہ کیا کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

حضرت لقمان کی نصیحتیں

حضرت لقمان حکیم کا ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ خدا تعالیٰ کو جب کوئی چیز سونپ دی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے آپ نے اپنے بیٹے سے یہ بھی فرمایا تھا کہ حکمت سے مسکین لوگ بادشاہ بن جاتے ہیں۔

آپ کا فرمان ہے کہ جب کسی مجلس میں پہنچو پہلے اسلامی طریق کے مطابق سلام کرو پھر مجلس کے ایک طرف بیٹھ جاؤ دوسرے نہ بولیں تو تم بھی خاموش رہو۔ اگر وہ لوگ اللہ کا ذکر کریں تو تم ان میں سب سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرو اور اگر گپ شپ شروع کر دیں تو تم اس مجلس کو چھوڑ دو۔

مروی ہے کہ آپ اپنے بچے کو نصیحت کرنے کے لیے جب بیٹھے تو رائی کی بھری ہوئی ایک تھیلی اپنے پاس رکھ لی تھی اور ہر ہر نصیحت کے بعد ایک دانہ اس میں سے نکال لیتے یہاں تک کہ تھیلی خالی ہوگئی تو آپ نے فرمایا بچے اگر اتنی نصیحت کسی پہاڑ کو کرتا تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا، چنانچہ آپ کے صاحبزادے کا بھی یہی حال ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حبشیوں کو دیکھا کہ ان میں سے تین شخص اہل جنت کے سردار ہیں لقمان حکیم نجاشی رحمہ اللہ تعالیٰ اور بلال موذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۱۹۰، ۱۹۱)

قیامت کے دن صلہ رحمی کی رانیں ہرن کی رانوں کی طرح ہوں گی

مسند احمد میں ہے کہ صلہ رحمی قیامت کے دن رکھی جائے گی اس کی رانیں ہوں گی مثل ہرن کی رانوں کے، وہ بہت صاف اور تیز زبان سے بولے گی پس وہ (رحمت سے) کاٹ دیا جائے گا جو اسے کاٹتا تھا اور وہ ملایا جائے گا جو اسے ملاتا تھا۔

صلہ رحمی کے معنی ہیں: قرابت داروں کے ساتھ بات چیت میں، کام کاج میں سلوک واحسان کرنا اور ان کی مالی مشکلات میں ان کے کام آنا۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو پیدا کر چکا تو رحم (رشتہ داری) کھڑی ہوئی اور رحمٰن سے چمٹ گئی اس سے پوچھا گیا کیا بات ہے؟ اس نے کہا یہ مقام ہے ٹوٹنے سے تیری پناہ میں آنے کا۔ اس پر اللہ عزوجل نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تیرے ملانے والے کو میں (اپنی رحمت سے) ملاؤں اور تیرے کاٹنے والے کو میں (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں؟ اس نے کہا ہاں اس پر میں بہت خوش ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کشادہ روزی اور عمر دراز چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم (رشتہ داری) عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے ملائیں گے اور جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے کاٹیں گے (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے کہا: یا رسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ میں صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کرتے ہیں میں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں، وہ میرے ساتھ برا برتاؤ کرتے ہیں میں ان کی غلطیوں کو نظر انداز کرتا ہوں وہ میرے ساتھ جاہلانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو کہہ رہا ہے تو گویا ان کے منہ پر گرم راکھ ڈال رہا ہے (یعنی تو ان کو ذلیل ورسوا کر رہا ہے) اور جب تک تیری یہی حالت رہے گی تیرے ساتھ اللہ کی طرف سے ایک مددگار (فرشتہ) رہے گا۔ (مسلم شریف)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت تمیم داریؓ سے فرمایا اگر میری لڑکی ہوتی تو تجھے اپنا داماد بنالیتا

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام سے مدینہ آئے تو آپ اپنے ساتھ کچھ قندیلیں اور تھوڑا سا تیل بھی لیتے آئے مدینہ پہنچ کر قندیلوں میں تیل ڈال کر مسجد نبوی میں لٹکا دیں اور جب شام ہوئی تو انہوں نے انہیں جلا دیا اس سے پہلے مسجد میں روشنی نہیں ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کو روشن پایا تو دریافت فرمایا کہ مسجد میں روشنی کس نے کی ہے؟

صحابہ نے حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے ان کو دعائیں دیں اور فرمایا اگر کوئی میری لڑکی ہوتی تو میں تمیم سے اس کا نکاح کر دیتا اتفاق سے اس وقت نوفل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے انہوں نے اپنی بیوہ صاجبزادی ام المغیر ہ کو پیش کیا آپ نے اسی مجلس میں ام المغیر ہ سے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کر دیا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے رہنے والے تھے قبیلہ لخم سے نسبی تھا اور مذہباً عیسائی تھے اسلام لانے کے بعد جتنے غزوات پیش آئے سب میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفاف (گذارہ) کے لیے شام میں قریہ عینو کا ایک حصہ آپ کو دے دیا تھا اور اس کی تحریری سند بھی لکھ دی تھی مگر دیار محبوب کی محبت نے وطن کی محبت فراموش کر دی چنانچہ عہد نبوی کے بعد خلفائے ثلاثہ کے زمانہ تک آپ مدینہ ہی میں رہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ملی فتنہ وفساد شروع ہوا تو آپ بادل ناخواستہ مدینہ چھوڑ کر اپنے وطن شام چلے گئے۔

فتح الباری میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح باجماعت قائم کی تو مردوں کا امام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور عورتوں کا امام حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا ایک مرتبہ روح بن زنباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں گئے تو دیکھا کہ گھوڑے کیلئے جو صاف کر رہے ہیں اور گھر کے تمام لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہیں روح نے عرض کیا کیا ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اس کام کو کر سکے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ ٹھیک ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب

کوئی مسلمان اپنے گھوڑے کے لیے دانہ صاف کرتا ہے اور پھر اس کو کھلاتا ہے تو ہر دانہ کے بدلے سے ایک نیکی ملتی ہے'' اس لیے میں خود اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہوں تا کہ ثواب سے محروم نہ رہ جاؤں۔ انہوں نے ایک بہت قیمتی جوڑا خریدا تھا جس روز ان کو شب قدر کی توفیق ہوتی تھی اسے اس روز پہنتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ مقام حرہ میں آگ لگ گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے واقعہ بیان کیا حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں گئے اور بے خطر آگ میں گھس گئے اور اسے بجھا کر صحیح وسالم واپس چلے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو خیر اہل المدینہ (مدینہ کے سب سے اچھے اور نیک آدمی) فرمایا کرتے تھے۔ (سیر الصحابہ: ۴/۱۴۰)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے

اے محمد! ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر امت کے لیے یہ دعا مانگی ''اے اللہ! میری امت، اے اللہ! میری امت، اے اللہ! میری امت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''اے جبرئیل! تمہارا رب سب اچھی طرح جانتا ہے لیکن تم محمد کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ بتائی (کہ قیامت کے دن میری امت کا کیا ہوگا؟) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے واپس آ کر اللہ تعالیٰ کو وجہ بتائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''محمد کے پاس واپس جاؤ اور ان سے کہو ہم تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کریں گے اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہ ہونے دیں گے۔'' (حیاۃ الصحابہ: ۳/۳۷۱، ۳۷۲)

سانپ بچھو وغیرہ سے بچنے کی نبوی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور شکایت کی کہ مجھے بچھو نے کاٹ لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم شام کو یہ دعا پڑھ لیتے تو وہ تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتا تھا: '' اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' ''اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ مخلوق کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابن ماجہ: ص ۲۵۱)

بیس اہم نصیحتیں

۱۔ قیامت اس وقت آئے گی جب زمین پر کوئی اللہ کا نام لینے والا نہ ہوگا۔

۲۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتے ایک میل دور ہٹ جاتے ہیں۔

۳۔ اللہ کی یاد اور عمل صالح کے لیے نیت لازم ہے۔

۴۔ ضرورت کی ایک حد ہے مگر حرص کی کوئی حد نہیں۔

۵۔ بہادری یہ ہے کہ کمزور ہونے کے باوجود دوسروں کو اپنی کمزوری کا احساس مت ہونے دو۔

۶۔ کامیابی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ کامیابی حاصل کرنے کا احساس دل میں زندہ رکھا جائے۔

۷۔ منجمد لوگوں کا سہارا مت لو ورنہ وہ تمہیں بھی منجمد کر دیں گے۔

۸۔ اللہ والے بات بات پر تکلیف کا اظہار نہیں کرتے۔

۹۔ جس کا کوئی مقصد نہیں اس کی کوئی منزل نہیں۔

۱۰۔ سختیاں انسان کو طاقت ور بنا دیتی ہیں اگر انسان کو صبر کرنے کی طاقت حاصل ہو

۱۱۔ شخصیت کی نشو ونما اس وقت رکتی ہے جب انسان اپنے آپ کو کامل سمجھتا ہے۔

۱۲۔ کوشش تمہارا کام ہے اور نتیجہ نکالنا خدا کا کام ہے۔

۱۳۔ شیخی انسان کے دل میں چپکے سے پیدا ہوتی ہے اسے برباد کر دیتی ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔

۱۴۔ تم جس کام کی ذمہ داری اٹھاؤ گے تمہارا ذہن اس کے لیے ہی کام کرے گا۔

۱۵۔ دنیا میں ذلت کی ہزاروں صورتیں ہیں لیکن ان میں سے ذلت قرض سب سے سخت تر ہے۔

۱۶۔ تمہارا قرض خواہ تمہاری صحت چاہے گا اور تمہارا مقروض تمہاری موت۔

۱۷۔ بیمار تو سو بھی جاتا ہے مگر مقروض کو نیند نہیں آتی۔

۱۸۔ عقل مند وہ ہے جو کم بولے اور زیادہ سنے۔

۱۹۔ جو شخص علم رکھتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا وہ اس مریض کے مانند ہے جو دوا تو رکھتا ہے استعمال نہیں کرتا۔ ۲۰۔ اپنی ضرورت کو محدود کر لینا ہی بڑی دولت ہے۔

متکبرین کا انجام

تکبر ایک ایسے مہلک مرض کا نام ہے جو چشم زدن میں اعمال کو رائیگاں کر دیتا ہے تکبر سے انسان تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتا ہے تکبر سے دنیا میں بربادی ہوتی ہے آخرت میں بھی ناکامی مقدر بن جاتی ہے تکبر سے انسانی زندگی میں نفرت اور بیزاری پیدا ہوتی ہے، وہیں اللہ تعالیٰ بھی سخت ناراض ہوتا ہے۔ متکبر اس انسان کو کہتے ہیں جو اپنے گمان میں اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھے چاہے وہ اپنے آپ کو علم و عمل کے اعتبار سے بڑا جانے یا جمال ونسب یا قوت اور مال کی کثرت کی وجہ سے تکبر ایک مہلک مرض ہے عالم بہت جلد علم کی جہت سے مغرور بنتا ہے اور اپنے جی میں کمال علم سے واقف ہو کر اپنے آپ کو بڑا اور لوگوں کو حقیر و جاہل جانتا ہے اور اس بات کا متوقع ہوتا ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا''

گھمنڈ اور تکبر ہلاکت و تباہی کو دعوت دیتا ہے تواضع وانکساری مومن کی شان اور نجات کا سبب ہے پس جو متکبر مغرور ہوگا بربادی و ہلاکت اس کا مقدر ہوگی اور جو متواضع اور منکسر المزاج ہوگا دنیا میں بھی کامرانیوں کی منازل سے ہمکنار ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابی اس کے قدم چومے گی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر حال میں ہمیں متواضع بنائے تکبر اور گھمنڈ سے دور رکھے۔ آمین

حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہیں کرتا

ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ راہ سے گزر رہے تھے ایک چھوٹا سا بچہ راہ میں کھیل رہا تھا اس کی ماں نے جب دیکھا کہ ایک جماعت کی جماعت آرہی ہے تو اسے ڈر لگا کہ بچہ روندن میں نہ آجائے میرا بچہ میرا بچہ کہتی ہوئی دوڑی آئی اور جھٹ سے بچے کو گود میں اٹھالیا اس پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا حضور! یہ عورت تو اپنے پیارے بچے کو کبھی بھی آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے بندوں کو ہرگز جہنم میں نہیں لے جائے گا'' (تفسیر ابن کثیر: جلد ا صفحہ ۷۳۰)

شیطان کے پندرہ دشمن

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک روایت نقل فرمائی ہے اس میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان سے پوچھا کہ اے ملعون! تیرے کتنے دشمن ہیں؟ تو شیطان نے جواب دیا کہ پندرہ قسم کے لوگ میرے دشمن ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے دشمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۲۔ عادل بادشاہ اور عادل حکام
۳۔ متواضع مالدار ۴۔ سچا تاجر ۵۔ خشوع کرنے والا عالم
۶۔ خیر خواہی کرنے والا مومن ۷۔ رحم دل مومن ۸۔ توبہ کر کے ثابت قدم رہنے والا
۹۔ حرام سے پرہیز کرنے والا ۱۰۔ ہمیشہ طہارت پر رہنے والا مومن
۱۱۔ کثرت سے صدقہ کرنیوالا مومن ۱۲۔ لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنیوالا مومن
۱۳۔ لوگوں کو نفع پہنچانے والا مومن ۱۴۔ قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت کرنیوالا عالم وحافظ
۱۵۔ رات میں ایسے وقت تہجد اور نفل پڑھنے والا جس وقت سب لوگ سو چکے ہوں۔
(تنبیہ الغافلین: ص ۴۷۹)

جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقت انتقال اپنی اہلیہ سے وصیت کی کہ جب مجھے دفن کر چکو تو میری دونوں بیٹیوں کو فلاں پہاڑ پر لے جانا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہنا اے خداوند! فضیل نے مجھے وصیت کی ہے کہ جب تک میں زندہ رہا اپنی لڑکیوں کو اپنی طاقت کے مطابق اپنے پاس رکھا اب جب تو نے قبر کے قید خانے میں مجھے قید کر دیا ہے تو میں اپنی لڑکیوں کو تیرے حوالے کرتا ہوں اور تجھے واپس دیتا ہوں۔ بعد تدفین آپ کی اہلیہ نے وصیت کے مطابق عمل کیا اور مناجات کر کے اپنی بے بسی پر بہت روئی۔ اسی اثنا میں امیر یمن مع اپنے دونوں بیٹوں کے اس جگہ پہنچ گیا اور اس نالہ وزاری کو سنا اور حال پوچھا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی اہلیہ نے تمام حالت بیان کی امیر یمن نے سب باتیں سن کر کہا کہ میں ان دونوں لڑکیوں کو اپنے دونوں بیٹوں سے بیاہ دیتا ہوں چنانچہ ان کو اپنے ہمراہ یمن لے گیا اور بزرگوں کو جمع کر کے دس دس ہزار مہر پر ان کا نکاح کر دیا جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ اسکا ہو جاتا ہے۔ (مخزن اخلاق: صفحہ ۲۵۳)

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ہلاک کرنیکا ارادہ کرتا ہے تو اس سے حیاء کھینچ لیتا ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ برائی اور ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے حیاء نکال لیتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں اور وہ بھی لوگوں سے بغض رکھتا ہے جب وہ ایسا ہوجاتا ہے تو پھر اس سے رحم کرنے اور ترس کھانے کی صفت نکال دی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بداخلاق، اکھڑ طبیعت اور سخت دل ہوجاتا ہے جب وہ ایسا ہوجاتا ہے تو اس سے امانت داری کی صفت چھین لی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں سے خیانت کرتا ہے اور لوگ بھی اس سے خیال کرتے ہیں جب وہ ایسا ہوجاتا ہے تو پھر اسلام کا پٹہ اس کی گردن سے اتار لیا جاتا ہے اور پھر اللہ اور اس کی مخلوق بھی اس پر لعنت کرتی ہے اور وہ بھی دوسروں پر لعنت کرتا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ: جلد ۳ صفحہ ۵۷۴، ۵۷۵)

ایک مکھی کی وجہ سے ایک آدمی جنت میں اور ایک آدمی دوزخ میں گیا

طارق بن شہاب مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ صرف ایک مکھی کی بدولت ایک شخص تو جنت میں داخل ہوگیا اور دوسرا دوزخ میں لوگوں نے تعجب سے پوچھا یارسول اللہ! یہ کیسے؟ فرمایا: کسی قوم کا ایک بت تھا ان کا دستور یہ تھا کہ کوئی شخص اس پر بھینٹ چڑھائے بغیر ادھر سے گزر نہیں سکتا تھا اتفاق سے دو شخص ادھر سے گزرے انہوں نے اپنے دستور کے مطابق ان میں سے ایک شخص سے کہا نیاز چڑھا وہ بولا اس کے لیے میرے پاس تو کچھ نہیں ہے وہ بولے کچھ نہ کچھ تو ضرور چڑھادے خواہ ایک مکھی ہی سہی اس نے ایک مکھی چڑھادی اور اس وجہ سے وہ دوزخ میں گیا انہوں نے اس کو تو چھوڑ دیا اب دوسرے سے کہا کہ تو بھی کچھ چڑھا وہ بولا اللہ کی ذات کے سوا میں تو کسی اور کے نام کی نیاز نہیں دے سکتا، یہ سن کر انہوں نے اس کی گردن اڑادی اس لیے یہ جنت میں داخل ہوگیا۔ (احمد، ترجمان السنہ: جلد ۲ صفحہ ۳۴۴)

حلال مال سے دیا ہوا صدقہ اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ میں رکھ کر پالتے ہیں

صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک کھجور بھی صدقہ میں دے لیکن ہو حلال طور سے حاصل کی ہوئی تو اسے اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے اور اس طرح پالتا ہے اور بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہی ایک کھجور اُحد پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی خالق و رازق ہے انسان اپنی ماں کے پیٹ سے ننگا بے علم بے کان بے آنکھ بے طاقت نکلتا ہے پھر خدا تعالیٰ اسے سب چیزیں عطا فرماتا ہے مال بھی، ملکیت بھی، کمائی بھی، تجارت بھی، غرض بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے دو صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول تھے ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو! سر ہلنے لگے تب تک بھی روزی سے کوئی محروم نہیں رہتا انسان ننگا بھوکا دنیا میں آتا ہے ایک چھلکا بھی اس کے بدن پر نہیں ہوتا پھر رب تعالیٰ ہی اسے روزیاں دیتا ہے وہ اس حیات کے بعد تمہیں مار ڈالے گا پھر قیامت کے دن زندہ کرے گا خدا تعالیٰ کے سوا تم جن جن کی عبادت کر رہے ہو ان میں سے ایک بھی ان باتوں میں سے کسی ایک پر قابو نہیں رکھتا ان کاموں میں سے ایک بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی تنہا خالق رازق اور موت زندگی کا مالک ہے وہی قیامت کے دن تمام مخلوق کو جلا دے گا اس کی مقدس منزہ معظم اور عزت وجلال والی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس جیسا ہو یا اس کے برابر ہو یا اس کی اولاد ہو یا ماں باپ ہوں وہ احد ہے صمد ہے فرد ہے ماں باپ سے اولاد سے پاک ہے اس کی کفو کا کوئی نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۴/۱۷۵)

بڑی چیز

سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھے اس کی اطاعت میں رہ کر تھوڑی عبادت پر بھی بہت شکر کرے تا کہ وہ عبادت بڑھتی جائے۔ اپنی اطاعت پر غرہ نہ کرے کہ میں نے کچھ کیا ہے۔ (ملفوظ: حکیم الاسلام قاری محمد طیبؒ)

دیندار فقراء جنت کے بادشاہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کے بادشاہ وہ لوگ ہیں جو پراگندہ اور بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں غبار آلود اور گرد سے اٹے ہوئے، وہ امیروں کے گھر جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہیں ملتی، وہ اگر کسی بڑے گھرانے میں مانگا ڈالیں تو وہاں کی بیٹی انہیں نہیں ملتی ان مسکینوں سے انصاف کے برتاؤ نہیں برتے جاتے ان کی حاجتیں اوران کی امنگیں اور مرادیں پوری ہونے سے پہلے وہ خود ہی فوت ہوجاتے ہیں اور آرزوئیں دل کی دل میں ہی رہ جاتی ہیں انہیں قیامت کے دن اس قدر نور ملے گا کہ اگر وہ تقسیم کیا جائے تو تمام دنیا کو کافی ہوجائے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار میں ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو دنیا میں حقیر وذلیل سمجھے جاتے ہیں کل قیامت کے دن تخت وتاج والے ملک ومنال والے، عزت وجلال والے بنے ہوئے ہوں گے باغات میں، نہروں میں، نعمتوں میں، راحتوں میں مشغول ہوں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سب سے زیادہ میرا پسندیدہ ولی وہ ہے جو مومن ہو کم مال والا، کم جانوں والا، نمازی، عبادت واطاعت گزار، پوشیدہ وعلانیہ مطیع ہو، لوگوں میں اس کی عزت اور اس کا وقار نہ ہو، اس کی جانب انگلیاں نہ اٹھتی ہوں اور وہ اس پر صابر ہو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹکی بجا کر فرمایا: اس کی موت جلدی آجاتی ہے اس کی میراث بہت کم ہوتی ہے اس پر رونے والیاں تھوڑی ہوتی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب بندے غرباء ہیں جو اپنے دین کو لئے پھرتے ہیں جہاں دین کے کمزور ہونے کا خطرہ ہوتا ہے وہاں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں یہ قیامت کے دن عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جمع ہوں گے۔

(تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۱۹۰، ۱۹۲)

اہمیت ایمان

''دل کے جیب میں ایمان کا سونا ہونا چاہئے ایمان کا جذبہ ہونا چاہئے پھر دنیا کے بازاروں میں سب کچھ ملے گا اور اگر دل خالی کر کے جا رہے ہو جس میں ایمان باللہ نہیں عمل صالح اور پیروی سنت نہیں تو پھر دنیا چاہے کروڑوں کی ہو مگر آپ کے لئے کچھ نہیں خالی ہاتھ واپس آنا پڑے گا۔'' (ملفوظ: حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ بحوالہ: جواہر حکمت)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور انکے خلفائے کرام کے بارے میں صدیوں پہلے پیشینگوئی

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی مدظلہ (جامعہ اشرفیہ لاہور) لکھتے ہیں:

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند، ڈھاکہ وسابقہ مشرقی پاکستان تشریف لے گئے وہاں اپنے میزبان سے معلوم ہوا کہ بنارس میں ایک کتاب سنسکرت زبان میں ہے جس کی بے شمار جلدیں ہیں۔اس کتاب کی ایک جلد یہاں ڈھاکہ میں اس خاندان کے ایک فرد کے پاس موجود ہے اس جلد میں ممتاز دینی شخصیتوں کے حالات اور واقعات درج ہیں۔اگر آپ دیکھنا چاہیں تو چل کر دیکھ لیں۔حضرت قاری صاحب نے احقر کے نام اپنی ایک گرامی نامہ کے اندر اس کی تفصیل یوں تحریر فرمائی ہے جو قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہے۔

وکیل احمد شیروانی غفرلہ......خادم مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

السلام وعلیکم..........

واقعہ یہ ہے کہ تقریباً ۳۵ سال قبل میں ڈھاکہ گیا تھا۔قیام حکیم حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم کے یہاں ہوا جو اصل سے لکھنو کے باشندے تھے۔باپ کے زمانہ سے ڈھاکہ میں آباد ہوگئے تھے۔نہایت ذکی اور ذہین تھے۔انہوں نے اتفاقی طور پر ذکر کیا کہ بنارس کے رہنے والے ایک صاحب یہاں ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک کتاب جو سنسکرت میں لکھی ہوئی ہے اس کی بارہ جلدیں تو بنارس میں ہیں اور باقی جلدیں (شاید دس بیس یا کم وبیش ہوں صحیح یاد نہیں رہا) ہردوار میں ہیں۔صرف ایک جلد کی نقل ان صاحب کے پاس ہے جو ہندوستان سے متعلق ہے ان جلدوں میں ممتاز شخصیتوں کے حالات وواقعات درج ہیں۔میں نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ اس شخص سے تو ہمیں بھی ملاؤ شاید کچھ واقعات کا علم ہو۔اس سے ملاقات کا وقت لے لیجئے چنانچہ وقت مقررہ پر ان سے ملاقات ہوئی وہ صاحب نوجوان اور خوش رو تھے۔بات چیت شروع ہوئی ان صاحب نے حکیم صاحب کے بیان کی تصدیق کی

اور کہا کہ وہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ہندوستان کی شخصیتوں کے حالات دریافت کروں تو آپ بتلائیں گے؟ انہوں نے کہا ضرور مگر شرط یہ ہے کہ جن صاحب کے بارے میں معلوم کرنا ہو تو ان کا سن ولادت آپ بتلائیں میں نے کہا بہت اچھا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ذکر

اس کے بعد میں نے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے بارے میں بتلایئے اور ان کا سن ولادت میں نے بتلادیا۔ اور اس نے فوراً کتاب کھولی اور بیان کرنا شروع کیا یعنی اس میں پڑھ پڑھ کر سنایا کہ: ''ہندوستان کی ایک یگانہ روزگار شخصیت ہوگی علم بہت وسیع ہوگا۔ شہرت کافی ہوگی۔ ایسا شخص صدیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ اس سے ہزاروں آدمی مستفید ہونگے وطن تھانہ بھون ہوگا ان کے ایک بھائی ہونگے جو ذہانت اور ذکاوت میں اوروں سے کم نہیں ہونگے مگر علمی لائن کے آدمی نہیں ہونگے۔ نہ شہرت یافتہ ہونگے مولانا کے اولاد نہ ہو گی۔ مگر روحانی اولاد بہت کثیر ہوگی اور سب دیندار لوگ ہونگے۔ متقی ہونگے۔''

غرض حضرت تھانویؒ کی بڑی عظمت بیان کی میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت تھانوی کی شخصیت معروف مشہور ہے ممکن ہے اس کی شہرت پر سنی سنائی باتیں نقل کر دی ہوں تو میں نے حضرت کے کچھ خانگی حالات پوچھے تو اس نے وہ بھی من وعن بیان کئے جو عام لوگوں کے علم میں نہیں آسکتے تھے۔ تو پھر میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء میں سے کسی کا حال بیان کیجئے اس نے کہا ان کی ولادت کا سن بتایئے۔

حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ خلیفہ حضرت تھانویؒ کا ذکر:

میں نے حضرت کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد عیسیٰ الہ آبادیؒ کے متعلق پوچھا اور ان کا سن ولادت بتایا تو اسنے کہا کہ: ''یہ حضرت کے خلفاء میں ممتاز شخصیت ہیں ان کی عمر اتنی ہے حال ایسا ہے۔ (اور وہ صحیح کہا حتی کہ اس نے کہا کہ) وہ اپنی جائداد وقف علی الاولاد کریں گے''

حالانکہ یہ واقعہ ایسا تھا کہ صرف میرے ہی علم میں تھا۔ مولانا الہ آبادی دیوبند تشریف لائے اور وقف علی الاولاد کے بارے میں مسودات ساتھ لائے تھے اور مجھے فرمایا کہ میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا صرف تجھ سے کیا ہے اس کا افشاء نہ کیا جائے مگر اس شخص نے کتاب سے پورا پورا واقعہ جو مجھ پر پیش آیا تھا سب بیان کر دیا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کرام کا ذکر

پھر اس کے بعد میں نے پوچھا کہ ان کے خلفاء کتنے ہیں؟ تو اس نے پوری فہرست سنا دی۔ حالانکہ اس وقت بعض خلفاء کو اجازت بیعت ہوئی تھی۔ ان کے بعد پھر دوسروں کو ہوئی مگر اس نے ان کے نام بھی بتائے۔

حضرت قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کا ذکر

اس فہرست میں میرا نام بھی آیا اس نے کہا کہ: ''ان کے ایک خلیفہ طیوب (طیب) ہیں جو دیابان (دیوبند) کے رہنے والے ہیں'' حالانکہ میں نے اس سے اپنا تعارف بھی نہیں کرایا تھا نہ میزبان نے کرایا اور نہ وہ مجھ سے واقف تھا۔ میں نے سن ولادت بتایا اور پوچھا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ اس نے کہا: ''بڑے عالم ہیں ان کی شہرت بہت ہونے والی ہے؟ اور سفر کثرت سے کریں گے حتی کہ بیرون ہند کے سفر بھی بہت کریں گے۔''

اس وقت تک میں نے صرف افغانستان کا سفر کیا تھا۔ دوسرے ممالک کا جن میں ایشیاء یورپ مڈل ایسٹ اور افریقہ وغیرہ شامل ہیں ابھی تک سفر نہیں ہوا تھا۔ مگر اس نے ساری تفصیل بتلادی پھر کہا کہ وہ تین بھائی ہیں۔ ایک نوعمری میں انتقال کر جائے گا۔ دو بھائی زندہ رہیں گے ان کی دو بہنیں ہونگی ایک نوعمری میں گزر جائے گی دوسری زندہ رہے گی اور وہ صاحب اولاد ہوگی ان کے والد کی دو شادیاں ہونگی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوگی یہ سب اولاد دوسری بیوی سے ہوگی''

اب یہ سارے واقعات خانگی تھے۔ جن کا علم میرے سوا شاید آج تک بھی کسی کو نہیں معلوم۔ پھر اس نے میری شادی کا ذکر کیا اور رامپور (سسرال) کا قصہ بیان کیا کہ بیوی وہاں کی رہنے والی ہوگی اور اپنے گھر کی رئیسہ ہوگی پھر میں نے مزید احتیاط کے طور پر کہا کہ ایک شخص مولوی وصی الدین ہیں (جو اس وقت سفر میں میرے ساتھ تھے اور دارالعلوم دیوبند کے طالب علم تھے) میں نے ان کے بارے میں پوچھا۔ اور ان کا سن ولادت بتایا اس نے مولوی وصی الدین کے خانگی حالات سنائے جو صرف مولوی صاحب ہی کے علم میں تھے اور وہ بھی حیران رہ گئے۔

حضرت حکیم الامت سے اس واقعہ کا ذکر اور حضرت کا ارشاد

اس سفر سے واپسی کے بعد تھانہ بھون حاضر ہو کر سارا واقعہ حضرت تھانوی کو سنایا حضرت نے فرمایا کہ: ''اس واقعہ کی تغلیط کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی یہ سارے واقعات کتاب میں درج ہوں۔

اور ممکن ہے کہ انبیاء سابقین پر منکشف ہوئے ہوں اور وہ لکھ لیے گئے ہوں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں اور فرمایا: هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَهٰذَا كِتَابٌ مِنَ الرَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ. دائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں ان تمام ان بنی آدم کے نام اور حالات لکھے ہوئے ہیں جو جنتی ہونے والے ہیں اور بائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ ان میں ان تمام لوگوں کے اسماء اور احوال لکھے ہوئے ہیں جو جہنمی ہونے والے ہیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر ارشاد فرمایا تو دونوں کتابیں غائب تھیں۔

میں کہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شام میں ایک کتاب برآمد ہوئی جس میں خاص قواعد کے ذریعہ دنیا کے ماضی اور مستقبل کے بارے میں واقعات کا استخراج کیا جاسکتا تھا۔ لوگوں میں اس کتاب کا چرچا ہوا اور وہ فتنہ کی صورت اختیار کر گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کا سفر کیا اور اس کتاب پر قبضہ کیا اور گیارہ قبریں کھودنے کا حکم دیا۔ جب قبریں تیار ہو گئیں تو ایک دن شب میں کسی وقت پہنچ کر اس کتاب کو ایک قبر میں دفن کر کے گیارہ کی گیارہ قبروں کو اوپر سے برابر کرا دیا جس سے یہ فتنہ ختم ہو گیا وہ واقعہ جس کے بارے میں آپ نے تصحیح چاہی۔ فقط

محمد طیب رئیس عمومی دارالعلوم دیوبند وارد حال لاہور ۱۲

جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

نیز حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور نے بھی ایک دفعہ فرمایا کہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے بھی اس کتاب کو دیکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اس کتاب میں حضرت تھانوی کی وفات کی تاریخ اور دن بھی درج تھا۔

ایک دفعہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ نے اپنی مجلس میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ: ''جب مولانا طیب صاحب اس واقعہ کا بیان کرتے کرتے اس جملہ پر پہنچے کہ: ''ایسا رشی صدیوں میں پیدا ہوتا ہے'' تو اس وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے فوراً دیوار سے ہٹ کر فرمایا: ''میری ہی کیا خصوصیت ہے جو بھی آتا ہے اس کی نظیر صدیوں میں آتی ہے'' حضرتؒ کے اس ارشاد سے تواضع، انکساریت اور فنائیت اتم درجے میں ظاہر ہوتی ہے'' (بحوالہ دینی دسترخوان)

حضرۃ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے احوال واقوال

مہمان کیساتھ جوکھانا کھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسکا حساب نہیں لیتا

مہمان نوازی اسلامی زندگی کی ایک امتیازی خصوصیت ہے اس میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ معروف تھے ان کا دستر خوان ان کے احباب، اعزہ، پڑوسی اور اجنبی سب کے لیے خوانِ یغما تھا وہ کبھی بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے اس بارے میں کسی نے ان سے پوچھا تو فرمایا کہ مہمان کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا حساب نہیں لیتا سال کے بیشتر حصہ میں وہ روزہ رکھتے تھے جس دن وہ روزہ سے ہوتے اس دن دوسروں کو عمدہ عمدہ کھانا پکوا کر کھلاتے تھے ابو اسحاق کا بیان ہے کہ کسی سفر جہاد یا حج میں جارہے تھے تو ان کے ساتھ دو اونٹیوں پر بھنی ہوئی مرغیاں لدی ہوئی تھیں یہ سب سامان ان مسافروں کا تھا جو ان کے ہم سفر تھے۔ (سیر صحابہ: جلد ۸ صفحہ ۳۱۹)

صرف ایک قلم لوٹانے کے لیے سینکڑوں میل کا سفر

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک بار شام میں کسی شخص سے قلم مستعار لیا اتفاق سے قلم اس شخص کو واپس کرنا بھول گئے جب ''مرو'' پہنچے تو قلم پر نظر پڑی، ''مرو'' سے شام پھر واپس گئے اور قلم صاحب قلم کو واپس کیا...... تنہا یہ واقعہ ان کی اخلاقی زندگی کا بہترین مظہر ہے اور دنیا کی اخلاقی تاریخ کا غیر معمولی واقعہ ہے مرو شام سے سینکڑوں میل دور ہے اور پھر یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جب رسل رسائل کے ذرائع صرف گھوڑے اونٹ اور خچر ہوتے تھے۔ (سیر صحابہ: جلد ۸ صفحہ ۳۱۸)

کیمیا نسخہ

ملفوظ: عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ

فرمایا: آج میری زبان سے سن رہے ہو کل دوسرے لوگوں سے کہو گے کہ ہمیں کیمیا کا نسخہ ملا تھا اور ہم نے تو اُس کو کیمیا ہی پایا وہ یہ ہے کہ ''ہر کام اللہ میاں سے پوچھ پوچھ کر کرو'' یعنی ہر وقت دُعا کرو۔ یا اللہ مدد فرما دیجئے آسان فرما دیجئے..... پورا کر دیجئے.....اور قبول فرمالیجئے۔

تورات کی چار سطریں

حضرت وہبؒ بن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں چار سطریں مسلسل دیکھیں۔ پہلی سطر کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتا ہے اور پھر بھی یہ گمان رکھے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی آیت کے ساتھ مذاق کرنے والوں میں سے ہے۔ دوسری سطر کا ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے اوپر آنے والی مصیبت کی شکایت کرتا ہے وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے۔ تیسری سطر کا حاصل یہ ہے جو شخص کسی شے کے فوت ہونے پر غم کھاتا ہے۔ وہ اپنے رب کی تقدیر پر خفا ہوتا ہے۔ چوتھی سطر میں ہے کہ جو شخص کسی غنی کے سامنے تواضع دکھاتا ہے تو اس کے دین کے دو تہائی حصے جاتے رہتے ہیں۔ یعنی اس کا یقین ناقص ہو جاتا ہے۔

دین کی زیادہ باریکیاں نکالنا کس کے لیے مناسب ہے اور کس کے لیے نامناسب

یہاں ایک بات سمجھ لینی ضروری ہے اور وہ یہ کہ شبہات کے بارے میں زیادہ باریکیاں نکالنا اس شخص کے لیے مناسب ہے جس کے اور حالات بھی بلند ہوں اس کے ورع وتقویٰ کا معیار بھی اونچا ہو لیکن جو شخص کھلم کھلا محرمات کا ارتکاب کرے اس کے بعد باریکیاں نکال نکال کر متقی بننے کا شوق رکھے تو اس کے لیے یہ صرف ناموزوں ہی نہیں بلکہ قابل مذمت ہوگا۔

اسی طرح بشر بن الحارث سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کی والدہ یہ کہتی ہے کہ تو اپنی بی بی کو طلاق دے دے اب اسے کیا کرنا چاہئے؟ فرمایا: اگر وہ شخص اپنی والدہ کے تمام حقوق ادا کر چکا ہے اور اس کی فرماں برداری اس معاملہ کے سوا اور کوئی بات باقی نہیں رہی تو اسے طلاق دے دینی چاہئے اور اگر ابھی کچھ اور مراحل بھی باقی ہیں تو طلاق نہ دینی چاہئے۔ (ترجمان السنہ، جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

اَقوال.... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ

فرمایا: جس نے اللہ کو پہچان لیا اس نے اس کو دوست رکھا اور جس نے دنیا کو پہچان لیا اس نے دنیا کو دشمن سمجھا۔

فرمایا: تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے بھی دیکھے اسے اپنے سے افضل سمجھے۔

بڑھاپا وفادار ہوتا ہے انسان کن کن اسٹیشنوں سے گزرتا ہے

انسان کی ترقی وتنزل پر نظر ڈالو! اس کی اصل تو مٹی سے ہے پھر نطفے سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے پھر اسے ہڈیاں پہنائی جاتی ہیں پھر ہڈیوں پر گوشت پوست پہنایا جاتا ہے پھر روح پھونکی جاتی ہے پھر ماں کے پیٹ سے ضعیف ونحیف ہو کر نکلتا ہے پھر تھوڑا تھوڑا بڑھتا جاتا ہے اور مضبوط ہوتا جاتا ہے پھر بچپن کے زمانے کی بہاریں دیکھتا ہے پھر جوانی کے قریب آ پہنچتا ہے پھر جوان ہوتا ہے آخر نشو ونما موقوف ہو جاتی ہے اب قوی پھر مضمحل ہونے شروع ہوتے ہیں طاقتیں گھٹنے لگتی ہیں ادھیڑ عمر کو پہنچتا ہے پھر بوڑھا ہوتا ہے پھر بوڑھا پھوس ہو جاتا ہے۔ طاقت کے بعد کی ناطاقتی بھی قابل عبرت ہوتی ہے کہ ہمت پست ہے دیکھنا سننا، چلنا، پھرنا، اٹھنا، اچکنا، پکڑنا غرض ہر طاقت گھٹ جاتی ہے رفتہ رفتہ بالکل جواب دے جاتی ہے اور ساری صفتیں متغیر ہو جاتی ہیں بدن پر جھریاں پڑ جاتی ہیں رخسار پچک جاتے ہیں دانت ٹوٹ جاتے ہیں بال سفید ہو جاتے ہیں یہ ہے قوت کے بعد کی ضعیفی اور بڑھاپا اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بنانا، بگاڑنا اس کی قدرت کے ادنیٰ کرشمے ہیں ساری مخلوق اس کی غلام وہ سب کا مالک، وہ عالم وہ قادر، نہ اس کا سا کسی کا علم نہ اس جیسی کسی کی قدرت۔ (تفسیر ابن کثیر: جلد۵/۱۸۰)

پیشاب کی بندش اور پتھری کا نبوی علاج

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور یہ کہا کہ اس کے والد کا پیشاب رک گیا ہے اور پیشاب میں پتھری آ گئی ہے انہوں نے درج ذیل دعا سکھائی جو انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی تھی۔

"رَبُّنَا الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اِسْمُکَ اَمْرُکَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ فَاَنْزِلْ شِفَآءً مِنْ شِفَآئِکَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِکَ عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ"

ترجمہ: ''ہمارا رب جو آسمان میں ہے مقدس ہے تیرا نام، تیرا (حکم زمین وآسمان میں ہے جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے پس ڈال دے اپنی رحمت زمین میں، ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں معاف فرما، تو ہی پاکیزہ ہستیوں کا رب ہے، اپنی شفا سے شفا اور اپنی رحمت سے رحمت اس بیماری پر نازل فرما۔'' (ابوداؤد، ص:۵۴۳)

یہودیوں کے شر سے بچنے کیلئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوایک دعا سکھائی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ جب یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لیے جمع ہوئے تو حضرت جبرئیل (علیہ السلام) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو!

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ اَدْعُوْکَ ، اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ الصَّمَدِ اَدْعُوْکَ، اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْوِتْرِ الَّذِیْ مَلَأَ الْاَرْکَانَ کُلَّھَا اِلَّا مَافَرَّجْتَ عَنِّی مَآ اَمْسَیْتَ فِیْہِ وَمَا اَصْبَحْتَ فِیْہِ"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا مانگی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے بندے کو میرے پاس لے آؤ۔ (الارج فی الفرج للسیوطی: ص ۴۱)

درد وغیرہ دور کرنے کا نبوی نسخہ

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے جسم میں کسی درد وتکلیف کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسم کے جس حصہ میں درد ہو وہاں ہاتھ رکھو اور یہ پڑھو۔ تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ دعا:

"اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّمَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ."

ترجمہ: "قدرت وعزت خداوندی کے واسطے سے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کی تکلیف اور جس سے ڈر محسوس کرتا ہوں۔" (مسلم: ص ۲۲۴)

اَقوال.... حضرت بابا فرید گنج شکر رحمہ اللہ

فرمایا: اے درویش! جس نے سعادت حاصل کی خدمت سے کی کیونکہ دین دنیا کی نعمت مشائخ اور پیروں کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

فرمایا: اے درویش! اگر سو سال بھی تو مارا مارا پھرے اور مقسوم سے بڑھ کر رزق طلب کرے تو مقدر سے زیادہ ذرہ بھر بھی تجھے نہیں ملے گا۔

فرمایا: دوست سے ہم کلامی کی سعادت قرآن شریف کی تلاوت سے حاصل ہوتی ہے۔

کولڈ اسٹوریج کے نقصانات

اس وقت کھانے پینے کی اشیاء کو محفوظ کرنے کیلئے کولڈ اسٹوریج کے نقصانات کا سہارا لیا جاتا ہے ان سرد خانوں میں چیزیں مہینوں تک محفوظ رہتی ہیں وہ لوگ جن کے گھروں میں ریفریجریٹر ہیں ایک بار کھانا پکا کر کئی دن تک استعمال کرتے ہیں حتیٰ کہ قربانی کا گوشت بھی پندرہ بیس دنوں تک استعمال میں لاتے ہیں۔

ان سرد خانوں میں چیزیں خراب تو نہیں ہوتیں لیکن وہ ڈیڈ باڈی بن جاتی ہیں ان میں غذائیت نام کی کوئی چیز نہیں رہتی اور ذائقہ بھی تھوڑا بہت تبدیل ہو جاتا ہے۔ آپ فریزر میں رکھا ہوا گوشت پکائیں اور ساتھ ہی تازہ گوشت پکائیں۔ کھانے میں فرق خود بخود واضح ہو جائے گا کہ جو گوشت تازہ تھا اس کا ذائقہ نمایاں اور جسم کیلئے توانائی بخش تھا اور فریز میں رکھے ہوئے گوشت کا ذائقہ روکھا سا تھا اور کھانے کے بعد اس سے توانائی محسوس نہیں ہوگی صرف ذہن مطمئن ہوگا کہ میں نے آج گوشت کھایا تھا۔ یہی حال ان پھلوں اور سبزیوں کا ہے جو کولڈ اسٹور میں محفوظ کی جاتی ہیں ایسا کرنے سے یہ چیزیں خراب یا باسی تو نہیں ہوتیں لیکن ان کی صرف شکل وصورت رہ جاتی ہے۔ غذائیت ان میں کم ہو جاتی ہے میرے اس نظریئے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ آپ فریز کو استعمال نہ کریں۔ یہ ضروری چیز ہے لیکن ایک یا دو دن سے زیادہ دیر کوئی چیز اس میں نہ رکھیں۔ جو چیز بھی محفوظ کرنی ہو صرف چوبیس گھنٹے کیلئے محفوظ کریں اور استعمال میں لے آئیں۔

خطرہ موجود ہے

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر جب نزع کا عالم طاری ہوا تو آپ کے بیٹے نے پوچھا: ''اے ابا جان! کیا حال ہے؟'' آپ نے فرمایا ''وقت پرخطر ہے' جواب کا موقع نہیں ہے' دعا سے مدد کرتے رہو' کیونکہ جو لوگ میرے دائیں بائیں بیٹھے ہیں' ان میں شیطان بھی ہے اور وہ سامنے کھڑا سر پر خاک ڈال کر کہہ رہا ہے کہ اے احمد! تو میرے ہاتھ سے جان سلامت لے گیا اور میں کہتا ہوں کہ جب تک ایک سانس بھی باقی ہے' خطرہ موجود ہے۔

مفتی اعظم حضرۃ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ایک واقعہ

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب مدظلہم اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں: میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سناتا ہوں انتقال سے چند روز پہلے کی بات ہے فرمانے لگے دیکھو وہ ایک تار لٹکا ہوا ہے اس کے اندر بہت سارے کاغذ پروئے ہوئے ہیں، وہ تار اٹھالاؤ، میں اٹھالایا تو اس میں بہت سارے کیش میمو تھے دارالعلوم کے مطبخ سے آٹا کھانا خریدا اتنے پیسے، اور ذاتی کال ٹیلی فون پر کی اس کا معاوضہ اتنے پیسے، دارالعلوم کی گاڑی ذاتی کام میں استعمال ہوئی اس کے پیسے جمع کرائے گئے اس کا کیش میمو، غرض رسیدوں اور کیش میموؤں کا ایک موٹا گڈا تھا، فرمایا کہ اگرچہ اس کا حساب مکمل ہو چکا، میں ادائیگی بھی کر چکا، اب ان کو محفوظ رکھنے کی کوئی اور ضرورت نہیں، لیکن میں اس واسطے رکھتا ہوں کہ بعض لوگ اہل مدارس پر تہمت لگایا کرتے ہیں کہ یہ لوگ چندہ کھاتے ہیں، مدرسہ کا پیسہ کھاتے ہیں، یہ میں نے اس واسطے رکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کے منہ پر مار سکوں کہ لو اس کو دیکھ لو۔ (رسالہ البلاغ)

اَقوال.... حضرت شیخ ابن عطاء اسکندری رحمہ اللہ

فرمایا: جو چیز بندوں کو آخرت سے باز رکھتی ہے وہ دنیا ہے۔

فرمایا: قلب کیونکر منور ہو سکتا ہے اور حال یہ ہے کہ اغیار موجودات کی صورتیں اس کے آئینہ میں منقش ہوں۔

فرمایا: خدا کی قسم تیرا ایسے جاہل کا ہم نشین ہونا جو اپنے نفس سے ناراض ہے تیرے لئے اس عالم کی صحبت سے جو اپنے نفس سے رضامند ہے زیادہ سے زیادہ بہتر ہے۔

فرمایا: جو نفس کے گرفتار ہیں وہ مقام قرب میں نہیں پہنچ سکتے۔

فرمایا: جس کی ابتداء سلوک اوراد کے التزام کے ساتھ منور ہوگی اس کی نہایت سلوک بھی انوار و معارف کے ساتھ روشن ہوگی۔

فرمایا: سالک ایسے گروہ ہیں کہ ان کے اذکار ان کے انوار سے مقدم ہیں۔

فرمایا: مجذوب ایسے گروہ ہیں کہ ان کے انوار ان کے اذکار سے سابق ہیں۔

طلبا کو زیادہ سزا دینا جائز نہیں

حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا تعلیم کیلئے زیادہ سزا کو حرام سمجھتا ہوں۔

۱۔ سزا کے خوف سے بچے اپنا یاد کیا ہوا بھول جاتے ہیں۔

۲۔ بچوں کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔

۳۔ زیادہ پٹتے پٹتے بچے سزا کے عادی بن کر بے حیا ہو جاتے ہیں۔ پھر سزا کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۴۔ انتقام لینے کی قدرت چونکہ بچوں میں نہیں ہوتی اس لئے ان کے دل میں کینہ پیدا ہو جاتا ہے پھر کینہ سے حسد پیدا ہوتا ہے۔ پھر ایذاء رسانی کی فکر ہوتی ہے۔ پھر مکر و فریب کی عادت پڑتی ہے۔ یہ سب کبر کی اولاد ہے۔ (وعظ اوج قنوج)

لطیفہ: حضرت علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ کے ابتدائی حالات میں لکھا ہے کہ اساتذہ کو تنخواہ دینے کے لئے رقم نہیں تھی۔ ہوٹل کا کھانا کھا کر اساتذہ بیمار پڑ گئے۔ مولانا لطف اللہ پشاوری نے درخواست کی کہ آمد کی کوئی صورت نہیں ہے گھر والوں کے لئے گندم فروخت کر کے اخراجات دے آؤں حضرت بنوری رحمہ اللہ نے فرمایا مجھے تنہا چھوڑ کر مت جاؤ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اساتذہ کی تنخواہوں کی رقم آئی ہے مولانا لطف اللہ پشاوری نے (بے تکلف دوست ہونیکی وجہ سے) مذاق کے طور پر کہا "بلی کے خواب میں چھیچھڑے" دوسرے دن مولانا بنوریؒ سبق پڑھانے تشریف لے گئے تو ایک مخلص دوست نے اساتذہ کی تنخواہ کے لئے کچھ رقم دی مولانا بنوریؒ نے مولانا لطف اللہ کو رقم پیش کر کے کہا "چھیچھڑے آ گئے" (بشکریہ ماہنامہ الرشید)

اَقوال.... حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ

فرمایا: دنیا کو تن کے لئے لینا چاہیے اور آخرت کو دل کے لئے۔

فرمایا: ٹاٹ کے کپڑے پہننا اور جو کی روٹی کھانا زہد نہیں بلکہ زہد دنیا میں دل کو نہ الجھانا ہے اور طول امل (طول امل یہ ہے کہ ابھی دنیا میں ہم کو بہت دن اور رہنا ہے) کو مختصر کرنا ہے۔

فرمایا: نیک خصلتی حق تعالیٰ کے غصہ کے ٹھنڈا ہونے کا موجب ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میں نے کسی اللہ سے ڈرنے والے کو کمائی کرنے کا محتاج نہیں دیکھا۔

قطبی پڑھ کر ایصال ثواب

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص اپنے کسی عزیز کے ایصال ثواب کرانے کے لئے آئے۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ''قطبی'' (منطق کی درسی کتاب) کا سبق پڑھا رہے تھے، فرمایا کہ ''ہم یہ قطبی کا سبق پڑھ کر تمہارے عزیز کے لئے ایصال ثواب کر دیں گے۔'' انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ ''حضرت! قطبی پڑھ کر ایصال ثواب؟ ایصال ثواب تو قرآن کریم یا بخاری شریف وغیرہ پڑھ کر ہوتا ہے۔'' حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ''ہمارے نزدیک قطبی میں اور بخاری میں کوئی فرق نہیں، اس لئے کہ بخاری شریف پڑھنے سے جو مقصود ہے، قطبی پڑھنے سے بھی وہی مقصود ہے۔ (یعنی اللہ کی رضا) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ جو ثواب بخاری شریف پڑھنے سے ملتا ہے، وہی ثواب قطبی پر بھی عطا فرمائیں گے، اگر نیت درست ہو۔''

میں اِسی منہ سے کعبہ جاؤں گا

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم تو گنہگار ہیں ہم کہاں اس لائق ہیں کہ حج کو جائیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور پہ حاضر ہوں یہ خیال تو بالکل غلط ہے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں ارے بھائی! حج بیت اللہ ہی تو گناہوں کو مٹاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہی تو بخشش کا سبب بنے گی جو بھی حالت ہے وہاں حاضری کی کوشش کرو۔ آپ غالب کے اس شعر کی طرف توجہ نہ کریں۔ (سرمایہ عشاق)

؎ کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب — شرم تم کو مگر نہیں آتی

بلکہ آپ اس شعر کی اصلاح حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمہ اللہ نے اس طرح فرمائی ہے ؎

میں اِسی منہ سے کعبہ جاؤں گا — شرم کو خاک میں ملاؤں گا

ان کو رو رو کے مناؤں گا — اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

جھگڑا چھوڑنے کی برکات

شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ کی پوری زندگی میں اس حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے میں اس کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں''۔اس حدیث پر عمل کرنے کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے جھگڑا ختم کرنے کی خاطر بڑے سے بڑا حق چھوڑ کر الگ ہو گئے ان کا ایک واقعہ سناتا ہوں جس پر آج لوگوں کو یقین کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے یہ دارالعلوم جو اس وقت کورنگی میں قائم ہے، پہلے نانک واڑہ میں ایک چھوٹی سی عمارت میں قائم تھا جب کام زیادہ ہوا تو اس کے لئے وہ جگہ تنگ پڑ گئی وسیع اور کشادہ جگہ کی ضرورت تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد ہوئی کہ بالکل شہر کے وسط میں حکومت کی طرف سے ایک بہت بڑی اور کشادہ جگہ مل گئی اور دارالعلوم کراچی کے نام الاٹ ہو گئی اس زمین کے کاغذات مل گئے قبضہ مل گیا اور ایک کمرہ بھی بنادیا گیا ٹیلیفون بھی لگ گیا اس کے بعد دارالعلوم کا سنگ بنیاد رکھتے وقت ایک جلسہ تاسیس منعقد ہوا جس میں پورے پاکستان کے بڑے بڑے علماء حضرات تشریف لائے اس جلسہ کے موقع پر کچھ حضرات نے جھگڑا کھڑا کر دیا کہ یہ جگہ دارالعلوم کو نہیں ملنی چاہئے تھی بلکہ فلاں کو ملنی چاہئے تھی اتفاق سے جھگڑے میں ان لوگوں نے ایسے بعض بزرگ ہستیوں کو بھی شامل کر لیا، جو حضرت والد صاحب کے لئے باعث احترام تھیں والد صاحب نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ یہ جھگڑا کسی طرح ختم ہو جائے لیکن وہ ختم نہیں ہوا والد صاحب نے یہ سوچا کہ جس مدرسے کا آغاز ہی جھگڑے سے ہو رہا ہے تو اس مدرسے میں کیا برکت ہوگی؟ چنانچہ والد صاحب نے اپنا یہ فیصلہ سنا دیا کہ میں اس زمین کو چھوڑتا ہوں۔

دارالعلوم کی مجلس منتظمہ نے یہ فیصلہ سنا تو انہوں نے حضرت والد صاحب سے کہا کہ حضرت! یہ آپ کیسا فیصلہ کر رہے ہیں؟ اتنی بڑی زمین وہ بھی شہر کے وسط میں ایسی زمین ملنا بھی مشکل ہے اب جبکہ یہ زمین آپ کو مل چکی ہے آپ کا اس پر قبضہ ہے آپ ایسی زمین کو چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں؟ حضرت والد صاحب نے جواب میں فرمایا کہ میں مجلس منتظمہ کو اس زمین کے چھوڑنے پر مجبور نہیں کرتا اسلئے کہ مجلس منتظمہ درحقیقت اس زمین کی مالک ہو چکی ہے۔آپ حضرات اگر چاہیں تو مدرسہ بنالیں میں اس میں شمولیت اختیار نہیں کروں گا

اس لئے کہ جس مدرسے کی بنیاد جھگڑے پر رکھی جا رہی ہو اس مدرسے میں مجھے برکت نظر نہیں آتی پھر حدیث سنائی جو شروع میں گذری ہے اور جھگڑے سے بچنے کیلئے

دارالعلوم بنانا فرض نہیں: آپ نے فرمایا دارالعلوم بنانا فرض نہیں ہے مسلمانوں کو پھوٹ سے بچانا فرض عین ہے۔ اور فرمایا کہ آپ حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ شہر کے بیچوں بیچ ایسی زمین کہاں ملے گی لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں اس کو جنت کے بیچ میں گھر دلواؤں گا۔ یہ کہہ کر اس زمین کو چھوڑ دیا۔ آج کے دور میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے کہ کوئی شخص اس طرح جھگڑے سے بچنے کیلئے اتنی بڑی زمین چھوڑ دے لیکن جس شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر کامل یقین ہے وہی یہ کام کر سکتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ چند ہی مہینوں کے بعد اس زمین سے کئی گنا بڑی زمین عطا فرما دی جہاں آج دارالعلوم قائم ہے۔ یہ تو میں نے آپ حضرات کے سامنے ایک مثال بیان کی ورنہ حضرت والد صاحب کو ہم نے ساری زندگی حتی الامکان اس حدیث پر عمل کرتے دیکھا۔ ہاں البتہ جس جگہ دوسرا شخص جھگڑے کے اندر پھانس ہی لے اور دفاع کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو وہ الگ بات ہے۔ ہم لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ فلاں موقع پر فلاں شخص نے یہ بات کہی تھی فلاں نے ایسا کیا تھا اب ہمیشہ کے لئے اس کو دل میں بٹھا لیا اور جھگڑا کھڑا ہو گیا آج ہمارے پورے معاشرے کو اس چیز نے تباہ کر دیا ہے۔ یہ جھگڑا انسان کے دین کو مونڈ دیتا ہے اور انسان کے باطن کو تباہ کر دیتا ہے اس لئے خدا کے لئے آپس کے جھگڑوں کو ختم کر دو اور اگر دو مسلمان بھائیوں میں جھگڑا دیکھو تو ان کے درمیان صلح کرانے کی پوری کوشش کرو۔

عزت کا اصول

''عزت کے بارے میں سنہری اصول یہ ہے کہ ''جو مقبولیت عوام سے اوپر کی طرف چلتی ہے وہ بے بنیاد عزت ہوتی ہے عوام میں پھیل گئی آگے خواص میں اس کا کوئی خاص وجود نہیں وہ عزت فرضی ہوتی ہے اور چند دنوں کے بعد زائل ہو جاتی ہے اور جو عزت خواص سے چلے اور عوام کی طرف آئے وہ حقیقی عزت ہوتی ہے اس کی بنیاد خیالی اور فرضی نہیں ہوتی ہے بلکہ قلب کی گہرائی ہوتی ہے''۔ حاصل یہ کہ عزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چلے یعنی مقبولیت عنداللہ ہو وہ عزت نہیں ہے کہ لوگوں کے تخیلات کے اوپر اس کی بنا ہو''۔ (ملفوظ: حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب۔ بحوالہ جواہر حکمت)

عوام کا حدود اربعہ

تقلید کا سب سے پہلا درجہ ''عوام کی تقلید'' کا ہے۔ یہاں ''عوام'' سے ہماری مراد مندرجہ ذیل اقسام کے حضرات ہیں۔

1- وہ حضرات جو عربی زبان اور اسلامی علوم سے بالکل ناواقف ہوں خواہ وہ دوسرے فنون میں کتنے ہی تعلیم یافتہ اور ماہر و محقق ہوں۔

2- وہ حضرات جو عربی زبان جانتے اور عربی کتابیں سمجھ سکتے ہوں۔ لیکن انہوں نے تفسیر و حدیث وفقہ اور متعلقہ دینی علوم کو باقاعدہ اساتذہ سے نہ پڑھا ہو۔

3- وہ حضرات جو رسمی طور پر اسلامی علوم سے فارغ التحصیل ہوں۔ لیکن تفسیر، حدیث و فقہ اور ان کے اصولوں میں اچھی استعداد اور بصیرت پیدا نہ ہوئی ہو۔

یہ تینوں قسم کے حضرات تقلید کے معاملے میں ''عوام'' ہی کی صف میں شمار ہوں گے، اور تینوں کا حکم ایک ہے۔ اس قسم کے عوام کو ''تقلید محض'' کے سوا چارہ نہیں کیوں کہ ان میں اتنی استعداد اور صلاحیت نہیں ہے کہ وہ براہ راست کتاب وسنت کو سمجھ سکیں، یا اس سے متعارض دلائل میں تطبیق و ترجیح کا فیصلہ کر سکیں۔ لہٰذا احکام شریعت پر عمل کرنے کے لئے ان کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ کسی مجتہد کا دامن پکڑیں اور اس سے مسائل شریعت معلوم کریں۔ عوام کیلئے اس طرز عمل کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے، ورنہ احکام شریعت کے معاملے میں جو شدید افراتفری برپا ہوگی اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (از تقلید کی شرعی حیثیت)

اَقوال.... حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ

فرمایا: یاد الٰہی سے غافل رہنے کا نام دنیا ہے۔

فرمایا: تمام انبیاء و اولیاء نے دنیا کو ترک کیا ہے اور اس سے بیزاری ظاہر کی ہے پھر جو شخص ان کی خلاف ورزی کرے وہ کیونکر مسلمان ہو سکتا ہے۔

فرمایا: دنیا کی محبت زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ زہر سے جان ہلاک ہوتی ہے اور حبِ دنیا سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

فرمایا: جس کا دل حبِ دنیا سے خالی ہوگا محبت الٰہی سے پُر نور ہوگا۔

ایک گریجویٹ اور فہم حدیث

راقم الحروف کے ایک گریجویٹ دوست مطالعے کے شوقین تھے۔ اور انہیں بطور خاص احادیث کے مطالعہ کا شوق تھا اور ساتھ ہی یہ بات بھی ان کے دماغ میں سمائی ہوئی تھی کہ اگرچہ میں حنفی ہوں لیکن اگر حنفی مسلک کی کوئی بات مجھے حدیث کے خلاف معلوم ہوئی تو میں اسے ترک کردوں گا۔ چنانچہ ایک روز انہوں نے احقر کی موجودگی میں ایک صاحب کو یہ مسئلہ بتایا کہ ''ریح خارج ہونے سے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ ریح کی بدبو محسوس نہ ہو یا آواز نہ سنائی دے'' میں سمجھ گیا کہ وہ بیچارے اس غلط فہمی میں کہاں سے مبتلا ہوئے ہیں' میں نے ہر چند انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن شروع میں انہیں اس بات پر اصرار رہا کہ یہ بات میں نے ترمذی کی ایک حدیث میں دیکھی ہے' اس لئے میں تمہارے کہنے کی بناء پر حدیث کو نہیں چھوڑ سکتا۔ آخر جب میں نے تفصیل کے ساتھ حدیث کا مطلب سمجھایا اور حقیقت واضح کی تب انہوں نے بتایا کہ میں تو عرصہ دراز سے اس پر عمل کرتا آ رہا ہوں اور نہ جانے کتنی نمازیں میں نے اس طرح پڑھی ہیں کہ آواز اور بو نہ ہونے کی وجہ سے میں سمجھتا رہا کہ میرا وضو نہیں ٹوٹا۔ دراصل وہ اس سنگین غلط فہمی میں اس لئے مبتلا ہوئے کہ انہوں نے حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہی سمجھا کہ وضو ٹوٹنے کا مدار آواز یا بو پر ہے۔ حالانکہ تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اُن وہمی قسم کے لوگوں کے لئے ہے جنہیں خواہ مخواہ وضو ٹوٹنے کا شک ہو جاتا ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ جب تک خروج ریح کا ایسا یقین حاصل نہ ہو جائے جیسا کہ آواز سننے یا بو محسوس ہونے سے حاصل ہوتا ہے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی وضاحت ہے۔ (از شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی مدظلہ)

اَقوال.... حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ

فرمایا: دنیا ایک بیمارستان ہے اور لوگ اس میں دیوانوں کی مانند ہیں اور دیوانوں کے لئے بیمارستان میں قید و زنجیر ہوتی ہے۔

فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جو دل کو فاسد بناتی ہیں، ایک بہت کھانا، دوسرے بہت سونا۔

فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تمام چیزیں اس سے ڈرتی ہیں۔

فراست ایمانی

ہندوستان میں ایک بہت بڑے بزرگ "حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ" گزرے ہیں یہ بڑے زبردست عالم تھے۔ جب ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی تو گاندھی جی نے حکیم اجمل خان صاحب' ڈاکٹر انصاری صاحب' مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو جمع کر کے یہ کہا کہ اس تحریک کے اندر اس وقت تک جوش پیدا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس میں کوئی بڑے مذہبی پیشوا شامل نہیں ہوں گے۔ لہذا کسی طریقے سے مذہبی پیشواؤں کو اس میں شامل کیجئے۔! طے یہ ہوا کہ ایک دن گاندھی جی کے ساتھ ایک ڈپوٹیشن (DEPUTATION) مولانا محمد علی مونگیری کے پاس جائے' چنانچہ سب کے سب مل کر گاندھی جی کے ساتھ مولانا محمد علی مونگیریؒ کے پاس گئے اور گاندھی جی نے مولانا سے کہا کہ مولانا میں نے پیغمبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ کیا ان کی زندگی سے بہتر کسی کی زندگی کو میں نے نہیں پایا' ان کی زندگی سب سے اعلیٰ اور سب سے اونچی زندگی تھی اور میں نے قرآن کا بھی مطالعہ کیا ہے' میں نے اس کتاب کو سب سے اعلیٰ اور مقدس ترین کتاب پایا چنانچہ میں نے اس کا کچھ حصہ اپنی دعا میں بھی شامل کرلیا ہے' اس کے علاوہ اور بہت سی تعریفیں کیں۔

مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گاندھی جی! آپ نے پیغمبر اسلام کی جتنی تعریفیں کی ہیں وہ ٹھیک ہیں' ہمارے پیغمبر اس سے بھی اونچے تھے اور آپ نے قرآن کریم کی جتنی تعریفیں کی ہیں وہ بھی ٹھیک ہیں' ہمارا قرآن اس سے بھی اونچا ہے لیکن گاندھی جی! مہربانی کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور قرآن کریم کا وہ عیب (معاذ اللہ) بھی تو بتا دیجئے جس کی وجہ سے آپ نے اب تک ایمان قبول نہیں کیا ہے! جب قرآن کریم آپ کو ساری دنیا کی کتابوں میں سب سے بہتر کتاب معلوم ہوتی ہے' پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی زندگی آپ کو سب سے بہتر زندگی معلوم ہوتی ہے۔ پھر آپ کو وہ کون سا عیب ان کے اندر نظر آیا جس کی وجہ سے اب تک آپ ایمان نہیں لائے ہیں؟ اب گاندھی جی بغلیں جھانکنے لگے' ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ مولانا نے فرمایا کہ جب کوئی شکاری شکار کرنے کے لیے نکلتا ہے تو شکار گاہ میں جا کر جانوروں کی بولی بولتا ہے تا کہ جانور جال میں پھنس جائیں' اسی طرح آپ کے دل میں نہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عظمت ہے اور نہ قرآن کریم کی کوئی عظمت ہے! آپ صرف مجھے پھانسنے کے لیے آئے ہیں اس لیے میری بولی بول رہے ہیں۔ (ماہنامہ محاسن اسلام)

درس قناعت

ہمارے بزرگ حضرت قمر الدین شاہ صاحب مدظلہ نے ایک واقعہ سنایا کہ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ مجھ سے بان منگوایا کرتے تھے۔ جن دنوں بان کی قیمتیں کافی تھیں ایک جگہ انتہائی ارزاں نرخ پر ملنے کی میں نے حضرت کو اطلاع دی۔ میرا گمان یہ تھا کہ کم قیمت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت کافی مقدار میں خرید لیں گے۔ لیکن حضرت نے سن کر صرف اتنا فرمایا ''نہیں ابھی ضرورت نہیں'' اس مختصر سے جملہ میں حضرت نے قناعت و کفایت شعاری کا جو عظیم سبق دیا وہ ہم سب کیلئے مشعل راہ ہے۔

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے آخری لمحات

ابوزرعہ علم حدیث کے مشہور امام ہیں۔ ان کے انتقال کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ ابوجعفر تستری کہتے ہیں کہ ہم جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اس وقت ابو حاتم، محمد بن مسلم، منذر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت وہاں موجود تھی ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ اپنے مُردوں کو لا الہ الا اللّٰہ کی تلقین کیا کرو مگر ابوزرعہؒ سے شرمارہے تھے۔ اوران کو تلقین کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔ آخر سب نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ محمد بن مسلم نے ابتداء کی حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمید بن جعفر اور اتنا کہہ کر رُک گئے باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی، اس پر ابوزرعہؒ نے اسی جان کنی کے عالم میں روایت کرنا شروع کیا حدثنا بندار حدثنا ابو عاصم حدثنا عبد الحمید بن جعفر عن صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرۃ الحضرمی عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم " من کان آخر کلامہ لا الٰہ الا اللّٰہ " اتنا کہہ پائے تھے کہ طائر روح قفس عنصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کر گیا، پوری حدیث یوں ہے'' من کان آخر کلامہ لآ الہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ (یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لا الٰہ الا اللّٰہ نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا)

سبحان اللہ! کیا خوش نصیب تھے اور حدیث شریف سے ان سعید روحوں کو کیسا گہرا تعلق تھا کہ دمِ واپسیں تک علم وعمل کا ساتھ رہا ۔ جزاھم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین الی یوم الدین ۔ (جواہر پارے)

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ

جناب ظفر اللہ بیگ صاحب لیکچرار جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد نے بتایا کہ ایک دفعہ حضرت مجاہد ملتؒ نے ان کے گاؤں پیرو (ضلع جھنگ) میں ایک جلسہ سے خطاب کرنے تشریف لانا تھا۔ ان کے والد مولانا احمد یار صاحب (فاضل دیوبند) نے ملازم کو گھوڑی دے کر بھیجا کہ آپؒ کو ریلوے اسٹیشن سے لے کر آئے۔ ملازم نے ریل گاڑی کی ایک ایک سواری کو بغور دیکھا اس کا اندازہ تھا کہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت رواجی قسم کے امیر ہوں گے۔ عالمانہ قیمتی لباس، محبوبانہ وضع قطع، خطیبانہ چال ڈھال، بھاری بھرکم شخصیت جن کے ساتھ ایک ملازم نما طالب علم ہوگا جوان کا بریف کیس اٹھائے آتا ہوگا، خوبصورت رنگدار قیمتی عینک انہوں نے لگا رکھی ہوگی، ان کے جسم سے تازہ تازہ چھڑکے ہوئے پاؤڈر کی خوشبو آرہی ہوگی جو انہوں نے گاڑی سے اترنے سے ذرا پہلے گاڑی کے حمام میں جا کر چھڑکا ہوگا اور وہ دور ہی سے گھوڑی والے ملازم پر برسنا شروع کر دیں گے کہ انہیں اس تک پہنچنے میں زحمت اٹھانا پڑی۔ وہ خود انہیں لینے اندر اسٹیشن تک کیوں نہیں آیا۔ سواری والے ملازم کو جب کوئی ایسی مافوق البشر شخصیت نظر نہ آئی تو وہ پریشان کھڑا رہا۔ مولاناؒ نے علامات سے پہچان لیا کہ وہ لینے تو انہیں ہی آیا ہے مگر اس سے یہ کہا جائے کہ آپؒ ہی مولانا محمد علی جالندھریؒ ہیں تو وہ مانے گا نہیں اگرچہ آپ اس پر سچی قسم بھی کھائیں، کیونکہ کئی روز کے مسلسل تبلیغی سفر کی بدولت آپؒ کے پاس ایک ہی کپڑوں کا جوڑا تھا جو میلا ہو چکا تھا بلکہ کرتہ تو پھٹ کر بوسیدہ ہو چکا تھا۔

آپؒ اس کے قریب گئے سلام کیا اور فرمایا: ''بھائی تم کہاں سے آئے ہو، کسے لینے آئے ہو؟'' اس نے کہا ''مولانا محمد علی جالندھریؒ کو لینے آیا ہوں۔ انہوں نے ہمارے گاؤں پیرو میں تقریر کرنی ہے۔ آپؒ نے کہا ''دیکھو مولانا تو آئے نہیں، تم مجھے لے چلو، تمہیں ثواب ملے گا، میں نے بھی تقریر سننے تمہارے گاؤں جانا ہے۔'' وہ کبھی آپؒ کے من موہنے چہرہ کو دیکھتا کبھی آپؒ کی فقیرانہ وضع قطع کو۔

آخرکار وہ آمادہ ہوگیا۔ مگر خود زین والے حصہ پر اور آپ کو پیچھے گھوڑی کی ننگی پیٹھ پر بٹھا لیا۔ جب گاؤں پہنچے تو واقفین حال اسے مارنے تک آئے "ظالم تم نے مولانا کو پیچھے یوں بٹھایا ہوا ہے؟" اب تو اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی مگر اسے اعتبار نہیں آتا تھا اور وہ بار بار کہہ رہا تھا" مجھے تو آپ نے مولانا محمد علی جالندھریؒ کو لانے بھیجا تھا بھلا مولانا ایسے...... آپؒ نے فرمایا" بھائی اس کا قصور نہیں۔ قصور تو میرا ہی ہے۔ میں نے اسے اپنا نام ہی نہیں بتایا تھا، یہ تو اس کا احسان ہے جو مجھے اجنبی سمجھ کر بھی اپنے ساتھ لایا۔" (ماہنامہ محاسن اسلام)

حضرت بلال اوران کے بھائی کا نکاح

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور انکے بھائی نے یمن کے ایک گھرانہ میں اپنی شادی کا پیغام دیا تو حضرت بلال نے یوں فرمایا میں بلال ہوں اور یہ میرا بھائی ہے ہم دونوں گمراہ تھے ہمیں اللہ نے ہدایت دی اور ہم دونوں غلام تھے ہمیں اللہ نے آزاد کر دیا اگر آپ لوگ ہم دونوں کی شادی کر دیں تو الحمدللہ یعنی ہم اللہ کا شکرادا کریں گے اور اگر نہیں کرو گے تو اللہ اکبر یعنی اللہ بہت بڑے ہیں وہ کوئی اور انتظام کر دیں گے آپ لوگوں سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ (ان لوگوں نے ان دونوں کی شادی کر دی) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی نے عرب کی ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا اس عورت کے رشتہ داروں نے کہا اگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئیں گے تو ہم آپ سے شادی کریں گے چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے خطبہ مسنونہ پڑھ کر فرمایا میں بلال بن رباح ہوں اور یہ میرا بھائی ہے لیکن یہ اخلاق اور دین میں کمزور ہے اگر تم چاہو تو اس سے شادی کر دو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو انہوں نے کہا جسکے آپ بھائی ہوں ہم اس سے ضرور شادی کریں گے چنانچہ انہوں نے اپنی عورت کی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بھائی سے شادی کر دی۔ (اخرجہ ابن سعد ۳/ ۲۳۷)

اَقوال.....قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

فرمایا: میں نے اور میرے گھر کے لوگوں نے فاقے اٹھائے، مگر الحمدللہ میں نے کبھی قرض نہیں لیا۔
فرمایا: کسی سے کسی قسم کی توقع مت رکھو چنانچہ مجھ سے بھی مت رکھو یہ بات دین و دنیا کا گر ہے۔

فنائیت

مولانا عبداللہ رومی حضرت رائے پوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ لاہور دہلی مسلم ہوٹل میں برسہابرس خطیب رہے، ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور مولانا مدنی کے ہاں قیام کیا۔ ایک روز جب مولانا کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے گیا تو میں نے مولانا کا جوتا اٹھالیا۔ مولانا اس وقت تو خاموش رہے دوسرے وقت جب ہم نماز پڑھنے کیلئے گئے تو مولانا نے میرا جوتا اٹھا کر سر پر رکھ لیا میں پیچھے بھاگا۔

مولانا نے تیز چلنا شروع کر دیا۔ میں نے کوشش کی کہ جوتا لے لوں، نہیں لینے دیا۔ میں نے کہا خدا کیلئے سر پر تو نہ رکھئے۔ فرمایا کہ عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اُٹھاؤ گے۔ میں نے عہد کرلیا، جوتا سر پر سے اُتار کر نیچے رکھا۔ (خزینہ)

برکات نبوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جس طرح تیرے ساتھی مجھ سے مال غنیمت مانگتے ہیں تم نہیں مانگتے میں نے عرض کیا میں تو آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ جو علم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے آپ اس میں سے مجھے بھی سکھائیں۔ اس کے بعد میں نے کمر سے دھاری دار چادر اتار کر اپنے اور حضور کے درمیان بچھا دی۔ پھر آپ نے مجھے حدیث سنائی جب میں نے وہ حدیث پوری سن لی تو حضور نے فرمایا اب اس چادر کو سمیٹ کر اپنے جسم سے لگا لو (میں نے ایسا ہی کیا) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی ارشاد فرماتے مجھے اس میں سے ایک حرف بھی نہیں بھولتا تھا۔

عمل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شروع دن میں آیت الکرسی اور سورۃ مومن کی پہلی تین آیات پڑھ لے وہ اس دن ہر برائی اور تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

☆ حق تعالیٰ فرماتے ہیں جب بندہ میرے سامنے (دعا کے لئے) ہاتھ اُٹھاتا ہے تو ان ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے (ترمذی)

☆ برا آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں رکھتا کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنے جیسا خیال کرتا ہے۔

حافظہ کے لئے عمل

جن کا حافظہ کمزور ہوتو وہ سات دن تک ان آیات کریمہ کو روٹی کے ٹکڑوں پر لکھ کر کھا لیا کریں اس طرح کہ ہفتہ کو یہ آیت لکھ کر کھائے۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ اتوار کے روز یہ لکھے رَبِّ زِدْنِىْ عِلْماً ۔ پیر کے روز یہ لکھے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى منگل کے روز یہ لکھے اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى بدھ کے روز یہ لکھے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ جمعرات کے روز یہ لکھے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ جمعہ کو یہ لکھے فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ صبح کے وقت باوضو لکھ کر کھلائیں ان شاء اللہ حافظہ قوی ہوگا۔ (فلاح دارین)۔

بچوں کی بدتمیزی کا سبب اور اسکا علاج

بچوں کی بدتمیزی اور نافرمانی کا سبب عموماً والدین کے گناہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کیساتھ اپنا معاملہ درست کریں اور تین بار سورہ فاتحہ پانی پر دم کر کے بچے کو پلایا کریں۔ (آپکے مسائل اور اُنکا حل ج ۷)

حضرۃ علیؓ کا اپنی بیٹی کی حضرۃ عمرؓ سے شادی کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (ان کی بیٹی) حضرت اُم کلثوم سے شادی کا پیغام دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ اپنی تمام بیٹیوں کی شادی صرف (اپنے بھائی) حضرت جعفر کے بیٹوں سے کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ آپ اس کی مجھ سے شادی کر دیں۔ اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی مرد ایسا نہیں ہے جو اس کے اکرام کا اتنا اہتمام کر سکے جتنا میں کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا میں نے (اس بیٹی کا نکاح آپ سے) کر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر مہاجرین سے کہا مجھے شادی کی مبارک باد دو انہوں نے انہیں مبارک باد دی اور پوچھا آپ نے کس سے شادی کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رشتہ اور تعلق کے علاوہ ہر رشتہ اور تعلق قیامت کے دن ختم ہو جائے گا۔ میں نے اپنی بیٹی کی شادی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اب میں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی سے میری شادی ہو جائے تو مزید رشتہ کا تعلق حاصل ہو جائے۔ (عند ابن سعد کذا فی الاصابۃ)

ختم نبوت زندہ باد

جن دنوں ختم نبوت کی تحریک زوروں پر تھی۔ختم نبوت کے پروانے گولیوں، لاٹھیوں، جیلوں اور حوالاتوں کے مزے لے رہے تھے۔ایک مسلمان نے سڑک کے درمیان آ کر بلند آواز میں نعرہ لگایا ''ختم نبوت زندہ باد۔'' جونہی اس نے نعرہ لگایا، پولیس والا آگے بڑھا اور اس کے گال پر زوردار تھپڑ مارا، تھپڑ کھاتے ہی اس نے پھر کہا۔ ''ختم نبوت زندہ باد۔'' اس بار پولیس والے نے اسے بندوق کا بٹ مارا۔ بٹ کھا کر وہ پہلے سے زیادہ بلند آواز میں گرجا۔ ''ختم نبوت زندہ باد۔'' اب تو پولیس والے اس پر جھپٹ پڑے۔ادھر وہ ہر تھپڑ، ہر لات اور ہر بٹ پر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگاتا چلا گیا۔ وہ مارتے رہے، یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہوگیا۔اسی حالت میں اٹھا کر فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔اس نے عدالت میں داخل ہوتے ہی نعرہ لگایا۔ ''ختم نبوت زندہ باد''۔

فوجی نے فوراً کہا۔ ''ایک سال کی سزا۔'' اس نے پھر نعرہ لگایا۔ ''ختم نبوت زندہ باد''۔

فوجی نے فوراً کہا۔ ''دو سال سزا'' اس نے پھر نعرہ لگایا۔ ''ختم نبوت زندہ باد''

فوجی نے پھر کہا۔ ''تین سال سزا'' اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔

غرض وہ ایک ایک سال کر کے سزا بڑھاتا چلا گیا، یہ ختم نبوت کا نعرہ لگاتا چلا گیا۔

یہاں تک کہ سزا بیس سال تک پہنچ گئی۔بیس سال کی سزا سن کر بھی اس نے کہا۔ ''ختم نبوت زندہ باد''

اس پر فوجی نے جھلا کر کہا۔ ''باہر لے جا کر گولی مار دو''

اس نے گولی کا حکم سن کر کہا۔ ''ختم نبوت زندہ باد۔''

ساتھ ہی خوشی کے عالم میں ناچنے لگا۔ناچتے ہوئے بھی برابر نعرے لگا رہا تھا۔

''ختم نبوت زندہ باد...... ختم نبوت زندہ باد...... ختم نبوت زندہ باد''

عدالت میں وجد کی حالت طاری ہوگئی۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا۔ ''یہ دیوانہ ہے، دیوانے کو سزا نہیں دی جاسکتی، رہا کردو'' رہائی کا حکم سنتے ہی اس نے پھر کہا۔ ''ختم نبوت زندہ باد''

(میں بھی کہتا ہوں ختم نبوت زندہ باد، آپ سب بھی کہیں، ختم نبوت زندہ باد)۔

رمضان کا آخری روزہ

حدیث شریف میں ہے: بے شک اللہ تعالیٰ رمضان میں ہر روز بوقت افطار دس لاکھ ایسے گنہگاروں کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو عذاب کے مستحق ہو چکے ہوں اور جمعہ کی شب ہر گھنٹے میں ایسے ہی دس لاکھ گنہگاروں کو آزادی دیتا ہے، جب رمضان شریف کا آخری دن ہوتا ہے تو اس دن اتنے لوگوں کو آزادی دیتا ہے جتنے سارے مہینے میں آزاد ہوئے تھے۔

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے:۔

(۱) ہر افطار کو دس لاکھ انسانوں کو معاف کیا جاتا ہے۔ ۳۰ میں ضرب دینے سے تین کروڑ ہوئے۔ (۲) مہینہ میں چار جمعہ اور ہر جمعہ کے ۲۴ گھنٹہ ہوتے ہیں۔ ہر گھنٹہ میں دس لاکھ کے حساب سے ۹ کروڑ ۶۰ لاکھ آدمی ہوئے جن کو آتش دوزخ سے آزادی دی جاتی ہے۔

(۳) کل تعداد ۱۲ کروڑ ۶۰ لاکھ ہوئی۔ (۴) جتنے گناہ گاروں کو سارے مہینے میں بخشا گیا تھا۔ رمضان شریف کے صرف آخری دن میں اتنے انسانوں یعنی ۱۲ کروڑ ۶۰ لاکھ کو بخش دیا جاتا ہے۔ اب آپ سوچیں کہ رمضان شریف کا آخری روزہ کتنا اہم ہے (فلکیات جدیدہ)

جسے اللہ رکھے

ایک گھر میں رات کے وقت چور داخل ہوئے۔ اس گھر میں ایک چھوٹا سا خاندان رہتا تھا۔ میاں بیوی اور ایک شیر خوار بچہ۔ تینوں اس وقت سو رہے تھے۔ انہوں نے بچے کو پنگھوڑے سمیت اٹھایا اور باہر لا کر ایک طرف گلی میں رکھ دیا۔ اب انہوں نے گھر سے سامان لانا شروع کیا۔ جب وہ سارا سامان باہر لے آئے تو آخری مرتبہ یہ دیکھنے کے لئے مکان کے اندر گئے کہ کوئی قیمتی چیز تو نہیں رہ گئی۔ اس وقت سوئی ہوئی ماں کی آنکھ کھل گئی۔ ماں نے جب بچے کو وہاں نہ پایا تو فوراً اپنے شوہر کو جگایا۔ دونوں گھبرا کر اٹھے اور باہر کی طرف دوڑے۔

چور دوسرے کمرے میں تھے۔ عین اس وقت پورا مکان دھڑام سے چوروں کے اوپر گرا۔ گھر کے تینوں رہنے والے باہر گلی میں تھے۔ ان کا سامان بھی باہر رکھا تھا اور چور ہلاک ہو چکے تھے۔ وہ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور حیران ہو رہے تھے کہ ان کے بچے کو اور اس سارے سامان کو باہر لا کر کس نے رکھا ہے۔ صبح جب ملبہ اٹھایا گیا تو چوروں کی لاشیں ملیں۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ ان تینوں کی جان اور ان کا مال بچانے کا یہ سارا بندوبست کس نے کیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ وزیر

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بھی نبی آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے سات رفیق، نجیب اور وزیر عطا فرمائے اور مجھے چودہ عطا فرمائے گئے ہیں
۱۔حمزہ ۲۔جعفر، ۳۔علی، ۴۔حسن، ۵۔حسین، ۶۔ابوبکر، ۷۔عمر، ۸۔عبداللہ بن مسعود، ۹۔ابوذر، ۱۰۔مقداد، ۱۱۔حذیفہ، ۱۲۔عمار، ۱۳۔سلمان، ۱۴۔بلال رضی اللہ عنہم (حلیۃ الاولیاء)

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے متعلق اجمالی معلومات

نام: ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن	سن نکاح	عمر وقت نکاح	حضورؐ کی عمر وقت نکاح	مدت خدمت	سن وفات	کل عمر	مدفن
۱۔حضرۃ خدیجہؓ بنت خویلد	۲۵ میلاد النبی	۴۰ سال	۲۵ سال	تقریباً ۲۵ سال	۱۰ نبوت	۶۵ سال	مکہ
۲۔حضرۃ سودہؓ بنت زمعہ	۱۰ نبوت	۵۰ سال	۵۰ سال	۱۴ سال	۱۹ ہجری	۷۲ سال	مدینہ
۳۔حضرۃ عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	۱۱ نبوت رخصتی ا ہجری	۹ سال	۵۴ سال	۹ سال	۱۷ رمضان ۵۷ ہجری	۶۳ سال	مدینہ
۴۔حضرۃ حفصہؓ بنت عمرؓ	شعبان ۳ ہجری	۲۲ سال	۵۵ سال	۸ سال	جمادی الاول ۴۱ ہجری	۵۹ سال	مدینہ
۵۔حضرۃ زینبؓ بنت خزیمہ	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	۵۵ سال	۳ مہینے	۳ ہجری	تقریباً ۳۰ سال	مدینہ
۶۔حضرۃ ام سلمہؓ بنت ابوامیہ	۴ ہجری	۲۶ سال	۵۶ سال	۷ سال	۶۰ ہجری	۸۰ سال	مدینہ
۷۔حضرۃ زینبؓ بنت جحش	۵ ہجری	۳۶ سال	۵۷ سال	۶ سال	۲۰ ہجری	۵۱ سال	مدینہ
۸۔حضرۃ جویریہؓ بنت وارث	شعبان ۵ ہجری	۲۰ سال	۵۷ سال	۶ سال	ربیع الاول ۵۶ ہجری	۷۱ سال	مدینہ
۹۔حضرۃ ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ	۶ ہجری	۳۶ سال	۵۸ سال	۶ سال	۴۴ ہجری	۷۳ سال	مدینہ
۱۰۔حضرۃ صفیہ بنت حیی بنت اخطب	جمادی الاخریٰ ۷ھ	۱۷ سال	۵۹ سال	۳ سال ۹ ماہ	رمضان ۵۰ ہجری	۵۰ سال	مدینہ
۱۱۔حضرۃ میمونہؓ بنت حارث	ذیقعدہ ۷ ہجری	۳۶ سال	۵۹ سال	۳ سال ۳ ماہ	۵۱ ہجری	۸۰ سال	سرف

اَقوال.... حضرت سعید ابن مسیّب رحمہ اللہ

فرمایا: اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں جو اس قدر دنیا کو جمع کرے جس کے ذریعہ وہ اپنا دین بچا سکے اور اپنے جسم کی حفاظت کر سکے اور صلہ رحمی کر سکے۔

فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتا ہو وہ ذاکر ہے اور جو نافرمانی کرے، وہ ذاکر نہیں اگرچہ تسبیحات اور تلاوت قرآن کی کثرت کرتا ہو۔

پانچ کلمات نبوی

حضرت علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں تمہیں پانچ ہزار بکریں دے دوں یا ایسے پانچ کلمات سکھا دوں جن سے تمہارا دین اور دنیا دونوں ٹھیک ہو جائیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پانچ ہزار بکریاں تو بہت زیادہ ہیں۔ لیکن آپ مجھے وہ کلمات ہی سکھا دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِی خَلْقِیْ وَطَیِّبْ لِیْ کَسْبِی وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَلَا تَذْھَبْ قَلْبِیْ اِلٰی شَیْءٍ صَرَّفْتَہٗ عَنِّیْ

اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرے اخلاق وسیع فرما اور میری کمائی کو پاک فرما اور جو روزی تو نے مجھے عطا فرمائی اس پر مجھے قناعت نصیب فرما اور جو چیز تو مجھ سے ہٹا لے اس کی طلب مجھ میں باقی رہنے نہ دے۔ (حیاۃ الصحابہ جلد ۳)

پریشانی دور کرنے کا نبوی نسخہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ باہر نکلا اس طرح کہ میرا ہاتھ آپ اکے ہاتھ میں تھا آپ اکا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو بہت شکستہ حال اور پریشان تھا آپ نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہو گیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ بیماری اور تنگدستی نے میرا یہ حال کر دیا، آپ نے فرمایا کہ تمہیں چند کلمات بتلاتا ہوں، وہ پڑھو گے تو تمہاری بیماری اور تنگدستی جاتی رہے گی، وہ کلمات یہ ہیں:۔

تَوَکَّلْتُ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد پھر آپ ﷺ اس طرف تشریف لے گئے پھر اس کو اچھے حال میں پایا، آپ ﷺ نے خوشی کا اظہار فرمایا، اس نے عرض کیا کہ جب سے آپ نے مجھے یہ کلمات بتلائے تھے میں پابندی سے ان کلمات کو پڑھتا ہوں۔ (معارف القرآن جلد ۵)

فراستِ مؤمن

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اپنی کتاب جہاں دیدہ میں ترکی کے سفر نامہ میں لکھتے ہیں۔ جامعہ سلیمانیہ کی تعمیر کے دوران یورپ کے کسی ملک (غالباً اٹلی) کے ایک کلیسا نے اپنے ملک کے سرخ سنگ مرمر کی ایک بہترین سل تحفے میں بھیجی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ یہ سل مسجد کے محراب میں لگائی جائے جب سل پہنچی تو زینان معمار نے سلیمان اعظم سے کہا کہ میں یہ سل محراب میں لگانا مناسب نہیں سمجھتا۔ اگر آپ فرمائیں تو اسے مسجد کے ایک دروازے کی دہلیز میں لگا دیا جائے سلیمان اعظم نے اس رائے کو پسند فرمایا اور وہ پتھر دہلیز میں لگا دیا گیا۔ زینان کو یہ شبہ بھی تھا کہ ان اھل کلیسا نے اس پتھر میں کوئی شرارت نہ کی ہو۔ چنانچہ اس نے ایک روز امتحاناً اس پتھر کو کسی خاص مسالے سے گھسا کر دیکھا کہ اس کے اندر کیا ہے؟ گھسنے کے بعد اس پتھر کے اندر سیاہ رنگ کی ایک صلیب بنی ہوئی نمودار ہوئی یہ پتھر آج بھی دروازے کی دہلیز میں نصب ہے اور اس میں صلیب کا نشان آج بھی نظر آتا ہے۔ جواب قدرے دھندلا گیا ہے لیکن پھر بھی خاصا واضح ہے جو ان اصل کلیسا کے مکر و فریب اور مسجد کے معماروں کی فراست وبصیرت کی گواہی دے رہا ہے۔

ایک رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ کے دادا مولانا محمد رحمت اللہ کا بیان ہے کہ

”1857ء کے بعد ایک رات میں نے پٹنہ (گنگا کے کنارے) مسجد میں گذاری ان دنوں حافظ ضیاء الدین بخاری (والد امیر شریعت رحمہ اللہ) کی عمر اُنتیس سال تھی اور انہوں نے ایک رات مجھے ایک ہی رکعت میں سارا قرآن کریم سنا دیا تھا۔“ (حیات امیر شریعت)

حافظ سید ضیاء الدین بخاریؒ کے قرآن کریم سے والہانہ تعلق و وارفتگی اور عقیدت و عشق ہی کا ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ جیسا بیٹا دیا، جس نے ساری زندگی قرآن کے پیغام اور علوم ومعارف کو بیان کرنے میں گذار کر دی اور جب ڈوب کر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو یوں معلوم ہوتا کہ گویا ”ابھی ابھی قرآن نازل ہو رہا ہے“۔ ”اللہ مغفرت کرے عجب لوگ تھے“۔

عجیب حافظہ

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا خاندان قوت حافظہ اور کثرت حفظ میں مشہور تھا انکے دادا اور والد دونوں بڑے قوی الحفظ تھے لیکن تقی الدین ابن تیمیہ اس نعمت میں اپنے پورے خاندان سے سبقت لے گئے۔ اور بچپن ہی میں ان کے عجیب وغریب حافظہ اور سرعت حفظ نے علماء واساتذہ کو متحیر کر دیا، اور دمشق میں اس کی شہرت پھیل گئی، صاحب العقود دالا یہ لکھتے ہیں: ایک مرتبہ حلب کے ایک بڑے عالم دمشق آئے انہوں نے سنا کہ ایک بچہ ہے۔ جس کا نام احمد بن تیمیہ ہے وہ سرعت حفظ میں یکتا ہے۔ بہت جلد یاد کر لیتا ہے۔ ان کو اس کے دیکھنے اور امتحان کا شوق ہوا، جس راستہ سے تیمیہ گزرا کرتے تھے۔ وہاں وہ ایک درزی کی دکان پر بیٹھ گئے، درزی نے کہا وہ بچہ آنے والا ہے۔'' یہی اس کے مکتب کا راستہ ہے، آپ تشریف رکھیئے، تھوڑی دیر میں کچھ بچے مکتب جاتے ہوئے گزرے، درزی نے کہا دیکھئے وہ بچہ جس کے پاس بڑی سی تختی ہے وہ ہی ابن تیمیہ ہے۔'' شیخ نے اس بچہ کو آواز دی وہ آیا تو اس کی تختی لے لی۔'' اور کہا بیٹا اس تختی پر جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کو پونچھ ڈالو'' جب وہ صاف ہو گیا تو انہوں نے اس پر کوئی گیارہ یا تیرہ حدیثیں لکھوا دیں اور فرمایا انکو پڑھ لو'' بچہ نے اس کو ایک مرتبہ غور سے پڑھا'' شیخ نے تختی اٹھالی اور کہا کہ سناؤ، بچہ نے پوری حدیثیں سنا دیں۔ شیخ نے کہا کہ اچھا اب ان کو بھی پونچھ ڈالو، پھر چند سندیں لکھ دیں۔ اور کہا کہ پڑھو۔ بچہ نے ایک بار غور سے دیکھا اور پھر سنا دیا، شیخ نے یہ تماشہ دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہ بچہ جیتا رہا تو کوئی چیز بنے گا۔ اس لیے کہ اس زمانہ میں اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔ (تاریخ دعوت وعزیمت)

اَقوال.... حضرت احمد حواری رحمہ اللہ

فرمایا: جو شخص دوستی اور ارادت سے دنیا کی جانب نظر کرتا ہے حق تعالیٰ اس کے دل سے فقر وزہد کے نور کو دور کر دیتا ہے۔

فرمایا: جو شخص اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ دین میں دھوکا کھاتا ہے۔

فرمایا: رجا۔ خوف کرنے والوں کی قوت ہے۔

دل کی تخلیق کا مقصد

دل تو اللہ تعالیٰ نے دیا ہی اس لئے ہے کہ اس میں محبت کا بیج بویا جائے۔ دانہ ڈالنے کے بعد زمین کو پانی دینا بھی ضروری ہے اگر اس کو پانی نہ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ دانہ سوخت ہو جائے گا، دانہ ڈالنے کے بعد اوپر سے بارش ہو یہ زیادہ مفید ہے اسی لئے ایگریکلچر ڈپارٹمنٹ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جو پانی اوپر سے فطری اور نیچرل انداز سے آتا ہے وہ زیادہ نافع ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آب پاشی کے ذرائع میں بارش سب سے زیادہ مفید و نافع ثابت ہوتی ہے چنانچہ آج کل بعض ملکوں میں حکومتی پیمانہ پر بھی پانی اوپر سے چھڑکا جاتا ہے جو بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ یہاں انسان میں بھی قدرت کا نظام ہے کہ دل نیچے رکھا اور آنکھیں اوپر رکھیں تاکہ آپ دل کی زمین میں عشق و محبت کا بیج بودیں اور اوپر سے آنکھوں کے ذریعہ آنسوؤں کا پانی برسائیں تاکہ دل کی زمین میں جو تخم عشق و محبت ہے وہ پروان چڑھنا شروع ہو، اور اس کے آثار ظاہر ہوں جس کو شاعر نے ذکر کیا ہے ؂

دل دیا ہے اس نے تخم عشق بونے کیلئے
آنکھ دی ہے اس نے ساری عمر رونے کیلئے

اپنے اعمال ووظائف کے بجائے اللہ کے کرم پر اعتماد ہونا چاہیے

فرمایا: کہ بعض لوگ کثرت سے وظائف پڑھتے ہیں جس بزرگ نے جو بتادیا جس کتاب میں جو کچھ دیکھ لیا اُس کو بھی پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر شکایت کہ وظائف میں تاثیر نہیں، میں اتنے دن سے وظائف پڑھ رہا ہوں، میرا کام نہیں ہوا، وظائف پر اعتماد ایسے ہی ہے جیسے کسی کو اپنی مزدوری اور محنت پر ناز ہو اور اُس پر بھروسہ کرلے، پھر کریم کے کرم اور اُس کے جود وسخا پر اعتماد کہا رہا؟ اپنی کمزوری پر نظر ہونی چاہئے کہ میں تو خالی ہاتھ ہوں البتہ وہ کریم، بندہ نواز اور گدا پرور ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجیٰ عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور مجھے اپنے اعمال سے زیادہ تیری رحمت سے امید ہے) (ملفوظات حضرت شاہ یعقوب مجددیؒ)

امام مالک رحمہ اللہ کے مبارک اقوال

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مسائل کا جواب فوری طور پر نہیں دیا کرتے تھے بسا اوقات سائل کو کئی مرتبہ آنا پڑتا آپ سے پوچھا گیا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا مجھے ڈر ہے کہ ان سب سوالات کا مجھے روز قیامت سامنا کرنا پڑے گا۔ فرمایا: بسا اوقات مجھے ایک سوال کے جواب کی وجہ سے رات بھر جاگنا پڑتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا عالم دین بننا فرض ہے؟ فرمایا نہیں آدمی کو چاہیے کہ وہ باتیں سیکھے جو اسکے لیے نفع بخش ہوں پہیلیاں یا فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرے۔

فرمایا رزق حلال کی تلاش لوگوں کا محتاج بننے سے بہتر ہے۔

فرمایا ہر مسلمان جس کے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے علم وفقہ کا نور رکھا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ حکام کو امر بالخیر اور نہی عن الشر کرے۔ (خواہ ملاقات سے، خط سے یا کسی اور مناسب ذریعہ سے)۔

عبداللہ بن الحکم بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام صاحب نے طلبہ کی دعوت کی میں بھی ان طلبہ میں شامل تھا ہم امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے اس جگہ کی رہنمائی کی جہاں ہمیں بیٹھنا تھا اور یہ بھی بتایا کہ بیت الخلاء کس جانب ہے اور پانی کہاں ہے خود باہر کھڑے رہے اور ہم اندر داخل ہو گئے جب سب اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو کھانا لایا گیا لیکن ہاتھ دھونے کے لیے پانی نہیں لایا گیا ہاں کھانے کے بعد پانی لایا گیا جس سے لوگوں نے ہاتھ دھوئے جب کھانا کھا کر لوگ جانے لگے تو میں نے اس کی وجہ دریافت کی فرمایا کہ میں نے پانی اور بیت الخلاء کی جگہ تو اس لیے بتائی کہ اگر کسی کو ضرورت ہو تو استعمال کر لے اور کمرہ میں میں خود تم لوگوں کے ساتھ اس لیے داخل نہ ہوا کہ اگر میں داخل ہوتا اور یہ کہتا کہ آپ یہاں بیٹھیں آپ وہاں تشریف رکھیں تو ہو سکتا ہے کسی کا دل ٹوٹتا کسی کو ناگواری ہوتی باقی کھانے سے پہلے ہاتھ (لازماً) دھونا یہ عجمیوں کا طریقہ ہے ہاں حدیث میں کھانے کے بعد ہاتھ دھونا ثابت ہے۔

فرمایا: کہ میں نے اپنے شہر مدینہ منورہ میں جن علماء اور فقہاء کو پایا ان سب سے جب سوال کیا جاتا تو ایسا ہوتا کہ موت سر پر آ گئی ہے اور اب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ خود فتویٰ دینے کی خواہش رکھتے ہیں اگر انہیں کل (روز قیامت) کا علم ہو جائے تو ان کی یہ خواہش ختم ہو جائے۔

مغیرہ نے اپنے ساتھیوں سے مل کر کئی سوالات جمع کیے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھیجے کچھ کا جواب امام نے دیا اور بہت سارے سوالات کے بارے میں تحریر فرمایا کہ ان کا جواب مجھے معلوم نہیں مغیرہ کہتے تھے کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو دینی عزت ملی وہ اسی تقویٰ کی بناء پر ہے۔ (بشکریہ البلاغ)

فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ

تاریخ فرشتہ کے مصنف نے ''طبقات ناصری'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو مشہور حدیث ''اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ'' کی صحت پر پورا یقین نہ تھا اسے قیامت کے آنے کے بارے میں بھی شبہ تھا۔ اس کے علاوہ اسے سبکتگین کا بیٹا ہونے پر بھی شک تھا۔ ایک رات کا واقعہ ہے کہ سلطان محمود اپنی قیام گاہ سے نکل کر پیدل ہی کسی طرف چل رہا تھا فراش سونے کی شمع دان لے کر اس کے آگے آگے چل رہا تھا راستے میں اسے ایک ایسا طالب علم ملا جو مدرسے میں بیٹھا ہوا اپنا سبق یاد کر رہا تھا مگر اس کے پاس جلانے کے لئے تیل نہ تھا۔ اس لئے وہ پڑھتے پڑھتے جب کچھ بھول جاتا تو ایک بنئے کے چراغ کے پاس آ کر اپنی کتاب میں سے دیکھ کر تصحیح کر لیتا۔ محمود کو اس نادار طالب علم کی حالت پر بڑا رحم آیا اور اس نے وہ شمع دان جو فراش نے اٹھا رکھا تھا، اس طالب علم کو دے دیا۔ جس رات یہ واقعہ پیش آیا اسی رات کو خواب میں محمود کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ۔ آپؐ نے محمود سے فرمایا۔ ''اے ناصر الدین سبکتگین کے بیٹے فرزندار جمند خداوند تعالیٰ تجھ کو ویسی ہی عزت دے جیسی تو نے میرے ایک وارث کی قدر کی ہے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے سلطان محمود کے دل میں متذکرہ بالا تینوں شکوک دور ہو گئے۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول۔ ص ۸۹ مطبوعہ لاہور)

صدقہ وخیرات

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... خیرات کیا کرو کہ صدقہ تم کو دوزخ کی آگ سے چھڑانے کا ذریعہ ہے۔ (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے کسی شخص کی روح سے ملائکہ نے ملاقات کی تو ملائکہ نے دریافت کیا تو نے کوئی بھلائی کی اس نے کہا نہیں انہوں نے کہا یاد کر تو لوگوں کو ادھار سودا دیا کرتا تھا اور تو نے اپنے کارندوں سے کہا تھا کہ تنگ دست کو مہلت دیدیا کرو اور مالدار سے درگزر کیا کرو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بھی درگزر کرو۔ (بخاری)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں گناہوں کو مٹا دینے والی ہیں کھانا کھلانا، سلام پھیلانا اور جب لوگ سوئے پڑے ہوں اس وقت نماز پڑھنا (حاکم) ایک روایت میں ہے بخشش کے اسباب میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا ہے)

موبائل فون یا خطرے کی گھنٹیاں؟

اپنے موبائل فون سے انڈین اور انگریزی گانوں کی ٹونز (گھنٹیاں) ختم کردیجئے کیونکہ گانا بجانا حرام ہے۔ جب یہ ٹونز (گھنٹیاں) آپ کے بھول جانے کے سبب مساجد میں بجتی ہیں تو نمازی کے لئے نماز میں خلل اور گناہ کا سبب بنتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آخری زمانہ میں اس امت کے کچھ لوگوں (کی شکلوں) کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنادیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں! بلکہ وہ روزے بھی رکھتے ہوں گے نماز بھی پڑھتے ہوں گے اور حج بھی ادا کرتے ہوں گے۔ کہا گیا کہ آخران کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی وجہ کیا ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ گانے بجانے کے آلات......اپنالیں گے۔ (نیل الاوطار)

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت میں بھی دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے، اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کب ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آلات موسیقی کا رواج عام ہوجائیگا۔ (ترمذی)

موبائل فون سے دماغی رسولیاں

سنڈے ٹائمنر کے مطابق سویڈن میں ہونے والی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ موبائل فون کا باقاعدہ استعمال کرنے والوں کے لئے دماغ میں رسولی بننے کے خطرے میں 30% اضافہ ہوجاتا ہے۔ انٹرنیشنل جرنل آف اونکالوجی میں دماغی رسولی میں مبتلا 1600 افراد کے دس سالہ مطالعہ کے بعد بتایا گیا ہے کہ موبائل فون کا مسلسل استعمال ہی رسولیوں کا سبب ہے۔ (جہان کتب)

جمعۃ المبارک اور اللہ کی رحمتیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... جس شخص نے وضو کیا اور سنت کے مطابق اچھی طرح سے وضو کیا پھر وہ جمعہ کے لیے آیا پھر اس نے (خطبہ) غور سے سنا اور چپ رہا تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے گئے اور تین دن کے اور زیادہ بھی اور جس نے کنکریوں کو کھیل کرنے کو ہاتھ لگایا اس نے لغو کام کیا۔ (مسلم، ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر نیکی کا دس گنا ثواب مقرر ہے اس لیے ہفتے کے سات دن اور اوپر کے تین دن کئے تا کہ دس گنا پورا ہو جائے اور ''لغو کام کیا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اجر سے محروم ہو گیا۔

حدیث: اللہ تعالیٰ جمعہ کے روز کسی مسلمان کو بخشش کئے بغیر نہیں چھوڑتے۔ (طبرانی)

ایک حدیث میں ہے، ہم دنیا میں آخر میں آئے مگر قیامت کے روز اول میں ہوں گے اور تمام مخلوق سے پہلے بخشے ہوئے ہوں گے۔ (مسلم)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... جس شخص نے جمعہ کے روز غسل کیا اسکے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن کا غسل بالوں کی جڑوں سے گناہ اور خطائیں کھینچ لیتا اور دھو دیتا ہے (طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے سے ایک نور اس کے قدم سے آسمان تک برابر نکلتا ہے جو قیامت تک چمکتا رہتا ہے اور دونوں جمعوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (ابن مردویہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کی رات کو سورۂ دخان پڑھی اس کی بخشش ہو گئی اور ایک روایت میں ہے، جس نے جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنا دیں گے ایک روایت میں ہے جس نے کسی بھی ایک رات سورۂ دخان تلاوت کی تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ (ترمذی و اصفہانی)

ازدواجی رشتہ ایک لباس

(۱) اس تشبیہ میں مرد و زن کے رشتے کی نوعیت اور دونوں کے درمیان انتہائی قرب واتصال کا بیان ہے۔ (۲) جس طرح لباس انسان کے لیے عزت اور وقار کا ذریعہ ہوتا ہے اس طرح مرد و عورت کے درمیان ازدواجی رشتہ بھی ایک دوسرے کے لیے معاشرے میں عزت اور وقار کا باعث ہے۔ (۳) جس طرح انسان کے لیے لباس سردی گرمی سے بچاؤ کا ذریعہ ہے اسی طرح ازدواجی تعلق سے بھی انسان بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے۔

(۴) جس طرح لباس عموماً بدن کے ساتھ ہی ہوتا ہے سوائے مواقع ضرورت کے جدا نہیں ہوتا اسی طرح ضروری سفر کے علاوہ عموماً مرد و عورت کی زندگی اکٹھی ہی گذرنی چاہیے یہ نہیں کہ دولت کمانے کے لیے مرد سالہا سال گھر سے باہر رہے اور عورت بے چاری تنہائی کی زندگی گزارے یہ بات ازدواجی رشتہ کی روح کے خلاف ہے۔ (۵) جس طرح انسان بغیر لباس کے کسی کے سامنے جاتے ہوئے شرماتا ہے اور اپنے آپ کو ایک جگہ تک محدود رکھتا ہے کوئی لباس زیب تن کر کے ہی وہ کسی محفل میں جانے کے قابل ہوتا ہے اسی طرح غیر شادی شدہ آدمی بھی اپنے آپکو ادھورا اور معاشرے سے الگ تھلگ محسوس کرتا ہے شادی کے بعد ہی آدمی کو پورے طور پر معاشرت کا پتہ چلتا ہے۔ (۶) آدمی کا لباس اس کے قد و قامت ہی کے مطابق تیار کیا جاتا ہے تب ہی موزوں نظر آتا ہے اسی طرح مرد و عورت بھی حسب موقع شرعی حدود میں رہ کر باہمی مفاہمت کے ساتھ ایک دوسرے کے جذبات کی رعایت کریں گے تو زندگی خوشگوار ہوگی۔ (۷) جس طرح مخصوص طرز کا لباس دیکھ کر لباس پہننے والے کی خاص ہیئت آنکھوں کے سامنے آتی ہے اس طرح مرد و زن کا رشتہ زوجیت معلوم ہونے کے بعد ایک خاص معیار ذہن میں قائم ہوتا ہے۔

(۸) جس طرح ناگزیر حالات کے علاوہ کپڑے اتارنا عیب اور برائی ہے بلکہ ضرورت کے وقت بھی برہنہ ہونے کی حالت طبعاً پسند نہیں کی جاتی۔ اگرچہ عقلاً اس پر کوئی الزام نہیں آتا اس طرح طلاق جو لباس اتارنے کے مترادف ہے اس کو بھی باوجود حلال ہونے کے ناپسند فرمایا گیا ہے۔ (۹) جس طرح آدمی لباس کا انتخاب اپنی حیثیت کے مطابق کرتا ہے اس طرح رشتہ زوجیت میں بھی حیثیت اور پسند کی رعایت رکھنی چاہیے۔ (۱۰) کوئی آدمی اگر کسی دوسرے پر کیچڑ اچھالے تو لباس کے خراب ہونے سے عزت مجروح ہوتی ہے اس طرح کسی کے اہل خانہ پر الزام لگانا بھی دراصل اس کی عزت پر حملہ کرنا ہے۔

ایمان کی آب وتاب

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سردار ہوئے تو عامر بن قیس رضی اللہ عنہ پہاڑوں پر چلے گئے اور وہاں بیٹھ کر کلام اللہ پڑھنے لگے۔ ناگاہ شام ہوگئی ایک نصرانی عابد آیا اور کہا تو کون ہے؟ کہا مسافر ہوں۔ بولا... رات کو میرے پاس رہ.... ورنہ تم زندہ نہ بچو گے.... کیونکہ یہ جنگل شیر سانپوں کا ہے تم کو پھاڑ کھائیں گے۔ فرمایا: خلاف مذہب کے پاس میری گزر نہ ہوگی۔ نصرانی مجبور ہو کر چلا گیا آدھی رات ڈھلے چھت پر سے نصرانی عابد نے دیکھا تو حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ عبادت الٰہی میں مصروف ہیں اور ایک شیر.... ان کے گرد پہرے دار کی طرح ٹہلتا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیر سے کہا تجھ کو کچھ کہنا ہو تو کہہ.... ورنہ رخصت ہو.... اور ناحق خلل انداز نہ ہو۔ شیر عاجزی سے دم ہلاتا چلا گیا۔ نصرانی عابد یہ حال دیکھ کر حیران ہوگیا اور جلد آ کر عامر کے قدم چومنے لگا۔ اور کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں اور کیا مذہب رکھتے ہیں؟.... کہا میں ایک غریب گنہگار مسلمان ہوں کہ شہر میں رہنے کے قابل نہ تھا اس واسطے نکل آیا۔ نصرانی نے کہا اللہ اکبر! جب غریب گنہگار اس مذہب کے ایسے صاحب کرامت ہیں تو واللہ نیک کس درجہ کے ہوں گے۔ پس اسی وقت مسلمان ہوگیا۔

فائدہ:۔ سبحان اللہ! اللہ والوں کے ایمان کی آب وتاب بلاشبہ غیر مذہب کو بے تاب کر دیتی ہے اور پتھر کے جگر کو پانی کر کے بہاتی ہے۔ یہی سبب تھا کہ قرب زمانہ آفتاب عالمتاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر ذرہ آفتاب سا چمکتا تھا اور جو دیکھتا تھا بیتاب ہو جاتا تھا۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے بعد بھی صدیوں تک ایمان کی قوت کا یہی حال رہا۔ آج بھی اس گئے گزرے دور میں ایمان کی قوت والے اپنے منور چہروں سے پہچانے جاتے ہیں مگر آج کل مسلمانوں کا اکثر طبقہ ایسا ہے جو صرف نام کے مسلمان ہیں اور اسلام کا نام نہیں جانتے۔ اسلام کی روح ان کے اندر مفقود ہے ایسے مسلمانوں کا طریقہ اور چال چلن دیکھ کر عوام الناس میں سے کئی آدمی اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیتے ہیں اور وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ ان کے نقصان اسلام سے اصل دین اسلام میں کیا نقصان ہوگیا جو ہم دین سے پھرتے ہیں۔ پس ایسے نافہم شخص کے اسلام چھوڑ دینے سے دین کا کچھ نہیں بگڑا بلکہ اس بے دین اور کم فہم نے اپنا ہی نقصان کیا۔ کسی کا کیا گیا یہ ہمیشہ ذلیل وخوار رہا۔ اللھم احفظنا

ایمان اور تقویٰ کا کتنا مرتبہ ہے اگر دنیا وآخرت میں مرتبہ چاہتے ہو تو رب کائنات کے ساتھ اپنا معاملہ ٹھیک کرلو بس دونوں جہانوں میں چمک اٹھو گے۔ (راہ جنت)

بیوٹی پارلر جو جدید میڈیکل رپورٹ

شرعی حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت اختیار کرنا عورت کا فطری حق ہے، جس کی شریعت نے اپنے احکام ومسائل میں رعایت رکھی ہے۔ زیب وزینت اور بناؤ سنگھار کیلئے ''بیوٹی پارلر'' کے نام سے ایک مستقل فن وجود میں آ چکا ہے۔ بیوٹی پارلر میں جو اشیاء استعمال کی جاتی ہیں ان کے میڈیکل رپورٹ کیمطابق نقصانات سے پہلے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایئے۔ ایک بیوٹی پارلر میں دلہن تیار ہونے کیلئے جانے لگی تو ساتھ ہی ایک اور عزیز خاتون بھی میک اپ کیلئے چلی گئی۔ بالوں کو خوبصورت بنانے کیلئے جو کیمیکل سر پر لگایا تو تھوڑی دیر بعد اس عزیزہ خاتون کے سر کے تمام بال جھڑ گئے کیونکہ شاف کی توجہ دلہن کی طرف تھی اس زود اثر کیمیکل نے اپنا کام کر دکھایا۔

میڈیکل کی تازہ ترین رپورٹ کے مطابق کینسر کے مرض میں مردوں کی نسبت خواتین زیادہ شکار ہیں جس پر تحقیق کی گئی تو یہ وجہ سامنے آئی کہ جو خواتین میک اپ کیلئے بیوٹی پارلر جاتی ہیں وہاں کے کیمیکل اس کینسر کا ذریعہ ہیں۔ ان حقائق کی روشنی میں ہم گذارش کریں گے کہ زیب وزینت کیلئے گھر میں ہی مناسب انتظام کرلیا جائے اور مزید حسن جمال کے لالچ میں موجودہ حُسن اور اپنی زندگی داؤ پر نہ لگائی جائے۔ اللہ ہم سب کو صحیح سمجھ دے آمین۔

اَقوال.... حضرت عثمان حیری رحمہ اللہ

فرمایا: دنیا کی شادی وخوشی، حق تعالیٰ کی خوشی ومسرت کو دل سے دور کرتی ہے۔

فرمایا: دل کی اصلاح چار چیزوں میں ہے ایک حق تعالیٰ کے ساتھ فقر کرنا۔ دوسرے غیر اللہ سے متنفر رہنا، تیسرے تواضع، چوتھے مراقبہ۔

فرمایا: خواہشات نفسانی کی فرمانبرداری کرنا قید خانہ میں رہنا ہے۔

فرمایا: اخلاص یہ ہے کہ تو زبان سے جو کہے دل اس کی تصدیق کرے۔

فرمایا: تصوف علائق کو منقطع کرنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت کے لیے کھڑے ہوئے تکبیر تحریمہ کی آواز لوگوں نے سنی اس کے بعد یہ آواز سنائی دی، کتے نے مجھے مار دیا، ابولؤلؤ نے خنجر سے جو وار کیا وہ آپ کے شانہ پر اور کمر پر پڑا، کہا جاتا ہے کہ اس نے چھ وار کیئے یہ عجمی کا فرزادہ (علج) اپنا دودھاری خنجر لے کر بھاگا اور جو بھی ملتا گیا اس پر وار کرتا گیا جس سے تیرہ افراد گھائل ہوئے۔

جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو اس پر برنس ایک لمبے قسم کی پوشاک جس میں ٹوپی سلی ہوتی ہے ڈال دی جس سے وہ الجھ گیا اور سمجھا کہ اب پکڑ لیا گیا تو اس نے اپنا گلا کاٹ لیا ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گر پڑے اور کہہ رہے تھے "كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا" (اور اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا (پہلے سے) ہوتا ہے)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کس نے ان پر حملہ کیا ہے؟

کہا گیا کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے

فرمایا: الحمدللہ کہ میرا قاتل کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے کبھی ایک سجدہ بھی کیا ہو اور قیامت میں مجھ سے اس سجدہ کا حوالہ دے کر بحث کرے یہ عربوں کا کام نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزند عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے اور میرا حوالہ امیر المومنین کہہ کر نہ دینا کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے وہ رو رہی تھیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام کہا اور پیغام پہنچایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اس جگہ کو میں اپنے لیے محفوظ رکھنا چاہتی تھی لیکن آج میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی۔

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے۔

لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر کی... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور دریافت کیا... کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ امیر المومنین آپ جو

چاہتے تھے وہی ہوا انہوں نے اجازت دیدی ہے۔

فرمایا: الحمدللہ میرے لیے اس خواب گاہ سے بڑھ کر کوئی قابل اہمیت نہ تھی مگر دیکھو! جب میری روح قبض ہو جائے میری نعش میری چارپائی پر لے جانا اور دروازہ پر ٹھہر جانا اور پھر اجازت مانگنا اگر وہ واپس کر دیں تو مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ میری حاکمانہ حیثیت کے پیش نظر اجازت دیدی ہو بہرحال جب نعش مبارک لے جائی گئی تو سب مسلمان اس درجہ متاثر اور غم زدہ تھے کہ جیسے اس سے پہلے کوئی مصیبت نہ پڑی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دوبارہ اجازت دی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آخری آرامگاہ پر پہنچ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اعزاز بخشا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دائمی آرام گاہ پائی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ ۲۶/ ذی الحجہ ۲۳ھ کو ہوا تین دن کے بعد انتقال ہو گیا اور محرم ۲۴ھ کی پہلی تاریخ ہفتہ کے روز مدفون ہوئے وفات کے وقت آپ کی عمر ترسٹھ ۶۳ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ

عجیب مقام

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بہشتی زیور میں ایک بزرگ خاتون کا تذکرہ فرمایا ہے جو بڑی اللہ والی تھیں۔ ہر معاملہ میں ان کی نظر اللہ پر رہتی تھی۔ ان کا عجیب مقام تھا اور پھر فرمایا کہ یہ رتبہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور جن کو ہوا ہے پوری تابعداری کی برکت سے ہوا ہے، اس کو اختیار کرو اور یاد رکھو! کہ اللہ کو ایک ماننا پورا پورا یہ ہے کہ نہ اور کسی کو پوجے نہ کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے نہ کسی کے خوش کرنے کا خیال ہو نہ کسی کے ناراض ہونے کی پرواہ ہو کوئی اچھا کہے خوش نہ ہو کوئی برا کہے غم نہ کرے کوئی ستاوے تو اس پر نگاہ نہ کرے یوں سمجھے کہ اللہ کو یونہی منظور تھا، میں بندہ ہوں ہر حال میں راضی رہنا چاہئے تو جو شخص اس طرح خدا کو ایک مانے گا اس کو دوزخ سے کیا علاقہ یہ مطلب تھا ان بی بی کا گویا اللہ کے اس طرح ایک ماننے کی برکت اور بزرگی بیان کرتی تھیں۔ (مثالی خواتین)

قرآن کریم....روح خداوندی

قرآن کریم..یہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔ پیدا کیا ہوا نہیں ہے پیدا کئے ہوئے تو ہم اور آپ ہیں خداوند عالم نے ان مخلوقات کو اپنے اندر کی چیز نکال کر دی ہے تاکہ ان کے اندر اس کلام کی برکت سے تہذیب پیدا ہو۔ شائستگی پیدا ہو۔ تو اس اعتبار سے دو عالم ہوئے....ایک عالم خلق ہے جس کو اللہ نے پیدا کیا اور ایک عالم ارواح ہے کہ اپنے حکم سے اپنے کلام سے اس کے اندر روح ڈالی ہے تو قرآن کریم درحقیقت روح الٰہی ہے روح خداوندی ہے جس سے اقوام زندہ ہوئیں۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس روح کو لیا اس لئے وہ ایسے زندہ ہوئے کہ لاکھوں کروڑوں مُردوں کو انہوں نے زندہ کر دیا۔

ہمارا حال: ہم نے آج اس روح کو نکال دیا ہے پس پڑے ہوئے ہیں بے جان...جس کا جی چاہے مارے...جس کا جی چاہے کاٹ دے....جس کا جی چاہے کچھ کر لے کیونکہ ہمارے اندر جان ہی باقی نہیں ہے اور نہ ہی روح باقی ہے۔

اسلام بلند ہے اسے کوئی پست نہیں کر سکتا ہے۔ اس کی روح جس میں آ جائے گی وہ بھی بلند ہو جائے گا جس میں سے نکل جائے گی وہ پست ہو جائے گا آج ہماری مثال گیند کی سی ہے مگر وہ گیند جس میں سے ہوا نکل گئی ہو....اس لئے جس کا جی چاہے ٹھوکریں مار دے اور جس کا جی چاہے پامال کر دے....کیونکہ طاقت نہیں کہ چوں بھی کر سکے اگر وہ روح ہوتی تو کسی کی مجال نہیں تھی کہ کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔

آخر یہ ہی قومیں چار سو پانچ سو برس پہلے بھی تھیں جو آج ہیں لیکن وہ روح نہیں ہے جو اس وقت روح تھی ڈر پیدا ہوتا ہے زندہ آدمی سے۔ میت سے کوئی تھوڑا ہی ڈرتا ہے۔ چاہے زمین میں دفن کر دو کوئی کہنے والا نہیں ہے۔ تو آج ہم لوگ جب میت بن گئے تو جس کا جی چاہے دفن کر دے جس کا جی چاہے جلا دے جس کا جی چاہے گرا دے چوں کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے کیونکہ روح نہیں ہے جس سے ابھرتے تھے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ وہ روح پیدا کی جائے اور وہ روح یہی قرآن کریم ہے جس کو اللہ نے اپنی روح کہا ہے فرمایا وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا اے پیغمبر! ہم نے آپکی طرف اپنی روح کی وحی کی ہے۔ آپ کے اندر اپنی روح ڈالی ہے عالم امر سے جس سے آپ بلند و بالا ہیں اور جس کے اندر آپ یہ روح ڈالیں گے وہ بھی بلند و بالا ہوتا چلا جائے گا۔

آج کی ضرورت: تو آج ضرورت اس کی ہے کہ قرآن کریم کو سنبھالا جائے۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کچھ دولت ہو ہمارے پاس کچھ بلڈنگیں ہوں کچھ جائیدادیں ہوں۔ جب ہی ہم پنپ سکتے ہیں حالانکہ پنپنے کی یہ صورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں چھن بھی سکتی ہیں۔ اگر ان سے شوکت وابستہ ہو تو وہ سب ختم ہو جائیں گی لیکن اگر اندر روح بھری ہوتی ہے تو لاکھ بازار جلیں تو وہ جلتے رہیں پھر سینکڑوں قائم ہو جائینگے مگر مومن کو ذرا برابر فکر نہ ہوگی نہ جلنے کی نہ آنے کی اس واسطے جہاں اور تدابیر کرتے ہیں وہ ثانوی درجہ کی ہیں پہلی تدبیر یہ ہے کہ مسلمان مسلمان تو بنے اور بننے کے معنی یہ ہیں کہ اس قرآن کی روح کو اپنے اندر داخل کر لیں۔ (ملفوظ: حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ جواہر حکمت)

اللہ کا قیدی

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ جب تک بالغ نہیں ہوتا اس کے نیک عمل اس کے والد یا والدین کے حساب میں لکھے جاتے ہیں اور جو کوئی برا عمل کرے تو وہ نہ اس کے حساب میں لکھا جاتا ہے نہ والدین کے۔ پھر جب وہ بالغ ہو جاتا ہے تو حساب اس کے لیے جاری ہو جاتا ہے اور دو فرشتے جو اس کے ساتھ رہنے والے ہیں ان کو حکم دے دیا جاتا ہے کہ اس کی حفاظت کریں اور قوت بہم پہنچائیں، جب حالتِ اسلام میں چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو (تین قسم کی بیماریوں سے) محفوظ کر دیتے ہیں: جنون، جذام اور برص سے۔ جب پچاس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب ہلکا کر دیتے ہیں، جب ساٹھ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف رجوع کی توفیق دیتے ہیں، جب ستر سال کو پہنچتا ہے تو سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب اسی سال کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو لکھتے ہیں اور گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔

پھر جب نوے سال کی عمر ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اور اس کو اپنے گھر والوں کے معاملے میں شفاعت کرنے کا حق دیتے ہیں اور اس کی شفاعت قبول فرماتے ہیں اور اس کا لقب "اَمِیْنُ اللہ" اور "اَسِیْرُ اللہِ فِی الْاَرْض" (یعنی اللہ کا معتمد اور زمین میں اللہ کا قیدی) ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ اس عمر میں پہنچ کر عموماً انسان کی قوت ختم ہو جاتی ہے، کسی چیز میں لذت نہیں رہتی، قیدی کی طرح عمر گزارتا ہے اور جب انتہائی عمر کو پہنچ جاتا ہے، تو اس کے تمام وہ نیک عمل نامۂ اعمال میں برابر لکھے جاتے ہیں جو وہ اپنی صحت وقوت کے زمانے میں کیا کرتا تھا اور اگر اس سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو وہ لکھا نہیں جاتا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳)

ماں کی دعائیں

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی محبوبیت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی، جمعہ کے دن، روزہ کی حالت میں، عین نماز جمعہ سے قبل، سورۂ یٰس کی تلاوت کرتے ہوئے آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

مولانا اپنے بچپن میں پڑھنے میں نہ بہت ذہین تھے اور نہ بہت چست و چالاک، آپ کی علمی صلاحیت بھی مدرسہ میں عام اور درمیانہ درجہ کے طالب علم کی تھی اس کے باوجود آپ سے اللہ نے دین کا جو کام لیا وہ حیرت انگیز بھی تھا اور تعجب خیز بھی، حضرت مولانا سے جب ان کو حاصل ہونے والی اس توفیق خداوندی کے اسباب و محرکات کے متعلق دریافت کیا جاتا تو آپ بیان کرتے کہ اللہ نے ہمارے لیے مقدر دین کی اس خدمت میں ہماری والدہ ماجدہ کی خصوصی دعاؤں کا بڑا حصہ رکھا تھا اور یہ اسی کی برکت تھی، آپ کی والدہ بڑی عابدہ، زاہدہ اور ذاکرہ تھی، ۹۳ سال کی عمر میں انتقال ہوا، وہ اپنی وفات تک ہمیشہ روزانہ دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر اپنے اس بیٹے کے لیے دعا کرتی تھی کہ اے اللہ:۔ میرے نور نظر علی سے کوئی غلط کام نہ ہو، زندگی کے ہر موڑ پر اے اللہ تو ہی اس کی صحیح رہنمائی فرما، انہوں نے اپنے اس بیٹے کو وصیت کی تھی کہ علی:۔ تم روزانہ اپنے معمولات میں اس دعا کو شامل کرنا کہ اے اللہ تو مجھے اپنے فضل سے اپنے نیک بندوں کو دیے جانے والے حصوں میں سے افضل ترین حصہ عطا فرما۔

آپ کی والدہ نے آپ کی ولادت سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر انہوں نے خود اپنی وفات سے قبل دیکھی، خواب یہ تھا کہ ہاتف غیبی نے ان کی زبان پر قرآن کی اس آیت کو جاری کر دیا ہے کہ ہم نے تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے جو مخفی خزانہ چھپا کر رکھا ہے اس کا تمہیں اندازہ نہیں۔ مولانا کی انہوں نے اس طرح تربیت فرمائی تھی کہ ان سے اگر کسی خادم یا ملازمہ کے بچہ پر زیادتی ہوتی تو نہ صرف معافی منگواتی بلکہ ان سے مار بھی کھلاتیں، اسی کا نتیجہ تھا کہ بچپن ہی سے مولانا کو ظلم اور غرور و تکبر سے نفرت اور کسی کی دل آزاری سے وحشت ہوگئی، عشاء کی نماز پڑھے بغیر اگر سو جاتے تو اٹھا کر نماز پڑھواتی، صبح کو جماعت کے ساتھ نماز کے لیے بھیجتی، فجر کے بعد کبھی تلاوت کا ناغہ نہیں ہونے دیتی۔

مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں تو شاید ہی ہم میں سے دو فیصد والدین اس کے مطابق اپنے کو پائیں، روزانہ صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر اپنی اولاد کے لیے مانگنا تو دور کی بات زندگی بھر میں اللہ سے اپنی اولاد کی نیک نامی اور صلاح مانگنے کے لیے ہم نے ایک بار بھی صلوٰۃ الحاجۃ نہیں پڑھی ہوگی جب کہ اللہ نے ہمیں اپنی اولاد کی بھلائی و نیک نامی کے لیے مانگنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے اور اسکے آداب بھی بتائے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنی اولاد کے لیے تم مجھ سے اس طرح مانگو

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔ (الفرقان ۷۴)

کس کو اب ہوگا وطن میں آہ میرا انتظار کون میرا خط نہ آنے سے رہیگا بے قرار
خاک مرقد پر تیری لیکر یہ فریاد آؤنگا اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آؤنگا
(علامہ اقبال)

صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کا اخلاص

سلطان صلاح الدین رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ جب وہ فتوحات سے فراغت کر چکے تو وزراء نے ان سے کہا کہ عیسائی رعایا کے واسطے ایک قانون سخت بنانا چاہیے کیونکہ یہ لوگ بدون سختی کے مفسدہ سے باز نہیں آتے اور قانون اسلام بہت نرم ہے اس سے مفسد لوگ دب نہیں سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث کافی ہے کسی نئے قانون کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کو پہلے سے سب کچھ معلوم تھا کہ مفتوحات اسلامیہ کی رعایا کس کس قسم کی ہوگی۔ انہوں نے اپنے علم سے یہ قانون نازل فرمایا ہے اس لیے ہمارے نزدیک قانون اسلام ہر قسم کی رعایا کے واسطے کافی ہے اور فرض کرلو کہ وہ کافی نہیں تو ہم کو تو رضائے حق مطلوب ہے بقائے سلطنت مطلوب نہیں۔ اگر قانون اسلام رائج کرنے سے سلطنت جاتی رہے گی بلا سے جاتی رہے کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ تو ہم سے راضی رہیں گے اور دوسرا قانون رائج کرنے سے فرض کرلو سلطنت باقی رہے گی مگر خدا تعالیٰ ہم سے ناراض ہوجائیں گے اور ہم نے اس واسطے فتوحات نہیں کیں کہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر کے سلطنت کریں ایسی سلطنت تو فرعون کو بھی حاصل تھی۔

مصلحت دیدن آنست کہ یاراں ہمہ کار بگذارند و خم طرہ یارے گیرند

(میں بڑی مصلحت یہ دیکھتا ہوں کہ دوست سب کو چھوڑ کر محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہوجائیں) (خطبات حکیم الامت جلد ۷)

کرکٹ سے وقت اور مال کا دیوالیہ

(۱) دنیا میں کرکٹ پر ہر سال ۸۰ ارب ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔(۲) سال میں بارہ لاکھ گھنٹے کھیل ٹیلی ویژن پر دکھایا جاتا ہے۔(۳) ۱۷ کروڑ لوگ دنیا میں کرکٹ کھیل رہے ہیں۔(۴) دنیا میں کرکٹ انڈسٹری کی مالیت گندم (گیہوں) کے بجٹ کے برابر ہے۔(۵) ایک ورلڈ کپ پر خرچ ہونے والی دولت اگر مریضوں پر خرچ کی جائے تو دنیا کے تمام مریضوں کو ڈاکٹر، نرس اور دوائیں مفت مل سکتے ہیں۔(۶) ایک ورلڈ کپ کے خرچ سے صحرائے عرب کاشتکاری کے قابل بنایا جاسکتا ہے۔(۷) ایک ورلڈ کپ پر جتنی رقم مشروبات، برگروں اور ہوٹلوں پر خرچ ہوتی ہے اس رقم سے چالیس کینسر کے ہسپتال بنائے جاسکتے ہیں دنیا کے ایک تہائی بھوکوں کو ایک مہینہ کی خوراک دی جاسکتی ہے سردیوں میں دنیا کے آدھے غریبوں کو سپوٹر دیئے جاسکتے ہیں پاکستان جیسے چار ملکوں کے قرض ادا ہو سکتے ہیں۔(۸) ورلڈ کپ پر جتنی بجلی خرچ ہوتی ہے وہ چین جیسے ملک کی ٦ ماہ کی برقی ضرورت پوری کرسکتی ہے۔(۹) ورلڈ کپ کے موقع پر جتنی شراب پی جاتی ہے وہ پورا برطانیہ مل کر پورے سال نہیں پیتا۔(۱۰) ورلڈ کپ سے عام شہریوں کا جتنا وقت ضائع ہوتا ہے اگر آدھی دنیا پورا مہینہ چھٹی کرے تو بھی اتنا وقت ضائع نہیں ہوگا۔(جوئے کی شرطیں اور اُسکی ہار جیت کے نقصانات اس کے علاوہ ہیں)۔ ذرا بتائیے! کیا یہ فضول خرچی نہیں؟ اور کیا فضول خرچی کرنیوالوں کو اللہ نے شیطان کا بھائی نہیں کہا؟ اور خود قرآن میں موجود نہیں؟ پھر اس قسم کے کھیلوں میں کسی مسلمان کا دلچسپی لینا، کھیلنے والوں کی تعریف کرنا، ایسا کھیل دیکھنا اور اس میں اپنا وقت اور روپیہ برباد کرنا کیا کسی مسلمان کا شیوہ ہوسکتا ہے؟ (ماہنامہ نصرۃ العلوم)

اَقوال.... حضرت ابوالقاسم بن ابراہیم رحمہ اللہ

فرمایا: جذب، سلوک سے زیادہ سریع النفع ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک جذبہ انسان کو تمام جن وانس کے اعمال سے بے نیاز کردیتا ہے۔

فرمایا: تصوف کی اصل یہ ہے کہ قرآن وحدیث کا التزام اور خواہشات و بدعات سے اجتناب اور بزرگوں کی تعظیم وتکریم کرے۔

مردوں کیلئے چار نکاح کی اجازت

اللہ تعالیٰ انسان کے خالق ہیں اس کے فطری تقاضوں سے بخوبی واقف ہیں انسانی عقل کا جہاں اختتام ہوتا ہے وہاں سے وحی الٰہی کا آغاز ہوتا ہے انسان اپنی دنیا کو سنوارنے کیلئے بھی وہ اقدام نہیں کر سکتے جو شریعت مطہرہ نے اپنے ماننے والوں کو عطا فرماتے ہیں پردہ عفت وعزت کا محافظ جس طرح صدیوں پہلے تھا آج بھی ہے بلکہ آج کے اس دور میں پردہ کرنے والی خواتین کے ایمان افروز حالات اور بے پردہ رہنے والی ماڈرن خواتین کے جسمانی روحانی امراض آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امت کے ہر مرد کو چار عورتوں سے نکاح کرنیکی اجازت دی ہے لیکن ایک عورت سے نکاح کی تو ترغیب دی ہے فرمایا وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ مطلب یہ ہے کہ بے نکاح مردوں کا اور بے نکاحی عورتوں کا نکاح کراؤ! اگر نکاح کرنیوالے غریب وفقیر ہیں تو پرواہ نہ کرو! اللہ تعالیٰ انہیں نکاح کے بعد اپنے فضل سے غنی کردیں گے۔

پردہ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے مرد کی فطرت میں عورت کی طرف اور عورت کی فطرت میں مرد کی طرف میلان رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ اس میلان کے تقاضا کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نکاح کی صورت پیدا فرمائی ہے۔ مرد کا غیر عورت کی طرف اور عورت کا غیر مرد کی طرف میلان حرام ہے۔ اور مرد وعورت کی عزت اللہ تعالیٰ کی صفت غیرت کی تجلی ہے لیکن خنزیر کھانے والی قومیں غیرت کو کیا جانیں۔ ہر غذا جو کہ جزو بدن بنتی ہے آدمی کے بدن میں اس کی تاثیر ہوتی ہے تمام حیوانات وغیرہ میں سے صرف اور صرف خنزیر ہی ایک ایسا جانور ہے جو اپنے سامنے اپنی مادہ پر دوسرے خنزیروں کو کودتے دیکھتا رہتا ہے لیکن ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ لیکن کسی قوم کے بے غیرت بن جانے سے غیرت بدل نہیں جاتی غیرت ہر حال میں غیرت ہی ہے۔

پردہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ ایک عجیب مثال دیا کرتے تھے فرمایا دودھ کی طرف بلّے کا میلان ہے کہ وہ دودھ پر حملہ کر کے پی جاتا ہے، تو اس میلان کو دیکھ کر دودھ کی حفاظت کی جاتی ہے عام طور پر بلّے کو باندھ کر نہیں رکھتے بلکہ دوسرا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ دودھ کو محفوظ کر لیا جاتا ہے کہ دودھ کے برتن پر ڈھکن

وغیرہ دیدیا جاتا ہے یہ پردہ ہے اب یقینی بات ہے کہ ایک اجنبی مرد اور عورت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے بلکہ یہ میلان بلّے کے دودھ کی طرف میلان سے زیادہ ہے کیونکہ وہاں میلان یکطرفہ ہے اور ادھر دوطرفہ میلان ہے جب دودھ کی حفاظت کیلئے ڈھکن وغیرہ کی ضرورت ہے تو یہاں پردہ کی کیوں ضرورت نہیں یہ بات اہل مغرب کی عقل میں نہیں آتی۔ یک طرفہ میلان میں تو ڈھکن ہے اور دوطرفہ میلان میں نہیں۔ یہ چارہ تو نہیں ہوسکتا کہ مرد کو رسی سے باندھ دیں ورنہ دنیا کا کاروبار ختم ہوکر رہ جائیگا کیونکہ مرد تو کام کاج کرتا ہے۔ اس لیے حفاظت کی یہی صورت ہے کہ عورت جب بھی گھر سے باہر نکلے تو پردہ میں ہو۔ اسلام کا یہ حکم برحق ہے اور عقل وانصاف پر مبنی ہے اور حق حق ہے اب یہ انسان کی مرضی کہ اسے تسلیم کرے یا دل ونظر کا اندھا بن جائے۔ (مولانا خدا بخش۔ جامعہ خیر المدارس ملتان)

اس برکت کو کہیں اور منتقل کردیں

ایک شہر کے لوگوں نے مامون کے سامنے شہر کے والی کی شکایت کی۔ مامون نے انہیں جھٹلایا اور کہا کہ مجھے اس کے متعلق یہ بات تحقیق سے معلوم ہوئی ہے کہ وہ بہت عادل ہے اور اپنی رعیت پر احسان کرتا ہے۔ شکایت کرنے والے لوگوں کو شرم آئی کہ مامون کی بات رد کریں چنانچہ ان میں سے ایک بوڑھا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا۔ اے امیر المؤمنین اس عادل والی نے پانچ سال تک خوب عدل وانصاف کرلیا ہے اب آپ اسے کسی اور شہر بھیجیں تاکہ دوسرے لوگ بھی اس کے عدل وانصاف سے مستفید ہوسکیں اور آپ کو زیادہ سے زیادہ دعائیں ملیں۔ مامون ہنس پڑے اور شرمندہ ہوئے اور والی کو اس شہر سے ہٹانے کا حکم دیا۔

اپنے کپڑوں کی طرف

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے مسئلہ دریافت کیا کہ جب میں نہانے کیلئے کپڑے اتار کر نہر میں گھسوں تو اپنا منہ قبلہ کی طرف رکھوں یا کسی اور طرف؟ مزاحاً امام صاحب نے جواب دیا کہ افضل یہ ہے کہ تم اپنا منہ اس طرف رکھو جس طرف تمہارے کپڑے ہیں تاکہ کوئی چور یہ کپڑے نہ لے جائے۔

حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے یکے بعد دیگرے پانچ نکاح

آپ بڑی عظیم خاتون.... حافظہ، عالمہ، فاضلہ اور شاعرہ تھیں

۱- آپ کی پہلی شادی حضرت عبداللہ بن ابی بکر الصدیق سے ہوئی تھی۔ وہ جنگ طائف میں شہید ہو گئے جب آپ کی عدت پوری ہو گئی تو پھر

۲- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت زید کے ساتھ شادی ہوئی وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ ۳- پھر جب ایام عدت پورے ہو گئے تو پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہو گئی وہ بھی شہید ہو گئے

۴- پھر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہو گئی وہ بھی شہید ہو گئے۔

۵- پھر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی ہو گئی وہ بھی کربلا میں شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو شہادت کی تمنا ہو وہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کر لے۔ ان شاء اللہ شہید ہو جائیگا۔ (دیوان الحماسہ باب المراثی)

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان و یقین کتنا مضبوط تھا کہ وہ بار بار بیوہ ہونے والی کے ساتھ شادی کر رہے ہیں اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ جبکہ آج ہم ان حضرات کے نام لیوا ہیں اور ہمارے معاشرے میں بیوہ سے نکاح کرنے کو نحوست اور بدفالی سمجھا جاتا ہے۔ اور بیوہ اپنی پوری زندگی بغیر نکاح کے انتہائی پریشانیوں میں گزار دیتی ہے۔ اور قسم قسم کے امراض کا شکار ہوتی ہے وجہ کیا ہے فطری زندگی سے اپنے آپ کو خود محروم کیا ہوا ہے اور پورے خاندان کیلئے ایک مسئلہ بن کے رہ جاتا ہے خدارا ہمیں اس طرف توجہ دینی چاہئے اور ہندوانہ معاشرے کو چھوڑ کر اسلامی معاشرہ اپنانا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برکت سے مضبوط بنائیں آمین

اَقوال.... حضرت شیخ ابراہیم دسوقی رحمہ اللہ

فرمایا: شیخ، مرید کیلئے بمنزلہ حکیم کے ہے جو مریض حکیم کے کہنے پر عمل نہ کرے اسکو شفاء حاصل نہ ہوگی۔

فرمایا: خلوت اس وقت تک مفید نہیں ہوتی جب تک کہ شیخ کے مشورہ سے نہ ہو ورنہ خلوت کا فساد اس کے نفع سے زیادہ ہو جاتا ہے۔

تین عدد والی احادیث مبارکہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص میں تین کام ہوں اللہ تعالیٰ اسکا حساب آسانی سے لیں گے اور اسکو جنت میں داخل کریں گے۔ جو عطا کرے روکنے والے کو....اور معاف کرے ظلم کرنیوالے کو.... اور صلہ رحمی کرے قطع رحمی کرنیوالے سے (طبرانی)

تین کام جاہلیت کے ہیں۔ بارش مانگنا ستاروں کے ذریعے.... طعن کرنا نسب میں ....اور نوحہ کرنا میت پر (طبرانی)

تین چیزیں دنیا کی نعمتوں میں سے ہیں، اچھی سواری....نیک بیوی....کشادہ گھر (مصنف ابن شیبہ)

تین کام اخلاق نبوت سے ہیں، افطار میں جلدی....سحری میں تاخیر....دایاں ہاتھ بائیں پر نماز میں (طبرانی)

تین آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے،

والدین کی دعا اولاد کے حق میں....مسافر کی دعا........ مظلوم کی دعا (مسند احمد)

تین کام لازم ہیں لوگوں کے لیے۔ حسن سلوک والدین سے مسلم ہوں یا کافر عہد پورا کرنا مسلم سے ہو یا کافر سے....امانتداری کرنا مسلم ہو یا کافر (شعب الایمان للبیہقی)

تین کاموں میں تاخیر نہ کرو، نماز میں جب وقت آ جائے.... جنازہ جب کوئی مر جائے....نکاح جب کفو (جوڑ) مل جائے (ترمذی شریف)

تین شخصوں کو ان کے اعمال کا نفع نہ ہوگا، شرک کرنیوالا....والدین سے بدسلوکی کرنیوالا....میدان جہاد سے راہ فرار اختیار کرنیوالا۔ (طبرانی)

تین شخصوں کو خدا روز قیامت نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ عطا کر کے جتلانے والا.... ٹخنوں سے نیچے شلوار چادر لٹکانے والا.... شراب کا عادی (طبرانی)

تین شخصوں سے خداوند تعالیٰ قیامت کے دن کلام تک نہیں کریگا۔ بوڑھا زانی جھوٹا بادشاہ....متکبر سائل (مسلم)

تین شخصوں پر اللہ بزرگ و برتر قیامت کے دن نظر کرم نہیں کریگا۔ والدین کے نافرمان سے.....وہ عورت جو مردوں کی مشابہت اختیار کرے.....اور دیوث (مسند احمد)

تین شخصوں کے قیامت کے دن نفل نہ فرض قبول ہونگے ۔ والدین کا نافرمان.... احسان جتلانے والا.... تقدیر کو جھٹلانے والا۔ (طبرانی)

تین چیزوں میں ہنسی مذاق نہیں ہے، طلاق میں.... نکاح میں.... آزادی میں (یعنی یہ تین چیزیں مزاق میں بھی واقع ہو جاتی ہیں، (طبرانی)

تین شخصوں پر جنت حرام ہے۔ شراب کا عادی.....والدین کا نافرمان.....دیوث (یعنی وہ بے غیرت انسان جو اپنی بیوی، بیٹی، بہن، ماں، وغیرہ کا نوٹس نہیں لیتا، وہ کہاں اور کس کے پاس جاتی ہیں، (مسند احمد)

ہلاکت ہے تین شخصوں کیلئے روز حساب۔ ریا کار سخی.....ریا کار عالم.....ریا کار بہادر (حاکم)

تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، تہجد کی نماز پڑھنے والوں سے.....نماز میں صف سیدھی کرنیوالوں سے.....جہاد کیلئے صفیں بنانے والوں سے (طبرانی)

تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔

رات کو نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنیوالے سے

صدقہ کرنیوالا دائیں ہاتھ سے اور مخفی رہے بایاں ہاتھ

میدان جہاد میں ٹھہرنے والا جب اسکے ساتھی بھاگ جائیں (ترمذی)

تین شخص اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں لوگوں کی طعن و ملامت کی پرواہ نہ کرنیوالا.....اور حرام کے مال کو ہاتھ نہ لگانیوالا.....اور اپنی نظر کو حرام چیزوں سے بچانے والا۔ (ترغیب وترہیب)

تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔

کثرت سے ذکر کرنیوالا.....مظلوم.....انصاف پسند حکمران (شعب الایمان للبیہقی)

تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

شراب نوشی کرنیوالا.....قطع رحمی کرنے والا.....جادو کرنے والا (مسند احمد)

تین چیزیں سعادت ہیں دنیا میں۔ نیک پڑوسی.... کشادہ گھر.... اچھی سواری (مسند احمد)
تین شخص لازم ہے خداوند پر ان کی امداد
مجاہد جو راہ خدا میں جہاد کرے.... مقروض جو ارادہ رکھتا ہے ادائے قرض کا
جو شخص نکاح کرتا ہے پاکدامنی کیلئے (مسند احمد)
تین کا کہنا ان کو جنت لے جائے گا جس نے کہا خدا تعالیٰ میرا رب ہے، میں اس بات سے راضی ہوں.... جس نے کہا اسلام میرا دین ہے میں اس سے راضی ہوں.... جس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے رسول ہیں، میں اس سے راضی ہوں (مسند احمد)
تین آنکھیں قیامت کو محفوظ رہیں گی آگ سے۔
جو آنسو بہائیں خوف خدا سے.... جو جاگیں اللہ کے راستے میں
جو جھک جائیں اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے (طبرانی)
تین شخص اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔
جو نکلتا ہے مسجد کیلئے.... جو جاتا ہے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے
جو جاتا ہے حج کرنے کیلئے۔ (حلیۃ الاولیاء۔ بحوالہ ماہنامہ ''نصرت العلوم'')

اللہ کا در ہر وقت کھلا ہوا ہے

احمد بن ابی غالب چھٹی صدی ہجری کے بزرگ گزرے ہیں۔ لوگ ان کے پاس عموماً دعا کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کوئی صاحب ان کی خدمت میں آئے۔ اور کسی چیز کے متعلق کہا کہ آپ فلاں صاحب سے میرے لئے وہ چیز مانگ لیجئے۔ احمد فرمانے لگے میرے بھائی! میرے ساتھ کھڑے ہو جائیے دونوں دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ پاک ہی سے کیوں نہ مانگ لیں۔ کھلا در چھوڑ کر بند دروازے کا رخ کیوں کیا جائے۔ (ذیل طبقات الحنابلۃ)

فائدہ: یقیناً اللہ پاک کا در ہر وقت کھلا ہے۔ یہ یقین اور ایمان کی کمزوری ہوتی ہے کہ اسے چھوڑ کر مخلوق کے بند دروازوں پر کھڑے ہو کر ذلت اٹھائی جائے۔ اس کھلے در کی طرف رجوع کی عادت توڈالیے۔ اور آزما کر تو دیکھئے۔

بیٹے کے قاتل کو پناہ

ایک نیک دل شخص نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایک سو اشرفیاں دے کر بسلسلہ تجارت سفر پر روانہ کیا، قضائے کار پہلی ہی منزل میں ایک ڈاکو نے اسے قتل کر کے تمام مال لوٹ لیا، چند راہروؤں نے ہر چند کہ قاتل کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا، اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ مقتول کے گاؤں میں اس کے باپ ہی کے گھر پہنچ گیا اور تمام واردات قتل و غارت سنا کر اس سے چند روز کے لیے پناہ مانگی، تاکہ خطرے کا وقت گزر جائے اور اسے خدمت کے طور پر نصف مال کا لالچ بھی دے دیا۔

نیک دل باپ نے تھیلی اور مقدار سے صحیح اندازہ کر لیا کہ میرا ہی بیٹا قتل کیا گیا ہے اور یہ مال بھی میرا دیا ہوا ہے، مقتول کے باپ نے تین روز تک اس قاتل کی نہایت خاطر تواضع کی، چوتھے روز اس نے بہتی آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ جس نوجوان کو تم نے قتل کیا ہے وہ میرا ہی اکلوتا بیٹا تھا۔ بہتر ہے کہ تم اب یہاں سے چلے جاؤ کیوں کہ خطرے کا وقت گزر چکا ہے۔

لیکن اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں شفقت پدری و فطرت انسانی سے مجبور ہو کر کسی وقت میرے جذبات انتقام جوش میں آ جائیں اور میں مغلوب ہو کر تمہیں قتل کر ڈالوں اور صبر کے ثواب سے محروم رہ جاؤں۔ چنانچہ اپنے فرزند کے قاتل کو مع مال کے بغیر کسی قسم کے اظہار رنج کے رخصت کر دیا گیا۔ (مخزن اخلاق)

توجہ: جب ایک انسان اس قدر فراخ دلی کا مظاہرہ کر سکتا ہے تو جو شخص احکم الحاکمین کی پناہ میں آ جائے اور ہر وقت خود کو اعوذ باللہ پڑھ کر اللہ کی پناہ یعنی حفاظت میں دیدے اور ہر مشکل موقع میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرے تو پھر اُس کو کس چیز کا خوف ہو سکتا ہے۔

اَقوال..... خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ

فرمایا: عمل بہت کرنا اور عمل کو نا قابل اور قاصر خیال کرنا طریقت کا فرض ہے۔

فرمایا: اپنے اعمال کا خیال کرنا حقیقت کے پرواز کی کمی کے سبب ہے عمل بہت کرنا اور اس عمل کو نا قابل اور قاصر خیال کرنا طریقت کا فرض ہے۔

مشہور زمانہ ڈاکو کی اصلاح

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے زمانہ کا مشہور چور ابن ساباط آپ کی محبت وشفقت کی بدولت آپ کے مریدین میں داخل ہوا۔ بغداد کا مشہور زمانہ ڈاکو ابن ساباط رات کو چوری کرنے آپکی خانقاہ میں داخل ہوا آپ نے خود اس کیساتھ مال اٹھوا کر شہر سے دور پہنچوایا۔ قدم قدم پر اسکی کڑی کسیلی گستاخانہ باتیں برداشت کیں۔ واپسی پر اس سے نہایت معذرت کر کے رخصت ہوئے۔ فرمایا آئندہ جب کبھی تمہیں ضرورت ہو میرے پاس چلے آنا۔ آپ کے اس مشفقانہ رویے نے اسکی زندگی جو گناہوں سے آلودہ تھی زیروزبر کر دی کہ مکان کا مالک خود میرے ساتھ مال اٹھوا کر مجھے دے گیا ہے تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ چور نہیں مکان کا مالک تھا لیکن اس نے مجھ کو پکڑوانے اور سزا دلانے کی بجائے کیسا حسن سلوک کیا۔

سارا دن اسی سوچ وفکر میں گزرا بالآخر شام کو وہ اسی جگہ پہنچا جہاں گذشتہ رات چوری کیلئے آیا تھا۔ مکان کے قریب کسی سے معلوم کیا کہ اس مکان میں کونسا تاجر رہتا ہے؟ اسے بتایا گیا یہاں تو شیخ جنید بغدادی رہتے ہیں۔ ابن ساباط اندر داخل ہوا دیکھا سامنے وہی مالک مکان بیٹھا ہے اور تیس چالیس آدمی سامنے بیٹھے ہیں۔ عشاء کی اذان پر سب لوگ کھڑے ہوئے شیخ بھی اٹھے جونہی دروازے سے قدم باہر رکھا تو زمانہ کا نامور ڈاکو ابن ساباط بے تابانہ آپ کے قدموں میں گر کر زاروقطار رونے لگا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد شیخ احمد بن ساباط کا شمار آپ کے مریدین میں ہونے لگا۔ ابن ساباط نے وہ راہ لمحوں میں طے کر لی جو دوسرے برسوں میں بھی طے نہیں کر سکے۔ یقیناً یہ شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ کی محبت وایثار کا کرشمہ تھا۔ (روشنی)

اَقوال.... حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمہ اللہ

فرمایا: انسان کے لئے بری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی بری چیز نہیں۔

فرمایا: آدمی کی کمالیت ان چار چیزوں، کم کھانے، کم سونے، کم بولنے اور خلقت سے کم میل جول کرنے میں ہے۔

فرمایا: جب تک درویش کم نہ کھائے اور کم نہ سوئے، کم نہ بولے اور لوگوں کے میل جول کو ترک نہ کرے کسی مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

اہل مدارس کو حضرت بنوری رحمہ اللہ کی نصیحتیں

کیا جذبہ تھا: میں سوچتا ہوں کہ خدانخواستہ اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ مجھ پر خدمت دین کے سارے دروازے بند ہو جائیں تو میں کیا کروں گا میں ایسا گاؤں تلاش کروں گا جہاں کی مسجد غیر آباد ہو اور لوگ نماز نہ پڑھتے ہوں جا کر اپنے پیسوں سے ایک جھاڑو خریدوں گا اور مسجد کو اپنے ہاتھ سے صاف کروں گا پھر خود اذان دوں گا اور لوگوں کو نماز کی دعوت دوں گا۔ جب مسجد آباد ہو جائے گی تو پھر دوسری مسجد تلاش کروں گا اور وہاں بھی ایسا ہی کروں گا۔

کیا رکھا ہے لوگوں کے پاس: ایک مرتبہ مدرسہ خیر المدارس میں تشریف لائے اس وقت بعض منتظمین نے حضرت کی رائے لکھنے کے لئے کتاب الرائے پیش کی تو بے ساختہ فرمایا ''چھوڑو مولوی صاحب اس شرک کو' کس کو دکھاؤ گے' کیا رکھا ہے لوگوں کے پاس؟ حق تعالیٰ جتنا چاہیں گے دیں گے' کسی کو دکھانے سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارے مدرسہ میں بڑے بڑے آتے ہیں ہم نے کسی سے نہیں لکھوایا۔ جامعہ ازہر کے ڈائریکٹر آئے' سفیر آئے۔

ہمیشہ اللہ ہی پر نظر تھی: حضرت نے مدرسہ عربیہ اسلامیہ کی مالی امداد کے لئے کبھی نہ اپیل جاری کی اور نہ ہی کبھی کسی سے کچھ کہا ہے' ہمیشہ یہ فرماتے کہ یہ کام اسی کا ہے' تمام خزانوں کے مالک وہی ہیں' بندوں کے دل بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں پھر ہم کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کیوں ذلت اُٹھائیں۔

توکل کا عجیب واقعہ

ابو وائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ہم ایک خوفناک اور اندھیری رات میں سفر میں نکلے۔ اچانک ہم نے درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں دیکھا کہ ایک شخص بڑے مزے سے نیند کر رہا ہے اور قریب میں اس کا گھوڑا بندھا چر رہا ہے۔ ہم نے اسے جگایا اور پوچھا کہ ''بندہ خدا! ایسی ڈراؤنی جگہ میں بے خوف آرام کر رہے ہو' تمہیں ڈر نہیں لگتا؟'' اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ ''میں اپنے اللہ پر توکل کرتا ہوں' مجھے وسیع عرش والے رحمٰن سے حیا آتی ہے کہ میں اس کے سوا کسی اور سے خوف کھاؤں اور ڈر جاؤں''۔ (احیاء العلوم)

اچھی عورت

کسی نے ایک اعرابی یعنی دیہاتی سے سوال کیا کہ عورتوں میں سب سے افضل کون ہے؟ اُس نے جواب دیا جو کھڑی ہو تو عورتوں میں دراز قد ہو۔ بیٹھے تو ان میں بڑی لگے۔ بولنے میں سچی ہو۔ اور غصے کے وقت بردبار ہو۔ جب ہنسے تو صرف مسکرائے۔ جب کوئی چیز بنائے تو خوب بنائے وہ اپنے خاوند کی فرمانبردار اور اپنے گھر میں زیادہ رہنے والی ہو۔ اپنی قوم میں معزز ہو مگر خود کو کم تر سمجھے۔ محبت کرنے والی اور اولاد دینے والی ہو۔ اور اس کا ہر معاملہ قابل ستائش ہو۔

جس کا باپ تو ہے، وہ یتیم ہی ہے

منصور نے زیاد بن عبداللہ کو لکھا کہ وہ خزانے کا تمام مال بیواؤں، نابیناؤں اور یتیموں میں تقسیم کردے۔ یہ تقسیم شروع ہوئی تو ایک غافل شخص جس کا نام ابوزیاد المنہمی تھا اس نے آ کر کہا کہ اللہ تیرا بھلا کرے۔ میرا نام قواعد میں لکھ دیں تو زیاد نے کہا اللہ تجھے معاف کردے قواعد تو ان عورتوں کو کہتے ہیں جو خاوندوں سے الگ گھروں میں بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں۔ تو اس آدمی نے کہا پھر میرا نام نابیناؤں میں لکھ دیں۔ زیاد نے حکم دیا کہ اس کا نام نابیناؤں میں لکھ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دل کے اندھوں کو بھی نابینا کہا ہے۔

بخیل

ایک بخیل آدمی نے گھر خریدا اور اس میں منتقل ہوگیا۔ پہلے ہی دن ایک فقیر نے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے کہا۔ يَفْتَحِ اللّٰهُ عَلَيْكَ (اللہ تمہیں کشادگی دے) تھوڑی دیر بعد دوسرا فقیر آ گیا تو بخیل نے کہا۔ "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ" (بے شک اللہ تعالیٰ روزی دینے والا اور مضبوط قوت والا ہے) تھوڑی دیر بعد تیسرا فقیر آ گیا تو بخیل نے اس سے کہا کہ "وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ"۔ (اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے)

پھر بخیل اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اس محلّہ میں مانگنے والے کس قدر زیادہ ہیں؟ بیٹی نے جواب دیا کہ اے میرے والد اگر آپ کے عطاء کرنے کا یہی انداز رہا تو پھر ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔

اَقوال.... خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی

فرمایا: اصل زندگی وہی ہے جو یادِ حق میں گذرے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ بمنزلہ موت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کُلُّ نَفْسٍ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ

فرمایا: اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں کہ بھوکوں کو سیر کیا جائے اور انہیں آرام دے کر ان کے دل راضی کئے جائیں۔

عبرت انگیز اشتہار

ٹکٹ: فری..... سیٹ: یقینی..... نام عبداللہ ابن آدم..... عرفیت: انسان.....

قومیت: مسلمان..... شناخت: مٹی، پتہ: روئے زمین.....

دورانِ سفر: چند ثانیے...... جس میں چند لمحات کے لئے دو میٹر زیرِ زمین قیام۔

ضروری ہدایات: تمام مسافرین کرام سے درخواست ہے کہ وہ ان لوگوں کو اپنی نظر میں رکھیں، جو ان سے پہلے آخرت کی طرف سفر کر گئے ہیں۔ اسی طرح ہر لمحہ ان کی نظر طیارے کے پائلٹ ملک الموت کی طرف رہنی چاہئے۔ مزید تفصیلات کیلئے ان ضروری ہدایات کو بغور پڑھ لیں، جو کتاب اور سنت رسول میں مندرج ہیں۔ اگر اس سلسلے میں کچھ سوالات درپیش ہوں تو جواب کے لئے علمائے امت سے رجوع کریں...... ہر مسافر اپنے ساتھ چند میٹر سفید لٹھا اور تھوڑی سی روئی لے جا سکتا ہے، لیکن وہ سامان جو میزان میں پورا اترے گا وہ نیک اعمال، صدقۂ جاریہ، صالح اولاد اور وہ علم ہوگا جس سے بعد والے نفع حاصل کر سکیں گے۔ اس سے زیادہ سامان سفر لانے کی کوشش کی گئی تو اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ تمام مسافروں سے درخواست ہے کہ وہ پرواز کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔ پرواز کے متعلق مزید معلومات کے لئے فوری طور پر کتاب اللہ اور سنت رسول سے رابطہ قائم کیا جائے۔ اس سلسلے میں روزانہ پنج وقتہ مسجد کی حاضری مفید ہوگی۔ آپ کی سہولت کے لئے دوبارہ عرض ہے کہ آپ کی سیٹ ریزرو ہو چکی ہے اور اس سلسلے میں کسی ری کنفرمیشن کی حاجت نہیں ہے۔ امید ہے کہ آپ سفر کے لئے تیار ہوں گے۔ ہم آپ کو اس مبارک سفر پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہماری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ (بکھرے موتی)

درویشوں کو تکلیف پہنچانے والوں کی سزا

حضرت شمس الدین حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درویشوں کے پاس کوئی لاٹھی نہیں جس سے بے ادبی کرنے والوں کو مارا کریں بلکہ ان کی طرف سے سزا یہی ہے کہ ان کا قلب (بے ادبی کرنے والے کی طرف سے) مکدر ہو جاتا ہے۔

درویشوں کے ساتھ بدگمانی

حضرت قرشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درویشوں کے ساتھ بدگمانی کا انجام بد ہم نے کبھی اس کے خلاف نہیں دیکھا کہ جو شخص مخلص اور سچے درویشوں پر اعتراض کرتا ہے اور ان کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے تو ہمیشہ اس کا خاتمہ خراب ہوتا ہے اور بدترین حالت میں مرتا ہے۔

اولیاء اللہ کی گستاخی کی سزا

حضرت شیخ سراج الدین مخزومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اولیاء کے گوشت زہر آلود ہیں (تو ان کی غیبت کر کے ان کا گوشت کھانا مہلک ہے) اور ان سے بغض رکھنے والے کے دین کا برباد ہو جانا مسلم بات ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے وہ نصرانی ہو کر مرتا ہے اور جو شخص ان کی شان میں گستاخی کے ساتھ زبان درازی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو موتِ قلب میں مبتلا کرتا ہے۔

اہل اللہ پر اعتراض کرنے کی سزا

(حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص کاملین کے احوال پر اعتراض کرتا ہے ضروری ہے کہ وہ اپنی موت (موت معروف) سے پہلے تین قسم کی موت کا مزا چکھے ،ایک موت ذلت (یعنی عزت و جاہ کا فنا ہونا) اور دوسری موت فقر و محتاجی اور تیسری موت لوگوں کا محتاج ہو جانا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ کوئی اس پر رحم نہ کرے۔

اہل اللہ سے بُغض کی سزا

حضرت ابوعبداللہ قرشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص مقبول حق کی تنقیص کرے، اس کے قلب میں ایک زہر آلود تیر (قہر کا) لگتا ہے اور وہ مرتا نہیں یہاں تک کہ اس کے عقائد فاسد ہو جاتے ہیں اور اس پر سوء خاتمہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

منشی عبدالرحمٰن خان مرحوم

منشی عبدالرحمٰن خان صاحب کا اللہ والوں سے بڑا تعلق تھا حکیم الامت حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ کے مواعظ وخطبات جو قدیم طبع تھے اُن کو جدید طرز پر لاکر بہت بڑا کام سرانجام دیا۔ اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں ''لوگوں کو دنیا میں تادیر رہنے کی خواہش ہوتی ہے مگر میرے پیش نظر سفر آخرۃ رہتا تھا کہ وہ بخیر وخوبی طے ہوجائے اس لئے ایک دن خیال آیا کہ اس دنیا سے رخصت ہونے کا اطلاع نامہ بھی بقلم خود لکھتا جاؤں ، تاکہ اس ضمن میں میرے پسماندگان کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو اور میری جان پہچان والوں کو بالعموم اور میرے ادارہ کے ارکان کو بالخصوص علم ہوجائے کہ میں اس دنیا سے رخصت ہوگیا ہوں۔ یہ خیال آتے ہی میں نے اپنا الوداعی خط لکھ کر اس کا بلاک بنوالیا اور چھپوا کر لفافوں میں بند کر کے رکھ دیا ہے تاکہ وہ رجسٹر میں درج مطبوعہ پتوں کی چٹیں ان پر چسپاں کر کے فی الفور پوسٹ کردیں۔''

منشی صاحب کی رحلت کے بعد جو آخری پیغام ان کے احباب کو موصول ہوا وہ بھی فکر آخرت کا درس دیتا ہے۔ جسے ہم قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فکر آخرت اور استحضارِ معاد کی نعمت سے بہرہ ور فرمائیں اور ایمان واعمال صالحہ کی دولت کے ساتھ سفر آخرت کا مسافر بنائیں۔ آمین ثم آمین!

میرا آخری سلام وپیغام

مکرمی ومحترمی السلام وعلیکم

بفضلہٖ تعالیٰ میں اپنا سفر زندگی مکمل کر کے اپنے وطن حقیقی کو واپس جارہا ہوں' شائقین کا یہ جذبۂ تجسس ابتک دامن گیر رہا کہ میں اتنے کام کیسے کر لیتا ہوں جو فردِ واحد کی بساط سے باہر ہوتے' مختلف اور متضاد نظریات رکھنے والوں سے مدتوں کیسے گزر بسر کر لیتا جن کو خود اپنے بھی برداشت نہ کر سکتے اور مجھے زندگی بھر وہ سکون واطمینان کیسے حاصل رہا جس کی دنیا متلاشی ہے؟

دار الآخرۃ کو روانہ ہوتے ہوئے میں اپنی زندگی کے ان معموں کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ شائقین کا یہ قرض میرے ذمہ باقی نہ رہے۔ میں نے جب سے قرآن حکیم میں یہ ارشادِ ربانی پڑھے کہ:

بلاشک تیرا پروردگار تو تجھے ہر دم جھانک لگائے تاک رہا ہے۔ (الفجر)
اگرچہ اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا (مگر) وہ سب کو دیکھتا ہے (الانعام)
تم جو کوئی بھی کام کر رہے (ہوتے) ہو ہم تمہارے پاس موجود ہوتے ہیں۔ (یونس)
تم جہاں بھی جاتے ہو میں تمہارے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں۔ (الحدید)
میں تو تیرے قریب ہوں، تو مایوس کیوں ہوتا ہے میں ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں (البقرہ)

اس دن سے میں نے غیر اللہ سے تعلق توڑ کر اللہ جل شانہٗ سے رابطہ و واسطہ قائم کر لیا جو کچھ کہنا ہوتا اسی سے کہتا اور جو کچھ مانگنا ہوتا اُسی سے مانگتا، کیونکہ وہ ہر وقت میرے پاس ہوتا اس حقیقت کے استحضار نے میری یہ حالت کر دی کہ ؎

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

بس پھر کیا تھا جو خواہش دل میں پیدا ہوتی وہ پوری ہو کر رہتی جس چیز کی ضرورت ہوتی وہ مل کر رہتی۔ میرا وقت پھیل جاتا اور کام سمٹ سمٹا کر سامنے آ جاتا مجھے دنیا کے پیچھے نہ بھاگنا پڑتا دنیا خود میرا تعاقب کرتی رہتی جس کی تفصیل میری آپ بیتی ''کتاب زندگی'' میں دیکھی جا سکتی ہے بہر حال میں جس ساعتِ سعید کا منتظر تھا وہ آ پہنچی ہے میں آپ کو سلام اور الوداع کہتا ہوں اور یہ پیغام دیتا ہوں کہ ع ''تو خدا کا ہو کہ ہو جائے خدا تیرے لئے''
مجھے امید ہے کہ آپ میری غلطیوں، ناراضگیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائیں گے۔
ع رخصت اے بزمِ جہاں سوئے وطن جاتا ہوں میں (شعبان ۱۴۰۹ھ) (مسافرانِ آخرت)

اَقوال.....ابو العباس مرعشی رحمہ اللہ

فرمایا: حبِ دنیا کی علامت یہ ہے کہ لوگوں کی مذمت سے ڈرے اور ان کی مدح ثنا کی محبت رکھے، کیونکہ یہ زاہد ہوتا تو اس سے نہ ڈرتا، نہ اس سے محبت کرتا۔
فرمایا: جو شخص بزرگوں کی صحبت میں رہتا ہے اور علم ظاہر کا عالم ہے اس کا علم اس صحبت سے اور بھی زیادہ روشن ہو جاتا ہے۔

دربارِ نبوی کا ادب

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ مواہب میں لکھتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اَدب کا وہی معاملہ ہونا چاہئے جو زندگی میں تھا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی کمال احتیاط: محمد بن مسلمہ ؓ کہتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی یہ نہیں چاہئے کہ مسجد میں زور سے بولے۔ بخاری شریف میں ایک قصہ لکھا ہے حضرت سائب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا ایک شخص نے میرے ایک کنکری ماری میں نے ادھر دیکھا تو وہ حضرت عمرؓ تھے، انہوں نے مجھے (اشارہ سے بلا کر) کہا کہ یہ دو آدمی جو بول رہے ہیں اُن کو بلا کر لاؤ میں ان دونوں کو حضرت عمرؓ کے پاس لایا حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے عرض کیا طائف کے رہنے والے ہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا" اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا، تم حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں چلا کر بول رہے ہو۔" حضرت عائشہؓ صدیقہ جب کہیں قریب کیل میخ وغیرہ کے ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو روکتیں کہ زور سے نہ ٹھوکیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا لحاظ رکھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں کو فرمایا کہ شہر کے باہر بقیع میں بنا کر لائیں ان کے بنانے کی آواز کا شور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے۔

ایک دیہاتی کا واقعہ

حضرت اصمعیؒ کہتے ہیں کہ ایک بدو قبر شریف کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا اللہ یہ آپ کے محبوب ہیں اور میں آپ کا غلام اور شیطان آپ کا دشمن، اگر آپ میری مغفرت فرمادیں تو آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دِل خوش ہو، آپ کا غلام کامیاب ہو جائے اور آپ کے دشمن کا دل تلملانے لگے اور اگر آپ مغفرت نہ فرمائیں تو آپ کے محبوب کو رنج ہو اور آپ کا دشمن خوش ہو اور آپ کا غلام ہلاک ہو جائے، یا اللہ عرب کے کریم لوگوں کا دستور یہ ہے کہ جب ان میں کوئی بڑا سردار مرجائے تو اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا کرتے ہیں اور یہ پاک ہستی سارے جہانوں کی سردار ہے تو اس کی قبر پر مجھے آگ سے آزادی عطا فرما، اصمعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ اے عربی شخص اللہ جل شانہٗ نے تیرے اس بہترین سوال پر (انشاءاللہ) تیری ضرور بخشش کردی۔

سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کی روضۂ رسول ﷺ پر حاضری

سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں ہیں، اُن کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں حج سے فارغ ہو کر زیارت کیلئے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے مقابل کھڑے ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوحِیْ كُنْتُ اُرْسِلُهَا ۔۔۔ تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّی وَهِیَ نَائِبَتِیْ

وَهٰذِهٖ دَوْلَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ ۔۔۔ فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ كَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

ترجمہ: ''دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمتِ اقدس بھیجا کرتا تھا وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک چومتی تھی، اب جسموں کی حاضری کی باری آئی ہے اپنا دستِ مبارک عطا کیجئے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔''

اس پر قبر شریف سے دستِ مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما (الحاوی للسیوطیؒ)

کہا جاتا ہے کہ اس وقت تقریباً نوے ہزار کا مجمع مسجد نبوی میں تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی زیارت کی جن میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ (فضائل حج)

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ کی روضۂ رسول ﷺ پر حاضری

انکے سفر نامہ میں لکھا ہے ''حضرت کی عجیب کیفیت ہوئی تھی، آواز نکلنا تو کیا مواجہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے، خوفزدہ مؤدبانہ دبے پاؤں آتے اور مجرم و قیدی کی طرح دور کھڑے ہوئے بہ کمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے، زائرین جو بے باکانہ اونچی آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے، اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ کی ایذاء کا سبب ہے لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔'' کمزور کو قوت والے کا، نابینا کو آنکھوں والے کا سہارا ہاتھ آجانا ایک بڑا سہارا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کی روضۂ رسول ﷺ پر حاضری

مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ میرے والد صاحبؒ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوتے تو کبھی روضہ اقدس کی جالی تک پہنچ ہی نہیں پاتے تھے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ جالی کے سامنے ایک ستون ہے اس ستون سے لگ کر کھڑے ہو جاتے اور جالی کا بالکل سامنا نہیں کرتے تھے بلکہ وہاں اگر کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو اس کے پیچھے جا کر کھڑے ہو جاتے اور ایک دن خود ہی فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید تو بڑا شقی القلب آدمی ہے یہ اللہ کے بندے ہیں جو جالی کے قریب تک پہنچ جاتے ہیں اور قربِ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جتنا بھی قرب حاصل ہو جائے وہ نعمت ہی نعمت ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرا قدم آگے بڑھتا ہی نہیں شاید کچھ شقاوت قلب ہے فرماتے ہیں کہ وہاں کھڑے کھڑے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا مگر اس کے بعد فوراً یہ محسوس ہوا جیسا کہ روضہ اقدس سے یہ آواز آرہی ہے کہ ''جو شخص ہماری سنتوں پر عمل کرتا ہے وہ ہم سے قریب ہے خواہ ہزاروں میل دو ہو اور جو شخص ہماری سنتوں پر عمل نہیں کرتا وہ ہم سے دور ہے چاہے وہ ہماری جالیوں سے چمٹا ہوا ہو۔

ایک عاشق رسول کا عجیب وغریب واقعہ

حضرت مولانا وجیہ الدین صاحب رحمہ اللہ عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے متعلقین سے تھے آپ حج میں تشریف لے گئے مدینہ منورہ پہنچ کر جب ویزہ کی مدت ختم ہونے لگی تو انہوں نے نے متعلقہ دفتر میں جا کر ویزہ کی مدت بڑھانے کیلئے درخواست کی انہوں نے کہا اس کی وجہ بھی لکھ کر لائیں کہ آپ کس غرض کیلئے مزید یہاں رہنا چاہتے ہیں آپ نے اس وجہ والے خانے میں لکھ دیا ''للوفات'' یعنی یہاں فوت ہونے کیلئے ویزہ کی مدت بڑھوانا چاہتا ہوں، بہرحال دفتر والوں نے خانہ پری دیکھی اور پندرہ دن کیلئے ویزہ بڑھا دیا۔

جب پندرہ دنوں میں سے دو ایک دن باقی تھے تو آپ روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے اور درخواست کی، یا رسول اللہ! مدت ختم ہونے کو ہے اب تو آپ مجھے اپنی طرف بلا لیں، بس پھر آپ اس مدت ختم ہونے سے پہلے ہی وہیں جاں بحق ہو گئے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ مدینہ منورہ سے واپسی پر حالت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب مدینہ منورہ سے واپس جانے لگتے تو روتے ہوئے نکلتے کہ کہیں مدینہ مجھے میری گندگی کی وجہ سے نکال نہ رہا ہو کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ گندے آدمی کو اسی طرح نکال دیتا ہے جیسے بھٹی میل کو نکال دیتی ہے۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا الوداعی شعر: جب مدینہ منورہ سے واپسی ہونے لگی تو آپ نے گنبد خضریٰ پر آخری نظر ڈال کر یہ اشعار کہے

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

ایک بچے کا عشق رسول: قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں کہ ہم جب مدینہ منورہ میں تھے وہ دَور اہل حجاز کی بے سروسامانی کا تھا ایک بہت ہی غریب و مفلوک الحال گھرانے کا چھوٹا بچہ ہم سے مانوس ہو گیا ہم نے اس سے کہا ہم تجھے ہندوستان لے چلیں گے وہاں کھانے پینے کی بڑی فراوانی ہوگی۔ ہر چیز ملے گی اس نے کہا ٹھیک ہے جب تیاری کا وقت آیا ہم نے اسے کہا تیار ہو جا اپنے والدین سے اجازت لے لے۔ پھر روضہ اقدس پر سلام عرض کرنے کیلئے حاضر ہوئے تو وہ بھی ساتھ آ گیا اور سلام عرض کرنے کے بعد پوچھنے لگا ہندوستان میں یہ روضہ بھی ہے ہم نے کہا وہاں یہ روضہ تو نہیں ہے۔ تو وہ کہنے لگا پھر میں اس روضہ کو چھوڑ کر نہیں جاتا چاہئے بھوکا رہوں تب بھی اسی کے سائے میں رہوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی:

ابن جلاءؒ کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا مجھ پر فاقہ تھا میں قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کا مہمان ہوں، مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی، میں نے آدھی کھائی اور جب میں جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

ایک خاتون کی روضہ رسول ﷺ پر موت

ایک عورت حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی زیارت کرادو حضرت عائشہؓ نے حجرۂ شریفہ کے اس حصہ کو جس میں قبر شریف بھی تھی پردہ ہٹا کر کھولا وہ عورت قبر شریف کی زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے وہیں انتقال کر گئیں رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

حضرۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے روضۂ رسول ﷺ میں تدفین کی منظوری

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب میرے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ بیمار ہوئے تو یہ وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد میری نعش روضۂ اقدس پر لے جا کر عرض کر دینا کہ یہ ابوبکر ہے آپ کے قریب دفن ہونے کی تمنا رکھتا ہے اگر وہاں سے اجازت ہو جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اجازت نہ ہو تو بقیع میں دفن کر دینا، چنانچہ آپ کے وِصال کے بعد وصیت کے موافق جنازہ وہاں لے جا کر قبر شریف کے قریب یہی عرض کر دیا گیا وہاں سے ایک آواز ہمیں آئی آدمی کہنے والا نظر نہیں آتا تھا ''کہ اعزاز واکرام کے ساتھ اندر لے آؤ'' حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو مجھے اپنے سرہانے بٹھا کر فرمایا کہ جن ہاتھوں سے تم نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا انہی ہاتھوں سے مجھے غسل دینا اور خوشبو لگانا اور مجھے اس حجرہ کے قریب لے جا کر جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اجازت مانگ لینا اگر اجازت مانگنے پر حجرہ کا دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام قبرستان (بقیع) میں دفن کر دینا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جنازہ کی تیاری کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا اور میں نے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکر یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں میں نے دیکھا کہ ایک دم حجرہ کے کواڑ کھل گئے، اور ایک آواز آئی کہ دوست کو دوست کے پاس پہنچادو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تبرک

ایک صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری نظر کمزور ہو گئی ہے جب بارش ہوتی ہے تو اس وقت میرا مسجد میں جانا دشوار ہوتا ہے اور میں گھر میں نماز پڑھ لیتا ہوں تو آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ کسی وقت میرے گھر میں تشریف لا کر میرے گھر میں دو رکعت نماز پڑھا دیجئے، آئندہ میں اسی جگہ نماز پڑھا کروں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے گھر میں ایک دُگانہ پڑھایا ظاہر ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے سے قبل حضرت عتبان بن مالک؄ کے گھر میں نماز جائز تھی وہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی برکت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر نکیر (انکار) نہیں فرمائی بلکہ قبول فرمائی پس یہ واقعہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنیکی بہترین سند ہے۔ (بخاری)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جُبّہ مبارک سے تبرک

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر؄ کے پاس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبّہ تھا جس کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے توسط سے ان کو ملا تھا۔ حضرت اسماء؄ فرماتی ہیں کہ اس کو ہم پانی میں بھگو دیتے اور پانی بیماروں کو پلا دیتے تو بیمار شفایاب ہو جاتے۔ (مشکوۃ)

بال مُبارک میں خاصیتِ شفا

صحیح بخاری میں ہے کہ ام المومنین حضرتِ ام سلمہ؄ کے پاس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا مجموعہ تھا جس کو انہوں نے چاندی کی نلکی میں ڈال رکھا تھا جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا بیمار ہو جاتا تو پیالے یا ٹب میں پانی لے آتا حضرت ام سلمہ؄ نلکی کو پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض اس پانی کو پی لیتا یا بدن کو مل لیتا اس کو شفا ہو جاتی۔ (بخاری)

لعاب مبارک سے تبرک

شمائل شریف میں ہے کہ ایک دفعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُم سلیمؓ نے مشک کا منہ کاٹ کر رکھ لیا تا کہ اس سے تبرک اور شفاء حاصل ہو اسی طرح ایک دفعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کبشہؓ جو ایک صحابیہ ہیں ان کے گھر میں بھی مشک سے مُنہ لگا کر پانی پیا انہوں نے بھی مشک کا منہ کاٹ لیا۔ جمع الوسائل میں علامہ میرک سے نقل کیا ہے کہ کاٹنے سے مقصود یا تو یہ تھا کہ جس جگہ آپ کا مُنہ مُبارک لگا ہے اس جگہ کو اگر ہر شخص استعمال کرے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی اور ناقدری کا احتمال ہے اس لئے کاٹ کر رکھ لیا یا تبرّک اور شفاء حاصل کرنا مقصود تھا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں دونوں مراد ہو سکتے ہیں ان میں تضاد نہیں۔ (جمع الوسائل)

ہاتھ مُبارک کی برکت

حضرت سمرۃ بن مغیرہؓ جن کی کنیت ابو محذورہ ہے ان کی چوٹی کے بالوں کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اس وجہ سے انہوں نے ساری زندگی چوٹی کے بال نہیں کٹوائے۔ اس کا سبب تبرّک ہی تھا۔ (شفاء ص ۴۴ ج ۱)

تبرک حاصل کرنے کا خاص طریقہ

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو مدینہ منورہ کے گھروں کے خادم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبرک حاصل کرنے کے لئے برتن میں پانی لاتے آپ اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال دیتے اور پانی کو متبرک بناتے۔ اگر تبرّک حاصل کرنا درست نہ ہوتا تو آپ برتنوں میں ہاتھ مُبارک نہ ڈالتے بلکہ ان کو منع فرما دیتے۔ (مشکوٰۃ)

بال مُبارک کی حفاظت

کفّار سے ایک جنگ میں عین لڑائی کے وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کی ٹوپی گر گئی انہوں نے اسکو حاصل کرنے کیلئے اپنی جان کو سخت خطرہ میں ڈال کر بہت خونریزی کی جب بعض صحابہؓ نے ان کے اس جوش پر نکیر کی تو فرمانے لگے کہ میرا غصہ اور جوش صرف ٹوپی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ٹوپی میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک تھے جن کی برکت سے مجھے محروم ہونا منظور نہ تھا اور نہ کافروں کے ہاتھ میں ایسی مُبارک شئے دینے کو دل گوارا کرتا تھا۔ (شفاء)

حضرت علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کا ذوق مطالعہ

آپ کے حالات میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے صاحبزادے سے اپنے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا: مجھے خوب یاد ہے، میں چھ سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوا، کبھی راستہ میں بچوں کے ساتھ نہ کھیلا اور نہ زور سے ہنسا، سات برس کی عمر میں جامع مسجد کے سامنے میدان میں چلا جاتا، وہاں کسی مداری یا شعبدہ باز کے حلقہ میں کھڑا ہو کر تماشہ دیکھنے کے بجائے محدث کے درس میں شریک ہوتا، وہ حدیث و سیرت کی جو بات کہتا، وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی، پھر گھر جا کر اسے لکھ لیتا، دوسرے لڑکے دجلہ کے کنارے کھیلا کرتے اور میں کسی کتاب کے اوراق لے کر کسی طرف چلا جاتا اور الگ تھلگ بیٹھ کر مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا محبوب مشغلہ کتابوں کا مطالعہ تھا، وہ ہر موضوع پر کتابیں پڑھتے اور آسودگی نہ ہوتی تھی۔

مدرسہ نظامیہ اور بغداد کے مشہور کتب خانوں کا مطالعہ

حضرت علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے مدرسہ نظامیہ کے پورے کتب خانہ کا مطالعہ کیا، جس میں چھ ہزار کتابیں ہیں، اسی طرح (بغداد کے مشہور کتب خانے) کتب الحنفیہ، کتب الحمیدی، کتب عبدالوہاب، کتب ابی محمد وغیرہ جتنے کتب خانے میری دسترس میں تھے، سب کا مطالعہ کر ڈالا۔''

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ذوق مطالعہ

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ بیمار ہوگئے طبیب نے کہا مطالعہ نہ کرنا صحت پر برا اثر پڑیگا، فرمانے لگے ''صحت پر اثر پڑے گا، لیکن اچھا۔ آپ ہی بتا دیں کہ جس کام میں مریض کو راحت محسوس ہو اس میں مشغول رہنے سے مرض میں افاقہ نہیں ہوتا؟'' طبیب نے کہا ''ضرور ہوتا ہے۔'' فرمانے لگے ''تو میرا جی علم و مطالعہ میں ہی مسرت و راحت محسوس کرتا ہے۔'' طبیب بولے ''بھائی! یہ مرض پھر ہمارے دائرۂ علاج سے باہر ہے۔''

علماء کی بے ادبی کسی صورت جائز نہیں

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی عالم سے فرض کیجئے کہ آپ کا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو مسئلہ میں اختلاف کرنا تو جائز ہے جب اپنے کو حق پر سمجھے لیکن بے ادبی اور تمسخر کرنا کسی حالت میں جائز نہیں ہے کیونکہ بے ادبی اور تمسخر کرنا دین کا نقصان ہے اور اختلاف کرنا محبت سے یہ عین دین ہے دین جائز ہے اور خلاف دین جائز نہیں۔

اختلاف رائے اگر اہل اللہ اور علماء میں ہو جائے تو مضائقہ نہیں لیکن بے ادبی یا تذلیل کسی حالت میں بھی جائز نہ ہوگی اس لیے کہ وہ بہر حال عالم دین ہے جس سے آپ اختلاف کر سکتے ہیں مگر اس کا مقام و منصب بطور نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اس کی عظمت واجب ہوگی۔

ہم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ پر عمل کرتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ پچاسیوں مسئلوں میں ان سے اختلاف کرتے ہیں مگر ادنی درجے کی بے ادبی قلب میں امام شافعی رحمہ اللہ کے نہیں آتی اور جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ واجب التعظیم ہیں ویسے ہی امام شافعی رحمہ اللہ بھی دونوں آفتاب و ماہتاب ہیں دونوں سے نور اور برکت حاصل ہو رہی ہے کسی طرح جائز نہیں کہ ادنیٰ درجہ کی گستاخی دل میں آ جائے۔

گستاخی جہالت کی علامت ہے

گستاخی اور استہزاء کرنا جہالت کی بھی علامت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کو نصیحت کی اور فرمایا کہ فلاں مقتول زندہ ہو جائے گا اگر گائے ذبح کر کے اس کا گوشت اس مقتول کو چھو دیا جائے تو اس پر بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ آپ کیا مذاق کرتے ہیں؟ اس بات میں کیا تعلق ہے کہ گوشت مردے سے لگایا جائے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں میں شامل ہو جاؤں یعنی دل لگی تمسخر جاہلوں کا کام ہے عالموں کو مناسب نہیں کہ تمسخر کریں اس لیے کہ یہ ادب کے خلاف ہے تو ایک ہے رائے کا اختلاف اور کسی عالم سے مسلک کا اختلاف اور ایک ہے بے ادبی، بے ادبی کسی حالت میں جائز نہیں اختلاف جائز ہے۔

نجات کیلئے مرید ہونا شرط نہیں

نجات کیلئے مرید ہونا ضروری نہیں اتباع شریعت ضروری ہے اسی کے اتباع میں بعض اوقات نفسانی وشیطانی پیچیدگیوں کے سمجھنے ...اس سے بچنے... مقصود وغیر مقصود وغیرہ کے معلوم کرنے کے لیے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے لیکن رسمی طور سے مرید ہونا وہاں بھی ضروری نہیں جبکہ نیت خالص ہو تو مستحسن (اچھا) بیشک ہے اسی اخلاص کے جانچنے کیلئے بعض اوقات مرشد کامل مرید کرنے میں توقف کرتا ہے اپنے پیر کی خدمت میں حالات و مادہ امراض کی اطلاع ان کے ارشاد کا کامل اتباع ...اعتماد ومحبت وادب پورے طور سے چاہیے ورنہ اصلاح نہیں ہوسکتی اور چونکہ اس قسم کے تمام حقوق پیر کے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اس لیے یہ سب حقوق اللہ ہی ہیں جس قدر پیر سے محبت واطاعت زیادہ ہوگی اتنی ہی کامیابی میں اعانت ہوگی دوسروں کے جلسوں میں شرکت ...دوسرے بزرگوں کی خدمت میں اپنی باطنی حالت واصلاح کے خیال سے آمدورفت جبکہ اپنے پیر نے حکم نہ فرمایا ہو یہ منافی (خلاف) محبت وطریق ہے اس سے بھی کامیابی بہت دشوار ہے اطمینان ویکسوئی کے ساتھ بس ایک کا ہو رہے تب فائدہ ہوگا۔

دینی اصلاح کی فکر میں احتیاط

ہر لنگوٹ بند گنجیڑی بھنگیڑی کو مجذوب سمجھ لینا سخت حماقت ہے اور جو مجذوب بھی ہو اس سے کسی دینی اصلاح کی فکر لغو وعبث ہے اور کسی مجذوب کا کسی واقعہ سے پہلے کسی امر کی اطلاع دینا بھی کوئی کمال نہیں بلکہ اگر وہ نہ کہتے جب بھی وہ واقعہ ایسا ہی ہوتا۔

یہ کشف کوئی کمال یا مدار قرب نہیں اور مجذوب کی پہچان جو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے درود شریف پڑھا جائے تو وہ ضرور ادھر منہ کرلیں گے بالکل غلط ہے ہر وقت کشف کا ہونا ان کے اختیار میں نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ مجذوب کی اصل ہے اور بعض بزرگوں پر کم وبیش جذب کا اثر ہوتا ہے لیکن ان کا مرتبہ اُن بزرگوں سے کم ہوتا ہے جو وعظ و تلقین کرتے ہیں ایسے اہل اللہ سے کم ہے۔

پیر سے بھی پردہ فرض ہے

بعض بے حیا عورتیں پیر سے پردہ نہیں کرتیں اور بعضے مرد بھی اپنی عورتوں کو جلوت و خلوت میں پیر کے سامنے کردیتے ہیں ایسا پیر بھی جو اس کو سختی سے منع نہ کرے شیطان ہے اور جو مرد اس پر راضی ہو وہ پکا دیوث ہے پیر ولی استاد سب سے پردہ کرنا فرض ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود صحابیات سے پردہ فرماتے تھے تو یہ لوگ کس شمار میں ہیں۔

حقوق نفس کی ادائیگی واجب ہے

کم کھانا - کم سونا یا نکاح نہ کرنا' باہر جنگلوں میں رہنا ان سب امور کا صوفیت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں حرص کی وجہ سے جی بھر کے نہ کھائے۔ ضرورت سے زائد نہ سوئے اور جبکہ ادائیگی حقوق کی استطاعت ہو تو نکاح ضروری ہے..... سلف کا طریقہ بھی یہ تھا کہ جہاں ہنسنے بولنے کی ضرورت ہو بے تکلف ہنسے بولے اور خاموشی کی ضرورت پر وہاں خاموش رہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا نکاح

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی شادی کا پیغام دینے گئے اور (گھر کے) اندر جا کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے فضائل اور محاسن بیان کئے اور انہیں بتایا آپ کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں ان لوگوں نے کہا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کو تو ہم تیار نہیں ہیں البتہ آپ سے کرنے کو تیار ہیں چنانچہ وہ اس لڑکی سے شادی کر کے باہر آئے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا اندر کچھ بات ہوئی ہے لیکن اسے بتاتے ہوئے مجھے شرم آ رہی ہے، بہرحال حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے انہیں ساری بات بتائی یہ سن کر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا (آپ مجھ سے کیوں شرما رہے ہیں) وہ تو مجھے آپ سے شرمانا چاہئے کیونکہ میں اس لڑکی کو شادی کا پیغام دے رہا تھا جو اللہ نے آپ کے مقدر میں لکھی ہوئی تھی۔ (ابونعیم) (حقیقت تصوف از افادات: حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ)

اقوال.... عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ

فرمایا: میرے نزدیک ادب' نفس کا پہچاننا ہے۔

فرمایا: جس شخص کی عزت لوگوں میں زیادہ ہو۔ اسے اپنے نفس کو نظر حقارت سے دیکھنا چاہیے۔

حضرت طلحہ اور عشق نبوی ﷺ

جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کی صفوں میں انتشار برپا تھا تو حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھے۔ کفار سب طرف سے تیروں کی بارش کر رہے تھے۔ حضرت طلحہؓ اپنی ڈھال پر ان تیروں کو روک رہے تھے۔ اچانک یہ ڈھال ان کے ہاتھ سے گر گئی۔ انہوں نے تیروں کو اپنے ہاتھ پر روکنا شروع کر دیا۔ وہ اپنے ہاتھ پر اس وقت تک تیر روکتے رہے جب تک ان کا یہ ہاتھ شل نہ ہوگیا۔ ایک مرتبہ کسی مشرک نے آگے بڑھ کر تلوار ماری تو آپ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ آپ نے کہا ''احسن یعنی خوب ہوا۔'' (بہت اچھا ہوا)

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ہاتھ سوکھ کر ہمیشہ کے لئے بیکار ہوگیا تھا۔ وہ اپنے اس ہاتھ پر بہت فخر کیا کرتے تھے کہ میدانِ اُحد میں اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر ان کی لاش پر پڑی تو وہ ان کی لاش کے قریب گئے اور ہاتھ چومتے جاتے تھے اور رو رو کر کہتے جاتے تھے یہ وہ ہاتھ ہے جس نے میدانِ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصائب کے وقت مدد کی۔ (طبقات ابن سعد)

معرکہ اُحد میں جب کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد اپنا گھراؤ کئے ہوئے تھے تو وہ بڑا نازک وقت تھا۔ مگر شیدائیانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانوں کو بلا تکلف جنگ کی اس خطرناک آگ میں جھونک کر اس نازک وقت کو ٹال دیا۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ تیروں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوئے اور تیروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے کا راستہ نہیں دیا۔ وہ خود بھی بڑے ماہر تیر انداز تھے انہوں نے اتنے تیر برسائے کہ کئی کمانیں ٹوٹ گئیں۔ جوش میں یہ کہتے جاتے تھے

''میری جان آپ پر قربان اور میرا چہرہ آپ کے چہرے کی ڈھال بنے۔''

انہوں نے رسول اللہ کے چہرۂ اقدس کے سامنے اپنی ڈھال کر دی اور کفار کی جانب اپنا سینہ۔ اس طرح دو طرف سے آڑ کر لی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی جمعیت کو دیکھنے کے لئے ڈھال کے پیچھے ذرا گردن اٹھانی چاہی تو حضرت ابوطلحہؓ نے جن الفاظ میں آپؐ کو روکا اس سے زیادہ جوش اور محبت کی تفسیر کوئی دوسری نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے عرض کیا:''

میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپ گردن اٹھا کر نہ دیکھئے کہیں آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے۔ میرا گلا آپؐ کے گلے سے پہلے ہے۔'' (صحیح بخاری)

''غزوۂ اُحد میں ایک وقت ایسا آیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا۔''

کفار نے اچانک گھراؤ میں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت زخمی کر دیا کسی کافر بدبخت نے دور سے پتھر پھینک کر مارا جس سے آپ کا ایک دانت مبارک شہید ہو گیا ابن قمئہ نے تلوار کا ایک ایسا وار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی میں خود (جنگی ٹوپی) کی کڑیاں دھنس گئیں۔ اور خون کی دھار پھوٹ نکلی۔

ایک گڑھے میں رسول اللہ کا پاؤں مبارک پڑ گیا آپ اس میں گر گئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو اس حال میں دیکھا تو بیتاب ہو گئے فوراً اس گڑھے میں کود پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت میں ہاتھ ڈال کر اوپر اٹھایا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکال لائے۔

جامع ترمذی میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے لگا تار حملوں نے جب کفار کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک محفوظ مقام پر پہنچانے کا مسئلہ تھا تا کہ آپ کے زخموں کی مرہم پٹی ہو سکے اور آپ کفار کی زد سے باہر ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونچی پہاڑی پر چڑھنے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن چونکہ آپ کے شدید زخم آئے تھے اور دوہری زرہ پہنے ہوئے تھے اس لئے چڑھا نہ جاتا تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کیفیت کو دیکھا تو دوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے۔ اپنے ستاون زخموں اور لٹکتے ہوئے ہاتھ کی پرواہ کئے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''یا رسول اللہ! آپ میری پشت پر سوار ہو جائیں۔ میں آپ کو لے کر پہاڑی پر چڑھتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ صحابی پیٹھ کر کے بیٹھ گئے اور آپ کو پیٹھ پر سوار کر لیا، اٹھے اور پہاڑ کی بلند چوٹی پر چڑھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عاشق صادق کی قربانی سے بے پناہ متاثر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: ''طلحہ تمہیں جنت کی بشارت ہے۔'' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اتنے بڑے انعام کی بشارت سن کر خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ (پراسرار بندے)

حضرت ابو دجانہ اور عشق نبوی ﷺ

اُحد میں چند لمحات کیلئے جب کفار کو یہ لگا کہ انکی جیت ہوگئی ہے، تو انہوں نے اپنی پوری طاقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے میں لگادی۔ لیکن اس شمع کے پروانے اسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ جاں نثارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پوری قوت سے اس حملے کا مقابلہ کررہے تھے۔ صحابہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد فولادی دیوار کی طرح ایک حلقہ قائم کرلیا تھا۔ جنگ کی شدت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار لے کر فرمایا۔ یہ تلوار مجھ سے کون لیتا ہے جو اس کا حق ادا کر سکے؟ کئی لوگ آگے بڑھے ان میں حضرت ابوُ دجانہ بھی تھے رسول اللہ نے وہ تلوار انہیں عطا کی۔ انہوں نے تلوار لے کر کفار پر سخت حملہ کیا اور کئی کفار قتل کئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار ہر طرف سے تیروں کی بارش کررہے تھے تو حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت پر پوری طاقت لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان تیروں کے لئے خود کو پیش کردیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑے ہوگئے کہ کفار کی طرف سے جو تیر آئے وہ ان کی کمر پر رک جائے۔ اور وہ اس وقت تک اپنی جگہ ڈٹے رہے جب تک ان کی کمر چھلنی ہوگئی اور وہ گر نہ پڑے۔ (تاریخ اسلام)

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کم عمری میں شوق جہاد

حضرت عمیرؓ کم عمر بچے تھے۔ خیبر کی لڑائی میں شرکت کی خواہش کی۔ ان کے سرداروں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سفارش کی کہ اجازت فرمادی جائے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمادی۔ اور ایک تلوار مرحمت فرمائی جو گلے میں لٹکالی۔ مگر تلوار بڑی تھی اور قد چھوٹا تھا اس لئے وہ زمین پر گھسٹتی جاتی تھی۔ اسی حال میں خیبر کی لڑائی میں شرکت کی۔ چونکہ بچے بھی تھے اور غلام بھی اس لئے غنیمت کا پورا حصہ تو ملا نہیں البتہ بطور عطا کے کچھ سامان حصہ میں آیا۔ (ابوداؤد) اُحد کی لڑائی کے لئے جب تشریف لیجانا ہوا تو ایک موقع پر جا کر لشکر کا معائنہ فرمایا اور نو عمروں کو لڑکپن کی وجہ سے واپس فرمادیا۔ جن میں حضراتِ ذیل بھی تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، اسامہ بن زیدؓ، زیدؓ بن ارقم، براؓبن عازب، عمرو بن حزمؓ، اسید بن حضیرؓ، عرابۃ بن اوسؓ، ابوسعید خدریؓ، سمرۃؓ بن جندب، رافع بن خدیجؓ، کہ انکی عمریں تقریباً تیرہ چودہ برس کی تھیں۔ (پراسرار بندے)

حضرت زیادؓ بن سَکن اور عشق نبوی ﷺ

جنگ اُحد میں کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے میں لے لیا اور کسی طرح ہٹتے نہ تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ ''لوگو! کون ہے جو مجھ پر جان دینے کو تیار ہے؟'' حضرت زیاد بن سَکن رضی اللہ عنہ پانچ انصاریوں کو لے کر آگے آئے اور بڑھ کر کہا: لبیک یا رسول! اور بھیڑ کو چیرتے ہوئے کفار کی صفوں میں جا گھسے۔ اور اس جانبازی اور شجاعت سے لڑے کہ کفار کی صفوں میں ابتری پیدا ہوگئی۔ یہ پانچوں سرفروش تلوار لے کر جدھر نکل جاتے کفار میں بھگدڑ مچ جاتی۔ یہ لوگ اس وقت تک لڑتے رہے جب تک شہید نہ ہوگئے لیکن ان کی بہادری سے کفار کے قدم بھی متزلزل ہوگئے۔

جنگ ختم ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زیاد بن سَکن کی لاش میرے پاس لاؤ۔ جب انہیں لایا گیا تو ان میں زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ انہوں نے خود کو آگے بڑھا کر لٹانے کا اشارہ کیا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے کچھ الفاظ کہے اور زیادؓ بن سکن اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں سر رکھے ہوئے عالم فانی سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (صحیح مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد احد کی لڑائی میں شریک ہوئے اور شہید ہوگئے۔ کوئی مال وغیرہ کچھ نہ تھا۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ جو صبر مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر عطا فرماتے ہیں اور جو پاکبازی اللہ سے مانگتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ اس کو پاکباز بنا دیتے ہیں اور جو غنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنا عطا فرماتے ہیں۔ میں نے یہ مضمون حضور سے سنا پھر کچھ نہ مانگا۔ چپکے ہی واپس آ گیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ نے اُن کو وہ رُتبہ عطا فرمایا کہ نوعمر صحابہؓ میں اس بڑے درجہ کا عالم دوسرا مشکل سے ملے گا (اصابہ)

ملفوظ: مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ

فرمایا: میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں تو تمام دنیا سدھر سکتی ہے۔ اور بغیر کسی ظاہری تبلیغ کے بھی بہت کچھ سدھر سکتی ہے۔ ہمارے اسلاف نے الفاظ سے زیادہ کردار سے اسلام کی تبلیغ کی ہے۔ (اقوال زریں)

کن رشتہ داروں سے پردہ کرنا ضروری ہے

چچازاد.... ماموں زاد.... خالہ زاد.... پھوپھی زاد.... بہنوئی.... نندوئی.... دیور.... جیٹھ.... خالو.... پھوپھا اور تمام غیر محرم سے پردہ کا اہتمام کریں۔ اور بے پردہ خواتین اپنی دنیوی راحت و سکون کے پیش نظر ہی پردہ کا اہتمام کر کے دیکھیں کہ انہیں کس طرح سکون نصیب ہوتا ہے۔ کم از کم بے پردگی کے نقصانات کو سوچ سوچ کر اپنے آپ کو سمجھائیں کہ ہماری عزت و آبرو کا محافظ پردہ ہے اور بے پردگی سراسر مغربی اور بے دینی کا فیشن ہے جس کو چھوڑنا ضروری ہے۔

مثالی درزی

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: لکھنو بازار میں ایک غریب درزی کی دکان تھی جو ہر جنازے کے لئے دکان بند کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اس سے آپ کے کاروبار کو نقصان ہوگا کہنے لگا کہ علماء سے سنا ہے کہ جو کسی مسلمان کے جنازے پر جاتا ہے کل اس کے جنازے پر ان شاء اللہ لوگوں کا ہجوم ہوگا۔ میں غریب ہوں میرے جنازے پر کون آئے گا۔ ایک تو مسلمان کا حق بھی ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ پاک بھی راضی ہو جائیں گے۔ اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ ۱۹۰۲ء میں مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی کا انتقال ہوا۔ ریڈیو پر بتلایا گیا اخبارات میں جنازے کے اشتہارات آ گئے۔ لاکھوں کا مجمع تھا۔ جب جنازہ گاہ میں اُن کا جنازہ ختم ہوا تو جنازہ گاہ میں ایک دوسرا جنازہ داخل ہوا۔ اعلان ہوا کہ ایک اور عاجز مسلمان کا جنازہ بھی پڑھ کر جائیں۔ یہ دوسرا جنازہ اس درزی کا تھا۔ جو مولانا کے جنازہ سے بڑھ کر نکلا۔ دونوں جنازوں کے لوگ اس میں شامل ہو گئے۔ اور پہلے جنازے سے جو لوگ رہ گئے تھے وہ بھی شامل ہو گئے۔ اللہ پاک نے اس درزی کی بات پوری کر کے اس کی لاج رکھی۔ سچ کہا ہے کہ اخلاص بہت بڑی نعمت ہے۔ (کاروان زندگی)

وقت کی اہمیت

امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ایک مدت تک میں صوفیا کرام کے پاس رہا اُن کی صحبت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وقت تلوار کی مانند ہے آپ اس کو (عمل کے ذریعہ) کاٹئے ورنہ وہ آپ کو (حسرتوں میں مشغول کرکے) کاٹ ڈالے گا۔

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ارشاد ہے "دن رات کی گردش آپ کی عمر کم رہی ہے تو آپ عمل میں پھر کیوں سست ہیں"۔ ان سے ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ یہ کام کل تک مؤخر کردیجئے۔ آپ نے فرمایا میں ایک دن کا کام بمشکل کرتا ہوں آج کا کام اگر کل پر چھوڑ دوں تو دو دن کا کام ایک دن میں کیسے کروں گا۔ مثل مشہور ہے وقت پر ایک ٹانکا سو ٹانکوں سے بچالیتا ہے۔ مشہور تابعی عامر بن عبدالقیس کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے ایک مرتبہ کسی نے کوئی بات کہنا چاہی (ظاہر ہے کہ بامقصد بات ہوگی) تو فرمانے لگے "سورج کی گردش روک دو تو تم سے بات کرنے کیلئے وقت نکال لوں" (یعنی جو وقت گذر جائیگا اُس کو واپس نہیں لایا جاسکتا لہٰذا وقت کو بے مقصد کاموں اور باتوں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے) حدیث شریف میں آتا ہے کہ آدمی کے اسلام کے حسن میں سے ایک بات یہ ہے کہ انسان فضول مشاغل ترک کردے۔ دوسری حدیث میں آتا ہے۔ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے کا شکار ہیں ایک صحت اور دوسری فراغت۔

آج کا دن پھر کبھی نہیں آئیگا

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ہر روز صبح کو جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس وقت دن یہ اعلان کرتا ہے "آج اگر بھلائی کرسکتا ہے تو کرلے' آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہیں لوٹوں گا۔ کل کے بھروسے پر کاموں کو مؤخر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ گذشتہ زمانے کے متعلق افسوس اور حسرت بے سود ہے۔ آئندہ زمانے کے خواب نہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ موہوم ہیں (یعنی اختیار میں نہیں) اس لئے جو کرنا ہے آج ہی کرو۔

آسی یہ غنیمت ہیں تیری عمر کے لمحے — کام کراب' تجھ کو جو کرنا ہے یہاں آج

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زاہدانہ زندگی کی جھلک

۱- حضرت عمر فاروقؓ کے چہرے پر دو خط تھے جو سیاہی مائل تھے، جو کثرت بکاء کی وجہ سے چہرے پر ظاہر ہو گئے تھے۔

۲- کبھی تلاوت کر رہے ہوتے اور آیت خوف کے پڑھنے سے ایسا اثر ہوتا کہ سانس گھٹنے لگتا اور رونے لگتے اور اچانک گر جاتے اور اس صدمے سے کئی دن گھر سے باہر نہ آ سکتے، لوگ عیادت کرنے آتے مگر ان کو یہ علم نہ ہوتا کہ مرض کا اصل سبب کیا ہے۔

۳- حضرت فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا تین صفوں کے پیچھے تھا میں وہاں سے آپ کے رونے کی آواز سن رہا تھا۔

۴- حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مرض وفات میں مبتلا تھے، آپؓ کا سر مبارک میری ران پر تھا، آپ فرمانے لگے میرا سر زمین پر رکھ دو میں نے عرض کیا اگر آپ کا سر میری ران پر ہے تو آپ کا کیا نقصان ہے، پھر دوبارہ تاکید سے فرمایا زمین پر رکھو، آخر میں نے فرمان پر عمل کیا تو فرمانے لگے اگر میرا رب مجھ پر رحمت نہ فرمائے تو میری ہلاکت ہے۔

۵- حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے اور جو چادر پہنے ہوئے تھے اس پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے صرف اس حصے میں جو کندھے پر ہوتا ہے چار پیوند دیکھے اور حضرت ابو عثمان نھدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کی چادر میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا دیکھا۔

۶- حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کا سسر آیا اور کہنے لگا کہ مجھے بیت المال سے کچھ مال دیجئے، حضرت عمرؓ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آپ چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے سامنے خائن بادشاہ بن کر جاؤں پھر آپ نے اپنے ذاتی مال سے دس ہزار درہم ان کو دیئے۔

۷- حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص میرے ہاں قابل قدر ہے، جو میرے عیبوں کا مجھے تحفہ دے۔

۸- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں داخل ہوا میں نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی میرے اور آپ کے درمیان صرف دیوار کا فاصلہ تھا اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرما

رہے تھے خطاب کا بیٹا عمر امیر المومنین کہلاتا ہے کیا خوب اللہ کی قسم ضرور بالضرور تقویٰ اختیار کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پکڑے جاؤ گے۔

۹- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حجاز مقدس میں سترہ ہجری میں قحط آیا، لوگوں کا برا حال تھا، حضرت عمرؓ نے گھی کھانا چھوڑ دیا، اور گھی کی جگہ زیتون کے تیل پر اکتفاء فرماتے۔ ایک دفعہ آپ کا پیٹ خشکی کی وجہ سے آواز کرنے لگا آپ نے اپنے پیٹ میں انگلی چبھوئی اور فرمایا کہ تمہیں لوگوں کے آسودہ ہونے تک اسی پر گزارہ کرنا ہوگا۔

۱۰- حضرت عبید اللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اپنی گردن پر مشکل اٹھاتے ہوئے جارہے تھے پوچھنے پر فرمایا کہ مجھے اپنے نفس میں بڑائی محسوس ہوئی اس لئے میں اس کو ذلیل کر رہا ہو۔ (اصلاحی مضامین)

ایک لاکھ نوافل

حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ (مسترشد خاص: حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ) کے متعلق حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ایک دفعہ آپ کو بہت اہم حاجت پیش آئی تو حق تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میری یہ حاجت پوری فرما دیں میں ایک لاکھ نفل پڑھوں گا غالباً یہ مقصد ہوگا کہ جب سنت پوری ہونے سے نفل واجب ہو جائیں گے تو ادا کرنا بھی ضروری ہوگا چنانچہ آپ کی حاجت پوری ہوگئی اور آپ نے ایک لاکھ نوافل ادا کیے۔ (اصلاحی مضامین)

اَقوال.... حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ

فرمایا: بھائی جو کچھ میرے پاس ہے۔ دوستوں کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ اگر کسی کو اس سے زائد کی ضرورت اور طلب ہو تو کہیں اور سے حاصل کر لیا جاوے۔ میں اپنا بندہ نہیں بناتا ہوں۔ خدا کا بندہ بناتا ہوں۔ اگر کوئی چیز یہاں سے حاصل نہ ہو کہیں اور سے سہی کام ہونا چاہئے۔

فرمایا: اپنی اپنی تحقیق ہے بس دنیا مقصود نہ ہو ترفع مقصود نہ ہو۔ لڑ و جھگڑ و نہیں۔ نیت اچھی ہو کہ اخلاص ہو۔

تہجد جنت کے داخلے کا سبب ہے

حدیث: جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ جب جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو لوگ آپ کو ملنے کیلئے دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ میں بھی حاضر ہوا جب میں نے آپ کے چہرے مبارک کو بغور دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ سب سے پہلے میرے کان میں آپ کی جو مبارک کلام پہنچی وہ یہ تھی کہ اے لوگو سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو اور رات کو یعنی تہجد کی نماز پڑھا کرو، جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (بحوالہ ترغیب وترھیب)

شیطان تہجد سے روکنے کی کوشش کرتا ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب ایک آدمی سونے لگتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گانٹھیں دے دیتا ہے اور ہر گانٹھ پر تین تھپکی دیتا ہے اور کہتا ہے تیرے اوپر لمبی رات ہے سوئے رہو پس اگر بیدار ہوا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو ایک گانٹھ کھل جاتی ہے اور وضو کر لیا تو دوسری گانٹھ کھل جاتی ہے اور نماز پڑھ لی تو تیسری گانٹھ کھل جاتی ہے اور صبح کو اس کی طبیعت میں نشاط ہوتا ہے اور اس کا دل خوش ہوتا ہے ورنہ اس کا دل پریشان ہوتا ہے اور وہ سست ہوتا ہے۔ (بخاری)

فائدہ: بعض علماء فرماتے ہیں کہ گانٹھ دینے سے مراد اس کا حقیقی معنی ہے یعنی واقعی شیطان انسان کی گردن کے آخری حصہ میں جس میں قوت وھیمہ ہے جو عموماً شیطان اور وہم کی بہت پیروی کرتی ہے تین گانٹھیں دیتا ہے جس طرح جادوگر جادو کے وقت گانٹھیں دیتا ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حقیقت میں شیطان گانٹھیں نہیں دیتا بلکہ مراد یہ ہے کہ شیطان سونے والے کو بوجھل کر دیتا ہے اور اس میں سستی پیدا کرتا ہے اور اس کے دل میں یہ ڈال دیتا ہے کہ ابھی تک لمبی رات ہے اسی کو گانٹھوں سے تعبیر کیا گیا ہے واللہ اعلم۔ تین گانٹھیں اس لئے فرمائیں کہ شیطان نیند والے سے روک دیتا ہے ذکر وضو اور نماز بعض علماء فرماتے ہیں کہ تین گانٹھوں سے مراد تین کام ہیں جن سے سستی اور ثقل پیدا ہوتا ہے کھانا، پینا نیند کرنا۔ حضرت ابوبکر شروع رات میں چند نفلیں اور وتر پڑھ لیتے تھے تا کہ اگر نیند نہ کھلے تو وتر فوت نہ ہوں اور آخر رات میں بھی اٹھ کر تہجد پڑھ لیتے۔ (عینی) (اصلاحی مضامین)

قبر کی حقیقت

فرمایا: کہ لوگ عام طور سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب انسان مرجاتا ہے قبر میں اس کو ڈال آتے ہیں وہاں وحشت کدہ میں تنہا پڑا رہتا ہے اور ایسی حیات مثل عدم حیات کے ہے۔ صاحبو یہ نہیں ہے بلکہ مسلمان کے لئے وہاں بڑی راحت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ارواح اس کا استقبال کرتی ہیں اور اس کے عزیز قریب جو اس سے پہلے چلے گئے ہیں وہ اس سے ملتے ہیں اور اس سے دوسرے متعلقین کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ اگر یہ کہتا ہے کہ فلاں شخص تو مرگیا ہے تو کہتے ہیں افسوس وہ دوزخ میں گیا ہے ورنہ ہم سے ضرور ملتا۔ اور اس سے ان کو غم ہوتا ہے۔ غرض موت کے بعد مردے اس طرح باہم خوش ہوکر ملتے جلتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہوں گے کہ بس مرنے کے بعد اُلو کی طرح پڑے رہیں گے۔ **لاحول ولا قوۃ الا اللہ** یہ بات نہیں۔ یاد رکھو کہ قبر اس گڑھے کا نام نہیں ہے یہ تو صورت قبر ہے اور حقیقت میں قبر عالم برزخ کا نام ہے وہاں سب جمع ہوتے ہیں اور وہ پاکیزہ لوگوں کا مجمع ہے۔ دنیا میں تو جدا بھی ہوسکتے ہیں جیسے کوئی ملازمت سے رخصت لے کر آئے اور اپنے بزرگوں کے پاس رہے۔ جب رخصت ختم ہوگی تو جدائی ہوجائے گی۔ تو دنیا کا تو ایسا اجتماع ہے اور وہاں کی یکجائی ختم نہیں ہوتی۔ وہاں تو عیش ہی عیش ہے بات یہ ہے کہ حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کو موت سے وحشت ہوگئی ہے ورنہ موت تو لقاء حبیب (محبوب کے دیدار) کے لئے ایک جسر یعنی پل ہے کہ اس سے گزرے اور لقاء حبیب ہوگئی اور لقائے باری تعالیٰ سے کون سی اچھی چیز ہوگی اسی لئے اہل اللہ (اللہ والوں) کو تو موت کا شوق ہوا ہے۔ ان سے پوچھئے کہ موت کیا چیز ہے۔ حدیث شریف میں ہے **الموت تحفة المومن** کہ موت مومن کا تحفہ ہے۔ نظام حیدرآباد اگر کسی کے پاس تحفہ بھیجیں اور گھر والے رونے لگیں تو کیسے افسوس کی بات ہے اور میری مراد اس غم سے غم مکتسب (غیر طبعی) ہے نہ کہ غیر مکتسب (فطری)۔ جدائی کا طبعی صدمہ جو بے اختیار ہوتا ہے اس کا مضائقہ نہیں سوچ سوچ کر اس کو بڑھانا مذموم (برا) ہے بلکہ ان مضامین کو سوچ کر اس کو گھٹانا چاہئے۔ (سفر آخرت' از افادات حکیم الامت تھانویؒ)

قبر پر فاتحہ پڑھنے کی مصلحت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنے میں کیا مصلحت ہے۔ جہاں سے چاہے ثواب پہنچا سکتا ہے آپ نے فرمایا اس میں تین مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنے سے علاوہ ایصال ثواب کے خود پڑھنے والے کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہاں موت کا زیادہ خیال آتا ہے۔ دوسرے باطنی مصلحت یہ ہے کہ مردہ کو ذکر سے انس ہوتا ہے خواہ آہستہ آہستہ پڑھا جائے یا زور سے حق تعالیٰ مردہ کو آواز پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بات اولیاء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عام مسلمین بھی سنتے ہیں۔ کیوں کہ مرنے کے بعد روح میں بہ نسبت حیات کے کسی قدر ایک اطلاق کی شان پیدا ہو جاتی ہے اور اسکا ادراک بڑھ جاتا ہے مگر نہ اتنا کہ کوئی ان کو حاضر ناظر سمجھنے لگے۔ تیسرے یہ بھی ہے کہ ذکر کے انوار جو پھیلتے ہیں اس سے بھی مردہ کو راحت پہنچتی ہے۔ (سفر آخرت" از افادات: حکیم الامت تھانویؒ)

عبادت مالیہ کا ثواب مردہ کے لئے افضل ہے

فرمایا: کہ عبادت مالیہ کا ثواب بہ نسبت عبادت بدنیہ کے مردہ کے حق میں زیادہ افضل ہے لیکن ثواب دونوں قسم کی عبادت کا پہنچتا ہے۔ (سفر آخرت" از افادات: حکیم الامت تھانویؒ)

ایصال ثواب کا طریقہ

فرمایا: کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے نزدیک مردوں کو برابر ثواب پہنچتا ہے تقسیم ہو کر نہیں پہنچتا۔ پھر فرمایا کہ ادب یہ ہے کہ کچھ پڑھ کر علیحدہ بھی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو ثواب بخش دیا کرے خواہ زیادہ کی ہمت نہ ہو مثلاً تین بار **قل هو الله** پڑھے ایک کلام مجید کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمام انبیاء وصلحا و عام مسلمین و مسلمات کو جو مر چکے یا موجود ہیں یا آئندہ پیدا ہوں سب کو بخش دیتا ہوں اور کسی خاص موقعہ پر کسی خاص مردے کے لئے بھی کچھ پڑھ کر علیحدہ بخش دیتا ہوں۔ پوچھنے پر فرمایا کہ زندوں کو بھی عبادت کا ثواب پہنچتا ہے۔ (سفر آخرت" از افادات: حکیم الامت تھانویؒ)

موت کیا ہے؟

فرمایا: ''موت کے معنی فنا کے نہیں ہیں کہ آدمی موت کے آنے کے بعد فنا ہو گیا یا ختم ہو گیا۔ ایسا نہیں بلکہ موت کے معنی منتقل ہو جانے کے ہیں اس دار سے اس دار میں اس جہاں سے اس جہاں میں تو انتقال ایک دار سے دوسرے دار کی طرف' ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف یہ تو ہوتا رہے گا مگر انسان مٹ جائے یہ نہیں ہو سکتا اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ انسان ازلی تو نہیں لیکن ابدی ضرور ہے''۔ (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

روز جزا اعمال بد کی شکل

فرمایا: ''آج جو بدعملی یہاں کی جا رہی ہے وہ یہاں عمل کی شکل ہے لیکن تھوڑا سا وقفہ گزرنے کے بعد جب موت کو پار کر کے آدمی قیامت میں پہنچے گا وہی عذاب الیم کی صورت میں پھوٹ پھوٹ کر بدن سے نکلے گی جو یہاں نکلا تھا وہ وہاں سامنے آ جائے گا''۔ (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

موت ایک پُل

فرمایا: ''میں کہتا ہوں کہ موت پر کوئی خوش نہیں ہوتا' انتقال پر کوئی خوش نہیں ہوتا بلکہ موت اگر اچھی ہوتی تو سب کہا کرتے کہ خدا ایسی موت سب کو نصیب کرے' اگر موت کوئی رونے کی ایسی چیز ہوتی تو یہ دعائیں کیوں کرتے کہ ایسی موت ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ اللہ کے راستے میں کوئی شہید ہو جائے تو کہتے ہیں کہ بڑے رتبے کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی موت نصیب کرے۔ معلوم ہوا کہ موت غم کی چیز نہیں موت تو خوشی کی چیز ہے۔ غم اپنے عزیز کی جدائی کا ہوتا ہے کہ ہم سے ہمارا عزیز جدا ہو گیا اس کے فیض سے محروم ہو گئے اس کے انتقال کا صدمہ نہیں ہوتا انتقال سے تو وہ اللہ تک پہنچ گیا یہ کوئی صدمہ کی چیز ہے؟۔ ایک آدمی خدا سے جا ملا یہ کونسی رونے کی بات ہے یہ تو عین خوشی کی چیز ہے۔ **ان الموت جسر یصل الحبیب الی الحبیب** موت ایک پُل ہے جس سے گزر کر آدمی اپنے محبوب حقیقی سے جا ملتا ہے''۔ (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

دعائے تسکین

فرمایا: ''صابرین پر جب مصیبت آ پڑتی ہے تو یہ دعائے تسکین پڑھتے ہیں **انا للہ و انا الیہ راجعون** اس میں دو جملے فرمائے گئے **انا للہ** اور دوسرا **و انا الیہ راجعون** پہلے جملے کا معنی یہ ہے کہ ہم سب اللہ کی ملک ہیں۔ جب ذہن میں یہ تصور آ گیا تو آدمی سمجھے گا کہ مالک کو اختیار ہے کہ اپنی ملک میں جیسا چاہے تصرف کرے۔ زمین کے اوپر رکھنا چاہے یا قبر میں رکھنا چاہے یا قبر سے آگے اور عالم میں بھیج دے یہ اسی کو اختیار ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی مالکیت کا تصور ہے تو عقلی طور پر انسان میں صبر آ گیا۔ عقل نے سمجھا دیا کہ جب تو دوسرے کی ملک ہے تو تجھے واویلا کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن طبعی طور پر اب بھی غم مسلط ہے تو اگلے جملے نے اس کا علاج کر دیا کہ **و انا الیہ راجعون** ہم سب لوٹ کر اس کی طرف جانے والے ہیں جہاں وہ گیا ہے وہاں تم نے بھی جانا ہے یہ جدائی عارضی ہے تو اسے طبعی طور پر سامان تسلی مل گیا''۔ (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

موت مصیبت بھی نعمت بھی

فرمایا: ''موت جس طرح فزع اکبر اور عظیم ترین مصیبت ہے ویسے ہی عظیم ترین نعمت اور عظیم ترین انعام خداوندی بھی ہے۔ موت کے بارے میں صرف ایک ہی پہلو سامنے نہیں رہنا چاہئے یعنی ''ہائے افسوس'' کا' بلکہ خوشی کا بھی ایک پہلو ہے کہ یہ تحفہ مومن بھی ہے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا یہ طریقہ اور راستہ ہے دنیا کی آبادکاری کا یہ طریقہ ہے نئے نئے علوم پیدا ہونے کا یہ طریقہ ہے اور نئے مربیوں کے پیدا ہونے کا یہ طریقہ ہے اس لئے موت کا صرف ایک پہلو نہیں کہ اس سے ڈریں بلکہ موت میں خوشی کا پہلو بھی ہے کہ اس کا انتظار بھی کریں اور اس کی تمنا بھی کریں''۔ (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

مقام عبرت

فرمایا: ''موت کا اصل مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے عبرت حاصل کی جائے اور اپنے اخیر وقت کو یاد کیا جائے اور ایسے سامان پیدا کئے جائیں کہ ہمارے لئے بھی نافع ہوں اور میت کے لئے بھی نافع ہوں''۔ (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

دنیامیں خوشی کم

فرمایا: ''ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جب آدم علیہ السلام کا پتلا اللہ تعالیٰ نے بنایا اور مٹی کو پانی میں بھگویا تو چالیس دن اس پر پانی پڑا ہے اور چالیس دن اس پر مینہ برسایا گیا ہے تو روایات میں ہے کہ اس مٹی پر انتالیس دن غم کا مینہ برسا اور ایک دن خوشی کا مینہ برسا۔ اس لئے دنیا میں خوشی کم اور مصیبت زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے انسان زیادہ تر پریشانیوں میں مبتلا رہتا ہے۔'' (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

میت پر رونا

فرمایا: ''میت پر درحقیقت اس کی موت پر رونا نہیں ہوتا بلکہ رونا اپنی جدائی کا ہوتا ہے اپنے نفع کے گم ہو جانے کا ہوتا ہے۔ ورنہ میت تو اپنے اعلیٰ مقام پر پہنچتا ہے تو اعلیٰ مقام پر پہنچنے کی وجہ سے کسی کو غم تھوڑا ہی ہوتا ہے''۔ (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

عقل وبصیرت

فرمایا: ''اگر انسان آفاق و انفس اور اس مادی عالم پر نظر ڈالے اس کے حوادث و واقعات کو امعان نظر سے دیکھے عقل وبصیرت، تدبر اور تفکر سے کام لے تو یہ چیز اس کیلئے بڑے سے بڑے واعظ اور مقرر کا کام دے گی اور انسان ہر وقت وعظ کہہ سکتا ہے اور اس سے پند ونصیحت حاصل کر سکتا ہے۔'' (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

دنیا امتحان گاہ

فرمایا: ''یہ دنیا جس سے ہم اور آپ گزر رہے ہیں درحقیقت یہ پوری کی پوری امتحان گاہ ہے اس میں حق تعالیٰ شانہ نے ہماری جانچ اور آزمائش کے لئے ہمیں بھیجا ہے جانچ اور آزمائش کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے جو جوہر پیدا کئے ہیں ان کو کھول دے اور نمایاں کر دے یعنی ہر چیز کی خاصیت کو ظاہر ہونے کا موقع دے۔'' (جواہر حکمت حکیم الاسلام)

بچوں کو مارنے کی شرعی حدود

اصلاح منکرات میں ایک بہت بڑی چیز اپنی اولاد کی اصلاح ہے۔ اس میں اعتدال ہونا چاہئے نہ تو ضرورت سے زیادہ سختی کی جائے اور نہ ہی اتنی نرمی کہ بیٹا ابا بن جائے۔

جب تک اولاد نابالغ ہے' شریعت نے ان پر والد کو حاکم بنایا ہے۔ ان کی تربیت اس پر لازم ہے کہ نرمی سختی سے حسب موقع کام لے۔ پٹائی کی ضرورت ہو تو پٹائی کرے کسی ناجائز کام کی اجازت ہرگز نہ دے۔ جب اولاد بالغ ہوگئی اب انہیں مارنا جائز نہیں۔ زبانی سمجھانا اور دعا پر اکتفا کرے۔

بچوں کو مارنے کے یہ مراحل ہیں۔ پہلے حسن تدبیر سے کام لیا جائے۔ اللہ کی محبت کی باتیں' اللہ کا خوف دل میں بٹھانے کی باتیں' جنت اور جہنم کی باتیں' ایسی باتوں سے بچوں کا دل بنانے کی کوشش کی جائے۔ ایسی باتیں خود زبانی کہنے کی بجائے کسی کتاب سے پڑھ کر سنائی جائیں۔ دوسری تدبیر مثلاً جب تک سبق یاد نہیں کرو گے یا فلاں کام نہیں کرو گے تو کھانا بند یا اتنی دیر کھڑے رہو۔ یا فلاں غلط کام نہیں چھوڑو گے تو تم سے بات نہیں کریں گے۔ بہت سے بچوں پر بات نہ کرنے کا بہت اثر ہوتا ہے اور اگر مارنا ہی پڑے تو جب غصہ آیا ہوا ہو تو اس وقت قطعاً کوئی سزا نہ دیں۔ ایسی حالت میں سزا دینا ممنوع ہے جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو سوچیں کہ اسے سزا دی جائے یا نہ دی جائے۔ ڈاکٹر کی مثال سوچیں کہ ڈاکٹر غصے کی حالت میں آپریشن تھوڑا ہی کرتا ہے۔ اور اگر دی جائے تو کتنی دی جائے۔ اگر ایک ڈانٹ سے کام چل جاتا ہے تو دوسری بار ڈانٹنا جائز نہیں۔ اگر ذرا سا کان کھینچنے سے کام چل جاتا ہے تو پھر تھپڑ لگانا جائز نہیں۔ اگر ایک طمانچہ لگانے سے کام چل جاتا ہے تو دو لگانے جائز نہیں۔ سوچیں اگر حد سے تجاوز کیا تو میری گردن پکڑی جائے گی۔

بچوں کی تربیت

(۱) ایک وقت روزانہ متعین کریں۔ چار پانچ منٹ بھی کافی ہیں مگر ناغہ نہ ہو' روزانہ کوئی ایسی کتاب (مثلاً فضائل اعمال اور فضائل صدقات) بچوں کو سنایا کریں۔ جس میں

نیک بندوں کے حالات اور اچھے نتائج، برے لوگوں کے حالات اور ان کے برے نتائج آخرت کے ثواب، جہنم کے عذاب وغیرہ کا بیان ہو۔ یہ باتیں بتایا کریں۔ ایک بار بتانا کافی نہیں بار باران باتوں کا تذکرہ ہوتا رہے۔ ایسی باتیں خود زبانی کہنے کی بجائے کسی کتاب سے پڑھ کر سنائی جائیں تو فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ کہ موقع بہ موقع جہاں بچہ کوئی اچھا کام کرے تو اسے شاباش دے دی جائے اور اسے بتایا جائے کہ اچھے کاموں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اور جہاں کوئی شرارت یا غلط کام کرے تو اسے موقع پر ٹوکا جائے۔ اگر موقع پر تنبیہ نہیں کریں گے تو چند منٹ جو کتاب پڑھ کر سنائی تھی یا زبانی تبلیغ کی تھی اسی کا اثر ضائع ہو جائے گا۔

تربیت کا ایک گر

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولاد کی تربیت کے بارے میں تفویض سے کام لینا چاہئے۔ تفویض کا یہ مطلب نہیں کہ محنت چھوڑ دو بلکہ اسباب اور محنت سے نظر ہٹا کر اللہ تعالیٰ پر نظر قائم کرو۔

بسا اوقات والدین اولاد کو سدھارنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے باوجود اولاد نہیں سدھرتی۔ بلکہ اور زیادہ بگڑتی چلی جاتی ہے۔ اس کے برعکس بعض والدین اولاد پر کوئی ضابطہ نہیں رکھتے بالکل آزاد چھوڑ دیتے ہیں اس کے باوجود اولاد صالح بن جاتی ہے۔ شیطان ایسے واقعات سے عوام کو فریب دے کر یوں گمراہ کرتا ہے کہ اولاد پر پابندی نہیں رکھنی چاہئے۔ آزاد چھوڑ دینا چاہئے۔ یہ شیطان کا دھوکہ ہے، ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، بندے کا کام یہ ہے کہ مالک کے حکم کی تعمیل کرے۔ وہ لوگ جو اولاد کو سدھارنے اور ان کی تربیت کی کوشش نہیں کرتے آزاد چھوڑ دیتے ہیں وہ عنداللہ سخت مجرم ہیں ان کی اولاد کیسی ہی سدھر جائے تو بھی والدین پر فرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے گرفت ہوگی۔

صحیح تربیت کے بچوں پر اثرات

بچوں کو محبت سے سمجھایا جائے تو وہ بہت جلدی اثر قبول کرتے ہیں اپنے بچوں کی

مثال بتا تا ہوں۔ ہمارے گھر میں اگر کوئی چیز تصویر والی آجاتی ہے تو ہمارے بچے اس پر یوں لپکتے ہیں کہ میں اسے نوچوں گا۔ بچوں میں تصویر مٹانے کا یہ جذبہ تھا۔ بچوں کا یہ حال کہ کھیلتے ہوئے کئی دفعہ اختلاف ہو جاتا ہے کہ یہ کام جائز ہے یا ناجائز۔ جب میں کہتا ہوں کہ جائز ہے تو کرتے ہیں۔

کتاب ''باب العمر'' میں ایک قصہ ہے کہ ایک چھوٹی سی بچی شاید چار سال کی وہ کسی گھر میں گئی وہاں ٹی وی تھا تو گھر والوں سے کہنے لگی۔ دیکھو تم نے ٹی وی رکھا ہے اللہ تمہیں آگ میں پھینک دینگے۔ بچوں کا ذہن ایسے بنتا ہے۔

لہٰذا جہاں کہیں بچہ شرارت کرے اسے فوراً محبت سے سمجھایا جائے اس طریقے سے بچوں کی تربیت ہوتی ہے۔

ہماری غفلت

آج کا مسلمان بچوں کو بنانے کیلئے پانچ منٹ دینے کو بھی تیار نہیں فضول باتیں کرتا رہے گا مگر بچوں کی تربیت نہیں کرتے۔ بچوں کی صحیح تربیت ہو جائے تو والدین کیلئے بھی راحت کا ذریعہ بنیں گے اور موت کے بعد ان کا ثواب والدین کو ملتا رہے گا۔

میں نے یہاں ایک چھوٹا سا بچہ دیکھا جس کی شلوار ٹخنوں سے نیچی تھی۔ میں نے یہاں سے فون کروایا کہ آپ کے بچے کی شلوار ٹخنوں سے نیچے تھی ایسے کیوں ہوا؟ جواب ملا کہ بچہ چھوٹا ہے الاسٹک کا ازار بند ہے کھسک جاتا ہے میں نے کہا کہ اس کا علاج تو بہت آسان ہے بچے کو یہاں بھیجیں میں اس کی شلوار کو آدھی پنڈلی سے کاٹ دوں گا پھر کبھی بھی نہیں ڈھلکے گی۔ بھیجا ہی نہیں جب کچھ کرنا ہی نہ ہو تو کچھ نہیں ہوتا۔ ایک لڑکے نے ڈاڑھی رکھ لی تو اس کے گھر والے اس سے کہتے ہیں کہ اگر گھر میں رہنا ہے تو سیدھے سیدھے مسلمان بن کر رہو اور اگر ملا بننا ہے تو گھر سے نکل جاؤ۔ افسوس ایسے والدین بچوں کی صحیح تربیت کرنے کی بجائے انہیں برباد کر دیتے ہیں۔

(اصلاح منکرات از مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ بحوالہ ماہنامہ ''محاسن اسلام'' شمارہ 90)

دارالعلوم الہامی مدرسہ

فرمایا: ''دین کی بقاء علم دین کی بقاء سے ہے اور اگر علم دین باقی نہ رہے اور مسلمانوں کی شوکت وقوت باقی بھی ہو تو قابل اعتناء نہیں۔ تو وقت کے تمام اہل اللہ کے قلوب میں وارد ہوا کہ ایسا ادارہ ہونا ضروری ہے۔ ایک مجلس میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا گنگوہیؒ وغیرہ اکابر جمع تھے۔ دین کے بارے میں فکر دامن گیر تھی تو کسی نے کہا کہ مجھے کشف ہوا ہے کہ مدرسہ قائم ہونا چاہئے۔ غرض تمام اولیاء اللہ کا اجماع ہوا کہ ادارہ قائم ہو۔ تو یہ کوئی رسمی صورت نہ تھی بلکہ غیبی اور باطنی صورت تھی الہامی اور کشفی صورت تھی چنانچہ الہام خداوندی کے تحت اس مدرسے (دارالعلوم دیوبند) کا قیام عمل میں آیا''۔

روحانیت میں اجتماع

فرمایا: ''مادی چیزوں میں تغیر اور انتشار ہوتا ہے، روحانیت میں قدرتی طور پر اجتماع ہوتا ہے اور دارالعلوم کی بنیاد روحانیت پر ہے۔ مادہ کا خاصہ ہی تغیر ہوتا ہے اور روحانیت میں ایسا نہیں ہوتا۔ ایک شیخ کے مرید اور ایک استاد کے شاگرد قدرتی طور پر مجتمع اور آپس میں جڑے رہتے ہیں''۔

دارالعلوم کی روحانی اولاد

فرمایا: ''مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب سے ذکر کیا کہ بریلی میں ایک مدرس ہیں جو دارالعلوم کے نمایاں فاضل ہیں۔ انہیں دارالعلوم میں بلالیں، مولانا خاموش رہے، چپ ہو گئے۔ تین دفعہ عرض کیا گیا پھر عرض کیا کہ آپ کیوں رکاوٹ کرتے ہیں؟ فرمایا کہ ان کو بلانا غلط ہے، اس لئے کہ جو فاضل جہاں بیٹھا ہے وہاں دارالعلوم دیوبند قائم ہے اسی طرح گویا ہر شہر اور ہر قصبہ میں دارالعلوم قائم ہے۔ یہ دارالعلوم دیوبند کی وسعت ہے، آپ فاضل کو بلا کر دارالعلوم کے دائرے کو سمیٹ کر محدود کر رہے ہیں اور میں سمیٹنا نہیں چاہتا ہوں یہ ساری روحانی اولاد دارالعلوم کی ذریت ہے''۔

(ملفوظات حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب بحوالہ جواہر حکمت)

دو پیسہ کی درویشی

''حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ آج کل درویشی دو پیسہ میں ملتی ہے کہ ایک پیسہ کا گیرو خرید لیا اور کپڑے رنگ لئے اور ایک پیسہ کی تسبیح خرید لی۔ درویش ہو گئے۔'' ہمارے بزرگوں کے طریق کو تو ظاہر میں مولویت سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے درویشی سے کیا تعلق۔ ایسے لوگوں میں تو جس قدر خلاف شریعت ہو وہ زیادہ کامل سمجھا جاتا ہے اسی کو مولانا فرماتے ہیں (قصص الاکابر)

ہم نے دیکھی ہیں وہ آنکھیں

ایک صحابیؓ ایمان لائے اور کچھ عرصہ صحبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنے کے بعد گھر واپس گئے۔ وہاں ان کے کسی عورت کے ساتھ مراسم اور تعلقات تھے۔ وہ عورت ان سے ملنے کے لئے آئی' انہوں نے رخ پھیر لیا۔ وہ کہنے لگی' کیا بات ہوئی؟ وہ بھی وقت تھا جب تم میری محبت میں بے قرار ہو کر گلیوں کے چکر لگاتے تھے' مجھے ایک نظر دیکھنے کے لئے تڑپتے تھے' میری ملاقات کے شوق میں ٹھنڈی آہیں بھرتے تھے۔ جب میں تم سے ملاقات کرتی تھی تو قسمیں کھا کھا کر اپنی محبت کی یقین دہانیاں کرواتے تھے۔ اب میں خود چل کر تمہارے پاس ملنے کے لئے آئی ہوں تو تم نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ فرمانے لگے کہ میں ایک ایسی ہستی کو دیکھ کر آیا ہوں کہ اب میری نگاہیں کسی غیر پر نہیں پڑ سکتیں۔ میں دل کا سودا کر چکا ہوں۔ وہ عورت ضد میں آ کر کہنے لگی' اچھا ایک مرتبہ میری طرف دیکھ تو لو۔ اس صحابیؓ نے فرمایا' اے عورت! چلی جا' ورنہ میں تلوار سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ سبحان اللہ (ماہنامہ ''محاسن اسلام'' شمارہ 90)

جنت کی چادر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اُس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اڑھائی جائے گی (ترمذی شریف)

ارشادات: حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ

اگر بندہ اپنی ہر خطا پر ایک کنکر اپنے گھر میں ڈال دیا کرے تو تھوڑے ہی دنوں میں بھر جائے گا۔ نیز فرمایا کوئی گناہ کسی رضا مندی سے حلال نہیں ہوتا۔

ارشادات: حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

دنیا کی مصیبتیں بظاہر زخم ہیں۔ مگر درحقیقت ترقیوں کا موجب ہیں۔

حادثات دنیا کی تلخی کڑوی دوا کی مثل ہے۔

ارشادات: حضرت امام غزالی رحمہ اللہ

وہ دعوت سب سے بدتر ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور مسکین نہ بلائے جائیں۔

بدعتی، ظالم، فاسق، متکبر کی دعوت قبول مت کرو۔

ارشادات: حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ

آنکھ سب کی طرف سے بند کرلے۔ خصوصاً بری نگاہ سے کبھی نہ دیکھ۔

محبت ایک ایسی چیز ہے جو سیکھنے اور کسی کے بتانے کی نہیں ہے۔

ارشادات: حضرت یحیٰی برمکی رحمہ اللہ

جو اچھی بات سنو، لکھ لو اور جو لکھوا سے حفظ کرلو، جو حفظ ہے اس کو بیان کرو۔

جب بادشاہ کی صحبت میسر ہو تو اسکے ساتھ ایسا برتاؤ کرو جس طرح عاقل عورت بیوقوف شوہر کو راضی کرتی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ

فرماتے ہیں، حکومت اور عورت کی محبت کا چھوڑنا صبر سے زیادہ کڑوا ہے۔

اہل اللہ مال پا کر متواضع ہوتے ہیں اور اہل دنیا مغرور۔ وہ شکر گزار ہوتے ہیں اور یہ غافل ہوجاتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ اگر عبادت پرندہ ہوتی، نماز اور روزہ اس کے پر ہوتے۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب تم کسی عالم کو بادشاہ یا امرا کے ہاں جاتا دیکھو تو جان لو کہ وہ چور ہے۔

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں عالم دین کے فساد کی علامت یہ ہے کہ اس کے نزدیک گفتگو کرنا خاموش اور سننے سے بہتر ہو۔

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں بیوقوفوں کی کوشش روایت پر تمام ہے اور عالم کی کوشش سمجھنے اور غور کرنے میں ہے۔

حضرت مالک بن مغول رحمہ اللہ

حضرت مالک بن مغولؒ فرماتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا، سب سے زیادہ شریر کون ہے؟ فرمایا، بگڑا ہوا عالم۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اعلانیہ گناہ کرنے کے باعث دوزخ میں آ جائے گا۔ وہ ریا کار کی نسبت آرام میں ہوگا۔

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ

برتنوں کے ٹوٹنے پر خفا نہ ہو کیونکہ ان کیلئے بھی تمہاری طرح وقت مقرر ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ

فرماتے ہیں۔ وہ اوصاف جو دوسو سال بعد علماء میں پیدا ہونگے ان سے پناہ مانگو (یہ قول ایک ہزار سال پیشتر کا ہے)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ

حضرت مالک رحمہ اللہ بن دینار فرماتے ہیں جس دل میں غم نہ ہو وہ بگڑ جائے گا۔ جیسا کہ جس گھر میں رہائش نہ ہو تو بگڑ جاتا ہے۔

حضرت شبعی رحمہ اللہ

حضرت شبعیؒ فرماتے ہیں اگر لوگ چھوٹی مصیبت کا مقابلہ بڑی مصیبتوں سے کریں تو بعض مصیبتوں کو بھی عافیت سمجھیں۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ

حضرت طاؤس فرماتے ہیں۔ کہ میری زبان درندہ ہے اگر اسے چھوڑ دوں تو یہ چٹ کر جائے۔

حضرت وسیع بن جراع رحمہ اللہ

حضرت وسیع بن جراع رحمہ اللہ فرماتے ہیں بہت کم لوگ ہیں جو غیبت سے بچے ہیں۔ آپ نے ایک شخص کی فحش کلامی سن کر فرمایا۔ "ہوش کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے نام کیسا خط بھیج رہا ہے۔

حضرت زہری رحمہ اللہ

حضرت زہریؒ سے غیبت کی نسبت سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا
جس بات کو تو اپنے دوست کے روبرو خطاب کرنا پسند نہیں کرتا وہ غیبت ہے۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ

حضرت مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کی صحبت میں اگر کچھ نیکی بھی ہو تو بھی اس کی حفاظت وعافیت گوشہ نشینی میں ہی ہے۔

بیٹا ہونے کا تعویذ

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیاض میں ایک عمل لکھا ہے وہ یہ کہ سورۃ یوسف کو کسی کاغذ پر باریک باریک اس طرح لکھے کہ اس کے حروف نہ مٹیں اور پھر اس کو موم جامہ کر کے کوئی خاتون اپنے پیٹ پر باندھ لے۔ جب تک وہ تعویذ اس کے پیٹ پر بندھا رہے گا ان شاء اللہ لڑکا ہی پیدا ہوگا۔ بعض دوستوں نے اس کا تجربہ کر کے بتایا کہ ہم نے اس کو درست پایا۔ (محاسن اسلام مارچ ۲۰۰۰ء)

صحت کا فارمولا

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے ۔۔۔ وہاں تک چاہئے بچنا دوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی ۔۔۔ تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی ۔۔۔ تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی
بنے گر خون کم، بلغم زیادہ ۔۔۔ تو کھا گاجر، چنے، شلغم زیادہ
جو بد ہضمی میں چاہے تو افاقہ ۔۔۔ تو دو اک وقت کا کر لے تو فاقہ
جو پیچش ہے تو کیلا اور دہی کو ۔۔۔ ملا کر شہد میں کھا لے اسی کو
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا ۔۔۔ اگر ضعف جگر ہے کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا ۔۔۔ اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا
جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس ۔۔۔ تو پھر ملتانی مصری کی ڈلی چوس
زیادہ گر دماغی ہے تیرا کام ۔۔۔ تو کھا لے شہد کے ہمراہ بادام
اگر ہو قلب پر گرمی کا احساس ۔۔۔ مربہ آملہ کھا اور انناس
اگر گرمی کی شدت ہو زیادہ ۔۔۔ تو شربت پی انناس آب سادہ
جو دکھتا ہے گلا نزلے کے مارے ۔۔۔ تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہے درد سے دانتوں کے بے کل ۔۔۔ تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل
نبی کا قول سن بہ اُمید اِدراک ۔۔۔ روزانہ تو کیا کر تازہ مسواک

(جناب اسد ملتانی مرحوم)